

واللہ اعلم بالصواب
 واما افاضاء وارضاء اللہ تعالیٰ کے لیے ہرگز نہ ہونے
 واما اہل کی تحریر و حالہ ہات اور کچھ اور کتابت کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی
 محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ

پیشکش
 لاہور

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کَفَايَةُ الْمُفْتِي

مُفْتِي عِلْمِ خَيْرَتِ مَوْلَانَا مُفْتِي
مُحَمَّدُ كَفَايَةُ اللَّهِ وَهَلْوَى

جلد ہفتم

کتاب الوقف، کتاب المعاش

دارالافتاء
اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

اس جدید ترجمہ و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : ذلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء ذلیل پریس کراچی۔
صفحات : 3780 صفحہ دورہ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے لیے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادی بی بی امجد علی بروہہ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۰۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 ناگہروڈ لاہور
مکتبہ کبک پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
مکتبہ خاندانہ رشیدیہ۔ مدینہ فارکیٹ راجہ بازار اوپنڈی
یونیورسٹی کتب خانہ کبک شہر بازار پشاور

دیباچہ

نحمد اللہ العلیٰ العظیم ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

اقابعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد ہفتم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد ہفتم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے:

رجسٹروں سے ۲۲۱ الجمعیت سے ۳۲ مفرق ۱۰۵ کل ۳۶۸

جلد اول سے جلد ہفتم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد تین ہزار تین سو چوراسی (۳۳۸۴) ہوئی۔

اس کے بعد انشاء اللہ جلد ہفتم ہے جو کتاب الامیع سے شروع ہوتی ہے۔

فالمنة للہ اولاً و آخراً۔

احقر حفیظ الرحمان واصف

فہرست عنوانات

	کتاب الوقف
	پہلا باب: مسجد کی بناؤ تعمیر
۲۵	فصل اول: مسجد کے بنائے اولین اور بنائی
۱	مسجد کے نیچے دکانیں تعمیر کرنے کا حکم
۴	مسجد کے نیچے بنائی دکانوں پر ذاتی ملکیت کا دعویٰ کرنا
۲۶	فصل دوم: بنائے اول کے بعد غیر بنائی کے تصرفات
۱	مسجد کے نیچے خالی جگہ ہو تو مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم
۲۸	مسجد کی آمدنی کو دوسری مسجد، مدرسہ، خیراء وغیرہ پر خرچ کرنے کا حکم
۲۹	مضبوط اور مستحکم مسجد گر اگر اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنا
۳۰	مسجد کے صحن کے نیچے دکانیں بنا کر کرایہ وصول کرنا
۳۰	مسجد گر اگر اس کی جگہ دکانیں بنانا، دکانوں سے وصول شدہ ناجائز کرایہ مسجد پر ملنا
۱	مسجد کی دیوار کی جگہ مسجد سے باہر نکالنا ناجائز ہے
۱	قبرستان کی فارغ زمین مسجد میں داخل کرنا
۱	قبرستان جانے کے لئے مسجد سے راستہ لینا
۳۲	مسجد مکمل ہونے کے بعد دوسری مسجد بنانا
۱	مسجد میں دینی علوم کا درس دینا
۱	چھوٹی مسجد کو بڑی مسجد کے صحن میں شامل کرنا
۳۳	مسجد کی ضروریات کے لئے خالی زمین پر لام کا حجرہ ملو
۱	ناجائز رسومات کے لئے مکان بنانا
۳۳	مسجد کے لئے وقف اسی مسجد پر خرچ کیا جائے
۱	پرائی مسجد کی کچھ زمین پر مسجد کی آمدنی کے لئے دکانیں بنانا
۱	پکلی مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا
۳۵	مسجد بننے کے بعد نیچے والی دکان کو پائے خانے کے لئے کرایہ پر دینا
۱	مسجد کے قریب بنے ہوئے کتب الخلاء کو مسجد سے دور کرنے کا حکم

صفحہ	عنوان
۳۷	حکومت مسجد کو اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی۔
۴	مسجد کی سٹر حسیاں کو تباہوں کو کرایہ پر دینا ناجائز ہے۔
۳۸	مسجد یا ضروریات مسجد کے لئے وقت شدہ زمین پر مسجد بنانا۔
۳۰	قبروں کے اوپر مسجد تعمیر کرنا۔
۹	مسجد کے جھن میں عوض اور پانخانہ وغیرہ دھانے کا حکم۔
۴۱	فصل سوم: مسجد کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنا۔
۹	مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم۔
۴۲	مسجد کو منتقل کرنے، گرانے اور دوسری ضروریات میں لانے کا حکم۔
۵	مسجد کو بھی عوض یا عوض سڑک کے لئے دینا جائز ہے۔
۴۳	ایک مسجد کے علاوہ دوسری مساجد کو ختم کرنا ناجائز ہے۔
۹	آبادی ختم ہو جانے کی صورت میں مسجد کا حکم۔
۴۳	فصل چہارم: مسجد ضرار۔
۹	کیا آج کل بھی کسی مسجد کو مسجد ضرار کہہ سکتے ہیں؟
۹	کیا امام سے جھگڑنے کی وجہ سے علیدہ ناک ہوئی مسجد "مسجد ضرار" کہلائے گی؟
۴۶	فصل پنجم: زمین غیر موقوفہ پر مسجد بنانا۔
۹	پہلے پرانی ہوئی زمین پر مسجد، عمارتی مسجد کہلائے گی۔
۹	نیا عمارتی مسجد کو بھی ہمیشہ کے لئے باقی رکھا جائے۔
۹	عمارتی مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے پر چند "یعنی بھی ثواب کا کام ہے۔
۹	عمارتی مسجد حکومت کے ختم کرنے تک مسجد رہے گی۔
۴۹	سہ بھاری زمین پر بلا اجازت مسجد تعمیر کرنا۔
۵۰	راستی کی زمین پر مسجد یا عمارت بنانا۔
۵۱	حرام مال سے یا مضروب زمین پر عمارتی ہوئی مسجد میں غلام پر صائم کروا ہے۔
۵۲	مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم۔
۹	مالک سے تبرک وصول کی ہوئی زمین پر مسجد بنانا۔
۵۳	کرایہ پرانی ہوئی زمین میں مسجد بنانا۔
۵۴	غیر موقوفہ زمین پر مسجد کا حکم۔

صفحہ	عنوان
۵۵	مسجد کو شہید کئے جانے کی صورت میں مسلمانوں کی ذمہ داری
"	مسجد کو گرائے اور اس میں نماز ادا کرنے سے روکنے کا حکم
۵۷	مشترکہ زمین پر مسجد بنانے کا حکم
۵۸	مملوکہ زمین پر مسجد بنانا
"	مشترکہ یا دوسرے کے لئے وقف زمین پر مسجد بنانا
۵۹	حکومت کی زمین پر بلا اجازت مسجد بنانا
۶۰	فصل ششم: موضع میں بالخصوص
"	کیا مسجد کا حتم مسجد کے حکم میں ہے؟
۶۲	مسجد کے حتم میں مدرسہ یا اسکول قائم کرنا
۶۳	فصل ہفتم: تعدد مساجد
"	جامع مسجد کے علاوہ دوسری مساجد بنانا
۶۵	فصل ہشتم: مسجد کی زمین یا دیواروں پر
"	مسجد کی زمین یا دیوار پر قبضہ کر لینے کا حکم
"	مسجد کی دیوار پر اپنی دیوار رکھنا جائز ہے
"	مسجد کے عوض پر ذاتی مکان بنانا
"	مسجد میں سے راستہ بنانے کا حکم
"	مسجد کی زمین پر ذاتی مکان بنانا
۶۶	فصل نہم: مال مسجد کے مصارف
"	حتم مسجد میں موجود رقم پر کسٹ لینا
۶۷	مسجد کا پرانا سامان اور ملکہ فروخت کرنا
"	ایک مسجد کی رقم دوسری میں خرچ کرنا
"	مسجد کی آمدنی سے امام اور مؤذن کو تحلوں دینا جائز ہے
۶۸	ظہر اور عصر کی نماز اکثر ناغہ کرنے والے امام کی تحلوں کا حکم
"	فصل دہم: مسجد میں ناجائز رقم لگانا
"	حرام یا حرام اور حلال مخلوط آمدنی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
۶۹	ناجائز آمدنی والوں سے چندہ لینا

صفحہ	عنوان
۷۰	سودی اور غیر سودی رقم سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
۷۱	حرام اور حلال رقم سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم
۷۲	سود لینے والوں کی رقم مسجد پر لگانا
۷۳	جانکڑ اور ناجانکڑ آمدنی ملا کر کنواں اور مسجد بنانا
۷۴	شہ کا نمبر بتلا کر کمائی ہوئی آمدنی مسجد پر خرچ کرنا
۷۵	محنت کی کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
۷۶	پیشہ ور زانیہ عورت کی بھوائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
۷۷	رٹوں اور ٹکٹوں کی تعمیر کردہ مساجد میں نماز پڑھنا
۷۸	باقی چیزیں بیچ کر اس کی قیمت سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۷۹	سود کا پیسہ مسجد پر لگانا جائز ہے
۸۰	حرام مال یا قرض لے کر مسجد تعمیر کرنا
۸۱	سودی، لوروٹ کے عوض لی ہوئی رقم مسجد پر لگانا
۸۲	فصل یازدہم: سمت قبلہ
۸۳	سمت قبلہ سے منحرف مسجد گرا کر دوبارہ تعمیر کرنا
۸۴	فصل دوازدہم: غیر مسلموں کا مال مسجد میں لگانا
۸۵	غیر مسلم کی زمین اور مال مسجد کے استعمال میں لانا
۸۶	غیر مسلم کی رقم سے تعمیر شدہ مسجد میں نماز پڑھنا
۸۷	مسجد پر کافر کا روپیہ خرچ کر کے اس میں نماز پڑھنا
۸۸	ہندو کا مال مسجد میں لگانا
۸۹	ہندو کی بڑائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
۹۰	موت خاندان میں استعمال شدہ اشیاء کو مسجد میں لگانا
۹۱	ہندو کی رقم مسجد میں لگانا
۹۲	فصل پندرہم: متفرق مسائل
۹۳	جامع مسجد و ملی کانفرنس، مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) سے مشابہ نہیں ہے
۹۴	مسجد کے چیمبروں پر پانی کے ذریعے روپے لگانا
۹۵	عمارت قدیمہ پر جب مسجد بننے کی نشانیاں اور گواہ موجود ہوں تو وہ مسجد ہوگی
۹۶	

صفحہ	عنوان
۸۶	مسجد کے قریب ہندو سہما مذہب تعمیر کریں تو مسلمانوں کی ذمہ داریاں.....
۸۸	طواف کرنے کی جگہ پر چھت بنانا.....
۹	مکان جب مسجد کے لئے وقف کر دیا تو اسے خالی کرنا ضروری ہے.....
۸۹	کیا مشرق کی زمین پر مسجد یا قبرستان بنانے کے لئے تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے؟.....
۹۰	ہندوؤں کے ساتھ مل کر مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ بنانا.....
۵	مسجد کے قریب ہندو دیالاکو رو دار بنانا.....
۱۱	سرفراز اخراجات اور فضول رسموں کو چھوڑنا مستحسن ہے.....
۹	مسجد کے چندہ کے لئے جاری اسکیم کو روکنا.....
۹۲	مخصوص الفاظ پر مشتمل کتبہ مسجد میں لگانا.....
۹۳	مسجد کی تعمیر سے متعلق چند سوالات.....
۹۴	مسجد یا اس کے سامان میں شرکت نہیں ہو سکتی.....
۹	مسجد کی کوئی چیز اپنی ملکیت میں لینا.....
۹۵	مسجد سے لئے وقف شدہ زمین پر مسجد کے لئے مکان بنانا.....
۹	مسجد کی صفائی کے متعلق احکام.....
	دوسرے باب
	دینی مدارس
۹۹	فصل اول: مدرسے کا اور اس کے مال کا صحیح مصرف.....
۵	مدرسہ کی رقم کفار کی تعلیم پر خرچ کرنے کا حکم.....
۱۰۰	مسجد میں دینی اور عصری تعلیم جاری کرنا.....
۹	وقف کا حال واقف کی نیت کے مطابق خرچ کرنا.....
۱۰۳	فصل دوم: مدرسہ کے لئے غیر مسلم سے لے کر اولیٰ لینا.....
۵	ڈسٹرکٹ بورڈ سے نسوانی مدرسہ کے لئے لے کر اولیٰ لینے کا حکم.....
۹	فصل سوم: مدرسے کی رقم کو بینک میں رکھنا.....
۹	سخت ضرورت کی بناء پر مدرسہ کی رقم بینک میں رکھنے کا حکم.....
۱۰۳	فصل چہارم: مدارس اسلامیہ کے سرفراہ اور متفرق مسائل.....
۵	میلینین اور سرفراہ کے لئے بدایا اصول کرنے کا حکم.....

صفحہ	موضوع
۱۰۳	کیا چند و وصول کرنے والوں کو کسی رقم سے اجرت دی جاسکتی ہے؟
۵	مبلغ اور مدرس کو زکوٰۃ دینے کا حکم
۱۰۴	مدرسہ کے لئے اصل نرخ سے کمپنڈ ریجہ رکاز زمین خریدنا
۱۰۵	مسجد کی رقم چھوٹک سے سونے کرات مسجد اور دوسرے رفقاء کا مول پر خرچ کرنا.....
	تیسرے باب
	عید گاہ
۱۰۷	عید گاہ کے لئے مقرر کی ہوئی زمین پر رہائش کے لئے بھر سمانا
۱۰۸	عید گاہ و ذاتی منافع کے لئے استعمال کرنا
۵	یا عید گاہ کا مسجد کی زمین سے استعمال کرنا ہے؟
۶	عید گاہ و حذر کی وجہ سے اس کی جگہ منتقل کرنا
۵	پہلی عید گاہ کا سامان دوسری میں استعمال کرنا
۱۰۹	پہلی عید گاہ کی دولت و اس کو بنانے کے لئے دوسری لینا
۵	قبرستان یا عید گاہ کی دولت کو دوسرے کے لئے استعمال کرنا
۱۱۰	دوسروں کے استعمال میں عید گاہ لینا ہے
۵	ایک سے زیادہ جگہ میں عید گاہ بنانا.....
۱۱۱	عید گاہ لینا ہے اس قدر اور لینا ہے؟
۶	عید گاہ پر قبضہ نہیں کیا جاسکتا
۵	عید گاہ پر قبضہ کیا جائے تو مسلمانوں کی ذمہ داری
۵	عید گاہ کے مال کے ٹکٹے کا حکم
۱۱۲	عید گاہ کو دولت بنانا یا نہیں
۵	عید گاہ کیسے بنایا جائے غیر عورت کے لئے بنانا
۵	یا عید گاہ کو دولت بنانے کے لئے پریشانی نہ ملے گی؟
۵	عید گاہ کو حق عمر مندرجہ کرنا ہے
۱۱۳	عید گاہ و مسجد کے لئے زمین میں نماز پڑھنا
۱۱۴	عید گاہ لینا ہے اور لینا ہے؟
۵	عید گاہ لینا چاہئے یا نہیں کارخانہ تعمیر

صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۴	مساجد اور عید گاہ کو کرایہ پر دینا
۱۱۵	چوتھا باب مقبرہ اور قبرستان
۱۱۶	قبرستان کے درختوں کو گھر میں مسجد کے لئے استعمال کرنا.....
۱۱۷	قبرستان سے بہا درخت کاٹنے کا حکم
۱۱۸	موتی عدالت کی وجہ سے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے نہیں روک سکتا
۱۱۹	مملوکہ قبرستان میں مالک کی اجازت کے بغیر دفن کرنا.....
۱۲۰	قبروں کے اوپر مسجد کے صحن سے نیچے کودا مہنا
۱۲۱	ممدہ قبرستان میں قبریں بید ہو جائیں تو اس زمین کو استعمال میں لانا ناجائز ہے
۱۲۲	قبرستان کی جگہ شہادت قیہ کرنا
۱۲۳	مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہونا
۱۲۴	قبرستان میں درخت لگانا اور ان کے پھلوں کا حکم.....
۱۲۵	قبرستان میں اپنا مکان تعمیر کرنا.....
۱۲۶	کسی کی مملوکہ زمین پر اجازت مسجد قیہ کرنا
۱۲۷	قبرستان کی زمین کسی دوسری ضرورت کے لئے استعمال کرنا
۱۲۸	مملوکہ قبرستان میں مالک کی اجازت سے بغیر دفن کرنا
۱۲۹	وقف نامہ میں قبر مخصوص کرنے کی صورت میں دوسرے موقوف کو نکالنے کا حکم
۱۳۰	قبرستان میں جانوروں کو کھانے چرنے کے لئے چھوڑنا ناجائز ہے
۱۳۱	قبرستان کے متصل عدت مہنا
۱۳۲	زمین خرید کر میت دفن کرنے کی صورت میں اس کی قیمت کو کرنا ناجائز
۱۳۳	وقف کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے وقفہ وقفہ میں وقفہ کرنے کا اختیار
۱۳۴	مسجد اور قبرستان ہانے کے لئے وقفہ وقفہ میں سے راستہ دینا
۱۳۵	وقف کی آمدنی میں نفع بخش وقفہ کا موتی کو اختیار ہوتا ہے
۱۳۶	قبرستان میں گند کی پھیلانے اور اس کی زمین کو چھینے کا حکم
۱۳۷	وقف شدہ قبرستان کو چھینا اور زمین رکھنا ناجائز ہے
۱۳۸	قبرستان پر چھینا جانے والی زمین میں مہنا ہانے کا حکم

صفحہ	عنوان
۱۳۳	مخصوص گھروں کے لئے وقف قبرستان پر مسجد بنانے کا حکم
۱۳۴	مسلموں کے قبرستان کی مشرکین سے حفاظت اور صفائی کرنا
۹	کیا مشرکین کی صحبت سے مسلمان روجوں کو تکلیف پہنچتی ہے؟
۹	غیر مسلم مازنٹن کو ہر طرف کرنے کا حکم
۱۳۵	پرانے قبرستان پر مسجد تعمیر کرنا
۹	مسجد کی حدود میں قبریں ہوں تو نماز کا حکم
۱۳۶	مزار پر حرام کا پتہ لگانا
۹	وقف شدہ قبرستان میں مسجد بن کر نماز پڑھنے کا حکم
۹	نماز جنازہ کے لئے مخصوص چوتھے پرچہ وقت نماز پڑھنے کا حکم
۱۳۷	قبرستان کی جگہ پر مسجد کو وسیع کرنا
	پانچواں باب
	تولیت و انتظام
۱۳۹	متولی بنانے اور وقف شدہ اشیاء کو استعمال کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
۱۴۰	متولی کو بھی وہ چیز تولیت سے بھید نہیں کیا جاسکتا
۹	متولی سے وقف شدہ مکان ہو تو اسے خالی کرانے کا حکم
۱۴۱	متولی واقف کی تدابیر کی ترتیب سے مقرر ہوں گے
۱۴۲	وقف سب صحیح ہو تا ہے اور متولی کو سب پر طرف کیا جاسکتا ہے؟
۱۴۳	پندہ سے بنائی گئی وقف شدہ مسجد کو قتل لگانے کا حکم
۹	کیا محلہ کے قبرستان غیر اہل محلہ میتوں کی تدفین کر سکتے ہیں؟
۹	نماز جنازہ کی اجرت لینے کا حکم
۹	متولی کی تعریف اور اس کی ذمہ داریاں
۱۴۵	مسجد کی جو رقم مقدمہ پر خرچ کی گئی ہے اس کے ذمہ دار متولی ہیں
۹	مقدمہ کے لئے جمع کی ہوئی رقم لوٹائی ہوئی رقم واپس لینا
۱۴۶	تولیت میں وراثت سے متعلق متفرق مسائل
۱۴۹	واقف کار کا بھتیجا متولی کو معزول نہیں کر سکتا
۱۵۰	تولیت کا حق واقف کی اولاد کا ہے نہ کہ متولی کے وارثوں کا؟

صفحہ	عنوان
۱۵۰	کیا متولی کی ولاد وصیت کے مطابق خرچ کر سکتی ہے؟
۱۵۱	قانون وارثت کا انکار کرنے کا حکم
۱۵۲	منتظم مسجد کو عند اور عزا کی وجہ سے معزول نہیں کیا جاسکتا
۱۵۳	لو قائف اسلامیہ کو حکومت کی زیر نگرانی دینا درست نہیں ہے
۱۵۳	کیا نہ من اپنے پاپ کی جگہ متولی نہیں بن سکتا؟
۱۵۳	مسجد کی منتظم یعنی کالام کو معزول کرنا
۱۵۴	متولی کا قاضی کو معزول کرنے کا حکم
۱۵۵	مسجد میں دوسری جماعت کا حکم
۱۵۵	دو بھوں کو نکاح میں رکھنے والے اور سود خور کو متولی بنانا
۱۵۶	کیا مسجد کا متولی لام اور موزن رکھنے میں خود مختار ہے
۱۵۶	مذہبی اور تعلیمی ادارہ میں ایک شخص کو متولی بنانے کا حکم
۱۵۶	مستمر کی خصوصیات
۱۵۷	مدرسہ کے معاملات کے بارے میں شوریٰ فیصلہ کر سکتی ہے
۱۵۷	کیا متولی وقف شدہ چیز دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے
۱۵۷	وقف کو باطل یا تبدیل کرنے کو شرط کے ساتھ مطلق کرنا
۱۵۸	وقف کے بعد ابطال اور وصیت کا حکم
۱۵۸	کیا ماحق شدہ ولاد اور ان کی ولاد تولیت کا حق رکھتی ہے؟
۱۵۹	حق تولیت میں ولاد کے لئے ترجیحی حق ہوتا ہے
۱۵۹	وقف میں ابطال، وصیت اور تفتیش کا حکم
۱۶۰	مسجد کا انتظام یہ کس کی کو ذائقہ دے گی کی خاطر ہر طرف نہیں کیا جاسکتا
۱۶۱	مسجد کی تولیت کے لئے اہلیت ضروری ہے
۱۶۲	۱۰ دینار بننے والے اور حج ذکوہ فریضہ کے منکر کو مسجد کا متولی بنانا
۱۶۲	کیا وقف کی شرط کے مطابق متولی بنایا جائے گا
۱۶۳	متولی نہ ہونے کی صورت میں نمازیوں کو لام اور موزن مقرر کرنے کا حق ہے
۱۶۳	یہ متولی اپنی زندگی تولیت منتقلی نہیں کر سکتا؟
۱۶۳	دب متولی یا نہد کر ہوں تو میں پر عمرانی کی تحلو کو مسجد کی آمدنی سے نہیں دی جاسکتی

صفحہ	عنوان
۱۶۵	تہیت اور وقف و رویدل اور ترمیم کی شرط لگانا.....
۱۶۷	”سجد کی آمدنی کھانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم
”	واقف اپنے شریک واقفین کو اسے قیامت کا زیور ہوتا ہے
۱۶۸	مسئلہ نوں کے لئے شریک اب اور خیرین تہارت مطلقہ کا جائز ہے
”	شراب اور خمر کے تاجر کو مسجد کا متولی نہ بنایا جائے
”	شراب اور خمر کے تاجر کا مال مسجد میں لایا جاسکتا ہے
۱۶۹	واقف کرنے والی عورت کی وفات سے بعد اس کی اولاد تو قیامت کی زیور ہوتا ہے
”	واقفین یا ان کی ہوئی شرط سے متعلقین عین تولیت کا حقدار ہے
۱۷۰	مفتی اور پریسہ دار قادیانی کا تولیت اور سجاد کی لئے انتخاب کرنا جائز ہے
۱۷۱	مسجد کی رقم دہانے والا عین اور ناقص ہے
”	متولی مسجد کے ذمہ مسجد کی آمدنی کا حساب کتاب رہنمائی ہے۔
۱۷۲	یاد ہو: میں اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے امین کو متولی بنایا جاسکتا ہے؟
”	واقف اور اس کی اولاد واقف کے بھائیوں سے تولیت میں مقدم ہے
”	نقصان کے لئے وقف کی ہوئی آمدنی سے واقفین حجت مند اولاد اور اقارب کو دے سکتے ہیں
”	عورت متولی بن سکتی ہے.....
”	متولی کا وقف کی آمدنی سے معاوضہ لینا.....
۱۷۳	شراب خور اور محرمات شریعہ نامہ نسب واقف کا متولی نہیں بن سکتا
”	موتیل رخصت کی ابتدا میں رخصت معروضہ کی تحفہ کو لینے کا حکم
۱۷۹	یہ شخص شامی یا زمین کی رخصت متعین کرنے میں خود مختار ہے
۱۸۰	یہ مسجد کی عینی یا نمائندگی مابین اب امام مقرر کر سکتے ہیں
۱۸۱	واقف کی وصیت کے خلاف رہنے والا مسجد کا بیکریٹری بننے والا نہیں
۱۸۲	مسجد کی کچنی کے حصص لینے والے پر ان کی قیمت لازم ہے، متوقع منافع کا ضامن نہیں
۱۸۳	منافع کو پاک کرنے کا ضامن نہ بنانے کا غصب نہ کہ جانے کی وجہ سے ہے
”	کیا متولی کا وقف میں تصرف غصب شمار ہوگا
۱۸۵	وہ جو لوگوں میں فرق کے شہ کا ازالہ
۱۸۶	واقف کی اولاد تولیت کی زیادہ حقدار ہے

صفحہ	عنوان
۱۸۶	کیا مسجد کی مرمت اور تعمیر وغیرہ متولی کی سرپرستی میں ہوگی؟
۵	عقائد میں اختلاف کی صورت میں متولی کی ذمہ داری ..
۴	کیا متولی دوسرے کو متولی بنا سکتا ہے؟
۱۸۷	نیا نمازی مسجد کی قسطنتم کبھی سے .. طہنن نہ ہوں تو اسے معزول کر سکتے ہیں؟
۱۸۹	کیا جائیداد تقسیم کے بغیر ایک ورث کی اجازت سے وقف ہو سکتی ہے؟
۴	سجائوئی اور قویت کا حق اولاد سے .. حد قریب ترین قرابت والے کو ہوگا
۱۹۵	بائمی رضامندی سے ملے کیا ہو معاہدہ درست ہے
۴	شرائط پر عمل کرنے کو معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کہا جاسکتا ..
۱۹۸	ملازمین کی تحفہ دلونہ دینا یا شری اور قانونی جرم ہے ..
۴	متولی کی موت کے بعد مسجد کا چوری کیا ہو روپیہ اس کے وارثوں سے نہیں لیا جاسکتا
۱۹۹	بہادر وار دور کے رشتہ دار کی ہے اس میں اور قریبی رشتہ دار کو متولی دیا جائے
۲۰۰	کیا بلا اختیار معزول کئے ہوئے قاضی کو برقرار رکھا جائے؟
۴	اپنی اولاد کے لئے قویت کی وصیت کر کے بھی وصیت میں بیٹوں کے بعد پوتے متولی نہیں گئے
۴	واقف کی شرط کے خلاف وقف کو استعمال کرنے والے متولی کا حکم
۴	شراب نوش، نماز چھوڑنے والا قویت کا مستحق نہیں ..
۴	قویت کی اہلیت نہ رکھنے والے کو متولی بنانے کی کوشش کرنے والا گناہگار ہوگا
۲۰۱	چند چیزوں کی تعیین کر کے وقف کرنا ..
۴	درجہ شریف کے متعلق کاموں کا متولی کون ہوگا؟
۴	کیا متولی واقف کی غرض کے خلاف وقف کا مال استعمال کر سکتا ہے؟
۴	وقف کی آمدنی خرچ کرتے ہوئے وقف کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے
۴	قویت موروثی حق نہیں ہے ایک سمیٹی کو بھی متولی دیا جاسکتا ہے ..
۴	کیا ایک متولی کا سارے کاموں کی نگرانی کرنا ضروری ہے؟
۲۰۸	مسجد کی آمدنی پر چنگ سے سود لینے کا حکم ..
۴	کیا وقف کی مساجد کا بند کرنا ضروری ہے؟
۲۰۹	کیا نمازی مسجد کے انتظام میں بلا اجازت داخل اندازی کر سکتا ہے؟
۴	مسجد کی آمدنی سے چوری ہونے کا نہانہ محاذ کی غفلت کی وجہ سے اس پر آئے گا

صفحہ	عنوان
۲۱۰	یہ وقت کے دو متولیوں میں سے ایک دوسرے کو معزول کر سکتا ہے؟
۵	کیا متولی مسجد خادم اور امام کو مسجد کی آمدنی سے قرضہ دے سکتا ہے؟
	چھٹا باب
	جو از وصحت وقف
۲۱۱	وقف کی آمدنی اپنے لئے خرچ کرنے کا حکم
۵	یا مسجد کا صورت مسجد ہونا اور اس میں دونوں کا نماز پڑھنا وقف کے مکمل ہونے کے لئے کافی ہے؟
۵	قبہستان کا وقف صحیح ہونے سے صرف مردوں کا دفن کیا جانا کافی ہے۔
۵	عوض لے کر مردہ دفن کی ہوئی زمین کا حکم
۵	قبہستان کی پرانی مسماہ زمین پر طلبہ عوامی کرنا
۲۱۳	یا سببیت قوت نہ تو ریٹ اس کی آمدنی مسجد پر خرچ ہونے سے وقف ہوگی؟
۲۱۵	اجارہ دیا ماریت پر لی ہوئی زمین کو وقف کرنے اور مسجد کے لئے خریدنے کا حکم
۲۱۶	مرضیہ بطلان میں کر لیا پر لی ہوئی زمین کی صحت کو وقف کرنا
۵	معدنے ہمارہ دی ہوئی جاسید اور جس نہیں لی چاہتی
۲۱۷	مرضیہ الموت میں محکمہ نزول کی زمین پر موجود مہرت وقف کرنا
۵	مرضیہ الموت میں مشرکہ جائیداد اپنے بالغ بچے کے نام حصہ کرنا
۵	مرضیہ الموت میں اپنے مال سے وصیت کرنے کا حکم
۲۱۸	موقوفہ بزرگی کی کٹہ آمدنی اپنے استعمال میں آنے کی غرض سے وقف صحیح ہوتا ہے۔
۵	ناتوے سال کے لئے ٹھیکہ پر لی ہوئی زمین پر موجود مہرت کو وقف کرنا
۲۲۲	مشرکہ کے قبضہ میں دینے سے بیع کے نفع نقصان کی ذمہ داری فروخت کرنے والے کی ہوتی ہے۔
۵	چھ ماہ تک قربانی نہ کرنے کی شرط ماننا ناجائز ہے۔
۵	تباہ شدہ کاؤنی رضامندی کے بغیر کسی شریک کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔
۵	بیع جس نے قبضہ میں ہوا اس کی رضامندی سے نیلام درست ہوگا۔
۵	گائے ہندوؤں کو دینا شعار اسلام کے خلاف ہے۔
۲۲۳	رقم مع سود کے وقف کرنے کا حکم
۲۲۴	ہندو عورت کی وقف کی ہوئی زمین مسجد میں شامل کرنا
۲۲۵	رقم بی خرابت کی خاطر طلب میں دی ہوئی زمین وقف نہیں ہے۔

صفحہ	عنوان
۲۲۵	ہندو کی عورتی ہوئی زمین میں نماز پڑھنا.....
۲۲۷	پڑوس کے مکان کے نیچے مسجد کی زمین کو واپس لینا ضروری ہے.....
۲۲۸	بندوؤں اور مسلمانوں کے مردوں کے لئے مشترکہ قبرستان کی خاطر زمین خریدنے کا حکم.....
۲۲۸	غیر شہادت کے وقف کرنا اور وقف کی آمدنی تقزیہ دہری پر خرچ کرنے کا حکم.....
۲۲۹	بچوں کی موجودگی میں بعد نبجوں کا وقف صحیح نہیں.....
۲۲۹	کیا مکان کو خانقاہ کا نام دینے سے وقف ہو جائے گا؟.....
۲۳۰	سرکار سے عید گاہ کے لئے ہمیشہ کے لئے زمین قبول کی جائے.....
۲۳۱	صحت کی حالت میں وقف کی ہوئی چیز کو وقف کے وارث واپس نہیں لے سکتے.....
۲۳۱	رضامندی سے وقف کی ہوئی چیز کو واپس لینا جائز نہیں.....
۲۳۲	وقف کے متعلق چند سوالات کی تصدیق.....
۲۳۳	شروط قاسدہ کے ساتھ وقف کرنا.....
۲۳۳	مسلمان ہندو سے زمین خرید کر مسجد بنا سکتا ہے.....
	ساتواں باب
	مصارف وقف
۲۳۴	مسجد کی آمدنی قبرستان پر خرچ کرنے اور تجارت کرنے کا حکم.....
۲۳۴	حالت صحت میں وقف کی ہوئی جائیداد سے محتاج و وارثوں کو دینے کا حکم.....
۲۳۴	مسجد کی آمدنی دوسرے مصرف میں خرچ کرنے کا حکم.....
۲۳۴	مسجد کے لئے چندہ کرنے کی ایک صورت.....
۲۳۸	درہر کے چندہ کو واپس لینے یا خاص مد میں متعین کرنے کا حکم.....
۲۳۹	صدقہ کے جانور کو فروخت کر کے اس کی رقم درہر پر لگانے کا حکم.....
۲۳۹	مظلومین کے لئے جمع کئے ہوئے چندہ کو مسجد یا درہر پر لگانے کا حکم.....
۲۴۰	بدکاری کی اجرت سے مسجد کے لئے زمین وقف کرنا.....
۲۴۱	مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو دوسری مساجد پر خرچ کرنا.....
۲۴۲	ایضاً.....
۲۵۱	ایضاً.....
۲۵۲	ایضاً.....

صفحہ	عنوان
۲۵۲	مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو بیہ اوّل پر خرچ کرنا۔
۲۵۳	دیران غیر آباد مسجد کے بچے کو دوسری مسجد پر لگانے کا حکم۔
۲۵۴	مسجد کے فنڈ سے قادیانیوں کو دینا جائز نہیں۔
۲۵۵	مسجد کی ضرورت سے زائد بیہ اوّل کو بیہ رقیقت مسجد پر لگانا جائز ہے۔
۲۵۶	مدرسہ کی آمدنی ہندوؤں کی تعلیم پر خرچ کرنے کا حکم۔
۲۵۷	جمیعت علماء پاکستان کے مسودہ میں دفعہ ۳۲ حرف "و" کا مطلب۔
۲۵۸	مسجد کی آمدنی مدرسہ کے لئے خرچ کرنے کا حکم۔
۲۵۹	مسجد میں ضرورت سے زائد قرآن دوسری مسجد میں منتقل کرنا۔
۲۶۰	عید گاہ کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر لگانا جائز ہے۔
۲۶۱	سلور جوئی منانے کے لئے مسجد کو ان کی آمدنی سے مزین کرنا۔
۲۶۲	کیا مسجد کے لئے متولی اپنی مرضی سے استعول کر سکتا ہے؟
۲۶۳	کیا وقف کی آمدنی سے دیئے ہوئے دیوان واپس لئے جائیں گے؟
۲۶۴	امام کا مشاعرہ بھی مصالح مسجد میں داخل ہے۔
۲۶۵	خیانت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں متولی کو معزول کرنا۔
۲۶۶	کیا متولی مسجد متولیاں وقف کی مرضی سے عطیہ ہی خرچ کر سکتا ہے؟
۲۶۷	خطیب کی تحفہ لواجرت ہے یا وظیفہ۔
۲۶۸	کیا خطیب اپنے پاس مسجد کی آمدنی رکھنے سے اس کا حساب دے گا؟
۲۶۹	کیا خطیب کی تحفہ متولی روک سکتا ہے؟
۲۷۰	امام اور خطیب کی حیثیت۔
۲۷۱	امام اور خطیب کو بقدر کفایت دینے کا مطلب۔
۲۷۲	"ما هو اقرب للامراء" عام لصلیہ کی بناء پر مقدم کون ہوگا؟
۲۷۳	ما هو اقرب للامراء کی تفصیل۔
۲۷۴	امام "عام لصلیہ" میں داخل ہے یا "اقرب للامراء" میں؟
۲۷۵	مساجد کے لواقبہ مدارس و حکایت پر خرچ کرنے کا حکم۔
۲۷۶	کیا مسجد کی آمدنی سے بھی ضرورت مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے؟
۲۷۷	مسجد کے خام مال کی قیمت دوسری مسجد پر لگانا۔

صفحہ	عنوان
۲۶۸	نیک کاموں کے لئے وقف کی آمدنی کو واقف کے پڑپوتوں پر خرچ کرنا۔
۲۶۹	مسجد کی آمدنی سے سڑکی تھکاو مقرر کرنا
۴	صدقہ جاریہ کا مصرف۔
۴	قیموں کے لئے وقف آمدنی سے واقف کے محتج بھائیوں پر خرچ کرنا
۶	مسجد کی ضرورت سے زائد روپیہ کو دوسری مسجد پر لگانا۔
۲۷۰	مسجد میں کم آمدنی پر رکھے ہوئے ملازم کی جگہ زیدہ آمدنی والا ملازم رکھنا۔
۲۷۱	ایضا
۶	چھوٹی مسجد کو فسخ کر کے ایک بڑی مسجد بنانے کا حکم۔
۲۷۲	مسجد کی آمدنی یا قیموں کے لئے جمع رقم مدد پر خرچ کرنا۔
۴	بیسیدہ مسجد کی کمزریاں دوسری مسجد کے لئے وقف مکانوں پر لگانا۔
۴	مسجد کی آمدنی کو اسلامی کاموں پر خرچ کرنا
۲۷۳	مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی مسجد پر ہی خرچ ہوگی۔
۲۷۴	کیا مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی حوم معاشیات پر خرچ ہو سکتی ہے؟
۲۷۵	مسجد کی آمدنی علوم عصری پر خرچ کرنا۔
۶	آل لولاد پر خرچ کی صورت میں اولاد کا مصداق
۲۷۶	مساجد کی آمدنی قبرستان پر خرچ کرنے کا حکم۔
۲۷۷	مسجد کی کوئی چیز دوسری مسجد کو پہنچانے کا حکم۔
۴	مسجد کے مال کے استعمال کے متعلق سوال۔
۶	ہام کو مقرر کرنے میں فتویٰ کی رائے کب معتبر ہوگی؟
۲۷۸	وقف کی آمدنی سے خریدی ہوئی جائیداد کو فروخت کرنے کا حکم۔
۴	مسجد کی آمدنی سے اظہار شوکت اسلام کے لئے چرائیں کرنا۔
	آٹھواں باب
	تصرف فی الوقف
۲۷۹	مدد کی زمین کو کسی دوسرے کار خیر کے لئے چھینا۔
۴	کیا مکان موقوفہ کو بعد میں دکانوں سے تبدیل کیا جاسکتا ہے؟
۲۸۱	مسجد کے لئے وقف کھیت کو دوسرے کھیت سے تبدیل کرنے کا حکم۔

صفحہ	عنوان
۲۸۲	لام کو خیانت کی وجہ سے معزول کرنا.....
۲۸۳	قبرستان کی خرید و فروخت کا حکم.....
۹	تولیت کی ترتیب، وقف میں روپ بدل، پور وقف کے ایک سے زیادہ مصارف کا حکم.....
۲۸۴	کیا انشاء وقف میں روپ بدل ہو سکتا ہے؟.....
۲۸۵	مسجد اور مدرسہ کی آمدنی سے زمین خرید کر اپنے پورا پوری اولاد کے لئے تولیت کا قبالہ لکھنے سے وقف ہو گیا.....
۹	شرعی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنادرست نہیں.....
۲۸۶	لامت سے معزول ہونے کے بعد مسجد کی زمین سے نفع اٹھانے کا حکم.....
۲۸۹	وقف شدہ چیز کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لانے کا حکم.....
۹	کیا متولی مؤذن اور امام کو مسجد کی آمدنی سے قرض دے سکتا ہے؟.....
۹	مسجد کے لئے وقف زمین پر سڑک بنانا.....
	نواں باب
	وقف علی الاولاد
۲۹۰	اپنی بعض اولاد پر وقف کرنا.....
۹	کیا وقف شدہ جائیداد وقف کی موت کے بعد شرعی اعتبار سے ورثاء میں تقسیم ہوگی؟.....
۹	وقف شدہ جائیداد کو تقسیم کرنے کا طریقہ.....
	دسواں باب
	متفرقات
۲۹۲	شہیدوں کی قبروں والی زمین مسجد میں شامل کرنا.....
۹	زمین کھودنے سے انسانی ہڈیاں نکلیں تو ان کا کیا حکم ہے؟.....
۲۹۳	زندگی میں لوگوں کی سہولت کے لئے سڑک بنانا کار خیر ہے.....
۹	کیا آمدنی وقف کرنے کے لئے لفظ "وقف" مکمل انشاء ضروری ہے؟.....
۲۹۴	مسجد مدرسہ یا وقف جائیداد پر ٹیکس کا حکم.....
۹	کفار کی بنی ہوئی مسجد کے عوض دوسری مسجد بنانا.....
۲۹۵	خاص جگہ کے فقراء کے لئے وقف کی ہوئی آمدنی کا حکم.....
۲۹۶	کیا موقوفہ زمین کا پتہ لاری روانہ کرنے کی وجہ سے نیکام ہو یا متولی کی خیانت ہے؟.....
۲۹۷	آبادی پر مہاری ہونے کی صورت میں چند متفرق مسائل.....

صفحہ	عنوان
۲۹۹	زن بازاری کی وقف کی ہوئی آمدنی کا حکم
۲	مسجد کی زمین پر ذاتی کھوئی نانانا جائز ہے
	کتاب المعاش
	پہلا باب
	نو کری، اجرت، کرایہ
۳۰۶	آدھ آدھ منافع پر مولیٰ رکھوالی کے لئے دینا
۳	طلاق کی اجرت لینے اور دوا فروخت کرنے کا حکم
۳۰۷	بیک کی ملازمت کا حکم
۴	دکانیں کرایہ پر دیتے ہوئے سلفی کی صورت میں رقم لینے کا حکم
۴	شراب اور خنزیر کا گوشت فروخت کرنے والوں اور فاحشہ عورتوں کی دکان اور مکان کرایہ پر دینے کا حکم
۳۰۸	کیا بٹاپ کے ہم جمع کرائی ہوئی اپنی اجرت لے سکتا ہے؟
۳۰۹	گورنمنٹ سرطانیہ کے لئے پھنسی رسانی کی اجرت کا حکم
۴	کیا سود کا حساب کتاب لکھنے کی صورت میں پٹواری اجرت جائز ہے؟
۴	کفار سے سود لینے کا حکم
۴	کفار کا مال کھانے کا حکم
۳۱۰	آٹھارے کی مقدار متعین کئے بغیر اسے اجرت مانے کا حکم
۴	خریدنے کی غرض سے اپنے قبضہ میں لی ہوئی گھڑی اگر خراب ہو جائے تو ضمان کس پر ہوگا؟
۴	زنک کی ملازمت کا حکم
۴	خود نہ کی اجازت کے بغیر شیعہ مرد کی نوکری کرنا
۴	شیعہ مرد کی ملازمت پر رکھوانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا
۳۱۱	امامت اور نکاح خوالی کی اجرت کا حکم
۳۱۲	بومں میں شراب پینے چاہنے کی صورت میں کرائے کا حکم
۴	قادیانی کی زمین کرائے پر لینا
۳۱۳	معاہدہ پر عمل کرنے کے بعد جو ملازمت سے معطل کرنے کا حکم
۴	داخلہ فیس اور ماہواری فیس کا حکم
۴	زانیہ کی رقم سے خریدے مکان میں تہات کا حکم
۴	میل حرام ہو تو حج کا جائز طریقہ

صفحہ	عنوان
۳۱۴	قرابت پر اجرت لینے والے کے چچے نثار کا حکم
۴	دم کرنے پر اجرت لینے والے کی اہمیت
۴	کرائے کی زمین میں لگائے ہوئے باغ میں وارث کا حکم
۳۱۶	کیا کرایہ دار چغڑی لے کر آگے مکان دے سکتا ہے؟
۷	بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مقرر کئے ہوئے وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں دوسرے بچوں کو تعلیم دینا
۳۱۷	مقرر شدت کے لئے زمین کرائے پر لینا جائز ہے
۴	تعویذ کی اجرت جائز ہے
۷	نکاح اور قرآن خوانی کی اجرت کا حکم
۳۱۸	طوائفوں سے کرایہ وصول کرنے پر نکیش کا حکم
۴	طوائف کی کمائی سے اجرت کا حکم
۷	طوائف کو مکان کرایہ پر دینا
۷	سودی کاروبار والے بینک میں ملازمت کا حکم
۳۱۹	مستحرجی کا مطلب
۷	وعظ پر عطیہ کا حکم
۴	حویلہ رخصت کی ابتداء میں رخصت معروفہ کی اجرت لینے کا حکم
۳۲۰	ذاتی مکان خوانے کے لئے مدرسین اور علماء سے کام لینے کا حکم
۷	مدرسے کے اوقات میں تعویذ بخند اکرنا
۴	دوران ملازمت جمعہ ادا کرنے کا حکم
۷	تعلیم قرآن، اذان، اور ملازمت کی اجرت کا حکم
۳۲۱	کرایہ پر لی ہوئی جائیداد آگے کرایہ پر دینے کا حکم
۳۲۲	اجرت میں کمی کر کے چھٹی یکمشت لینے کا حکم
۴	شراب کی تجارت کے لئے مکان کرایہ پر دینا
۳۲۳	طوائفوں کو مکان کرایہ پر دینا
۴	اہمیت، وعظ اور درس پر اجرت کا حکم
۳۲۴	دھوکہ دے کر گرانٹ سے زیادہ وصول کرنا
۷	کرایہ دار ہے وقت سے پہلے مکان خالی کروانا

صفحہ	عنوان
	دوسرے باب
	زراعت و باغبانی
۳۳۵	زراعت کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم
۳۳۶	مالک کی مرضی کے بغیر کاشت کار کی زمین پر قبضہ ہونا
۳۳۷	غیر شرعی طریقہ کے ساتھ زمین کاشتکاری کے لئے دینا
۳۳۸	کاشتکاری کے لئے لی ہوئی زمین کو رہن رکھنا جائز نہیں
۳۳۹	حق کاشت میں وراثت جاری نہ ہوگی
۳۴۰	کاشت کار حق کاشت کی وجہ سے مالک نہیں بنتا
۳۴۱	ہندو کو چلانے کے لئے مسلمان کا مزدوری پر کمزوری اٹھانا
۳۴۲	محقق سوال
	تیسرے باب
	صمائی و مزدوری
۳۴۳	نسان کا خود سواری کھینچنے پر اجازت لینا
۳۴۴	ہندو کو چلانے کے لئے مسلمان کا مزدوری پر کمزوری اٹھانا
	چوتھے باب
	مختلف پیشے
۳۴۵	قصائیوں کا پیشہ درست ہے
۳۴۶	وشیتہ نویسی کا حکم
۳۴۷	سودی قرض کے اسٹامپ کی تحریر کا حکم
۳۴۸	دلال کی دعوت کھانا مباح ہے
۳۴۹	تحقیق حدیث
۳۵۰	قطع الطغر کی خشش نہ ہونے کا مقولہ اثر ہے
۳۵۱	حوالہ پیشہ اختیار کرنے والے مسجد کے متولی بن سکتے ہیں
	پانچواں باب
	رشوت، چور بازاری، پنواری کا تنخواہ کے علاوہ کاشتکار سے لینے والی رقم کا حکم
۳۵۲	رشوت کی تعریف
۳۵۳	رشوت کا استعمال
۳۵۴	رشوت لینے کی توبہ کا طریقہ

صفحہ	عنوان
۳۵۲	رشتہ اور بیعت کی وجہ سے روزی کمانے والے کی امامت
۴	کنٹرول کا مال بلیک کر کے چننا
۴	حکومت یا محکمہ کنٹرول کے مقررہ نرخ سے منگے داموں چیز چننا
۳۵۳	کیا عالم طہران کے ظلم سے چنے کے لئے خزانہ دینار شوت ہے؟
۴	رشتہ لینے کا حکم
۳۵۵	حرام مال کے حلال ہونے کا طریقہ
۴	حرام مال کا وراثت کے لئے حکم
۵	محفوظ مال سے تہذرت کا حکم
۸	حرام مال تو جہ سے حلال نہیں ہوتا
۸	کرایہ دار کا گجڑی لے کر دوسرے آدمی کو آباد کرنا
۳۵۶	بلیک کر کے مال چنے کا حکم
۷	عام ریٹ سے سستے داموں چیز چننا
۴	زیادہ غلہ لینے کے لئے فرضی نام لکھوا دیا جائز نہیں
۷	روپے کی ڈیڑھ روپے کے بدلے بیع کرنا
	چھٹا باب
	کاروبار کی تعطیل
۴	یک شنبہ کو کاروبار کرنے کا حکم
	ساتواں باب
	فاحشہ کا کمایا ہوا مال
۳۵۷	فصل بد سے توبہ کرنے کی صورت میں فاحشہ کے پہلے مال کا حکم...

جب بانی مسجد نے اس مسجد کو مسجد بنی نصرہ دیا تھا تو مسجد کا مسجد ہونا موقوف و مشروط ہے اس پر کہ یہ عین مسجد کے نیچے کی دکانیں بھی مسجد ہی ہوں لہذا ان کو کرایہ پر دینا جائز ہے اور اگر یہ مسجد دکانیں خدا نخواستہ رستہ جہا میں گئی تو بھی ان دکانوں کی زمین کا قطع قیمت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہے گا۔ ۲۱) اسو مسجد نے اس قطعہ و اور کسی کام میں لانا ہرگز جائز نہ ہو گا۔ تو از سر نو مسجد بنائے و انوں کو چاہئے کہ ان دکانوں کو موقوف کر دیں و ان میں جہہ پر طبع ہر دین تاکہ کرایہ پر دینے کے کٹاؤ سے بچ سکیں قہری ثانی میں ہے و حاصلہ ان شرط کو نہ مسجد ان ان یكون سفلہ و علوہ مسجد البقطع حق العبد عہ الخ بعد ثامت (۳۱) صفحہ ۳۴۰ فقہ و حدیث اعم۔ اجابہ و کتبہ حبیب الرحمن علی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۲) (از حضرت مفتی اعظم) مسجد کے نیچے کی دکانیں، ظاہر یہی ہے کہ مسجد کے لئے وقت ہوں گی۔ نیوں کے بغیر اس کے نیچے کی دکانیں وقف ہوں مسجد کی مسجدیت ہی درست نہیں۔ (۲۱) لیکن جب کہ چوتھ سال سے وہ مسجد مہ مساجد کی طرح استعمال ہوتی ہے اور مسلمان اس کو مسجد ہی یقین کرتے ہیں تو اب جب تک کہ دکانوں کی ملکیت کا دعویٰ کرنے والا اپنی ملکیت کا چھتہ ثبوت پیش نہ کرے اور یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ دکانیں وقف نہ تھیں بلکہ موقوفہ تھیں اس وقت تک دکانیں مسجد کی دکانیں قرار پائیں گی۔ (۲۱) فقہ محمدیہ امد

فصل دوم

بنائے اول کے بعد غیر بانی کے تصرفات

مسجد کے نیچے خالی جگہ ہو تو مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم

(سوال) شہ دہلی میں سر بازار ایک قدیم مسجد واقع ہے جس کی عمارت دو منزلہ ہے۔ منزلہ زیریں میں محسن مسجد کے نیچے جناب بازار پارٹ شروع ہوئی دکانیں ہیں جن کی حدود نصف محسن مسجد تک پہنچتی ہیں۔ جناب مغرب و ان مسجد کے نیچے دو غریب دیہ خیر۔ جن میں یہ دکانیں اور خیر ہے کرایہ لیا جاتا ہے۔ جن کی آمدنی ضروری اخراجات مسجد میں صرف ہوتی ہے۔ جناب جنوب محسن مسجد کے نیچے ایک بھتہ واقع ہے جو دروازہ مہ ہے۔ اس بھتہ میں سے بہائے جنوب روئے شمال خانہ بات و رت الخاء ہیں کہ وہ بھی محسن مسجد کے نیچے واقع ہیں۔ بیت مثلاً رتہ خاہر ہے کہ محلات موجودہ و ان و محسن مسجد کا بیشتر حصہ ایسا ہے کہ محسوس نہیں ہے۔ چنانچہ نمازیوں کے لئے

(۱) و حاصلہ ان شرط کو نہ مسجد ان یكون سفلہ و علوہ مسجد البقطع حق العبد عہ (رد المحتار کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد: ۴/ ۳۵۸ ط. سعید)

(۲) ولو حرب ماحولہ. واستغنی عہ بنی مسجد عدلا ما و الذی ادا الی قیام الساعۃ (الرد المحتار کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد: ۴/ ۳۵۸ ط. سعید)

(۳) (کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد: ۴/ ۳۵۸ ط. سعید)

(۴) و اذا جعل مسجداً لغير ما لا یكون مسجداً (الرد المحتار کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد: ۴/ ۳۵۷ ط. سعید)

(۵) (دعویٰ د: ۱) فی سدی رحن ابہ مکہ، صلیب و بنہا و بکر المدعی علیہ دلالت و ادعی ابہا وقف علی مصالح مسجد کہ و ادعی المدعی بہ علی دعویٰ و فی لہ بدلت و کتب لہ السجل (رہمدہ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی و الشہادۃ ۱۳۲)

۱۳۳ ط. جامعہ کوئٹہ

یہ امر دریافت کرنا نہایت دشوار ہے کہ جہاں وہ نماز پڑھ رہے ہیں اس مقام کے نیچے خدا ہے یا نہیں۔ جن صاحب کے بزرگوں نے ابتدا اپنی اراضی پر مسجد مذکور تعمیر کرائی تھی وہی تاحال درہم قاض و متولی مسجد ہیں۔ فی الحال مسجد مذکور کی تعمیر جدید کا مسئلہ درپیش ہے اور نقشہ جدید زیر غور ہے جس کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ متولی مسجد مدد رہے ہیں کہ عمارت جدید کی ساری منزل زیریں میں گودام و کابین و دیوہات ضروری مشیت اللہ غسل خانے وغیرہ عداویئے جائیں۔ اور منزل بالا پر مسجد تعمیر کی جائے۔ اس صورت میں فرق صرف اس قدر ہو گا کہ حالت موجودہ مسجد کے دفتر حصہ کے نیچے بے قاعدہ طور پر خدا ہے۔ آئندہ عمارت مسجد کے تمام رقبہ کے نیچے خدا ہو جائے گا مگر مسجد کی آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو جائے گا جس سے مسجد کی صفائی وغیرہ کا معقول انتظام ہو سکے گا۔ بصورت ضرورت ایک معقول ذی علم شخص اہل امت کے واسطے مقرر ہو سکے گا، جس سے غریب اہل محلہ کو دریافت مسائل میں ضروری مدد ملے گی۔ غریب مسلمانوں کی ابتدائی مذہبی تعلیم کے واسطے ایک مدرسہ جاری کیا جاسکے گا جس کی از حد ضرورت ہے۔ بعض اصحاب کو یہ اعتراض ہے کہ ایسی جگہ جس سے نیچے خدا ہو نماز نہیں ہوتی یا کمزور اور ناقص ہوتی ہے۔ لہذا مسجد کی پشت کی جانب کے حجرے باہر نکال کر دیئے جائیں اور جانب بازاں کو ضرورتاً دو کائیں رکھی جائیں تو انہیں بھی طول میں کم کر دیا جائے تاکہ صحن مسجد کا دفتر حصہ خدا سے محفوظ رہے اور غسل خانہ جات وغیرہ صحن مسجد میں ایک جانب بنائے جائیں۔ اس صورت میں صحن مسجد بھی جو کسی قدر مختصر ہے گھر جائے گا اور آمدنی مسجد مصروف معمولی کے واسطے بھی شاید بدقت کافی ہو سکے اور دوسری اغراض متذکرہ باہر نکل فوت ہو جائیں گی۔ پس تمام حالات متقدمہ پر غور فرما کر مفصل ایما فرمایا جائے کہ ایسے مقام پر نماز پڑھنے کے متعلق جس نیچے خدا ہو شرعاً ثریف کے کیا احکام ہیں؟ احتیاط خاص متقدمہ متولی مسجد کی رائے! حق ترجیح ہے یا فریق دوسری؟ بیجا تو جروں۔

(جواب ۳) جو جگہ مسجد بنائی جائے تو تحت لٹری سے آسمان تک اتنی جگہ مسجد کے حکم میں ہو جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی ایسا کام کرنا جو حرمت مسجد کے خلاف ہو مناسب نہیں۔ صورت مسئولہ میں مسجد کے حصہ زیریں میں پائخانہ و کائیں بنانا مناسب نہیں لیکن اگر کائیں بنائی جائیں تو ان کے اوپر نماز پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں۔ یہ خیال کہ جو جگہ ٹھوس نہ ہو اس پر نماز فاسد یا کمزور ہوتی ہے صحیح نہیں۔ وکروہ تحریمہ الوطنی فوقہ (ای المسجد) والبول و النعوط لانه مسجد الی عان السماء (در مختار) قوله الی عان السماء بفتح العین و کذا الی تحت الثری کما فی البیری عن الایسیجانی بقی لوجعل الواقف تحتہ بیتا للحملاء هل یحوز لم ارہ صریحا نعم سیاتی مشا فی کتاب الوقف انه لو جعل تحتہ سردابا لمصالحة جاز تأمل (۱) (رد المحتار مختصر)

(۱) رد المحتار، باب ما یسد الصلوۃ، مطلب فی احکام المسجد، ج ۱ صفحہ ۶۵۶ ط سعید، مزید تفصیل۔
(۲) تیس سطور ۲، شاہ نمبر ۱

مسجد کی آمدنی کو کسی دوسری مسجد، مدرسہ اور فقراء وغیرہ پر خرچ کرنا

(سوال) زید نے کئی ہزار روپیہ مسجد کی موقوفہ زمین اور مسجد پر جو پیسے سے آباد تھی گا کر اسے نو آباد کیا۔ مرتبہ آرت وقت زید نے یہ نیت کر لی تھی کہ اس نو آبادی کا جس قدر کرایہ وصول ہو گا میں اپنے اختیار سے جہاں جس کسی اور مسجد یا مدرسہ یا خانہ اور وغیرہ کو ضرورت ہوگی، صرف کروں گا اور مسجد میں بھی صرف کروں گا۔ (غیر ضرورت کے موافق بھی صرف نہیں کرتا) تاہم زمین موقوفہ بالا پر اس نیت سے آبادی کرنا جائز نہیں یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اس صورت میں اس نو آبادی کا کرایہ مسجد کا وقف سمجھا جائے گا یا نہیں۔ یہ صورت ثانی و نیز اگر بناء مذکور جائز ہو تو ان دونوں صورتوں میں رواج کے موافق موقوفہ زمین نو آبادی کا جس قدر کرایہ ہوتا ہو اس کو اپنی کسی دوسری جگہ مسجد یا مدرسہ یا خانہ اور وغیرہ پر صرف کر سکتا ہے یا نہیں یہ صورت اولیٰ وہ ہے۔ وہ اثر احکامات مسجد باقی روپیہ کسی دوسری جگہ صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیجا تو جواں۔

(جواب ۴) مسجد کی زمین موقوفہ پر اگر متولی مسجد کوئی عمارت اپنے روپے سے، یا عمارت اور اس کی نیت وقف نے سے بنائے ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں یہ عمارت وقف کی ہوگی اور اس کی جو کچھ آمدنی ہوگی وہ مسجد کی سمجھی جائے گی۔ اور متولی کسی دوسری جگہ صرف کرنے کا حق نہیں اور نہ اس وقت اس کی اس قسم کی نیت بھی (جب کہ اس نے نیت وقف سے یا بلا نیت ہوئی ہو) غیر معتبر ہے۔ ہاں اگر متولی مسجد زمین موقوفہ پر اپنی عمارت کی نیت سے کوئی عمارت بنوائے اور اس نیت و رواد پر وہ عمارت صرف کرے تو اس صورت میں وہ عمارت اس کی ملک ہوگی اور اسے وقف کا حق حاصل ہوگا۔ اور زمین وقف کا وہ ماصب سمجھا جائے گا۔ لیکن صورت مذکورہ فی سوال ایسی نہیں ہے۔ لہذا متولی کو کوئی حق تصرف کا نہیں۔ متولی وقف بنی فی عرصۃ الوقف فیہو للوقف ان ساء من مال الوقف او من مال نفسه و نواه للوقف اولہ بنو مینا وان سی لنفسه و اشہد علیہ کان لہ انتہی، (حنفی) ورجب یہ عمارت مسجد کی ملک ہوئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ مسجد کی آمدنی یا دیگر اشیاء موقوفہ علی مسجد کا دوسری جگہ صرف کرنا جائز نہیں۔ الفاضل من وقف المسجد هل یصرف الی الفقراء قبل لا یصرف و انہ صحیح ولكن یشترى به مستعملا للمسجد کدافی المحيط انتہی (ہدیہ) ۱۲، ہاں اگر وقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ ”یہ وقف مسجد کے واسطے ہے اور اگر مسجد مستغنی ہو تو متولی کو فقراء پر تقسیم کرنے کا اختیار ہے“ تو اس صورت میں متولی کو فقرہ پر تصرف کرنا بھی جائز ہے۔ علی ان للفقہ ان یصرف فی ذلک علی ما یری و اذا استعی المسجد یصرف الی فقراء المسلمین فیجوز ذلک کذا فی الظہیریہ (حنفی) (۳)

(۱) عالمگیری، الباب الخامس فی ولاية الوقف و تصرف التمس فی الاوقاف فی کتبہ قسمۃ العنۃ الم ۲ ۴۶۶ ح ما جدید، کوئٹہ، پاکستان

(۲) عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یعلق بہ، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و تصرف التمس وغیرہ فی مال الوقف علیہ ۳۶۳ ما جدید، کوئٹہ

(۳) عالمگیری، کتاب الوقف، باب المذكور، الفصل المذكور ۴۶۰ ط ما جدید، کوئٹہ

مضبوط اور مستحکم مسجد گرا کر اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنا

(سوال) ایک مسجد پرانی مہموم یہ مسجد شاہی محل تھا جس کے اطراف میں مدرسہ، الغریاء، قسطنطنیہ، معلوم بھی واقع ہے نہایت مضبوط اور مستحکم ہے۔ اور باوجود قدیم ہونے کے چوڑے چوڑے آثار ہونے کے سبب سے اس وقت تک کچھ تعمیر نہیں آیا ہے۔ اب بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کو منہدم کر کے آثار کھد کر کے اس کو تعمیر کیا جائے تاکہ گنجائش زیادہ ہو جائے اور لوچی اور خوشنماں جائے اور اس کام کے لئے کوئی سرمایہ بھی موجود نہیں ہے بلکہ توڑ کر چندہ کر لینے کا خیال ہے۔ آیا زورے شرعاً شریف کے ایسی مسجد مستحکم کا خیال مذکور ہے۔ تو زور زور سے تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز صورت مذکورہ کے لئے چندہ ملنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵) ایسی مسجد کو جس کو موجودہ صورت مضبوط اور مستحکم ہے تو زور زور سے منہدم کرنا اور نیا تعمیر کرنا منع ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص خاص اپنے مال سے بنانا چاہے تو اس طور سے جائز ہے کہ بنائے جدید بنائے قدیم سے زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو۔ محض خوشنماں اور بلندی کے خیال سے تو زور زور سے منہدم کرنا منع نہیں۔ آثار کھد کرنے میں استحکام میں ضرورت کی ہے۔ اگر آثار کی کمی سے توسیع مقصود ہو تو بشرط حاجت توسیع ہونے کی تہی حد تک کی تعمیر جائز ہو سکتی ہے کہ بناء میں ضرورت ہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنے خاص مال سے نہیں بنانا چاہتا بلکہ چندہ کرنا چاہتا ہے تو ضرورت چندہ کرنا اور مسلمانوں پر بار ڈالنا جائز نہیں۔ نیز چندہ کی حالت بھی متوہم ہے۔ بقدر ضرورت فراہم ہو لینا ہو اور مسجد کو پسے سے منہدم کر دیا پھر چندہ فراہم نہ ہو تو نہ بنائے لول رہی نہ ثانی تیار ہو سکی۔ لہذا ایسی حالت میں کہ بنائے ثانی کا مبنی امید چندہ پر ہو تو زور سے گنجائش نہیں۔ (۱) واقعہ اطم

مسجد کے صحن کے نیچے دکانیں بنا کر کرایہ وصول کرنا

(سوال) ایک مسجد لوچی جگہ پر واقع تھی۔ لوگوں نے اس کا صحن کھود کر دکانیں بنادیں۔ ان کے اوپر نماز پستور سائن ہوئی ہے اور دکانیں کرایہ پر چلتی ہیں۔ یہ دکانوں کا بنانا درست ہو یا نہیں؟ اور ان کا کرایہ حلال ہے یا نہیں؟

یہاں تو جروں

(جواب ۶) (خاندانہ لدویہ تھانہ بھون) فی الدر المختار۔ اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء مع ولو قال عيت ذلك لم يصدق۔ تاتار خانيہ۔ فاذا كان هذا في الوقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار المسجد ولا يجوز احد الا جرة منه ولا ان يجعل شيئاً منه مستغلاً ولا سكنی (۱۰) اس میں صاف تصریح ہے کہ صورت مذکورہ میں ان دکانوں کا بنانا جائز نہ تھا اور اب نہ کر دین ضروری ہے۔ اور کرایہ ان کا جو لیا گیا ہے وہ حرام نہیں ہے اور ان دکانوں کا ضروریات مسجد کے لئے استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مصباح

(۱) اراد اهل الفلحة نفس المسجد وبناءه احكم من الاول۔ ان الذي من اهل المحبة لهم دافع۔ والا لا۔ برأية وفي الشامية مسجد من اواخر جل۔ بقصه، وبنيه احكم۔ ليس له ذلك۔ لانه لا ولاية له الا ان يحالف ان يهدم ان لم يهدم۔ وتاويله ان لم يكن الذي من اهل الفلحة، وما اعطاهم اهل يهدموه ويهدموا بناءه، وبغرضه الحصر، وبغرضه القاضيل لكن من مالهم، لا من مال المسجد۔ الا بامر القاضي، خلاصة الفقه المصنوع رد المحتار۔ كتاب الوقف۔ مقف في احكام المسجد ۳۵۷/۴ سعيد بن عيسى علي هامش هدية فضل في احكام المسجد ۶/۲۶۸ ط، ما حقه كونه

(۲) كتاب الوقف، فصل في احكام المسجد، ج ۴: ۳۵۸/۴ مسجد

مسجد کیلئے خاندان کے لئے جو اہمیت ہے جو اہمیت ہی میں مسجد بنانے کے وقت بنایا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔ کتبہ ۱۱۔ حضرت عبدالکریم عفی عنہ ازخاندان اداویہ تھانہ بمبئی۔ اصوب مختصر فی ہذا الجواب کتبہ اشرف علی عفی عنہ ۲۹ شعبان ۱۳۲۸ھ۔ الجواب صحیح خضر احمد عفی عنہ۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ اہم مسجد تھوڑی دہلی۔ محمد مصطفیٰ بخاری مقدمہ میر خضر عفی عنہ کرم علی۔ محمد سرائی تحسین مدرس لول مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ محمد میاں غفرلہ مدرسہ مدرسہ حسین بخش ۱۰ جی نور احسن عفی عنہ مدرسہ مدرسہ حسین بخش۔ محمد اعظمی عفی عنہ مدرسہ مدرسہ حسین۔ سلطان محمود مدرسہ فقہیہ دہلی۔ حبیب الرحمن عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

دکانوں سے وصول شدہ ناجائز کرایہ مسجد پر لگانا

(سوال) جوابات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ ان دکانوں کا کرایہ حرام ہے۔ پس اس حرام کرایے سے کیا ان دکانوں کے حلال کرایے سے جو زیر مسجد نہیں ہیں اسی مسجد کا فرش پتھر کا بنایا گیا۔ آیا اس فرش مسجد پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں ہے تو فرش مسجد (یعنی ان پتھروں) کو کیا کیا جائے۔ اس کا بھی جواب تحریر فرمائیے۔

المستفتی محمد بشیر الدین قاضی شہر میرٹھ

(جواب ۶) (از حضرت مفتی اعظم) مسجد کے نیچے دکانیں بنانا اس صورت میں کہ پہلے نہیں تحصیل ورنہ و کرایہ پر دینا ناجائز قرار دیا جائے گا۔ اصل یہ ہے کہ اس کا مسجد کے لئے استعمال حرام نہیں ہے، کیونکہ اگر وہ مسجد میں استعمال کرنا ناجائز ہو تو کیا کیا جائے۔ یا ان لوگوں کو واپس دیا جائے جنہوں نے دکانوں کو استعمال کیا اور یہ سب نہیں کیونکہ خاص لوگ قف سے منہ وصول کرنا اور وقف پر خرچ کرنا جائز ہے۔ پس زیادہ سے زیادہ اس اجرت کا حکم منہاں نصب کا ہو گا اور اس و مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے۔ پس اس روپے سے جو فرش تیار کیا گیا ہے اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ان دکانوں کے بنانے کا نادمہ بنانے والوں پر ہو گا اور کرایہ پر دینے اور کرایہ پر لینے کا نادمہ بنانے والوں اور لینے والوں پر ہو گا لیکن کرایہ کا وصول شدہ روپیہ مسجد کی ملک ہے اور مسجد پر خرچ کیا جائے گا اس کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) مسجد اگر اس کی جگہ پر دکانیں بنانا

(۲) مسجد کی دیوار کی جگہ کو مسجد سے باہر نکالنا جائز ہے

(۳) قبرستان کی فارخ زمین مسجد میں داخل کرنا

(۴) قبرستان جانے کے لئے مسجد سے راستہ کر لینا

(سوال) مابین میں ایک چھوٹی سی مسجد سربراہ ہے جس کی آمدنی نہیں ہے جو مسجد کی ضروریات میں کام دے

(۱) (موقع العصب استوفھا، او عطیھا) فیہا لا یضم عینا، ویوحد فی بعض الموعن، ومافع العصب غیر مصحوبۃ والی قولہ (لا) فی ثلاث، فیجب احر المثل علی احتیاج التناحر (ان یکون) المصسوب (وقفا) للسنکی اوللا استعمال (الامال) بنیم (الذرا المحتار) (قولہ مافع) ای المصسوب، واستوفھا (او عطیھا) صورة الاول ان یستعمل المذ شہرا مثلا، ثم یردہ علی سیدہ، والثانی ان یمسکہ، ولا یستعملہ ثم یردہ (الی قولہ) (قولہ للسنکی اوللا استعمال) اقوال او لہر ہما کالمسجد، فقد اخی العلامة البقلاسی فی مسجد تعدی غیرہ رحل، وحملہ بیت قہورہ بمرور احرۃ مثله مدۃ شعلہ کما فی الحیرۃ والحامدیۃ والشامیۃ کتاب العصب مطب فی صمد العصب ۲۰۶ ط ۱ مسجد

اور نہ کوئی ذی حیثیت مسلمان اردگرد میں ہے جو اس پر خرچ کرے بلکہ حوائی میں اکثر ہندو ہیں اور سب کوئی مسلمان ہے تو قماش۔ زید جو اس کے ارد گرد کے مسلمانوں پر ایک کلمہ حیثیت قوی ہے چاہتا ہے کہ اس کی آمدنی کوئی صورت کر دے جس سے یہ مسجد ہمیشہ کے لئے آباد رہے۔ عزم کر رہا ہے کہ ملتان و شیرہا و قری سے چندہ جمع کر کے اس تحتی حصہ میں دکانیں بنادے دکانوں میں کچھ حصہ وہ بھی آئے گا جو سجدہ گاہ رہا ہے اور فوقانی حصہ کو جائے نماز بنادے تاکہ دکانوں کا کرلیہ مسجد میں خرچ ہو تارہے۔

(۱) بہار انبیاء ہے کہ مسجد کی موجودہ قدرت کو اگر آکر مسجد کو بارہفت بندی پر تیار کر کے وقف پر سجدہ گاہ بنائی جائے۔ نیچے کی زمین دکانات میں شامل کی جائے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد کی بیرونی دیوار کو اگر اس دیوار کی زمین کو مکان میں شامل کر کے غنی دیواری زمین مسجد کی سجدہ گاہ سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد کے متصل ایک قبرستان ہے لیکن سوائے تین قبروں کے باقی سبھر بوجھ میں مرد و تین قبریں بھی ایک طرف پچی ہوئی ہیں باقی قبرستان کی زمین فارغ ہے۔ آیا وہ فارغ زمین مسجد میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) قبرستان کی پتھری تین قبروں کے لواحقین مسجد میں سے برائے آمد و رفت راستہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ آروہ کوشش کریں تو دوسری طرف سے سکتے ہیں۔ یہ راستہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۲۱۷۲ ایضاً عبدالسلام صاحب تاجرتب۔ شریعت ۱۳ رمضان ۱۳۵۲ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء (جواب ۷) جو حصہ کہ اس وقت مسجدیت کے ساتھ خاص ہے اس کو اب مستقل یعنی آمد و رفت دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ مسجد کی زمین جو نماز کے لئے مخصوص نہ ہو بلکہ مسجد کے مصالح کے لئے ہوتی ہے اس میں دکانیں بنانا جائز ہے۔ (۲) لیکن اگر کوئی شخص مسجد کو پختہ پر بنائے اس کے نیچے دکانیں نکال دے گا تو وہ خود کفار تو ہو گا لیکن مسجد کی مسجدیت باطل نہ ہوگی۔ (۳)

(۱) اگر جائز ہے۔ (۲) اگر جائز ہے مسجد کی دیوار مکان کو نہیں دی جا سکتی۔ (۳) اگر اب قبرستان کی زمین دفن کے کام میں نہیں آسکتی تو اسے مسجد کے کام میں لے سکتے ہیں۔ (۴) اگر اب تک قبرستان کا راستہ

(۱) ولا یجعل شئاً منہ مستعلاً وہی الشامیۃ المراد منہ ان یوجر منہ شیء لاجل عمارتہ والمراد المحتار کتاب الوقف ۴ / ۳۵۸ ط. سعید

(۲) لو فی فوقہ بیتا للامام لا یضر لا منہ من المصلح. اما لو تمت المسحوبۃ ثم اراد الباع مع. والمراد المحتار. وہی رد المحتار. وقولہ لو تمت المسحوبۃ ای بالقول علی المعنی. و بالصلۃ فیہ علی قولہما والمراد المحتار مع رد المحتار. کتاب الوقف. فصل فی احکام المسجد ۴ / ۳۵۸ ط. سعید

(۳) بقی مسجد اعد لا ما ورائی اید الی قیام الساعۃ والمراد المحتار کتاب الوقف ۴ / ۳۵۸ ط. سعید

(۴) فحبہ و لولہ علی حدار المسجد والمراد المحتار کتاب الوقف ۴ / ۳۵۸ ط. سعید

(۵) واد اراد لاسات ان یجحد تحت المسجد حواشیت علی لمرۃ المسجد او فوقہ لیس لہ دالک کذا فی الدرر الجریۃ (العالمگیریۃ الباب الحادی عشر فی المسجد. وما یعلق بہ ۲ / ۵۵۵ ط. ماحدیہ کوئٹہ)

(۶) قال الحافظ رحمہ اللہ تعالی فان قلت هل یجوز ان یس المساجد علی قیور المسلمین قلت قال من القاسم رحمہ اللہ تعالی لو ان مقبرۃ من مقابر المسلمین عفت فی قوم علیہا مسجد لم ار بدالک ما ساد ذلک لا لا المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفع موتہم لاحیو لا حدان بملکھا فدا درست فیسعی عن الدفن فیہا حار صرفہا الی المساجد. لان المسجد ببناء وقف من وقت المسلمین ولا یجوز لملیکہ لا حد فمعنا ہما علی ہذا واحدا رعمۃ القاری باب حل بیس قیور مشرکی الجاہلیۃ وینخلع مکتباتھا مساجد ح ۱۷۹/۴ بیروت

و فی الشامیۃ عن الزیلعی. ولو بلی المیت وصار ترابا حار دفن غیرہ والباء علیہ (رد المحتار. کتاب صلاۃ الحار. معظب فی دفن المیت ح ۲ / ۳۳۳ ط. سعید)

مسجد میں سے نہ تھا تو اب مسجد میں سے راستہ دینا جائز نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

(۱) مسجد مکمل ہونے کے بعد دوسری منزل بنانا۔

(۲) مسجد میں دینی علوم کا درس دینا۔

(سوال) ایک مسجد ہے جس کے اطراف میں حرم شریف کی درس و تدریس کے لئے مدرسہ بنایا گیا ہے مسجد اور مدرسہ مسلمانوں کے چند سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیہ کے وقت یہ خیل تھا کہ مسجد کو ۱۰ منزل بنایا جائے کیونکہ مسجد کی جگہ تنگ ہے تاکہ زیادہ آدمی ہوں تو دونوں طبقوں میں اس کی ایک جماعت سے نماز پڑھ سکیں۔ مگر سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے اس وقت مسجد کی قیہ کو مکمل چھوڑ دیا۔ اب بعض "انفراٹ" کا خیال ہے کہ مسجد پر دوسری منزل بنوائیں۔ شکی کتاب الوقف ج ۳ صفحہ ۵۱۲ میں ہے کہ (فروع) کو بنی فوقہ بیتا للامام لایضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد الباء منع و لوقال عیت ذلک لم یصدق (فتاویٰ خانیہ) (۲) اس عبارت سے شبہ ہوتا ہے کہ کیا مسجد پر مسجد بھی بنائیں کر سکتے جس طرح کہ امام وفیہ کے لئے مکان یا مصالح مسجد کے لئے اور کسی قسم کا کمرہ؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ مسجد کے دونوں طبقوں میں درس حرم شریفہ خارج اوقات نماز میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۰۴ مدرسہ حسینیہ محمدیہ راندیر ضلع سورت ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مکمل اکتوبر ۱۹۳۳ء (جواب ۸) مسجد کی قیہ میں بانی اور متولی حسب صوبہ یہ خود مسجد کی حیثیت سے تعمیر و تبدل کر سکتے ہیں۔ مسجد اراد اہلہ ان يجعلوا الرحۃ مسجداً والمسجد رحبۃ و ارادوا ان یحدثوا لہ بابا و ارادوا ان یحولوا الباب عن موضعه فلیہم ذلک فان اختلفوا نظر ابہم اکثر و افضل ذلک کذا فی المضمورات (۱) (تیسری) (۲) اور مختار کی عبارت منقولہ سوال کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کی منزل اول کی تکمیل کے بعد اس پر لہام کے لئے سوختی مکان یا مدرسہ کے لئے درس گاہ نہیں بن سکتی کہ اس صورت میں جنت بدل جاتی ہے اور مسجد کی غیر مسجد کی طرف تحویل زمین آتی ہے۔ اگر مسجد کی منزل ثانی کی نیت سے منزل ثانی بنائی جائے اور اس میں جرحہ تعمیر بھی ہو جیسے کہ اکثری طور پر مساجد میں قرآن پاک اور حرم و جیہ کے مدرسین ٹیٹھ کر درس دیتے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) اللہ اعلم محمد کفایت اللہ کاں اللہ،

چھوٹی مسجد کو بڑی مسجد کے معنی میں شامل کرنا

(سوال) ایک مسجد جو عید گاہ کے نام سے موسوم تھی اب جب جمعہ ہونے کے چار جمعہ مسجد کھلائے گئی۔ جمعہ و

(۱) واد ارادوا ان یحولوا شیان من المسجد طریقاً للمسلمین فقد قبل لیس لہم ذلک وانہ صحیح (عالمگیری بہ کتاب الوقت، ج: ۲/ ۴۵۷)

(۲) الدر المختار، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، ج: ۴/ ۳۵۸ (سید)

(۳) عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الحدی عشر فی المسجد وما یعلق بہ، ط: ماجدیہ ۲/ ۴۵۶

(۴) ومسجد استاذہ للدرس و لمصاع الاحرار اھل اتفاقاً (الدر المختار، باب ما یفسد الصلوۃ مطلب فی الفصل المساجد، ج: ۱/ ۶۵۹، سید)

عیدین کی نمازیں اس مسجد میں ادا ہوتی ہیں۔ اس مسجد کے متعلق نیچے کی جانب ایک قدیمی مسجد ہے اب بعض لوگ کا خیال ہے کہ اس قدیمی مسجد کو شہید کر کے بڑی مسجد کے صحن کو نشادہ کیا جائے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۴۸، ۴۳ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۹) اگر بڑی مسجد کو توسیع صحن کی حاجت نہیں ہے تو چھوٹی مسجد کو خال خود قائم رکھنا چاہئے اور بڑی مسجد میں اب چوتھہ بنامت ہونے لگی ہے تو وہ بھی مسجد جماعت ہوئی اور اس میں توسیع کر کے چھوٹی مسجد و ضرورت کے وقت شامل کر لین بھی جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مسجد کی ضروریات کے لئے خالی زمین پر امام کا حجرہ

(سوال) مسجد کی چار دیواری کے اندر حجرہ مع صحن پختہ امام صاحب کے لئے واقع ہے۔ حجرہ مذکورہ کے صحن میں کبھی کبھی چھ دیواری نمازیوں کے نماز بھی ادا کی گئی ہے۔ حجرہ مذکور مع صحن بذریعہ دیوار مسجد سے علیحدہ و حجرہ امام صاحب کے لئے زمانہ مکان، ناناقضہ دو ہے جس کا داخلہ کادر وازہ اور پانخانہ علیحدہ گلی میں ہو گا۔ کیا بصورت بالامکان ناناقضہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۳۰ اقبال احمد صاحب (ضلع میرٹھ) ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۴ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) جب کہ حجرہ اور اس کا صحن مسجد سے جداگانہ اور ممتاز طریق پر اب بھی واقع ہے پردہ نہیں ہے تو پردہ کی دیوار اٹھی کر اس کو علیحدہ کر دینا جائز ہے۔ حجرہ کے جنوبی جانب گلی کھلا ہو پانخانہ بھی بنانا جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مسجد کی ضروریات کے لئے خالی زمین پر ناجائز سومات کے لئے مکان بنانا

(سوال) ایک مسجد ہے جس کا نقشہ دوسرے صفحہ پر ہے۔ اس کو نئے عرصہ پچاس سال سے زائد ہو گیا اس کی بنیاد حضرت صوفی حافظ نور محمد صاحب مرحوم مغفور نے ڈالی تھی۔ آپ نے ہی مسجد اور اس کی ملحقہ جگہ خرید کی تھی اور مسجد کے ساتھ ہی دوسری جگہ بھی وقف کر دی گئی تاکہ اگر بعد میں ضرورت پڑے تو تمام جگہ پر مسجد تعمیر کر دی جائے جیسے کہ نقشہ میں ظاہر ہے کہ قطعہ زمین (الف) پر کچھ پودے ہیں اور باقی تمام جگہ پر بڑے خوبصورت اور قیمتی پودے لگے ہوئے ہیں اب تمام اہل محلہ مقام (الف) پر ایک ٹکیہ یا ڈیرہ بنانا چاہتے ہیں جس میں رات بٹھانا کرے گی۔ بر لوری مذکور کی رومات درواجات کے مطابق رات تین دن تک ٹھہری ہے جس کے دوران میں گانا، بجانا، مجرا، نقل، ناچ اور حقہ نوشی لوازمات شادی میں شامل ہیں جو قطعاً غیر شرعی ہیں اور حصہ (الف) پر مکان بن جانے کی صورت میں یہ سب کچھ وہاں پر ہو گا۔ معترضین کے جواب میں وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مقام (ج) پر

(۱) کوئیس لہ از عا ح غیرہ مہ ولو مدرسا، و اذا صا ق فلسفلی از عا ح القاعدولو مشتملا بفرآة او درس بل و لا لہ المحلہ مع من لیس منهم عن الصلوۃ فیہ، ولہم نصب متول وحمل المسحین واحد او عکسہ لصلۃ لا لدرس، او ذکر فی المسجد عطۃ و قرآن (الدر المختار کتاب الصلوۃ، باب ما یسد الصلوۃ و ما یکرہ فیہا، مطلب فیم سقت ہذہ الی صا ح

دروازہ کھل میں ہے۔ اس طرح تو مسجد کی بے حرمتی ہوئی ہے ہی اس مکان سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ یہ مندر جب بارہ سو سال کی گوارہنگی کی راہ میں کوئی شے مزارعہ ہوگی۔

صوفی صاحب مرحوم کے درگاہ جو کہ مکان کے ہمارے کے خلاف ہیں سنتے ہیں کہ ہم مسجد سے نہیں ہیں مسجد خانہ خدا ہے وقت شدہ جگہ ہے اس لئے ہم مسجد کی رہائی و پٹی آنکھوں سے دینے پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے خون کا آخری قطرہ تک اس وچانے کی غرض سے یہودین و تیار ہیں۔ جس مخالف پانی۔ مسجد ان کی تعداد ۸۶ فیصد ہے جن میں چند مقتدر اور۔۔۔ اور وہ صاحب کے ہاں وہاں نظر محمد و میل خوب رہا پانڈیان بھی شامل ہیں۔ اور یہاں وہی عمارت کی تو وہ سارے ہوئے ان پر موجود رہی ہیں یہ رہائی نہ کاپی دے سکتی ہے جو کہ یہ سے سر اقتدار ہے۔ وہ پیر پیر چاہتا ہے۔ پس اگر مخالف رہیں۔۔۔ متعلق مفصل مسئلہ بروئے شرع محمدی تحریر فرمائیں۔

المستغنی نمبر ۱۱۶۱ ایم یوسف حسن صاحب (محلہ بھومس) ریاست، مایہ کوئلہ ۱۲ بتادی اشانی

۱۳۵۳ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱) جو زمین کہ مسجد پر وقف ہے ان پر ان کو وہ کام سے عمارت بنانا۔۔۔ اور اس میں ایسی عمارت جس میں مسجد کے احکام کے خلاف کام نہ جائیں۔ عمارت کار اور نہ کرنے والی اور نہ ہیں ان کو وقف اور وقف کی غرض کے خلاف کوئی کام کرنا چاہئے نہیں۔۔۔ اور مسجد کے وقت پر ۱۰ وقت کا تعلق حاصل ہے۔۔۔ ان کی جائز کے غیر غیر ہوگے کوئی تصرف کرنے کے قانون بھی مجاز نہیں۔۔۔ پانی کے متعلق اہل بدعت تعمیر جدیدہ کو دے منع کر سکتے ہیں۔ اور اس مخالفت میں وہ حق بجانب ہیں اور جو تکلیف میں ہے اس کا جواب پائیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان ابدالہ

(۱) مسجد کے لئے وقف اسی پر خرچ کیا جائے

(۲) پرانی مسجد کی کچھ زمین پر مسجد کی آمدنی کے لئے دکانیں بنانا

(۳) پٹلی مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا

(سوال) (۱) ایک شخص نے مرتے وقت اپنی جائیداد سے چار حصہ ایک معین مسجد پر جمع کے وقت ۱۰ دینے دیا۔ یہ رقم دوسری مسجد میں خرچ کرنا چاہئے یا نہیں۔ (۲) ایک پرانی مسجد کا کوئی حصہ یہ نہیں ہے۔۔۔ تعمیر کر لیا جاوے تو مسجد کا حصہ کنارہ والا رب نہ کہ جو کہ سطح سڑک سے سوا گز بند ہے، مسجد کے فائدہ۔

(۱) فیہ المسجد لا یحوزہ ان یسی حیوان فی حد المسجد او فی فائدہ لان المسجد اذا جعل حیوان و مسجد سبقت حرمہ و هذا لا یحوز۔ والفقہ نع المسجد فکون حکمہ حکم المسجد الہدیہ کتاب الوقف، الباب الحداد، ص ۶۶، ط. ماحدیہ

(۲) سئل شمس الامانی عن رجل قال یسأل عن وقف ما استعفی عن العمدۃ الی عمدۃ مدح مدح علی العمدۃ قبل ان لا کذا فی المحیط عالمگیریہ کتاب الوقف، الباب الثالث عشر فی الاوقاف، ج ۲، ص ۷۸

(۳) اولاً فصل ان یسأل عن اولاد الموقوف علیہ والقریۃ مدادہ یوحدا احدہم یصلح لہ انک والفقہ ان مدادہ یسأل عن غلبہ من کان من اولاد الموقوف، انک غلبہ یصلح لا یجعل لہ من غیر ہل الوقف، ص ۷۴، مد سعد

(۴) مسجد میں اراذل حمل ان نقضہ وہیہ نایا احکم من لہ، الاول لیس لہ مالک، وہیہ ان لہ یکن لہ من ہل لیس من ہل لیس من المسجد۔ (الہدیہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر الفصل الاول، ص ۵۷، ط. ماحدیہ)

و اسے اس کے ذریعے دکان میں بٹائی جائیں یعنی جائے سوانگر کے نصف گز سطح زمین دکان کی رکھی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اتفاق عدوت الناس سے ایک جامع مسجد تیار ہوئی ہے۔ حالانکہ اس مسجد کے ارد گرد اس دور رہتے ہیں۔ صرف ایک مسلمان کا رہا ہے۔ اب وہی لوگ تقریباً ڈیڑھ سو سو قدم کے فاصلہ پر اپنے گھر اور زمین دوسری مسجد قریب کرتے ہیں اور مسجد اول کے مقابل گوردوارہ ہے اور ہندو رہتے ہیں۔ اب اگر مسجد کا یہ قریب ہوئی تو نہ وہ مسجدوں کے قریب آیا ہوئے کا نعیہ ہے اور مسجد اول کی ہر طرح کی سب حرمتی کا نہیں ہے تو مسجد اول کو ایران قریب آیا کر کے دوسری قریب کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا مسجد کا یہ مسجد ضرار ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المسنفی نمبر ۱۲۸۹ مائوی عبدالحزیز صاحب خصب جامع مسجد (نوپ نیٹ نمبر) ۲۲ سوال

۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲) (۱) اگر یہ وقف ٹٹ کے اندر ہو تو جائز ہے۔ اور اس کو اسی مسجد پر خرچ کرنا چاہئے جس سے وقف کیا گیا ہے۔ دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ (۲) مسجد قدیم کیس کے کسی حصے سے نیچے جب کہ پست دکان میں نہیں دکان جائز نہیں۔ (۳) مسجد جدید بنانا بعد اس طرح مسجد قدیم و نقصان پہنچانا نہیں ہے جائز ہے۔ اگر مسجد قدیم اس سے ضرر (وقت نمازیان) چھیننے کا خوف ہو اور ان کو کون وجوہ مسجد بننا چاہتے ہیں مسجد قدیم میں نماز کے سنے جانے میں زیادہ مشقت نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ مسجد جدید نہ بنائیں اسی مسجد قدیم کو تباہ نہیں۔ محمد کاغیت اللہ کات بندہ، دہلی

مسجد بننے کے بعد نیچے والی دکان کو چائے خانہ کے لئے کرایہ پر دینا۔

مسجد کے قریب بنے ہوئے بیت الخلاء کو دور کرنے کا حکم

(سوال) یہاں احمد آباد میں ایک مسجد ”الف“ مسجد ”ب“ سے مشہور ہے درجہ شری زمین میں قریب کی گئی تھی۔ چونکہ یہ مسجد وسط بازار میں تھی اس لئے اس کی سری کافی و چٹائی کی گئی تھی۔ بیت الخلاء کے سونچن اور حوض وغیرہ کے حصے میں نیچے کی جانب طرف میں روٹیں بنائی گئیں تاکہ مسافر و محتاج وہاں آ رہے ہوں۔

ملکی سلطنت کے زوال کے بعد بیت خجہ مرحومہ نے اس مسجد کا انتظام و رہنمائی کی طرف سے مقامی کمیٹی مسموم وقف کمیٹی کو سپرد کیا جو ایک سرکاری بیت الخلاء کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس میں مسلمان قوم کو توار

(۱) مریض وقف دار فی مرض مولہ فیہو حامر اذ کانت مخرج من ثلث النسل۔ وان کان لا یخرج و حارہ النورہ فکذلک (عالمگیریہ، کتاب الوقف اب الفعیر فی وقف المریض ۵۱ ط ۱۰۰۱)

(۲) سئل شمس الامۃ لعلومی عن مسجد او حوض استعفی الحوض عن العمارة وھاک مسجد مخرج فی البعدہ او علی العکس ھل یحوز للخاصی صرف وقف مالستعی عن العمارة فی عمارة ماھو محتاج لی البعدہ ۵۱ ط ۱۰۰۱۔ (۳) وادارۃ ان تحت المسجد حوض عبدہ مخرجہ مسجد ووقفہ لیس لہ دلت (عالمگیریہ، کتاب الوقف ح ۵۵۰ ط ۱۰۰۱)

(۴) ”ان چاہئے ہے۔ والذین احدثوا مسجد اصرا و کثروا و تفرقوا فی المؤمنین وارضوا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل لا نعیم فیہ ابداً لمسجد ائیس علی النبی“

کو چھ دخل نہیں ہے۔ افراتفری کے زمانہ میں اطراف میں جو مسلمان جو بیہ فروش تباہ تھے۔ انہوں نے مسجد کے صحن وغیرہ کے نیچے جو روش تھی وہاں اپنی دکانیں لگائی تھیں وقف کینٹی نے ان دکانوں کو مستقل صورت دے کر معقول آمدنی کا ذریعہ بنایا تو کیا وقت کی مرضی کے خلاف اس طریقہ پر مسجد کی تعمیر کے کئی سو سال بعد دکانیں بنا کر کرایہ پر دینا جائز ہو سکتا ہے؟

مذکورہ مسجد میں جگہ کی قیمت ہونے کی بنا پر عام مسلمانوں نے شور مچایا تاکہ مسجد کو وسیع بنایا جائے اور مسجد کی مغربی سمت کی ملکیت کا جو مکان از سونو تعمیر ہو رہا تھا وہ بھی مسجد کے طور پر شریک کر لیا جائے۔ عام مسلمانوں کے اس مطالبہ سے مجبور ہو کر وقف کینٹی نے مکان کی تعمیر موقوف کر دی۔ اور مسلمانوں کی مرضی کے مطابق اس مکان کو بھی مسجد میں شریک کر کے مسجد کی از سونو تعمیر کی۔ صحن اور حوض کا حصہ بدستور قائم رہا مگر اصلی جماعت خانہ کے نیچے جہاں پسے ہوئے خذ تھا نہ روش تھی نہ کوئی دکان تھی۔ اس حصہ میں بھی دکان بنائی گئی۔ جب یہ دکان زیر تعمیر تھی اس وقت مسلمانوں کے مطالبہ پر وقف کینٹی نے وہاں مدرسہ بنانا قبول کیا تھا۔ تاکہ مسجد کی حرمت بھی برقرار رہے اور مذہبی حقیق کا بھی معقول انتظام ہو سکے۔ لیکن بعد میں وقف کینٹی نے وعدہ کے خلاف اصلی پورے جماعت خانہ کے نیچے (جس میں پرانے جماعت خانہ کی جگہ بھی شامل ہے) چائے خانہ کے لئے کرایہ پر جگہ دے دی ہے۔ ہوٹلوں میں جس قسم کا شور وغیرہ ہوتا ہے وہ بھی سب پر ظہر ہے۔ اس صورت میں وقف کینٹی کا یہ فعل اس حد تک جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً پرانے جماعت خانہ کی زمین پر بھی دکان بنانا شریعت کی نظر میں کیا حکم رکھتا ہے؟

اندریں حالات اگر مذکورہ بالا فعل ناجائز ہے تو مذکورہ ہوٹل میں کھانے پینے کے لئے مسلمانوں کا جانا شرعاً جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ایک عالم فاضل کے لئے ایسی مسجد میں حیثیت پیش امام کے خدمت کرنا ناجائز ہے یا نہیں۔ اگر چائے ہوٹل کے اسی جگہ پر مدرسہ یا اسلامیہ دارالکتب یعنی لائبریری یا پتھر ہال بنایا جائے تو اس سے متعلق کیا حکم ہوگا؟

موجودہ مسجد کی مغربی سمت کی دیوار سے لگا ہوا ایک انگریزی اسکول کا پانخانہ ہے اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ یہ پانخانہ مسجد کی دیوار سے کم از کم کتنی دور ہونا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۱۳ حکیم محمد رفیع نقوی (احمد آباد) ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء ۱۹ مئی ۱۹۵۷ء

(جواب ۱۳) مسجد کی قدیم وضع کو تبدیل کر کے دکانیں بنانا جائز نہیں (۱) ہاں نماز کی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ

(۳۰۱) (۱) جعل تحہ سردابا ، لمصالحہ جاز ، لوبی فوفہ بینا للامام لایضر لاه من المصالح ، واما لو تمت المسجدیہ لم اراد لشاء مع ، ولو قال عیت دالت لم یصدق ، فاذا کان هذا فی الوقف فکیف لعلہ فیجب ہدمہ ولو عمی حدار المسجد ، ولا یحوروا حد الا حرقہ مع ، ولا ان یحمل شینا مع مسعلا ولا سکی ، بزوریۃ (النذر المحتار ، کتاب الوقف ، مطلب فی احکام المسجد ، ۳۵۸ ، ۳۵۷ ، ط سعید) ، وفي الہدیۃ فیہ المسجد لا یحور لہ ان ہی حیوایت فی حد المسجد او شاء ، الخ (کتاب الوقف ، الباب فی المسجد ، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد ، الخ ۲ ، ۴۶۲ ، ط ، کوئٹہ)

کی وضع حسب صولہ یہ متون بدل سکتی ہے۔ (۱) قدیم جماعت خانہ سے پیچھے دکانیں۔ مدرسہ۔ پھر بری پتہ بھی جائز نہیں وقف کیمٹی کا یہ فعل ناجائز ہوا۔

تین اب کہ ان نے عمارت تعمیر کر لی اور رقم خرچ ہو چکی تو اب اس کے سوا کوئی ہمیل نہیں کہ اس جہ کو ایسے مصرف میں لایا جائے جس سے مسجد کے احترام میں خلل نہ ہو۔ (۲) ہوٹل میں بہت شور و شغب اور فحش مشعوہ ہوتے ہیں اس میں ہوٹل کا قیام احترام مسجد کے خلاف ہے۔ ہاں مدرسہ اور کتب خانہ اس سے بہتر ہے۔ اور یہ اس مجبوری سے کہ اب تعمیر بن چکی ہے۔ (۳)

پانچواں مسجد کی تعمیر سے پہلے کا ہو تو اس کو بنانا کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (۴) اور بعد کا ہو تو اتنی دور کرا دینا چاہیے کہ اس کی بدو مسجد میں نہ آئے اور نجاست مسجد کی دیوار سے مس نہ کرے۔ (۵) محمد کثرت اللہ

حکومت مسجد کو اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی

(سوال) (۱) کیا کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسجد کو ضبط کرے اور پھر اس کو زبردستی تریا لسی شرائط پر واکٹر کرے جن کی رو سے مسجد پر حکومت کا تسلط رہے۔

(۲) کیا مسجد کی منتظرہ کیمٹی ویہ حق ہے کہ وہ مسجد کی سیر حیوں کو کیو تریا لیں اور ای قسم کا کام کرنے والوں کو کرایہ پردے جن کی وجہ سے مسجد کی حریم میں شور و شغب اور ہر قسم کی بیسواری اور بد اخلاقی کے افعال ہوتے رہیں۔

المسفتی نمبر ۲۶۷۷ محمد عسف صاحب (پشاور) ۱۴ ارجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب) (۱) مسجد خدا کا گھر ہے اور خدا ہی اس کا مالک ہے وہ کسی انسان کی ملک نہیں۔ قرآن پاک میں ہے وان المساجد للذکر، یعنی یقیناً مسجدیں خاص خدا کی ہیں۔ اور جب کہ وہ خدا کی ملک ہیں اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں تو کسی حکومت کو ان کے اوپر مخالفت ساہ اور قبضہ اور ضبط کرنے کا حق نہیں۔ حکومت انسانی اس پر قبضہ کرے تو کرے خدا کی ملک پر قبضہ نہیں کر سکتی اور اگر جبر و استبداد سے قبضہ شرعاً ناجائز اور کالعدم

(۱) وفي المناوی ارض وقف علی مسجد والاوص بحب ذلک المسجد وارادوا ان یزیدوا فی المسجد شینا من هذه الارض حار لکن برقع لا مرئی القاضی لیلان لہم . ومستعل الوقف کا لدار والحاوت علی هذا خلاصة المناوی کتاب الوقف ، الفصل الرابع فی المسجد الخ ۴۹۱/۴ ط . امجد اکیلمی

(۲) ان کان للعصب رید فی الارض من عہدہ ان کانت الریادۃ مالا مغموما کالساہ والحر یومر العصب برقع الباء . ووقع الاشجار ورد الارض . ان لم یصر ذلک بالوقف ، وان کان اصحابا حرب الارض یفعل الاشجار . والدار برقع الباء لم یکن للعصب . برقع الباء ، اوفعل شجر الا ان القیم بضم فیمۃ العرس مغلوغا وقیمۃ الباء مرفوعا . والہدیۃ . کتاب الوقف ، الباب التاسع فی غصب الوقف ۴۵۷/۲

(۳) وبجرم فی السؤال ، وبکرہ الاعطاء . وکل عقد و اشتاد صالۃ او شعر الا ما فیہ ذکر . ورفع صوت بدکر الا لمنفقہ . والوصء لا فیما عد لذلک . واکل و یوم والنمختار ، کتاب الصلوۃ ، باب ما یفسد الصلوۃ ، مطلب فی احکام المسجد ۶۵۹ ، ۶۶۲ . سعید

(۴) گذشت صنف کا شہر ہر ایک ملاحظہ کریں۔

(۵) وبجرم فی السؤال وبکرہ الاعطاء . والوصء (النمختار) قوله والوصء ، لان ماہ مستفید طعا فیجب تریہ المسجد عہ . کما یجب تریہ عن المحاط والشمع بدائع (و) کرہ تحریم الوط فوقہ والبول والمغوط) لا ہ مسجد الی عن اسماء (النمختار) (قوله الی عن اسماء) یفتح العین ، وكذا الی تحت التری واکل نحو نوم (النمختار) . کتاب الصلوۃ ، مطلب فی احکام المسجد ، ج ۱ ۶۵۹ تا ۶۶۱ . سعید (۶) سورة النحر رقم الاية ۱۸

ہو گا اور اسے ازم ہو گا کہ اسے وائزہ کرے۔ وائزہ داری کے عوض میں کوئی رقم وصول کرنی یا کوئی شے مانگنا نہ ہے۔
 اسے کامت و بیعت نہیں۔

(۲) مسجد نہ تخریب کیں و ازم ہے کہ مسجد کو پاک صاف رکھنے اور اس کے احاطہ اور حریم یا فناء یا
 میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز و عبادت میں فعل واقع ہو یا مسجد کے احاطہ و حدود میں پتہ نہ ہو
 نیز یہاں حریم مسجد اور فناء مسجد میں داخل ہیں ان پر کوئی تباہی کا شوق نہ ہو یا مسجد کے احاطہ یا فناء میں
 نہ ہو۔ مثلاً اگر اسے حدود مسجد اور فناء مسجد میں مسجد کے متولی اور قیام و کاشی یا بنائے نہ جائے
 نہ۔ قیام المسجد لا یجوز لہ ان یسی حیوان فی حد المسجد او فی قیامہ لان المسجد اذا جعل
 حیوانا و مسکا تسقط حریمتہ و ہذا لا یجوز و الفاء تبع للمسجد فیکون حکمہ حکم المسجد
 کدھبی محیط السرخسی (۵ میں)۔ یعنی مسجد کے متولی سے ہے چاہے مسجد میں حدیں نہ ہوں۔
 مسجد میں دکانیں بنائے نہ (ب) کہ واقف نے نہ بنائی نہ اس متولی نے نہ بنانا چاہا نہ بنانا چاہا۔ مسجد میں
 سوختی مکان بنایا جائے تو مسجد کا احترام جاتا رہے گا اور یہ چاہے نہ ہو مسجد کے متولی نے نہ بنانا چاہا۔
 مسجد کا حکم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی۔

مسجد یا ضروریات مسجد کے لئے وقف شدہ زمین پر مسجد بنانا

(سوال) ایک مسجد ہے۔ اس کی آمدنی ہے۔ اور اس مسجد میں ایک زمین موقوفہ پر واقع ہے۔ فروعاً نہ ہے۔
 تو زمین کی بھی قیمت آسکتی ہے۔ اس زمین پر دو زمین ہے وہاں مسجد کی سخت حاجت ہے۔ فی اس زمین میں
 دی ہوئی ہے۔ سوائے اس کے کہ مسجد کی آمدنی بھی ہے۔ اکثر عوام کا یہ خیال ہے کہ اس زمین پر مسجد
 نہ ہے۔ ایک شخص مسجد بنانے سے تیار ہے چند روپے لے کر۔ اور مسجد بنو کر دے گا۔ اس شخص کا یہ خیال
 خوب گریہ کرنے کا ہوا ہے چاہے اس میں مسجد پر خرچ ہو گا۔ ایک صورت مسجد بنانے کی یہ بھی ہے۔ یہ کہ
 اس زمین پر مسجد بنانے کے لئے چند روپے وصول کرے۔ اور مسجد بنائے۔ تو کاشی مسجد کے لئے نہ ہے۔
 سوال یہ ہے کہ اس زمین پر مسجد بنانے سے زمین میں کس طرح چند روپے لے کر مسجد بنائے۔
 اس زمین والے شخص سے چند روپے لے کر مسجد بنائے۔ اس موقع پر جہاں زمین ہے مسجد کی سخت حاجت ہے۔
 تو قبول۔

(جواب ۱۵) مسجد کی زمین جو چند روپے لے کر مسجد بنائے۔ اس موقع پر جہاں زمین ہے مسجد کی سخت حاجت ہے۔

(۱) ولو غصبہا من الوقف اوص والیہا عصب۔ فعلمہ ان بردھا الی الوقف فانہ لم یغصبہ عبدہ غصباً حسی حسی
 رد۔ فان کانت محل الوقف نفس عود الفضا۔ و یصرف الی مرادہ الوقف الخ وغیرہ۔ کتاب الوقف۔ ص ۵۵۔
 غصب الوقف ۱۴۷/۲ ماجدہ

(۲) عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فقلت مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینجد المسجد فی الدور۔ و یشہد و یصل
 (مسئلہ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ۔ ابواب المساجد۔ صفحہ ۵۵۔ قدیمی)

(۳) رفتاری عالمگیریہ۔ کتاب الوقف۔ الباب الحادی عشر فی المسجد و ما یصلح بہ الفضا۔ ص ۵۵۔ فی الوقف
 المسجد و یصرف الیہ و غیرہ فی الوقف غلبہ۔ ۱۴۶۲۔ ۲۔ ط ماجدہ

پسے معنی کے لحاظ سے محض تو مسجد کا ہی ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام میں۔ اس میں حوض اور وضو کی جگہ وغیرہ مانا جائز نہیں۔ کیونکہ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جائے اور اس کو نماز کے لئے منسوب کر دیا جائے پھر اس کو کسی دوسرے کام میں نہیں لے سکتے (اور دوسرے معنی کے لحاظ سے محض ایک مسجد و چیز ہے یعنی اگرچہ وہ مسجد کے ساتھ وقف بننے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے ساتھ نہیں۔ اس میں کوتاہیوں کو نہ جاتا، جنات کی حالت میں نہ رہتا جائز ہے مسجد کی توسیع کی ضرورت سے نہ مسجد میں شامل نہ لینا یا اس میں حوض اور وضو کی جگہ ماننا جائز ہے (۱) اور وہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر لیا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حصہ میں ہو جائے گا۔ اسی محض بالحق اثنی کے کسی ایسے گوشہ میں جو کسی مسجد سے دور ہو یا نہ مانا جائے جائز ہے اگر طبعی کہ اس پر وہ مسجد تک نہ پہنچے (۲) مسجد کو مندرجہ کے محض مانا معنی اس پر نسبت ہو رہا ہے کہ محض بالحق اثنی مانا جائز ہے (۳)۔ محمد غایت اللہ کان اللہ

فصل سوم مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا

مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم

(سوال) مسجد کس طرح اور کب اور کیا وجہ سے منتقل کر دینا جائز است یا نہ؟

(جواب ۱۸) قول منتقل مسجد یہ ہے کہ مسجد کس وقت اور کیا وجہ سے مسجد بنواید نہ۔ اگرچہ زمین میں نہ ہو تب بھی یہ مسجد میں شامل ہے۔ جو مسجد بن کر اور مسجد منتقل کر دینا جائز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

۱۔ محمد غایت اللہ کان اللہ

(۱) دیوبند مولانا علی محمد (مفسر) بالحق (بقولہ جعلتہ مسجد) عند الذی (وشرط محمد) ولا مدہ الصلاة وہ البر لمحمد (بقولہ بالحق) ای بالصلاة فیہ، فی شرح الملتفی ابہ بصیر مسجد لا خلاف در محار کتاب الوقف ۱: ۳۵۶ ای لو ثبت المسجد نہ تو اداء الصلوة مع ولو فی عیب ذلت لم تصدق، مابہ حاشہ ۱: ۳۵۸ کان ہذا فی الوقف فکف بصرہ فیحب ہمدہ لہر المحار کتاب الوقف مضط فی احکام المسجد ۱: ۳۵۸ ط مسجد

(۲) دیوبند مولانا علی محمد (مفسر) بالحق (بقولہ جعلتہ مسجد) عند الذی (وشرط محمد) ولا مدہ الصلاة وہ البر لمحمد (بقولہ بالحق) ای بالصلاة فیہ، فی شرح الملتفی ابہ بصیر مسجد لا خلاف در محار کتاب الوقف ۱: ۳۵۶ ای لو ثبت المسجد نہ تو اداء الصلوة مع ولو فی عیب ذلت لم تصدق، مابہ حاشہ ۱: ۳۵۸ کان ہذا فی الوقف فکف بصرہ فیحب ہمدہ لہر المحار کتاب الوقف مضط فی احکام المسجد ۱: ۳۵۸ ط مسجد

(۳) دیوبند مولانا علی محمد (مفسر) بالحق (بقولہ جعلتہ مسجد) عند الذی (وشرط محمد) ولا مدہ الصلاة وہ البر لمحمد (بقولہ بالحق) ای بالصلاة فیہ، فی شرح الملتفی ابہ بصیر مسجد لا خلاف در محار کتاب الوقف ۱: ۳۵۶ ای لو ثبت المسجد نہ تو اداء الصلوة مع ولو فی عیب ذلت لم تصدق، مابہ حاشہ ۱: ۳۵۸ کان ہذا فی الوقف فکف بصرہ فیحب ہمدہ لہر المحار کتاب الوقف مضط فی احکام المسجد ۱: ۳۵۸ ط مسجد

(۴) دیوبند مولانا علی محمد (مفسر) بالحق (بقولہ جعلتہ مسجد) عند الذی (وشرط محمد) ولا مدہ الصلاة وہ البر لمحمد (بقولہ بالحق) ای بالصلاة فیہ، فی شرح الملتفی ابہ بصیر مسجد لا خلاف در محار کتاب الوقف ۱: ۳۵۶ ای لو ثبت المسجد نہ تو اداء الصلوة مع ولو فی عیب ذلت لم تصدق، مابہ حاشہ ۱: ۳۵۸ کان ہذا فی الوقف فکف بصرہ فیحب ہمدہ لہر المحار کتاب الوقف مضط فی احکام المسجد ۱: ۳۵۸ ط مسجد

(۵) دیوبند مولانا علی محمد (مفسر) بالحق (بقولہ جعلتہ مسجد) عند الذی (وشرط محمد) ولا مدہ الصلاة وہ البر لمحمد (بقولہ بالحق) ای بالصلاة فیہ، فی شرح الملتفی ابہ بصیر مسجد لا خلاف در محار کتاب الوقف ۱: ۳۵۶ ای لو ثبت المسجد نہ تو اداء الصلوة مع ولو فی عیب ذلت لم تصدق، مابہ حاشہ ۱: ۳۵۸ کان ہذا فی الوقف فکف بصرہ فیحب ہمدہ لہر المحار کتاب الوقف مضط فی احکام المسجد ۱: ۳۵۸ ط مسجد

اس کی حقیقت کا سامان کر کے اس کو تنہا نہ رہا ضروری ہے۔ (۱) البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شرعی قاعدہ سے مسجد نہ ہو مثلاً اس کی زمین موقوف نہ ہو کسی کی ملک ہو اور اس نے وقف نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کا نثر لہ،

فصل چہارم مسجد ضرار

کیا آج کل بھی کسی مسجد کو مسجد ضرار کہہ سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد ضرار صرف ان لوگوں کے زمانہ میں تک تھی یا اب بھی ان لوگوں کے زمانہ میں مسجد ضرار پائی جاسکتی ہیں؟

(المستفتی عبدالرحمن۔ گو وہ روضہ ضلع شیخ محل۔ ۲ شوال ۱۳۳۳ھ)

(جواب ۲۳) مسجد ضرار کا جو تصور ہے کہ وہ مسجد بننے کے زمانہ میں مسجد ضرار کہلاتی تھی یہ صحیح ہے۔ لیکن چونکہ اس میں مسجد بنانے والوں کی نیت کا زیادہ دخل ہے اور حضور انور ﷺ کے زمانہ میں وہی کے ذریعہ سے نیت کا حال معلوم ہو جاتا تھا اس لئے ضرر کا حکم لگا کر ممکن تھا اور اب چونکہ کسی کی نیت پر تحقیق احاطہ پانے کا وہی ذریعہ نہیں اس لئے ضرر کا حکم لگانے میں اشکال ہے۔ (۳) یہ منہ کہ فلاں شخص نے مسجد بغرض فساد و تفریق جماعت بنائی ہے یا مشکل ہے اب تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اگر نیت فاسد سے بنائی ہو تو ضرر کے حکم میں ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ، سنہری مسجد دہلی

ہم سے منازعت کی وجہ سے علیحدہ بنائی ہوئی مسجد ضرار کہلاتی ہے

(سوال) ایک جہ چند لوگوں نے چند مجمعہ کے ایک مسجد بنائی اور عرصہ تین سال سے اس میں نماز پڑھتے چلے آتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد چند لوگ کسی دینی مہمندی وجہ سے اس مسجد مذکور سے چند جہز کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے اور باہر جنگل میں نماز پڑھنے لگے اور اپنے ہندو میٹروں کے پاس بنانے کی اجازت لینے کے واسطے گئے۔ اس نے اجازت تو دی مگر ایک عالم متشیخ کے پاس نہ گئے۔ مولوی صاحب نے انہیں کو مجرم ٹھہرا کر امام مذکور کے پیچھے ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ سب لوگ نماز سے مسجد قدیم میں آتے رہے لیکن وہاں پر بھی آئے۔ تین چار سال کا عرصہ یہ بدعت کا یہ مسجد جدید تیار کی تیار کی تیار کی وقت ۱۹۷۷ء بہت چھ کچھ یا ضروری طرح اپنا روضہ بنانے سے

(۱) روضہ و لو حرج ماحولہ فی روضہ مدینہ عمر و کدہ لو حرج و لیس لہ ما یعبرہ و قد سعی من عبدہ و عود من ولا یحور و من منہ فی مسجد احمر، سو، کدو یصلوب فہ ولا انشایہ کتاب الوقف، مصنف عبدہ لو حرج المسجد، ۳۵۸ ط (صحید)

(۲) کتاب و ہو کدہ فی روضہ مدینہ عمر و کدہ لو حرج و لیس لہ ما یعبرہ و قد سعی من عبدہ و عود من ولا یحور و من منہ فی مسجد احمر، سو، کدو یصلوب فہ ولا انشایہ کتاب الوقف، مصنف عبدہ لو حرج المسجد، ۳۹۰ ط (صحید)

(۳) وان الظن لایحی من الحق شیا سورة المحم، رقم الاية ۲۷

ایک مکار موسوی کے اغواء سے مسجد ناکرا سی میں نماز پڑھنے لگے۔ بہاری بسنی جس مقام پر ہے وہ زمین اپنی ہے اور اس کے گرد گرد و زمین نیچی ہے جہاں اپنی حرا ہو جاتا ہے اور بارش سے وہ زمین میں نہیں گرتی۔ اگر ہر جگہ آتا ہے۔ یہ لوگ ہی طرح میں سل سے مسجد قدیم میں آتے تھے۔ لیکن یہ یہاں رہے۔ ہم کو بارش کے موسم میں مسجد قدیم میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے اس سے ہم تمہارے ساتھ نہیں رہیں۔ ساج علیحدہ کریں گے اور مسجد بھی علیحدہ کریں گے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ مسجد جو امام سے منزع کی وجہ سے بنائی ہے اور نیز علماء کا منہ مان کر اپنی ہت و ہر می پر کئے رہے ہیں منہ یہ مسجد صحیح ہے یا مسجد ضرار کا ضم رکھتی ہے۔ جہاں ایک بڑی جماعت اسی طرف ہے کہ یہ مسجد جو کہ نفس نفسیت اور یہ نہ نہ پر بنائی گئی ہے مسجد ضرار کا ضم رکھتی ہے اور مسجد ضرر ہے اور ایک شہرہ قیام ان دونوں جو فیصلہ سے پتہ اس میں نماز پڑھ چکے ہیں اس کو مسجد صحیح کہاتے ہیں۔ ہذا آپ کو ثابت بنایا جاتا ہے امید ہے کہ بناب و مدس جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

(جواب ۲۴) حسد اور کینہ اور بغض فعل تعبیہ میں سے ہیں اسی طرح نیت ایک بغضی مر ہے ان پر طعن کا ذریعہ بہارے پاس کوئی نہیں۔ زعمہ نزول وحی میں تو خدا تعالیٰ بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ کو مطلع فرماتا تھا کہ ان طریقہ سے آنحضرت ﷺ کے لئے سب قح کہ کسی مسجد پر ضرر کا حکم لگادیں اور مسجد قباء کے مقابلہ پر جو مسجد بنائی گئی تھی اس پر ضرر کا حکم لگایا بھی تھا مگر یہ سب ہجرت بعد وحی ہوا تھا۔ (۱) فقہاء و مفسرین نے ہر ایک مسجد کو جو بھمدیا یا مسجد کی نیت سے یا بال حرام سے بنائی ہو مسجد ضرار کے حکم میں رکھا ہے۔ (۲) لیکن یہ حکم دیانت کا ہے نہ کہ قضاء کا۔ کیونکہ قاضی کے لئے یا اہل امور پر مطلع ہونے کی کوئی تکلیف نہیں رہے۔ لذات و احادیث جن سے بغض و حسد یا بوسعد پر استدلال کیا جائے وہ حکم لگانے کے لئے کافی نہیں کیونکہ ان سے یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ صورت سوال میں فریق مخالف کے یہ الفاظ کہ ”ہم تمہارے ساتھ نہیں رہیں گے ساج علیحدہ کریں گے“ نہایت سخت الفاظ ہیں بلکہ اگر یہ نیت تو بین مسجد و تشبیہ مسجد ہرمان سے کئے ہوں تو خوف کفر ہے اور ان الفاظ سے ظاہر یہی ہے کہ مسجد جدید بغض نفسیت سے بنائی گئی ہے۔ تاہم مسجد ضرار کا حکم دینا مشکل ہے۔ لیکن مفتی کا حکم دینا لوگوں کے لئے عند اللہ مفید نہیں۔ اُمران کی نیت فی الواقع ضد اور نفسیت کی تھی نہ بوسعد مقصود نہ تھا تو بے شک ان کی یہ مسجد مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے۔ وقیل کل مسجد ہی مباحۃ اور یاء اوسمعة والعرص سوی ابتغاء وجه اللہ او بمال غیر طیب فہو لا حق بمسجد الضرار انتہی (مدارک) (۳)

(۱) وما یطلق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی النجم : ۴۱۳

(۲) وقیل کل مسجد ہی مباحۃ و یاء اوسمعة والعرص سوی ابتغاء وجه اللہ او بمال غیر طیب فہو لا حق بمسجد الضرار انتہی (مدارک) ۱/ ۶۵۱ سورۃ التوبہ : ۱۸۰ الحدیث عشر : رقم الإسناس ۱۰۷۰ طہ ق م

(۳) (ابن)

فصل چہم زمین غیر موقوفہ پر مسجد بنانا

- (۱) پلہ پر ملی ہوئی زمین پر مسجد عارضی مسجد کھلائی گی
- (۲) کیا عارضی مسجد کو بھی باقی بیسٹہ کے لئے رکھا جائے؟
- عارضی مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا اور چند دینا بھی ثواب کا باعث ہے۔
- عارضی مسجد حکومت کے ختم ہونے تک مسجد رہے گی۔

(۱) سال (۱۰۶۰) ہجری میں قلعہ پندرہ روز مسلمانوں کی آبادی ہے اس میں تقریباً ۱۰۰۰ مسلمان تھے۔ ان میں سے ایک جامع مسجد مناجات مسلمانان ہزاری قائم ہے جس میں بیچکانہ نماز، اجتماع اور نماز جمعہ اور ہفتی کی ہوتی ہے۔ چونکہ وہ مسجد مسلمات اور گاؤں سے شہر کی جاتی ہے اس سے کورنگٹ کا ٹکڑہ چار سو گز زمین ہے۔ اس میں دو ایسی عمارتیں بنائی گئی ہیں جن سے یہ مسجد قائم ہوئی ہے۔ اس وقت تک وہ مسجد بنائی گئی تھی۔ اس میں دو سو سو اسی ٹکڑے سے مشروط ہیں۔ شہر کے روس و معزین نے جامع مسجد کی زمین کے لئے ہر ممکن سعی کو کام میں لاکر مسجد کو آباد کرانے کی فکر کی حرکت میں نہ ہوئی۔ اب جب کہ مسجد کی عمارت سیدہ ہو رہی تھی تمام اہل شہر نے کھینچ کر فیصلہ کیا کہ اس عمارت کے حوالہ سے خرابی نہ ہو۔ اس لئے یہ مسجد بنائی گئی۔ اس میں تعمیر کو باوجود میں لیا جائے، مرنے والے خوش (مدان و عبادت)۔ ان کی نشست و برخاست عام طور پر ہزاروں میں رہتی ہے وہ اس مقدس کام میں روزانہ ۱۰۰۰ کانے کی غرض سے کھڑے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ یہ مسجد ہی نہیں ہے اس لئے اس میں چند وغیرہ دینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے عام طبقہ جماعہ کو روکا ہے اور اس کا ذخیرہ میں رکھوٹ ڈالنے میں کوئی نہ اٹھ نہیں رہی ہے۔ یہ عمارت ہے۔ تمام معزین اہل شہر تانہ خواہ اپنے رو پر قائم ہیں۔ اس لئے عمارت کے کام سے چند سال بعد مسجد کے تعلق رکھتے ہیں ان دو وضع طور پر بیان کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اور ایسی مجبور پول کی حالت میں جو پیشیت حق تعالیٰ سے فیصلہ فرمائے اس کی حقیقت کا انکشاف مطلوب ہے۔

- (۱) کیا یہ مسجد شہر کی باغی ہے یا نہیں اور جمعہ و جمعہ کا کیا حکم ہے؟
- (۲) اگر زمین کی چاقی تو خراب باشد کان شہر مسجد کے لئے کوئی سیل اختیار کریں۔ اس کے اپنی طرف سے تو وہ سب زور لگائے ہیں؟

(۳) یہ عمارت مسجد ہونے کی صورت میں شہر کی اور جو دو چار مساجد کی شرط پر ہیں ان سب کو بند کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے اپنے عمارتوں میں نمازیں پڑھ سکیں اس لئے کہ مسجد کا تو ثواب دینا ہی نہ ہوا۔

(۴) اگر اس کو بند نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے۔ اس لئے کہ جب وہ مسجد ہی نہ رہی تو عوام الناس طبقہ جہلایا قباہ

یافتہ اس میں چندہ دینے نہ رہا۔ یہاں اس سے کہ وہ اس و مسجد میں نہیں سمجھتے۔ حاتمہ وہاں کی تمام مساجد کے آخر جات چندوں پر موقوف ہوتے ہیں۔ (پانی کا انتھام، پیش لام، ہفتی، تیس، فرش وغیرہ) (۵) خلوہ کسی حالت میں ہی مسجد کیوں نہ شہر کی جائے۔ آیا مسلمانوں کو اس میں چندہ دینا اور اس کی قیہ میں حصہ لینا موجب ثواب ہو گیا نہیں؟

(۶) ہم مسلمان جو اس کا رخنے کے لئے سرگرم ہوتے ہیں اپنی کسی خاص ذاتی غرض کے لئے نہیں۔ بحدی صا وچہ اللہ اس کو اللہ کا کھر کھر کر اس کی خدمت کو اپنی فرض فیکہی نہیں کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ سوچ رہے کہ آخر ہم اپنے گھروں کی زیبائش اور اس کی چھائی کے رپے رستے میں اور یہ خدا کا کھر جس میں ہنچکے نہ سمجھنے اور نیاز کو جھکاتے ہیں وہ اس طرح رومی حالت میں پڑ رہے اور ہمارے دل پر اس کا تہہ صدمہ نہ ہو۔ حاتمہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہم کو بوزانی کی طرف سے چرہ میں یا چھائی کی طرف اور ہمارے یہ فعل اس کی طرف سے خبیث؟

(۷) خدا کا شکر ہے کہ اتنی بڑی تباہی میں وہ تین مساجد تو نظر آتی ہیں جن میں گاہے گاہے تباہ مسلمانوں سے یہ تہہ تو نظر آجاتے ہیں۔ اگر حاتمہ کو امر ان کو بھی مساجد سے نکال دیں تو بسہ اللہ ہمارے یہ جاتا ہے جو ان کی طرف سے تمام شہر کھرستان بن جائے۔

(۸) یہ جو چھ اور نعمت نے ہمارے ساتھ میعاد میں ہے اس میعاد تک وہ مسجد ہمارے جانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(نوٹ) چونکہ کراچی میں فریقین کو جنگ و جدل تک نوبت پہنچ چکی ہے اس لئے امید ہے کہ کراچی میں یہ ۱۰۰ بہت جلد اس کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ انہی حال میں مجھے کراچی سے ایک منتخب آپس میں یہ کلمہ ہوا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے یہ قیہ کرایا ہے کہ اگر جمعہ عشاء ہماری اتنی مجبور یوں کا نظارہ دیکھتے ہوئے کسی فتویٰ دیتی ہے کہ یہ مسجد نہیں ہے تو ہم انشاء اللہ سب سے پہلی فرصت میں اس مسجد کو شہید کر دیں گے اس لئے کہ جب وہ مسجد ہی نہیں تو ہم یوں اس کا نشان باقی نہیں۔

آپ کا ولی خود محمد عبدالحی علی عنہ حال وارد مسطورہ ذیل شہری پٹہ ۱۰۰ تاریخ ۱۹۲۲ء (حوالہ ۲۵) مسجد کے مختلف کام میں وراہی طرح سے کامیاب ہیں۔ مثلاً ایک صمقہ یہ ہے۔ دوسرا تادمہ شہر ایک مرتبہ مسجد ہو جائے وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے۔ (۱) اس حکم کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ جس زمین پر تادمہ یہ مسجد قیہ ہوئی ہے یا وہ ملک زمین نے مسجد کے لئے وقت کی ہو اور اپنے کاندہ حقائق اس سے بائیل جاتے ہیں۔ پس کوئی ایسی مسجد جو غیر موقوفہ زمین پر قیہ ہوئی ہو اس کے لئے حکم مذکور ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس میں یہ ہیں۔

(۱) ان لوگس المسحوبہ ہر ذالک مع فتح ہمد و و عی حذہ المسجد ولا یحور احد الا حرقہ وہ و لو حرب ماحولہ و اسعی عنہ سفی مسجد عبد لام و اسعی انہ من قدم مسعدہ (وہ یعنی) (الذکر المحار) کتاب الوقف، مطلب ہما لو خرب المسجد او غیرہ ۴/ ۳۵۸ ط. سعد

اما ان وقت الا مریلیوم او الشہر او السنة ففی هذا الوجه لا تصیر المساحة مسجداً لومات
یورث عنه کذا فی الدحیرۃ انتہی (عالمگیری) ۱۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک زمین موقوفہ نہ ہو اس سے
ملک کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ اور ان صورت میں تاہد جو شرط جواز ہے تحقق نہیں ہو سکتی۔ قلت وهو
کذلك فان شرط الوقف السد والارض اذا كانت ملکاً لغيره فللملک استردادها وامره بقض
السء وكذا لو كانت ملکاً فان لورثه بعده ذلك فلا يكون الوقف مؤبداً وعلى هذا یسعی ان
یسئ من ارض الوقف ماداً كانت معدة للاحتکار لان السء یبقى فیها الح (رد المحتار) ۲۔ یا وہ
یسی من پر قیہ ہوئی ہو جو موقوفہ ہے اور دیگر کے طور پر (یعنی تجارت کے لیے یا غرض کے لیے)۔ یہ
پر نئی ہو۔ قال فی النفع الوسائل انه لو سی فی الارض الموقوفة المستاحرة مسجداً انه یحوز قل
واذا حاز فعلى من يكون حکمره الظاهر انه يكون على المستاحر مادامت المدة نافذة فاذا نقصت
یسعی ان يكون من بیت مال الخراج واحوائه ومصالح المسلمین (۳) انتہی۔ من وصورتوں سے
اور کوئی صورت قبول صحیح نہیں۔ جس میں مسجد کے لئے نعم مسجدیت ہی امتیہ ہوئے۔

دور انعمیہ ہے کہ جس میں نماز درست ہو اور بہت کثرت کا ثواب ملے تو اس سے صورت اختیار و امکان تو
وہ شرط نمازیں جو پورا پورا ہو۔ زمین جو رت مجبوری کہ کسی جگہ مسجد کے لئے زمین دستیاب نہ ہو سکے اور جو
زمین ملے وہ غیر ملکی ہو اور بطور پٹ کے ایک مدت معینہ کے لئے ملتی ہو تو اگرچہ ایسی زمین پر جو مسجد تعمیر ہوئی
وتموید نہ ہو تو عینہ عینہ غیر پر وہی مسجد نہیں بنائی جاسکتی اور غیر ملک جائز کے وقف کرنے کے زمین وقف
نہیں ہو سکتی۔ اگر ہاں مجبوری تو وجہ سے ایسی زمین پر مسجد بنائے اور اس میں نماز پڑھنا اور جمعہ جمعہ قائم کرنا سب
جائز اور مناسب اجز و ثواب ہے۔ وعن ابی یوسف انه حوز فی الوحیہین حین قدم بغداد وراى ضیق المازل
فکانہ اعتبر الضرورة وعن محمد انه حین دخل الری احاز ذلك کله لما قلنا (ہدایہ) ۴۔ و هذا تعلیل
صحیح لا ینہ تعلیل بالضرورة (فتح القدیر) ۵۔ و یحرم بالا کمر دخول مسجد لا مصلی عید و حارة
(رد المحتار) ۶۔ فلیس لهما حکم المسجد فی ذلك وان کان لهما حکمہ فی صحة الاقتداء وان لم
تصل الصفوف الخ (۱)۔ اس پر اس قدر برقی حد آپ کے سوالوں کا جواب نمبر وار یہ ہے۔
(۱) جو مسجد کے ایسے پٹ پر ہوئی زمین پر رہی ہے وہ حقیقتہً مسجد نہیں ہے کیونکہ نہ مؤید ہے نہ حق عید
سے منقطع ہوا ہے۔

(۱) ابن روی عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، وما یعلق به، الفصل الاول فما یبصر به مسجد
ولی احکامہ و احکام مالہ، ج: ۲/ ۴۵۵، ماجدیہ،

(۲) رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب منظرہ اس الشحۃ مع شحۃ العلامة قاسم فی وقف الباء ۴/ ۳۹۰، سعید

(۳) کتاب الوقف، مطلب منظرہ ابن الشحۃ، ج: ۴/ ۳۹۰، سعید

(۴) الہدایہ، کتاب الوقف، ج: ۲/ ۶۴۴، امدادیہ ملتان

(۵) فتح القدیر، کتاب الوقف، ۶/ ۲۳۵، ط: مصر

(۶) تلمیح المحتار کتاب النظائر، بعد مطلب یوم عرفة الفصل من یوم الجمعة، ج: ۱/ ۱۷۱، سعید

(۷) رد المحتار، ہیضاً

(۲) اگر مسجد کے لئے زمین وقف نہیں مل سکتی تو اہل شہر پٹہ پر لی ہوئی زمین پر مسجدیں بنائیں۔
کیونکہ لاقت ضرورت و حاجت اس کی اجازت ہے۔

(۳) اگر ضرورت مسجد میں ہیں۔ ان میں جمعہ و جماعت جائز ہے۔ اس لئے بند کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(۴) جب کہ وہ ضرورت مسجد کا حکم دربارہ اقامت جمعہ و جماعت واجز و ثواب رکھتی ہیں تو ان کی تبدیلی اور
تغیر سے غفلت کرنا ہوتی ہے۔

(۵) بے شک مجبوری کی حالت میں ان مساجد میں چند دینا اور ان کی تعمیر میں حصہ لینا اور آباد کرنا
موجب اجر و ثواب ہے۔

(۶) اس کا جواب بھی نمبر ۵ کے جواب کے موافق ہے۔

(۷) یہ کوئی سوال نہیں ہے۔

(۸) ہاں ضرورت اس میعاد تک بلکہ جب تک گورنمنٹ زمین کو واپس نہ لے (خواہ میعاد مقررہ سے
تنبی ہی زیادہ مدت گزر جائے) کہ مسجدیں ہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

سرکاری زمین پر بلا اجازت مسجد تعمیر کرنا

(سوال) بعض مقامات پر جہاں سر کے افسران کی کونٹینیاں یا دفاتر ہیں وہاں کے مسلمان ابکاروں نے بغرض اوائے
نماز پنجگانہ کیس افسر کی اجازت سے اور کہیں بغیر اجازت چپوترے قائم کر لئے ہیں اور کسی جگہ ان پر سائبان
بھی ڈال لیا ہے۔ چنانچہ عرصہ سے اسی طرح سے یہ طریقہ جاری تھا مگر اب سرکار نے ان چپوتروں کے لئے یہ
تعمیم دیا ہے کہ ان مقامات کا جہاں نماز پڑھی جاتی ہے بطور قبضہ کے ایک سر خط حق وزیر ہند لکھنا پڑے گا اور سالانہ
بطور کرایہ جو کہ سرکار مقرر کر دے وہ رقم دینی پڑے گی۔ اور چپوتروں کی شکستہ و رستخ کرایہ دار کے ذمہ ہوگی
اور جس وقت سرکار چاہے گی ایک ماہ کا نوٹس دے کر اس چپوترے کو کرایہ دار سے واپس لے لے گی اور جس وقت
چاہے کرایہ دار ایک ماہ کی اطلاع کے بعد نماز کے چپوترے کو شہید کر کے اس کا سائبان یا چوچہ اس پر عمارت ہو
اٹھا دیتا ہوگا۔ اور اگر یہ کرایہ دار نہ کور ایما نہ کرے گا تو سرکاری طور پر وہ سامان اٹھا دیا جائے گا جس کا بار کرایہ دار
کے ذمہ ہوگا اور کوئی آدمی بغرض سکونت اس میں نہ رہ سکے گا بلکہ یہ چپوترہ صرف بغرض اوائے نماز ہوگا۔ پس
ایسی صورت میں شریعت کا ہمارے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۶) سرکاری زمین پر بدوان اجازت مسجد یا نماز کا چپوترہ بنالینا ناجائز ہے۔ اور اجازت کے بعد بنالینے میں
کوئی حرج نہیں۔ (۱) اگر وہ زمین مسلمانوں کو مسجد یا چپوترہ بنانے کے لئے سرکار بہہ کر دے جب تو وہ شرعاً صحیح

(۱) وقرہ وارض معصوبہ او للغبیر و تکرہ فی ارض الغیر الا اذا کانت بیہما صداقة او رای صاحبها لا یکرہہ فلا
باس ، منی مسجد اعلیٰ سور المدینہ لا یصلی فیہ کالممنی فی ارض معصوبہ و مدرستہ السیماہ
سولفی فی سائنا شرط وقف الارض فالصلوة فیہا مکروہہ تحریم فی قولہ و غیر صحیحہ لہ فی قول آخر (الناسیہ ،
کتاب الوقف ، مطلب فی الصلاۃ فی الارض المعصوبہ ، ج ۱ صفحہ ۳۸۱ ط سعید)

مسجد ہو جائے گی۔ اور اس میں مسجد کا پورا ثواب ملے گا۔ لیکن اگر زمین بہت نہ کرے اور اس کا سرخط کم ہو تو اگر مسلمانوں کو کوئی زمین قطعی طور پر نہ مل سکتی ہو تو ایسی صورت میں پلہ کچھ کر بھی زمین حاصل کرنا جائز ہو گا۔ عمروہ مسجد شرعی مسجد نہ ہوگی۔ اس میں نماز پڑھنا تو جائز ہو گا مگر مسجد کا ثواب نہ ہو گا۔ تاہم ضرورت کے وقت کہ دوسری زمین دستیاب نہیں ہوئی اسی کو لینا اور جماعت سے نماز پڑھنا بھلا ہو گا۔ یہ حکم تو آئندہ سے ہے۔ اور جو چہوترے کے پھسے سے بنے ہوئے ہیں اور مسلمانان پر نماز جماعت لا کر بت چھڑے آ رہے ہیں مرنے والے چہوتروں کے بنائے والے مسلمان اس امر کا قریب کر کے انہوں نے بلا اجازت فسران نماز کے چہوتروں کو لیا تو یا شرط و عی اجازت ہی تھی جتنی جب سرکار چاہے چہوتروں کو بنا کر زمین و پس سے لے تو بانیان چہوترے کے اس قریبی صورت میں وہ چہوترہ سرکاری زمین پر قرار دیا جائے گا اور بصورت مجبوری اس کا سرخط کچھ لیا جائے گا۔ لیکن اگر چہوترہ قدیم ہو اور اس کے بنی موجود نہ ہوں اور حصہ سے اس پر نماز جماعت ہو رہی ہو تو اس صورت میں ظاہری کی ہے کہ وہ چہوترہ اجازت سے نہ لیا گیا ہو گا اور اس پر نماز جماعت ہو جائے گی صورت میں وہ مسجد کا حکم رکھتا ہے۔ البتہ اس کو توڑنا جائز ہے اور نہ اس کے متعلق سرحد مٹنے کا کسی کو حق ہے۔ ۱۰

راستہ کی کچھ زمین مسجد یا مدرسہ کی تحویل میں لینا

(سوال) قبضہ کی تبدیلی کے درمیان جو شارع عام ہوتے ہیں وہ جائین شرعی عام کے بعض حصص حقوق مکانات کے سمجھے جاتے ہیں جس کی اصل یہ سمجھی جاتی ہے کہ جس قدر شارع عام میں فرش وغیرہ سرکاری طرف سے بنایا گیا وہ سرکاری ہے بقیہ جگہ جائین سڑک کے حقوق مکانات کے ہیں جو برتاؤ سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکثر بوجہ انتخاب صورت وہ حدود عمارت کم و بیش سڑک ہوتے رہتے ہیں۔ نیز ہر طرح سے مکانات والوں کو استعمال کا حق ہوتا ہے۔ مثلاً ضرورت کے وقت اس جگہ پستہ خام و پختہ بنا دیتے ہیں۔ یہ دروازہ بلندی پر ہو تو اس جگہ پر چہوترہ وغیرہ بنا دیتے ہیں کبھی ممانعت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر فرش کو عارضی طور سے بھی استعمال میں لائیں تو روک ٹوک ہوتی ہے۔ غرض جس سے پورے طور پر پتہ چلنا بقتدار وسعت سڑک سے۔ تا مشکل ہوتا ہے کہ اصل میں اس کی وسعت کیا تھی صرف سرکاری دوسرے میں پینکشن تبدیلی ہوتی ہے۔ اس میں غلط حقوق قبضہ یا متعلق قبضہ کر کے مع پینکشن کے مکھ ہو رہتا ہے اور یہ پینکشن معقدہ جائین سے ہوتی ہے اور اسی کا غلط کا یہ قاعدہ اور قانون ہے کہ نصف گندھ جو تخمیناً تقریباً بیڑھ درگاہ ہو تا ہے درج پینکشن ہوتا

(۱) دالیم المسجد الی مولی یقوم بمصلحہ یحور و کذا دالیمہ الی الفاضل او مالہ، (الہدیۃ کتاب الوقف، الحدادی عشر، الفصل الاول، ۲/ ۴۵۵ ط. ماجدیہ)

(۲) واما ان وقت الامر بالمیوم او الشہر، او لیسۃ فلی هذا الوجه لا تصیر الساحة مسجدا لومات یورث حصہ (الہدیۃ کتاب الوقف، الباب الحدادی عشر، الفصل الاول، ۲/ ۴۵۵ ط. ماجدیہ)

(۳) والارض اذا کانت ملکاً لغيره فلیک استردہ، رد المحتار کتاب الوقف مطلب مایطرقہ اس اسحہ ۴، ۳۹۰ ص (سجد)

(۴) وقف قدیم مشہور لا عرف وقفہ استولی علیہ ظالم وادعی المتولی امہ وقف علی کتا مشہور و شہد بدلت فی المحار انہ یحور، (شامیہ، ج ۴، ۴۶۱، سعید) (وقفہا) وثقل فیہ الشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ النساء مع الرجال والشہادۃ بالشہادۃ لاثبات اصلہ، وان صرحوا بہ (ای بالسماخ) فی المحتار (المر المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی الشہادۃ علی الوقفہ ۴/ ۴۶۱ ط. سعید)

ہے مثلاً اگر کسی قبضہ پر سوائے مسجد ہوگا تو نہ کاری کا خلد میں ذیادہ مسجد کھج جائے گا۔ اور اگر پورے دو مسجد راست ہوگا تو دو مسجد کھج جائے گا۔ جس کی تصدیق مشہور ہے ہوتی ہے۔ اب دوسری چیز۔ دل یہ کہ یہ کا خلد کاری اس باب میں نہایت شرمیہ ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص خلاف حدودیہ نقشہ کاری کسی ایسی اقداد زمین کو جس کی تفصیل لو پر گزری کہ جو جائین سرائے ہوتی ہے جزو کیا کا اپنے مکان یا مسجد یا دوسرے مکانات وغیرہ میں، غل سرائے اور تعمیر بنائے اس صورت پر کہ سرائے میں کوئی خجی نہ ہو تو آیا وہ حقوق العباد کی معصیت کا مرتکب ہو گیا حقوق عدا کا اور کیا اس پر واجب ہوگا کہ اس عمارت کو منہدم کر دے اور جب کہ ایسی سرائے پر مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہوں اور سب سے زیادہ اکثریت ایسا تصرف کر رہا ہو تو اس مکان کو مسجد و دوسرے اہل اسلام پر ایسی تعمیر کا منہدم واجب ہو گیا نہیں؟ یہ تو جرحول

(جواب ۲۷) ایسی اقداد زمینیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مکان مکان کی مملوک ہوتی ہیں جو اپنے آرام و تسکین کے خیال سے اپنی زمین میں سے کچھ مقدار چھوڑ کر مکان بناتے ہیں۔ اس صورت میں تو انہیں حق حاصل ہے کہ وہ اس زمین کو اپنی جائیداد میں یا مسجد و دوسرے میں داخل کر دیں یا اس پر پشتہ وغیرہ بنائیں یا بکار پر لے لیں۔ دوسری صورت یہ کہ وہ عامۃ الناس کے فائدے کے لئے سرکاری طور پر راستے کے آس پاس چھوڑ دی گئی ہو۔ مکان مکان کی ملک نہ ہو اور صورت سوال میں ظاہر ایسی صورت مراد ہے کہ چونکہ ضرورت کے موقع پر اس زمین کو مکان مکان عارضی طور پر استعمال کر لیتے ہیں مثلاً یہ پتھر یا بچہ کر لیں۔ یا مستحق طور پر اپنے کام میں لے آتے ہیں۔ مثلاً پشتہ یا دروازہ کی بنیادیں اور سرکاری مہل کے شفقت یا رشوت یا عایت کی وجہ سے منع کیا۔ لیکن ان باتوں سے مکان مکان زمین کے مالک نہیں ہو جاتے اور اس میں عامۃ الناس کا حق برابر ثابت ہے۔ اس زمین پر مسجد یا دوسرے یا کوئی ایسی عمارت جو کسی کی ملک نہ ہو بلکہ اس سے رفاد عام مقصود ہو بنانا عریضہ راستہ میں اور مستحقین کو کوئی ضرورت پہنچے جائز ہے۔ البتہ کوئی خاص مملوک عمارت بنانے میں یہ شرط ہے کہ عداود مضرت نہ ہوں اور خجی پیدا نہ کرنے کے مستحقین میں سے کوئی ناراض نہ ہو۔ ورنہ ناراض ہونے والے کے مطابق سے عداود نہ بنانا یا جی ہوئی عمارت کو منہدم کرنا لازم ہوگا۔ (۲) عریضہ عارض ہونے والے نے خود اسی قسم کا تصرف نہ کر رکھا ہو۔ واللہ اعلم۔

حرام مال سے یا مضروبہ زمین پر بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جو مسجد ناجائز مکئی سے غیر موقوفہ یا مضروبہ زمین پر بنائی جائے اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۵۳ شہادت جی (خاندن لیس) ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱) ذکر فی المفتی عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الطریق الواسع فیہ لعل المحلۃ مسجداً ودالت لا یصر بالطریق معہم رجل، فلا یسأل بواکد فی الحاروی (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ۱۵۶ ط ۱ ماجدیہ) (۲) کوئی شرح السیر، لکیر لیسر حسی و کذا کل ما یکتون المسلمون فیہ سواء کالبرول فی الرباطات، والحول للمسجد للصلاۃ، والبرول یمنی، و عرفات لنحج، حتی لو صرت قسطنطنیہ فی مکان کان یسأل فیہ غیرہ فہو حق، ولیس للاحران بحولہ فان احد موضعاً فوق ما یختارہ فلفظیر احد الزائد منہ والاشامیہ، کتاب الصلاۃ باب ما یفسد الصلاۃ مطلب فی سبقت یوہ الی ما ح / ۶۶۲ ط ۱ مسجد

(جواب ۲۸) جو مسجد ماں حرام سے بنی ہو یا فحش کی زمین پر اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم

(سوال) موضع یروڈا کوری ندویش کے مکان میں ۶۰-۷۰ سال آگے ایک مسجد بنائی تھی۔ زمین مسجد کی وقف نہیں تھی۔ چند روز کے بعد ندویش کو چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ندویش نے چاہا کہ دوسری جگہ مسجد اٹھائیں جب مقتدی مل کر شر اخوند کو بھی چلنے پھرنے میں تکلیف ہونے لگی تب اس نے چاہا کہ دوسری جگہ مسجد نقل کرے۔ شر اخوند سب مقتدیوں کو کہا کہ آپ لوگ یہاں سے مسجد اٹھا لے جائے۔ تب مقتدی مل کر شر اخوند کا مکان کے باہر وقف زمین پر زمین کا ایک مسجد اٹھایا پھر وہاں سے مسجد کا چھوٹا وغیرہ چوری ہونے لگا تو ایک رئیس آدمی نے کہا کہ میری زمین وقف کرتا ہوں اور مسجد کو پختہ ہوا تا ہوں۔ سب مقتدی اس بات پر راضی ہوئے۔ اس نے اپنے مکان کے سامنے ایک زمین وقف کر دیا اور اس پر ایک مسجد پختہ ہو دیا اور تائب کھدوا دیا۔ تو یہ پختہ مسجد جائز ہے یا نہیں۔ مسجد قدیم کی جگہ دو تین قبریں اور ویران ہو گیا۔

(المستفتی نمبر ۳۰۱۷ حاجی محمد علی چودھری ضلع مین سنگھ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء)
(جواب ۲۹) جب کہ مسجد قدیم کی زمین وقف نہیں تھی تو اس کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز تھا (۲) اور جب کہ رئیس نے ایک زمین وقف کی اور اس پر پختہ مسجد بنوائی تو یہ پختہ مسجد صحیح طور پر مسجد ہو گئی (۳) اور اس میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کا ثواب ہو گا۔ اور پرانی مسجدوں کی زمین وقف نہیں تھی تو اس زمین کے مالک زمین کو اپنے جس کام میں چاہیں لاسکتے ہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مالک سے جبراً وصول کی ہوئی زمین پر مسجد بنانا

(سوال) ایک ہندو شخص کی زمین کا حکم در انجیل نہ ہندو ہے لہذا ایک مسلم ایک مسلم شخص کو بغیر رضامندی ہندو

(۱) (و کذا تکرہ فی اماکن کثوف کثرة فی طریق ومزیلة وارص معصوبہ (الذکر المختار وفي الوقفات ہی مسجد فی سور المدینہ لا یبھی ان یصلی فیہ لانہ حق العامة فلم یجعلنہ لہ تعالیٰ کالمسی فی ارض معصوبہ اہ نو قل فالصلاة فیہا مکروہہ تحریراً فی قول وغیر صحیحہ فی قول آخر۔ (الشامیہ کتاب الصلاۃ، مطلب فی الصلاۃ فی الارص المعصوبہ فی باب الاذان ج ۱ صفحہ ۳۸۱ ط۔ مسجد)

(۲) متولی مسجد جعل منزل موقوفاً علی المسجد مسجداً، و صلی الناس فیہ سین ثم ترک الناس الصلاۃ فیہ فاعید منزل مسجداً جاز، لانہ لم یصح جعل المتولی ایاہ مسجداً (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد ۴ ۵۵۵، ۵۵۶ ط ماجنیہ) قلت کذا حدیث اولی لانہ اذا جار جعلہ مستغلاً بعد ما کان مسجداً وهو موقوف علی المسجد فیر الموقوف اولی بہ (وفیہا) من جعل مسجداً تحتہ سرداب او فوہ، وجعل باب المسجد الی الطریق وعرلہ فله ان یرفعہ وان مات یورث عہ (عالمگیریہ ج ۲ صفحہ ۵۵۵ کتاب الوقف، الباب السابق)

(۳) اما ان امرہم بالصلاۃ فیہا ابتدا بصلوات قل۔ صلوا فیہا ابتدا او امرہم بالصلاۃ مطلقاً بنوی الابد فی ہذین الوجهین صارت الساحة مسجداً لو مات لا یورث عہ، (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ۲ ۵۵۵ مہ سی مسجد لم یزل ملکہ عہ حتی یرفعہ عن ملکہ بطریقہ وایذان بالصلاۃ فیہ فی وقف الخصاف اذا جعل ارضہ مسجداً وما وانشد ان لہ ابطالہ ویرفعہ فیو شرط باطل، ویکون مسجداً عالمگیریہ، کتاب الوقف الباب الحادی عشر، ج ۲ ۵۵۴ تا ۵۵۷، ماجنیہ)

(۴) من جعل مسجداً تحتہ سرداب او فوہ فیرت فله ان یرفعہ وان مات یورث عہ (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ج ۲ صفحہ ۵۵۵)

شخص کی دباؤ دے کر دوا دے آیا کسی زمین میں مسجد بنوا کر عبادت یعنی جمعہ اور پنجوقتہ نمازیں باجماعت ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۱۸۲ محبوب علی صاحب۔ دہلی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)
(جواب ۳۰) اگر بندہ اس زمین کا جائز طور پر مالک ہو اور حاکم اس پر جبر کر کے اس کی رضامندی کے بغیر مسلمان کو وہ زمین دیدے تو اس کی زمین پر مسجد بنائی جائز نہیں۔ (۱) لیکن اگر حاکم صاحب اقتدار تھا اور اس نے زمین ضبط کر کے سرکاری کر لی اور پھر مسلمان کو دے دی۔ ایسی زمین پر مسجد بنے تو وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گی (۲)۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کرایہ پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانا

(سوال) بلا سپور واقع صوبت متوسط میں کنگال ناگپور کا جنکشن اسٹیشن ہے۔ چند سال ہوئے یہاں پر مسلمانوں کی آبادی کم تھی اور ریلوے نے جو زمین خطہ لو کوئی مسجد کے لئے وقف کی تھی اس میں چھوٹی سی مسجد تعمیر کی تھی۔ اب مسلمانوں کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور موجودہ مسجد بڑھانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ عرصہ تین سال سے ریلوے سے خطہ و کثمت جاری ہے کہ تھوڑی سی زمین لور مل جائے تاکہ مسجد اور کشادہ ہو جائے لیکن ریلوے کے ایجنٹ صاحب رضامند نہ ہوئے حال کی خطہ و کثمت میں ایجنٹ صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۳۶ء سے ریلوے نے قانون پاس کر دیا ہے کہ اگر مسجد، مندر، گرگ چو زمین دی جائے تو اس پر کرایہ لگانا چاہئے۔ اس لئے اب مسجد بلا سپور واقع لو کو خطہ کو بغیر کرایہ کے زمین نہیں مل سکتی اور معاملہ ایجنٹ صاحب کے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ ریلوے نے قانون کی پیروی کرنا ان کا فرض ہے چونکہ مسجد کو بڑھانے کی اشد ضرورت ہے اس لئے حضور کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کرایہ پر زمین لے کر مسجد کو بڑھائیں تو کرایہ کی لی ہوئی زمین پر نماز جائز ہے کہ نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۸۷۶ محمد یوسف آفریدی سکریٹری مسلم انشورنس ریلوے بلا سپور۔ (سی۔ پی۔)
۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

(جواب ۳۱) جو زمین کرایہ پر لی جائے گی وہ وقف نہ ہو سکے گی اور مسجد کا حکم اس کو نہیں ہوگا۔ (۳) لیکن نماز پڑھنا اس میں جائز ہوگا اور جہت کا ثواب بھی ملے گا۔ صرف مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) قوم بنوا مسجداً ، واحتا حوا الی مکان لینسج المسجد واحد وامن الطريق ، وادخلوه فی المسجد ان کان بصر
ما صاحب الطريق لا یحور (فتاویٰ عالمگیری کتاب الوقف ج ۲ صفحہ ۴۵۶)

(۲) سلطان ان لقوم لا یجعلوا ارضا من ارض البلدة حوايت موقوفة علی المسحود امرهم ان یریدوا فی مساحدہم
بظر ان کانت البلدة تحت عوۃ یحور امرہ اذا کان لا یصر بالمارة لان البلدة اذا تحت عوۃ صارت ملکاً للعرۃ فحاز امر
السلطان فیہا ، وان تحت سلطاً بقت البلدة علی ملکهم فلم یحر امر السلطان فیہا . کذا فی محیط السرخسی
(عالمگیری ، کتاب الوقف الباب الحادی عشر ح ۲۰ صفحہ ۴۵۷)

(۳) لا یحور وقف الماء فی ارض ہی الغارة واحارة ، کذا فی فتاویٰ قاصحان عالمگیری، کتاب الوقف، ح ۳۶۶/۲،
ماحدیہ

(۴) وتکرہ فی ارض العبر لو مزرعة او مکرونة الا اذا کانت بینہما صدقة اورای صاحبها لا یکرہہ فلا یاس بہ
رد المحتار ، کتاب الصلاة مطلب فی الصلاة علی الارض المعصوبۃ ، ح ۳۸۱/۱ ، سعید

غیر موقوف زمین پر مسجد کا حکم

(سوال) اکثر لوگ مازم وغیرہ مازم حدود و چوٹی میں جہاں اور نمٹ کا تعلق ہے یا غیر مسلم مسکن کا قبضہ ہے اپنی جائے رہائش کے قریب نماز پڑھنے کے لئے جگہ کو مخصوص و محدود کر لیتے ہیں۔ چوترا و چہری وری نایتے ہیں۔ اس میں ایسا ایسا قانون وجہات سے نماز پڑھتے رہتے ہیں وہ لوگ چنے چنے در آئے۔ وہ جگہ عرصہ تک اسی طرح تعلق میں آتی رہتی ہے۔ موجودہ افسران بلا اجازت یا اجازت سے کوئی جگہ مقرر کر دیتے ہیں اور یہ جائے نماز محض جگہ ایک سے زیادہ مختلف جگہ ہانی جاتی ہے۔ اکثر چوٹیوں میں مسجدیں بنائے گئی ہیں۔ سو ہوئی ہیں اور کسی جگہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا وہ جائے نماز محدود مسجد کا حکم رکھتی ہیں؟ کام مسجد ان پر وارد ہو سکتے ہیں؟ ان کی حرمت اور اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے مسجد کہا جاسکتا ہے؟ اس کا نتیجہ تہاں اٹھانا ناجائز ہے یا مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ افسران سے حکم سے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے کہ وہاں کوئی نماز پڑھنے سے نہیں اور دوری کی ایک جگہ پر جہاں سب مل کر پڑھ سکتے ہیں۔ اور مقرر قانون وجہات کا نتیجہ ہو اور مسجد بنائے نہیں ہے۔ اس طرح کا چوترا و چہری وری قائم کر کے غیر مسلم کی اجازت سے اور اس سبب جگہ کو اس وارچہ کافی عرصہ نماز پڑھنے کا حق بنایا جاسکتا ہے تاکہ ایک جگہ نماز باجماعت پڑھ سکیں یا مسجد کے ضمن میں یہ جگہ بنے قیامت تک مسجد کہلائے۔ ان چوٹیوں میں اگر گورنمنٹ سے اجازت لے کر چھتہ مسجد بنائی جائے تو مسجد کے کام چری ہو سکتے ہیں یہ نہیں اور محض جگہ جازت مسجد بنانے کی اس معاہدہ پر بنیتے ہیں یا بنانے والوں سے کہہ لیتے ہیں کہ جب اور نمٹ اس جگہ کی ضرورت پڑے گی مسجد کی عمارت اٹھالو۔ ان وارچہ بننے سے قبل میں نے کی ایک صورت میں کیا حکم ہے۔ اجازت مشروط وغیر مشروط میں کیا فرق ہے یا دونوں مساوی ہیں۔ غیر مسلم کا وقف مسجد کے لئے جائز ہے۔ درمیش ہمیشہ سے عمارت یا محدود جگہ مسجد بننے کی یہ رسم ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۹۸۰ اشرف احمد فی چھاؤنی دہلی۔ ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۲) جب تک مسجد زمین ملک کی طرف سے مسجد کے لئے وقف نہ ہو ورنہ کسی مسجد نہیں بنائی جائے گی۔ نماز پڑھنے کی اجازت ملک کی طرف سے ہو تو نماز پڑھنے کی اجازت کا ثواب بھی نہ ہو گا۔ ۱۰۰۰ روپے بہت کم ہے۔ اس وقت جاری ہوں گے جب ورنہ اس لئے زمین دہی صورت پر مسلمانوں کو دے دی ہو۔ مسلمانوں نے مسجد کے لئے وقف کر دی ہو۔ (۳) مشروط اجازت کی صورت میں مسجد کے کام جاری نہ ہوں گے۔

۱. من جعل مسجد الحرة سرباً أو فوہیہ بفساد أو بفساد وان مات موبد عہد عالمگیریہ کتاب الوقف کتاب الحادی عشر ج ۲ صفحہ ۵۵۵)

(۲) ویکرہ فی ارض العرب لم یز و عہ او مکرہ الا ان کتاب سبیل صدقہ وری عدا جہا لا مکرہ لہ دس یہ لیسہ کتاب لیسہ مکرہ و عہ اتصالہ مقفل فی اتصالہ فی ارض السعدیہ ج ۱ صفحہ ۳۸۱

(۳) کتاب اللہ لیسہ ج ۱ صفحہ ۱۰۰۰ وری عہ فی ارض اللہ حواصی موقوفہ علی المسجد و امر نہ لیسہ فی مسجد بظہر ان کتاب اللہ لیسہ عہ وری عہ لیسہ لیسہ عالمگیریہ کتاب الوقف کتاب الحادی عشر فی مسجد و ما یقع ۲ / ۵۵۷ ط ماحدیہ

ہاں نماز اور جماعت سب درست ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کا انشاء دہلی۔

مسجد کو شہید کرنے کی صورت میں مسلمانوں کی ذمہ داری

(سوال) ایک مسجد چھ عرصہ قبل بنائی تھی۔ اس کی عمر ترقی کرانے میں غریب مسلمانوں کا چندہ صرف ہوا اور اس کی زمین ایک غیر مسلم خدمت کے قبضہ میں تھی اس سے اجازت حسب فی تو اس نے مسجد بنانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک بیچنگ نہ نماز جمعہ کے نہایت امن و سکون کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اب اس مسجد کو بھی صحن شہید کریں تو مسلمانوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔

(المفتی نمبر ۲۶۵۰ صوفی محمد رضا صاحب (راجپوتانہ) ۷ ارب ۱۳۵۹ھ)

(جواب ۳۳) اگر صحن نے زمین پر مسجد بنانے کی مستقل اور قطعی طور پر اجازت دے دی تھی یعنی زمین کی مسلمانوں کو دے دی تھی کہ وہ مسجد بنائیں اور مسلمانوں نے مسجد بنالی تو وہ شرعی مسجد ہو گئی اب اس کو مندم کرنے کا صحن کو بھی حق نہیں تھا۔ اگر اس نے مندم کر دی تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ صحن اس سے اس کی تجدید و تعمیر کرانے کی فرمائیں۔

لیکن اگر بتہ میں مستقل اور قطعی طور پر اجازت نہیں دی گئی تھی بلکہ نماز پڑھنے کے لئے عارضی طور پر عہدہ بنائے کی اجازت دی گئی تھی تو اگرچہ اس میں نماز اور جمعہ اور جماعت سب جائز تھے مگر اس کو مسجد سے تمام کام حاصل نہیں تھے۔ اس صورت میں حاکم نے اسے مندم کر دیا ہو تو مسلمانوں کو اپنی عہدہ سے نقصان کی حاکمی کرانے کا حق ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کا انشاء دہلی

مسجد کو گرائی اور اس میں نماز پڑھنے سے روکنے کا حکم

(سوال) اندرون سرحدیوڑھی ریاست بے پورا حاکم رسالہ خاص میں باجرت وائی ریاست زمین ریاست پر زمین رسالہ ۱۰۰ مسلمانوں کے چندہ سے ایک مسجد آج سے تقریباً ۶۰ سال پہلے تعمیر ہوئی تھی۔

(۱) ویکوہ فی ارض العرب ط م روعہ او مکروہ الا اذا كانت بیہما صدقة ، او رای صاحب لا ینکر ھہ ، فلا یمس بہ رد المحتار ، کتاب الصلاة ، مطلب فی الصلاة فی ارض المعصومة ۱ ۳۸۱ ط سعید
(۲) قال فی البحر ، وحسنہ فی شرط کونہ مسجد ان ینکون سعیدہ وغیرہ مسجد لا یقطع حق العبد والشاہیہ کتاب الوقف ، مطلب فی احکامہ المسجد ، ج ۲ صفحہ ۳۵۸ ط سعید ، وفي الذخیرة ، وبالصلاة بحماة یقیم المسلمین ملا خلاف ، حتی انہ اذا بنی مسجد و ادن لسان بالصلاة فیہ بحماة فانه یصیر مسجداً (الشاہیہ ، کتاب الوقف ج ۴ ۳۵۶ ط سعید ، مالو یمس المسجد ثم رد لسان مع رد المحتار) قال فی الشاہیہ ، وما لو یمس المسجد ثم ارادہم دلت و لسانہ وہ لا یمسک ذلک الخ لسانہ ، کتاب الوقف ، مطلب فی احکامہ المسجد ، ج ۴ صفحہ ۳۵۸ ط سعید
(۳) اھد حیط مسجد بومر شہوت ، و صلاحہ کہ فی الخبیہ علیگیریہ کتاب العصب الذل ثلاث فیہ لا یحب الضمان ، سہلا کہ ۵ ۱۶۹ ط ماحدہ ، وفي الاشیاء من ھدہ حیط عمر فہ یضمن بضمہا ولا یؤد بعہا نیا الا فی حائط مسجد کہ فی کونہ لحدیہ ، لا شایہ الطایر مع شرحہ عمر عون البصائر کتاب العصب ۳ ۲۸ ط اذوہ بقرآن کراچی
(۴) وما یوقف لا یمر بالیوہ و الشہر ، و السیة فی ہذا الوحہ لا تنصر الساحة مسجد لومات بورث عمر ، کدافی بدخیرہ و ھکذا فی فیوہ و مسجد ، علیگیریہ کتاب الوقف ، کتاب الحدی عشر ، الفصل الاول ، ج ۲ صفحہ ۵۶ ط ماحدہ

(۵) وان کتاب الزادہ مالا معلوما کلساء بومر العاصم مرفوع لسانہ ، ورد الارض ان لم یصر ذالک بالوقف ، وان کان اصغر لم یکن معاصم مرفوع لسانہ ، لان لسانہ یضمن قیمہ لسانہ مرفوع ، مہندیہ ، کتاب الوقف ، لسانہ التاسع ، ج ۲ صفحہ ۴۷ ط ماحدہ

تعمیر مسجد کے بعد سے، زمین رسالہ دیگر عام مسلمانان اس مسجد میں نماز پجکانہ جمعہ اور اکرت تھے۔ ۷۱ سال ہوئے جب رسالہ تخفیف میں آگیا۔ لیکن رسالہ کی تخفیف کے بعد بھی بدستور اس زمانہ سے اب تک اہلکاران و عام مسلمانان مسجد مذکورہ میں نماز جمعہ و پجکانہ لو اکرتے رہے۔ اعطای رسالہ خاص کے دورانے میں جو رسالہ خاص تخفیف میں آجائے کے بعد بھی پھر رکھے ہوئے رہتے تھے اور عام طریقہ پر مسجد میں جائے اور آنے والوں کے ساتھ اسی طرف سے عام لوگوں کو گزرنے کے لئے بھی کوئی روک ٹوک نہ تھی اور یہ راستہ شارع عام کی حیثیت رکھتا تھا۔ رسالہ خاص کے زمانہ میں اور اس کے تخفیف میں آنے کے بعد مسلمانان ہی مسجد کی حفاظت و مرمت وغیرہ کرتے رہے اور اب تک ایک پیش امام عام مسلمانوں کی طرف سے مقرر تھا جس کی تنخواہ بھی عام مسلمانوں کے چندہ سے دی جاتی تھی۔ اب ایک نیا غیر مسلم راجپوتوں کا رسالہ اس رسالہ خاص کے اعطای میں رکھا گیا ہے جہاں یہ مسجد واقع ہے۔ چنانچہ ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء تک مغرب کی نماز تک نمازیوں سے کوئی ممانعت نہ کی گئی۔ پیش امام موجودہ مسجد کو عشاء کی نماز سے قبل سنتری نے اعطای سے باہر نکال دیا۔ چنانچہ پیش امام صاحب حسب الحکم باہر آگیا مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۰ء میں پیش امام کو بلوچو استاد عاقد راجے کی اجازت نہیں دی گئی۔ روزن دروازے سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس مسجد کے منارے، محراب اور منبر وغیرہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ شہادت مسجد کے بعد سے اس وقت تک مخصوص، زمین رسالہ کے علاوہ کسی کو آمدورفت کی اجازت نہیں۔ ہندو علمائے کرام سے حسب ذیل استفتاء ہے کہ :

- (۱) کیا مسجد مذکور کی شہادت کسی طرح جائز قرار دی جاسکتی ہے۔
- (۲) کیا رسالہ خاص کے مسلمانوں و عام مسلمانوں کے چندے سے بنائی ہوئی مسجد جس میں رسالہ خاص کے مسلمان اور عام مسلمان ہر پجکانہ نماز میں اور نماز جمعہ اور اکرت رہے اور دیگر عام لوگوں کے ساتھ عام مسلمانوں کو بھی اس مسجد میں آنے جانے کا راستہ رسالہ خاص کے تخفیف میں آنے کے بعد جاری رہا تو ایسی حالت میں اب عام مسلمانوں کو اس مسجد میں لوئے فریضہ نماز سے روکا جاسکتا ہے؟
- (۳) کیا عام مسلمانوں اور زمین رسالہ خاص کے چندے سے بنائی ہوئی مسجد جائے اللہ کی ملک ہونے والی ریاست کی ملک ہو سکتی ہے اور ریاست کے کسی حاکم یا موجودہ دلی ریاست کو ایسا اختیار ہے کہ اس مسجد میں نماز اور کرنے سے مسلمانوں کو روک دے یا اس مسجد کو شہید کر دے؟
- (۴) کیا اس مسجد کو عاقد اسلامی عہدت گاہ کے کسی حالت میں بھی کسی اور کام میں لایا جاسکتا ہے؟
- (۵) کیا ایسا مسجد کے شہید شدہ حصہ کا مہ (چونا پتھر وغیرہ) کسی اور مصرف میں لایا جاسکتا ہے؟
- (۶) شرعی حیثیت سے مسلمانان نے پورکار بابت سے یہ مطالبہ حق بجانب ہے یا نہیں کہ مسجد کے شہید شدہ حصہ کی از سر نو تعمیر کی جائے اور مسجد حسب دستور قدیم عام مسلمانوں کے لوئے فریضہ پجکانہ سے متعلق رہے؟

(المستفتی نمبر ۲۶۵۳ سکریتی انجمن خدام اسلام (ب پور) ۷ شعبان ۱۳۵۹ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۰ء)

(جواب ۳۴) اعطای رسالہ خاص کی جو زمین مسجد کے لئے ریاست کی طرف سے دی گئی تھی اور وہ فی حدیث

مسلمانوں کو دے دی گئی (۱) ہو تو اس پر تعمیر کی ہوئی مسجد قیامت تک کے لئے مسجد ہے (۲) اس کو شہید کرنا کسی اور کام میں لانا ناجائز ہے۔ (۳)

لیکن اگر اہل اعراس زمین کا دوائی طور پر دیا جائے گا تب نہ ہو جب بھی مسلمانوں کا اس پر مسجد تعمیر کرنا اور عرصہ دراز تک بے روک ٹوک نماز اور اکرنا عمارت دوائی کی دلیل ہوگی۔ (۴) البتہ اگر کوئی ایسا ثبوت موجود ہو کہ اس سے یہ ثابت کیا جاسکے کہ ریاست نے مسجد کی اجازت دینے وقت یہ شرط تسلیم کر لی تھی کہ ریاست جب چاہے گی زمین واپس لے لے گی تو پھر یہ مسجد شرعی مسجد کی حیثیت میں نہیں آئے گی۔ (۵) مگر اس صورت میں بھی ریاست کو یہ حق نہیں کہ وہ مسجد کی عمارت کو خود منہدم کر دے یا اس کے حوالہ اور سامان کو خود ضبط کرے کیونکہ وہ مسلمانوں کا ہے اور عمارت مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔ ان کی تعمیر کی ہوئی عمارت (جو ریاست کی اجازت سے بنائی گئی تھی) کوئی دوسری طاقت توڑ نہیں سکتی۔ (۶)

مسلمانوں کو واپسی زمین کی شرط دکھا کر ان سے کہا جاتا کہ تم اپنی عمارت بننا اور زمین خالی کر کے واپس کر دو۔ زبردستی منہدم کر دینا سراسر جبر و تعدی ہے۔ (۷) فقط محمد کفایت، مکتبہ دارالافتاء، دہلی

مشترک زمین پر مسجد بنانے کا حکم

(سوال) چند حصہ داران کی ملکوت زمین مسجد کے لئے مانگ لی گئی۔ سب نے دیا اور دستخط بھی کر دیئے صرف ایک حصہ دار نے انکار کیا مگر یہ سمجھ کر کہ وہ راضی کر لیا جائے گا مسلمانوں نے مسجد بنائی مگر اب وہ راضی نہیں ہوتا اور مسجد کو غصب کا مال بناتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوتی۔ کیا واقعی غصب ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہے تو مسجد کی زمین اس کے حوالے کر دی جائے۔ کیا عدم تقسیم بین المخصص پر بھی منکر حصہ دار مسجد کی زمین کو اپنی زمین کہہ کر مال غصب کہہ سکتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۶۸۸ جناب حاجی عبدالغنی صاحب (چاندہ) ۱۲ شوال ۱۳۶۰ھ ۳ نومبر ۱۹۴۱ء)

(جواب ۳۵) یہ صحیح ہے کہ کسی ملکوت زمین پر مالک کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا درست نہیں اور جب تک

(۱) بیان شرط الوقف الذی لا بد، الشیمہ، کتاب الوقف، مطلب ماطرة فی الشرح، ج ۴ صفحہ ۳۹۰، طبعہ

(۲) اما لو تمت المسجدة به ثم ارتدوا، مع (ولو حرب ماحولہ وامتنع عہ یبقی مسجداً عند الامم والذی) ادا الی قیام الساعة (وہ یعنی) حاوی القدسی فی الشامیہ، املو تمت المسجدة ثم ارتدوا هم ذلك الساء فہ لا یمكن من ذلك. (المر المختار مع رد المحتار، کتاب الوقف، ج ۴/ ۳۵۸، سعید)

(۳) وقف فقیہ مشہور لا یعرف والفقہ استولی علیہ طالع، فادعی المتولی اہ وقف علی کذا مشہور و شہد بدلت، المر المختار، مہ بحور، الشامیہ کتاب الوقف، ج ۴/ ۴۱۱ طبعہ سعید، ونقل فیہ الشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ الساء مع الرحن والسہدۃ بالشہرۃ، وان صرحوا به ای بالسما، فی المختار والمر المختار حوالہ بالا

(۴) واما ان وقت الامر ملبو، والشہر، او لسة، فی ہذا الوحد لا تصیر ساحة مسجداً لومات بورت عہ عالمگیریہ کتاب الوقف، الیاب الحادی عشر فی المسجد وما یعلق بہ ۲/ ۴۵۵ طبعہ ماجدیۃ

(۵) ثم ان صر رفع الساء لم یرفع، وان لم یصر رفع او یتصکعہ الفیہ برضا المستاجر، فان لم یرض تبلی الی ان یحص منکہ محیط والمر المختار، کتاب الوقف، ج ۴/ ۳۹۲ طبعہ سعید، ہدم حائط مسجد یومر تسوینہ و اصلاحہ کذا فی القیۃ (عالمگیریۃ، کتاب العصب، الباب الثالث، ج ۵، صفحہ ۱۶۹ طبعہ ماجدیۃ)

(۶) والاحازرة لانتلق الانلاف فیو انلف مال غیرہ تعدا فقال المکلف احرت او رصب او اعصبت لم یر الصنات والاشاہ والطاف مع شرحہ، غمز عیون البائر، کتاب العصب ۳/ ۲۰۹ طبعہ ادارۃ القرآن

ہاں ایک اجازت نہ دے اور زمین و وقف نہ رہا، وقت نہ کر دے اس وقت تک دو مسجد صحیح اور چار مسجد نہیں ہوتی۔ اور
 مشترک زمین کے چند حصے داران نے اپنے اپنے حصے مسجد کے لئے دے دیئے تو کیا یہ حصے بھی وقت
 نہ کیے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ابو یوسف کے نزدیک وقف مشاع جائز ہے۔ مگر مسجد میں ان
 حصوں کی بھی جائز نہیں۔ یعنی مسجد کا اُمر وقف مشاع ہو تو اتفاقاً جائز نہیں۔ و ابو یوسف لہ نہ یسجد
 التسليم احار وقف المساجد والحدائق فيما يقل الفسمة اما لا يقلها كالحمام والسر والورجى
 فيحوز اتفاقا الا في المسجد والمقبرة المح (رد المحتار: ۲) ۳ صفحہ ۳۹۷ (پس صورت مسئلہ میں نام
 مسجد تھوڑی مسجد نہیں ہوتی۔ تاہم ابو یوسف نے نزدیک اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے) اگرچہ مسجد ۵۰۰
 و اب جب اسے گلاب و دیگر ایک بھی اپنا حصہ وقت کر لے یا چاہے اسے لے لے (قال ابو يوسف اذا عصب رجل
 حصا وساجا حو بس وحده مسجد فلا بأس بالصلوة في ذلك المسجد عالمگیری ج ۵ صفحہ
 ۱۵۶۔

تاہم اس مسجد و مسجد کے حصے میں شریعت کے اصول و قیامت اور اسے یہ دونوں میں مٹنے سے نہ اسے
 حتی وقت نہ دے تا کہ باقاعدہ وقف نہ ہو۔ اس میں شریعت اور زمین و وقف میں ہر قدرت
 مقدم کرنے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ (۱۵) مگر غایت حد تک مدلل ہے

مملوکہ زمین پر مسجد بنانا

(سوال) متعلقہ تعمیر مسجد میں مملوکہ

جواب ۳۶) ہاں زمین کی اجازت سے عارضی مسجد بنا کر نماز پڑھنا جائز ہے (اور جب زمین و وقف نہ
 ہو میں اس پر تو زمین خالی رہتی ہے۔۔۔ مگر غایت حد تک مدلل ہے۔

مشترکہ یا دوسرے کے سے وقف شدہ زمین پر مسجد بنانا

(نہر: ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵،

نہیں! ایک قطعہ زمین جو دوسرے کے اقصیٰ کیا ہے جس کی آمدنی دوسرے میں صرف یا جاتا ہے اس پر مسجد بنانا ایسا ہے کہ اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۷) مشترکہ زمین پر بغیر اجازت تمام شرکاء کے مسجد بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ بنائے مسجد کے لئے ضروری ہے کہ زمین پر جو ضرور مسجد کے لئے وقف ہو اور صورت قد کو روئیں یہ بات نہیں اور جو زمین کہ مسجد کے سوا اور غرض مشہور سے وقف ہوا ہے یہ مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔ ائمہ غایت اہل کائنات سے۔

حکومت کی زمین پر بلا اجازت مسجد بنانا

$$(\mathcal{F}_\infty, \mathcal{F}_\infty \text{-} \mathcal{F}_0 \text{-} \text{measurable})$$

(سوال ۱۸) شہد جہید پار میں ایک قطعہ زمین غرض قبیہ جامع مسجد انڈانسیل ممبئی نے ۱۹۵۲ء میں ۱۰۰ مربع فٹ پر اس پر کسی قسم کا کوئی قبضہ یا غرض نہیں کیا۔ (۲) اس زمین کے چاروں طرف غیر مسلم آبادی ہے اور اندرون ممبئی میں نہیں کہ مسلم آبادی وہاں جو کسے کی کوئٹہ سب پاٹ پر ہو چکے ہیں۔ (۳) ذیل بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ممبئی میں یہ جگہ مسلمانوں کے لئے ہر اے قبیہ مسجد نامہ ۱۰۰ ہے قاضی نے نوٹیفکیشن برائے اس زمین کے لئے درخواست کی۔ یہاں مسجد نامہ کی اجازت دی جائے۔ درخواست اپنی مشرقی ضلع کے ہاں پیش ہو کر ۱۹۴۸ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ حالت حاضرہ وہ جیتے ہوئے یہ جگہ مسلمانوں و نہیں کی جائے گی۔ اس سے وہ ادارہ کوئی جگہ ممبئی میں ہی نہ کرے۔ کمپنی نے اب ایسی جگہ تجویز کی ہے جہاں مسلم یا غیر مسلم کوئی آبادی نہیں ہے۔

(جواب ۳۸) مسلمان اس زمین پر عارضی طور سے مسجد بنا سکتے ہیں، اگرچہ وہ زمین مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ عارضی طور پر مسجد بنانے کو مستقل طور پر مسجد بنانے کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ اگرچہ عارضی مسجد کے لیے زمین کی مالکیت مسلمانوں کی ہو، مگر عارضی طور پر مسجد بنانے کے لیے زمین کی مالکیت مسلمانوں کی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ عارضی مسجد بنانے کے لیے زمین کی مالکیت مسلمانوں کی ہونے کی ضرورت نہیں ہے، مگر عارضی طور پر مسجد بنانے کے لیے زمین کی مالکیت مسلمانوں کی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(٩) القصة الموقوفة على جهة إذا لم يحل فيها صدق ونفقت عن بيت الخبيث بغير الإحراق سديداً. - وقيل حتى حبه
حرى اقبلوا في حوار، والأصح أنه لا يجوز. - فليكن كونه كذب الوفاء، الداء الذي من ٣٦٢ ٩٥ يجوز. - وقيل
بأنه يسوغ وفي التهمة يشمل ما يستحق حرماً من ٢ من سبع فصل في الذي ٥٠٠ مكرر، كذب الوفاء مطلق
شروط الوفاء على قوله: ج ٣٦١ ٣٠٨ -

فصل ششم

موضع مہیا للصلوة

کیا مسجد کا صحن مسجد کے حکم میں ہے؟

(سوال) سو پہلے تجربات اور بالخصوص شیعہ سورت میں مودستوریہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مستطیف حصہ کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں۔ اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ نخل ہو ا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں جو مسجد کے احکام کے خلاف اور ممنوع ہیں۔ مثلاً ہر وقت انجانہ ٹھنڈا اور وین سونا اور دنیوی باتیں کرنا۔ یہاں تک کہ حالت جہنم میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح کبھی نماز یا بیعت نہیں ہوتی۔ پس رائدیری کی مسجد چند واز بھی اسی طرح پیسے کچھ مختصر یعنی ہوئی تھی و اس کی صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کار تاج کیا جاتا تھا۔ تقریباً ۱۲۵۰ھ میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اس مسجد کو از سر نو بنایا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا۔ جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی۔ چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو نائیک بنا کر اس کے بعض حصہ کو صحن میں شامل کر لیا اور حصہ جنوبی کار آمدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا۔ جدید تعمیر کرنے والے اصحاب کے زمانے سے اب تک اسی صحن کے ساتھ خارج مسجد کار تاج تھا اور دو نوگ اہل عمل اور سمجھدار تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خراب سمجھتے تھے۔ پھر بھی کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا۔ اس کے وہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں۔ چنانچہ اس نوان کی کوئی مسجد ایسی مشغل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشانہ نہ پایا جاتا ہو۔ پس یہ صورت بھی اس کا کھل ہوا قریب ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔ بعض حضرات تھوڑے عرصہ سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایک بنائی جاتی ہیں کہ ہولوار نہیں ہوتیں۔ اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہولوار اور کشادہ ہوتی ہیں۔ ہوائی آمد و رفت کے سے چاروں طرف در چیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے۔ پس ایسی صورت میں مسجد چند واز کا صحن شام مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں اور جہاز کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

(المستفتیان محمد اسماعیل عارف، احمد مراد انیم سنگاپوری)

(جواب ۲۹) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) الوقف نے (جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقت کو نہ کا اختیار شرعی رکھتا تھا) اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہوا۔ خواہ وہ زمین خالی عن الصلوة ہو یا عمارت میں ہو (۲)۔

(۲) اس کو اپنی ملک میں سے اسی طرح علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود وقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے (۳)۔

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا وقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز باند مت ہو گئی ہو (۴)۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی۔ ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا وقف کی نیت سے متعلق ہے۔ اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرائن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے۔ گجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چنار واڑ (رائدر ضلع سورت) کے وہ محن جو مسقف حصہ کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے۔ جماعت کا با محوم مسقف حصہ میں ہونا اس امر کا متعین نہیں کہ غیر مسقف حصہ خواہ خواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو۔ مسقف حصہ کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مسقف کو مسجدیت سے نہیں نکالتا۔ ہاں اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے۔ ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس محن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اگر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس محن میں برابر صحن ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ صحت اقتدا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتدا صحیح ہے ورنہ نہیں۔ (۵) تاہم اس میں خسر ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اسی وقت پاسکتے ہیں یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے۔ (۶) میرا خیال ہے

(۱) واما شرائط (فہما العقل والبلوغ) (ومہما) الملك وقت الوقف (عالمگیریہ) کتاب الوقف الباب الاول ۳۰۲، ۳۰۳ ماحذیہ

(۲) (وفی العالمگیریہ) فلو جعل وسط دارہ مسجداً وادن لئسان فی اللحدول والصلاة فیہ ان شرط معہ الطريق صبر مسجداً فی قولہم رجل لہ ساحة لابیاء فیہا امر قرما ان یصلوا فیہا ابدأ صار الساحة مسجداً کو مات لا یورث عہ (وفیہا) وادا سلم المسجد الی متول یقوم بمصلحہ یجوز وان لم یصل فیہ والاصالة الی مابعد الموت، والوصیة لیست بشرط، بصیروۃ المكان مسجداً صحۃ ولو ما (عالمگیریہ) کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶ (۳) مریض جعل دارہ مسجداً ومات ولم یخرج من الثلث ولم تحر الورثة صار کلہ میراثاً وبطل جعلہ مسجداً لان للورثة فیہ حقا فلم یکن مفرعاً عن حقوق العاد، فقد جعل المسجد حرراً شائعاً فبطل (عالمگیریہ) کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ۴۰۶/۲ ماحذیہ

(۴) من بی مسجداً الم یزل ملکہ حتی یموت عن ملکہ بطریقہ ویادن بالصلاة فیہ واما الصلاۃ فلا یمکن لاید من التسمیہ فی المسجداً ان تصلی فی الجامعۃ نادیہ وادا سلم المسجد الی متول یقوم بمصلحہ یجوز وان لم یصل فیہ، وهو لصحیح کذا فی الاخیار (عالمگیریہ) کتاب الوقف، الباب الحادی عشر ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶ ماحذیہ

(۵) والحالۃ ہذا اذا لم تکن الصوف متصلۃ علی الطريق، اما اذا الصلت الصوف لایمنع الانقضاء (عالمگیریہ) کتاب الوقف، ج ۲ ص ۸۷

(۶) عن امیر بن مالک رضی اللہ عنہ قل قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الرجل فی بیۃ بصلاة، وصلاتہ فی مسجد النبیین بحکم صلاۃ، اس ماجہ ابواب المساجد والجماعات، باب ما جاء فی الصلاۃ فی المسجد الجامع، ص ۱۰۳

محلہ کے ہٹ باز لوگ اصرار سے کہہ رہے تھے کہ ہم کو کثرت نہیں ہوتی۔ جب مدت سے یہاں میں چل رہا تھا اب منع کوئی نہیں۔ اس بات پر اسٹول تیار ہی کیا۔ نیز اس جگہ میں عید کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ اب وہ بعد مسجد کے نام بنام مسجد چومدی ترو پڑی ہوئی ہے اس جگہ نام اسٹول کے متعلق اور ان مغرین کثرت سے متعلق قرآن وحدیث ودیگر کتب معتبرہ میں کیا یہ فیصد کیا ہے۔

نہ عیس (شیعہ پڑہ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰۳۵ء جولائی ۱۹۳۷ء

(حوا ۴۰) (الزنا ب مفتی دارالعلوم دیوبند) تحت مسجد اور چوترہ مسجد میں اسٹول یا در سے سامیہ قائم کرنا جائز نہیں ہے بلکہ نماز پڑھنے کے علاوہ کوئی کام وہاں کرنا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ اسٹول وہاں رکھنے پر مصر ہیں وہ گناہ گار ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ اسٹول دوسرے مکان میں منتقل کر دیں۔ کہی می شادی میں ہے وہیما اباحت الاول فیما تصان عہ المساحد الی ان قال والمرو فیہا لغیر ضرورة ورفع الصوت للخصومة وادخال المحابین والصیان لغیر الصلوة وحوها لما روی عمرو بن شعيب عن ابيه عن جدہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشراء والبيع فی المسجد وان تستد فیہ الاشعار وان تستد فیہ الضالۃ الحدیث۔ وفي صحيح مسلم قال عليه الصلوة والسلام من سمع رجلا يشد فی المسجد صالة فليقل لاردها الله عليك فان المساحد لم تبين لهذا (۱) الح وروی عبدالرزاق (۲) ثم محمد بن اسلم عن عذريه ابن عبدالله عن مكحول عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال جسوا مساحدکم وصیانکم ومجانبکم وشراءکم وبيعکم وحصوماتکم ورفع اصواتکم الخ والمراد بالبيع والشراء ماکان للتجارة والكسب كما هو الظاهر من الاحادیث الخ والنصیل ۳۔ فی الکبری فصل فی احکام المسجد فقط واللہ تعالی اعلم۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

اجواب صحیح۔ محمد اسول عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند۔ جواب صوبہ ہند محمد شفیع عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح۔ محمد نعیمت امدکان ہندہ دہلی۔ ۷ ازیق شہ ۱۳۵۶ھ

(۱) صحیح مسلم، باب عن مشورۃ فی المسجد وما یقوله اذا سمع شأنا ج ۱، ۲۱۰، مسمی

(۲) مصنف عبدالرزاق، ج ۱: ۴۷۲، بیروت

(۳) (عبد المستطی فی شرح منہ المفہمی السنہ سراج الکثیر لمنہج راضی الخشی مسمی فی فصل فی احکام المسجد، (بعد فصل فی الاحزان) ط۔ سہیل اکیڈمی، لاہور ص ۶۱۱)

فصل ہفتم

تعدد مساجد

جامع مسجد کے علاوہ دوسری مسجد بنانا

(سوال) کوئی ایک پہاڑی مقام ہے جو فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی تقریباً تین ہزار ہے۔ مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک ہزار ہے۔ یہاں ایک ہی مسجد ہے۔ کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟ موجودہ مسجد آبادی کے ایک بڑے حصہ سے دور واقع ہے۔ بنگلوں اور مارکیٹ بازار پکھری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ ہے۔ اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب شیخ وقت نماز، نماز جمعہ و نماز تراویح میں بوجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اندریں صورت دوسری مسجد کی بنا ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۴۱) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ تمام نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

فصل ہشتم

مسجد کی زمین یا دیوار یا دیوار بالینا

مسجد کی زمین یا دیوار پر قبضہ کر لینے کا حکم

(سوال) وقف شدہ مسجد یا امام بارہ چٹائی کا ایک جز و کھل ہو بصورت چہترہ واقع ہے۔ اس پر کسی فرد کو مکان سکونتی تعمیر کر کے یو دہاں کا مکانہ حق شرعاً ہے یا نہیں۔ اگر چند اشخاص بر لوری کے خلاف بطور سازش کسی کو زمین موقوفہ پر مکان بنانے کی اجازت دے دیں تو یہ شرعی اجازت ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۲ مٹھو خلیفہ ندافت۔ جھانسی، ۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۲) اگر یہ چہترہ مسجد یا مکان موقوفہ کا جز ہے اور وقف میں شامل ہے تو اس پر مکان بنانا اور مکانہ قبضہ کرنا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ اس پر مکانہ قبضہ کرنے کی کسی کو اجازت دے۔ (۱) محمد کفایت ائمہ

(۱) مسجد کی دیوار پر اپنی دیوار رکھنا جائز ہے

(۲) مسجد کے حوض پر ذاتی مکان بنانا

(۳) مسجد میں سے راستہ بنانے کا حکم

(۴) مسجد کی زمین پر ذاتی مکان بنانا

(سوال) (۱) ایک شخص نے مسجد کی دیوار پر اپنی دیوار قائم کر لی۔ اس سے مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق تو نہیں آیا اور اس کا یہ فعل کیسا ہے؟ (۲) حوض کی جگہ کوئی شخص اپنا ذاتی مکان تعمیر کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳) حجرہ اور غسل خانہ کا راستہ صحن مسجد سے رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۴) زمین مسجد کی ہے اس پر کوئی شخص مکان بنالوے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۲ مصطفیٰ خاں صاحب (جھانسی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۶ م ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳) (۱) مسجد کی دیوار پر جس نے اپنی دیوار قائم کی اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔ اس سے مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ (۲) حوض کی جگہ اگر مسجد کی تھی اور ظاہر یہی ہے تو اس پر کوئی شخص ذاتی مکان تعمیر نہیں کر سکتا۔ (۳) صحن مسجد سے مرو اگر وہ صحن ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے تو اس میں سے حجرہ اور غسل خانہ کا راستہ رکھنا مکروہ ہے۔ (۴) جائز ہے مگر مکان مسجد کی ملک ہو گا جب کہ زمین مسجد کی ہے تو اس پر ذاتی مکان تعمیر نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) ولس للقیام ان یأخذ ما فضل عن عمارة المدرسة دیناً لیصرفها الی الفقراء وان احتاجوا الیہ (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف، ج: ۴/ ۴۹۵، جلد)

(۲) قلت: وبہ علم حکم ما یضعه بعض جبران المسجد من وضع جلدوع علی جدارہ فانہ لا یجوز، ولو یقع الاخرۃ (الثامیۃ کتاب الوقف مطلب فی احکام المسجد ج: ۴/ ۳۵۸ ولس للقیام ان یأخذ ما فضل عن وجہ عمارة المدرسة دیناً لیصرفها الی الفقراء، وان احتاجوا الیہ (عالمگیریہ: کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف ۴/ ۴۹۵، ماجلید)

(۳) اما لو تمت المسحبة، ثم اراد الباء مع (المو المختار: کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد ص: ۴/ ۳۰۸)

فصل نہم مال مسجد کے مصارف

صحیح مسجد میں موجود قبر پر کھڑا بنانا

(سوال) ایک مسجد کے حتحن میں مسجد کی زمین میں ایک قبر تھی۔ اس صحیح و مسجد لوٹنے کے لئے اسے واپس لے گیا اور اس کے ساتھ قبر بھی لوٹنے کی گئی۔ پھر دوبارہ مسجد کو لوٹنے کے لئے ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ اس قبر سے چاروں طرف اینٹ کی دیوار قبر سے چارہ لوٹنے چنٹی گئی اور لوہے سے بند کر دی گئی اور قبر اندر محفوظ ہو گئی۔ وہاں سے تمام حتحن برہ کر دیا گیا۔ اب عرض یہ ہے کہ (۱) حتحن کی اس جگہ پر جس سے نیچے قبر ہے پتھر کا تعویذ رکھنا اور اس کے آس پاس کھرا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حتحن کی اس جگہ میں جس سے نیچے قبر ہے چن چن مالور نماز پر حتحن جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵۹ محمد ہر انیم کا پورا احمد آبادی (۱۱) جو چیز جس کام کے لئے وقف ہوئی ہے اس کو اس کام میں صرف کرنا چاہئے اس کے غیر میں صرف کرنا جائز نہیں۔ مسجد کی زمین مسجد کے کام کے لئے وقف ہوئی ہے اور پتھر کا تعویذ و کھرا بنانا مسجد کے کام میں داخل نہیں ہے۔ نیز فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ جنازہ جس پر مرد ہو جائے تو اس میں مصارف مسجد سے نہیں ہے تو پتھر کا تعویذ و کھرا بنانا جائز نہیں ہے۔ (التحد الوقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ) بسبب خراب وقف احدہما (جائز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ) لانهما حسد کشی واحد (وان اختلف احدہما) بان ہی رجلاں مسجدین اور رجل مسجد و مدرسہ و وقف علیہما اوقافا (لا) یجوز لہ ذلک (۱) (شامی استنبولی ج ۱ صفحہ ۵۱۵) هل یستری المولی الجنازة قال لا وان کان الواقف ذکر فی الوقف ان القیم یستری حنازة وان استری ضمن لان الجنازة لیست من مصالح المسجد (خلاصة الفتاوی کتاب الوقف ح ۴ صفحہ ۴۲۲) ۲

(۲) جب مذکورہ طریقہ سے قبر بند کر دی گئی تو اب اس پر چننا پتھر نامزد پڑھنا جائز ہے۔ اس کے قبر نیچے کے مکان میں ہے اور حتحن لوہے کے مکان میں۔ حتحن پر چننا پتھر یا قبر پر چننا پتھر نہیں ہے۔ لہذا واضحہ۔ حرر و محمد ہر انیم احمد آبادی غفرلہ احمد آبادی۔ جواب صحیح ہے۔ محمد رسول عثمانی حنفی چشتی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس آبادی پٹنہ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

(جواب ۴۴) (از حضرت مفتی اعظم) قبر مسجد کی زمین میں تھی تو جواب یہی ہے جو مذکور ہوا کہ اس پر نماز پڑھنا چننا پتھر جائز ہے اور تعویذ، تاہم اسے ممتاز کر دینا جائز نہیں خواہ تعویذ میں مسجد سے بنایا جائے خواہ اس کی اگرت کوئی اپنے پاس سے ادا کرے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قولہ شامی من سبق لہ، والصحیح الدر المختار کتاب الوقف ۴ ۳۶۰ طبع سعید

(۲) الفصل الرابع فی المسجد ووقفہ ومسائلہ، ۴ ۴۲۲ طبع امجد اکینڈی لاہور

مسجد کا پرانا سامان اور ملکہ فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا پرانا سامان اور ملکہ جو کسی مسجد کی قیہ جدید میں کام نہ آسکتا ہو فروخت کر دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: حرام۔

المستفتی نمبر ۶۷۷۷: شہزاد خان سعید (شیخ ہارپور) ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ بم ۸ فروری سن ۱۹۳۶ء (جواب ۴۵) مسجد کا پرانا سامان اور ملکہ جو کسی مسجد کی قیہ جدید میں کام نہ آسکتا ہو فروخت کر دینا جائز ہے۔ یہ بات کہ مسلمان کے ہاتھ فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت کو کسی مسجد کی ضروریات قیہ میں یا اس قیہ کا سامان تنہا ہی نے شغل میں صرف کر دیا جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان لہ نہد،

ایک مسجد کی رقم دوسری میں خرچ کرنا

(سوال) ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ وہاں پر ایک نمازی بھی نہیں غیر آباد مسجد ہے۔
المستفتی نمبر ۱۳۲۰: مولوی صاحب (شیخ بیرونی) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ بم ۱۹ اپریل سن ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) جب مسجد کی جہد ویران ہو جائے اور مسجد میں نمازی نہ رہیں اور اس کو آباد رکھنے کی کوئی صورت متصور نہ ہو تو اس کو منتقل کر کے محفوظ کر دیا جائے اور اس کا روپیہ کسی دوسری مسجد میں صرف کر دیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان لہ نہد، دہلی

مسجد کی آمدنی سے امام اور مؤذن کو تنخواہ دینا جائز ہے

(اخبار مجموعیہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے تحت و متعلق دو دکانیں اور ایک مکان اور ایک کوٹرا ہے جن کی مجموعی آمدنی تخمیناً سوہ روپہ ماہوار ہے۔ اس میں سے امام و مؤذن کی تنخواہ حساب دس روپہ ماہوار و چار روپہ ہفتہ وار دینا شرعاً کیسا ہے؟

(جواب ۴۷) مسجد کی آمدنی میں سے امام اور مؤذن کی تنخواہ دینی جائز ہے۔ کئی پیشی کا فیصلہ وقف کی آمدنی اور مقدار لیاقت امام و مؤذن کے لحاظ سے کیا جاسکتا ہے۔ ۱۳۱ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(۱) سنل شیخ لا سلام عن اهل قرية اهلوا و تدعى مسجد القرية الى الحرام وبعض المتعبين يستولون على حطب المسجد و يفلونه الى ديارهم . هل لو احدث من اهل القرية ان يبيع الحطب بامر القاضي . و يسلط النعمان لبعض المتعبين . او الى هذا المسجد ؟ قال نعم كذا في المحيط . (العالمگیریہ) کتاب الوقف . الباب الثالث عشر ۲ ۴۷۹ . ۴۷۸ ط. ماجدہ

(۲) فی فتاویٰ السنی . سنل شیخ الا سلام عن اهل قرية اهلوا و تدعى مسجد القرية الى الحرام . وبعض المتعبين يستولون على حطب المسجد . و يفلونه الى ديارهم هل لو احدث من اهل القرية ان يبيع الحطب بامر القاضي و يسلط النعمان لبعض المتعبين الى بعض المساجد او الى هذا المسجد قال نعم . كذا في المحيط . (العالمگیریہ) کتاب الوقف باب الثالث عشر فی الاوقاف التي يستعملونها و ما ينصل به من صرف غلة الاوقاف الى وجود ح ۴۷۹ . ۴۷۸ ط. ماجدہ

(۳) ویدا من غلہ ہمازہ ، ثم ما هو اقرب ہمازہ کا امام مسجد ، و مدرس مدرسہ یعطون بقدر کتابتہم (الذکر السحر کتاب الوقف ۴ / ۳۹۶ ، ۳۹۷ ط. مسجد)

ظہر اور عصر کی نماز میں اکثر تانہ کرنے والے امام کی تنخواہ کا حکم
(اخذہ الجمعۃ مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید مدرسہ اسلامیہ میں صدر مدرس ہے۔ مدرسہ کی آمدنی چندہ وغیرہ سے مبلغ چالیس روپے ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مسلمان وکیل کو عربی پڑھا کر اس سے مبلغ دس روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہے اور ایک مسجد میں جو مدرسہ مذکور سے چھ فاصلہ پر ہے وہاں امامت کرتا ہے اور مبلغ دس روپے مزید حاصل کرتا ہے۔ آغاز تقرر امامت میں زید مدرسہ کی مذمت کی وجہ سے ظہر و عصر کی نماز میں اپنے لڑکے سے پڑھوایا کرتا تھا۔ اب کچھ دنوں سے لڑکا چلا گیا ہے اور زید سے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ آئندہ میں ان دونوں کی پابندی نہیں کر سکتا ہوں۔ اب مغرب، عشاء، فجر تین وقت کی نماز تو وہ پابندی سے پڑھا رہا ہے عصر کی گاہے گاہے۔ اور ظہر میں شافعیانہ ہی کبھی آتا ہے۔ نماز جمعہ بھی پڑھتا ہے اور کبھی کبھی بیان کرتا ہے۔ پس موجودہ حالت مذکورہ متولی مسجد کو آمدنی کرایہ جائیداد متعلقہ مسجد سے زید کو مبلغ دس روپے ماہوار دینا اور امام کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۸) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے اور امام جس قدر کام کر سکتا ہے اور اس کا اقرار کرتا ہے اگر متولی اس قدر کام کے عوض میں راضی ہو کر اسے کوئی مقدار تنخواہ کی دینا منظور کرے تو اس میں کوئی وجہ عدم جواز نہیں۔ (۱) ہاں اگر متولی کو امام موصوف کی طرح لیاقت رکھنے والا شخص ایسا مل جائے جو پانچوں وقت کی نماز اسے معاوضہ میں پڑھا دیا کرے تو متولی کو جائز ہوگا کہ وہ سابق امام کے بجائے اس کو مقرر کرے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی

فصل دہم مسجد میں ناجائز رقم لگانا

خالص حرام یا حلال و حرام مخلوط آمدنی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا
(سوال) ہمارے ملک میں جو مسجدیں بنائی جاتی ہیں ان میں مندرجہ ذیل اشخاص عموماً حصہ دار ہوتے ہیں۔ دھوکے سے پیسہ کمانے والے۔ زکوٰۃ دینے والے، حج فرض لوٹنے والے، عراقی نوپس جو جھوٹ لکھ کر پیسہ کما لیتے ہیں، سپاہی جو شہنشاہ اسلام کی طرف سے اہل اسلام کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، زمین گروہ لینے والے، لڑکیوں کا حصہ نہ دینے والے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پاک چیز قبول کرتا ہوں۔ جب خدا قبول نہیں کرتا تو عمارت دین کیوں قبول کرتے ہیں اور ان مسجدوں میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ جواب دیں کہ آیا ان مسجدوں میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ شرعی علماء کا طریقہ ہے۔ اور دنیائی علماء کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں

(۱) کیونکہ یہ اجادہ ہے اور اجادہ میں موجب و مستوجب بھی اجازت برائش ہوتی مقرر کرنا جائز ہے کہ ہو یا زیادہ۔

(۲) (قولہ) ولم ارجمہ عرلہ للمدرس و امام و لاهما (اقول) وقع التصريح بذلك في حق الامام، والمؤذن (اداعرض للامام والمؤذن عذر منعه من المباشرة لشهر للمؤنن ان يعزله ويولي غيره) . وتقدم ما يدل على حواز عرلہ اذا مضى شهر (اقول) ان هذا القول لسبب مفصّل (الشامية: كتاب الوقف، مطلب في عرل الوقف المدرس ۴ ۲۷ طبع سعيد)

سے کر لیت کرتے ہیں اور مندرجہ بالا اشخاص کے گھروں سے درود و فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں۔ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حرام کھانے والوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔ تو نماز بھی دعائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہرے سے جتنی شریک سے جو۔ ہمارے ملک میں جس عالم سے مسئلہ پوچھو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ ساری دنیا کا رواج جو ہے ہم بھی وہی کرتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۵۶۹ مستری محمد الم (ضلع جہلم) ۱۰ جمادی الاول ۱۴۵۲ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء (جواب ۴۹) جس شخص کی تمام کمائی حرام کی ہو اور وہ اس حرام مال سے مسجد بنائے تو وہ مسجد صحیح مسجد نہیں ہوتی۔ نماز اس میں بھی ہو جاتی ہے مگر مسجد کا ثواب نہیں ملتا۔ اور جس شخص کی کمائی حلال بھی ہو اور حرام بھی اور وہ مخلوط کمائی سے مسجد بنائے تو اگرچہ حرام مال خرچ کرنے کا اسے کچھ ثواب نہیں ملے گا لیکن احکام اور فتویٰ کی رو سے یہ مسجد مسجد ہو جائے گی۔ اور وقف صحیح ہو۔ کا حکم دیا جائے گا اور مسلمانوں کو حق ہوگا کہ وہ اس کو عیثیت مسجد کے استعمال کریں اور اس کی حفاظت کریں۔ (۱)

یہی حکم دعوت قبول کرنے کا ہے کہ جس کی کمائی خالص حرام ہو اس کے یہاں دعوت قبول کرنا جائز نہیں اور جس کی کمائی مخلوط ہو اس کے یہاں دعوت قبول کرنا مباح ہے۔ (۲) مگر مقتدا کے لئے بہتر اور تقویٰ کی بات یہ ہے کہ قبول نہ کرے۔ (۳) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یعنی اگر تنخواہ مقرر کر کے کسی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا جائے تو یہ بات جائز ہے اور تنخواہ اور امام کی لامت مکروہ نہیں ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ،

نا جائز آمدنی والوں سے چندہ لینا

(سوال) ایک انجمن اسلامی ہے جو لوگ انجمن کا کام کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں مسجد کا کام بھی ہے اور مدرسہ کا بھی۔ قوم کا چندہ جمع ہو کر کام کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ چندہ دینے والوں میں مختلف قوموں کے آدمی ہیں۔ مثلاً سود کھانے والے، شیعہ، کچھی لوگ، باہرے لوگ اور غیر مقلد لوگ، ان لوگوں کا چندہ مسجد اور مدرسہ کے مصرف میں آسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۳۲ حافظ محمد اٹحق (کوئٹہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۴۵۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۵۰) انجمن میں ان لوگوں سے چندہ نہ لینا چاہئے جن کی کمائی اکثر حرام ہو۔ اگر حرام مخلوط اور

(۱) قال فی الشامیة: (وقوله لو سما له الحلال) قال نواح الشریعة: (اموالہ علی فی ذلک مالا غنیاً وما لا سبب الحبث والطیب فیکره، لان الله تعالى لا یقبل الا الطیب، فیکره تلویث ینہ بما لا یقبل (کتاب الصلاة، مطلب فی احکام المسجد ۱/ ۶۵۸ ط. سعید) ہی مسجد فی ارض عصب لا یاس بالصلاة فیه الخ (شامیة کتاب الصلاة مطلب فی الصلاة فی ارض المعصومة ۱/ ۳۸۱ ط. سعید)

(۲) لا یحب دعوة من کان غالب ماله حرام مالم یحرم بحرہ حلال، وبالعکس یحب مالم ینسب انه حرام (عالمگیریہ کتاب الکراہیة، الباب الثانی عشر الہیایا والیانات، ۴/ ۳۴۳ ط. ماجدیہ)

(۳) وفي الروضة یحب دعوة المسق ومن دعی الی ولیمة فوجہ لہ لغا و عا، فلا یاس ان یقعد و باکلی فان لمر علی المبع بمعہم وان لم یقعد یبصر و هذا اذا لم یکن مقتدی بہ اما اذا کان (مقتدی) ولم یقعد علی معہم فانه یحرم ولا یقعد (عالمگیریہ، کتاب الکراہیة، الباب الثانی عشر فی الہدایا والنصایات ۵/ ۳۴۳ ط. ماجدیہ)

(۴) (اور بعض اصحابنا المتأخرین قال: یحرم (ای احد الا حرة) علی التعلیم والا مامۃ فی۔ ماما و علیہ العزری) لحاجة الناس الیہ الخ (الاخیار لتعلیل المخار، کتاب الاجارة ۲/ ۵۹ ط. استنبول)

حلال غالب ہو تو۔ ایسے دلوں سے چند ولینہ اور دوسرے یا مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے۔ فقہ محمد غایت ۷۷ کان اعدا۔

سووی اور غیر سووی رقم سے بنی ہوئی مسجد میں نماز

(مسئلہ) ایک مسجد کو اگر نو قیہ کرنے کے سے مسلمانوں نے عام چندہ کیا۔ قریب دو سو روپیہ فراہم ہو۔ یہ مکان دوسرے نے بھی اپنے مکان کا سامان اس مسجد میں وقت کر دیا۔ ایک سو خور صاحب نے لوگوں سے کہا کہ میں لوگوں سے یہ مسجد قیہ نہ بنی ہذا زمین اپنی ذاتی رقم سے اس کی قیہ کرائیں گے۔ لوگوں نے اس سے کہا۔ سووی روپ سے مسجد نہیں بن سکتی اس پر اس نے کہا کہ سو سو روپیہ نہیں جائیں گے۔ سو سو روپیہ سے قیہ پر چھوڑ دیا۔ اس نے چند سووی رقم اور اپنی رقم ملا کر عوام شروع کیا۔ جب قیہ عمل نہ کرنے سے قریب تین سو وقت ایک شخص نے کہا۔ یہ روپیہ سووی تو نہیں ہے۔ "تو اس پر سو خور نے کہا کہ ہر سب روپیہ یہ بن میں ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سووی ہے یا نہیں" اب لوگ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں ہو سکتی۔

المستفتی نمبر ۸۲۸ زین الحق (غازی پور) ۱۱ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱) اس مسجد میں نماز کر کے کیونکہ وہ مسجد قدیم ہے۔ قیہ میں چند ۶۰۰ روپیہ تھے ۵۰۰ روپیہ خور تھے۔ تو سو خور کا اس قدر روپیہ کافی ہے۔ زمیندار کے کہ وہ روپیہ اس وقت دے دے۔ اور نہ تو اس نے اس کو اس سے دیا ہے۔ بلکہ نماز میں مسجد میں جائز ہے۔ محمد غایت ۷۷ کان اعدا۔

حرام و حلال رقم سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم۔

سو دینے والوں کی رقم مسجد پر لگانا۔

(مسئلہ) ایک شخص نے دینی پانی پھر دینے میں جن میں ایک سو کا کاروبار بھی ہے۔ دینی ۱۰۰۰ روپیہ دینے والوں کی رقم قریب ہاتھ اس نے ایک جی مسجد شہید کر کے اس صورت پر پانچ سو روپیہ دے دی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے سو قیہ تھی اس میں مسجد بنی۔ اس قیہ میں پانچ سو روپیہ ساتھ کاروبار پر دیا۔ شہید کی دینی مال نہ ہے۔ قیہ روپیہ جو اس سے بہت زیادہ ہے اس شخص نے اپنے پاس سے لکھا ہے۔ اس نے دوسرے ۱۰۰ روپیہ قیہ میں ۱۰۰ روپیہ دے کر پانچ سو روپیہ لکھا۔ اس نے کہا کہ ضرور پانچ سو روپیہ دے گا۔ یہ مسیحا سے کچھ بھی نہ لیا۔ تو اس نے کہا کہ ہر روپیہ دینا نہیں ہے سب دینی ہے۔ تو اس مسجد میں نماز جائز یا نہیں؟ "روٹی قیہ ہے تو اس نے وہ قیہ دینی صورت ہے" ہر خور و شہید کر کے دوبارہ عوامی شہدگان موضوعوں کے نام ممکن ہے۔

(۱) ولا يجوز قول هذه امره الحوز لان العلف في مذهب لحرمة الاداعه ان اكبر ماله حلال ان كان صاحب حره واليهذه كتاب لكرهية، امام الثاني عشر ۳۴۶/۵

۲. ولا مانع من بيعه اما ان يبيع مالا حراما من ماله لطلب بركة. لان الله لا يضل ولا يصب. راجع كتاب الصلوة، مطلب كنية لا مانع دليل على ان المستحب غيره. لان الناس الشرة ۶۵۸ ۱ ط سعد

(۲) جو لوگ بدرجہ مجبوری کسی صاحب کو سود دیتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس کو حرام جانتے ہیں تو ان کا فعل شرعیہ ہے اور یہ تو وہ کاروبار ہیں مسجد میں یا کسی کارخانہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (پوچھا تو جواب۔)

المسنفی نمبر ۸۵۸ محمد حبیب اللہ (غازی پور) ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۵۲) اس مسجد میں نماز باشبہ درست ہے کیونکہ مسجد اور زمین تو پیسے سے وقف ہے اور قیہ میں جو روپیہ اس شخص نے لگایا وہ بھی نہ اس حرام کام میں یا پھر مخلوط ہے۔ اس لئے مسجد حرام میں سے بھی ہوئی قرار نہیں دی جاسکتی۔ ہاں اگر ممکن ہو تو مسلمان تھوڑا تھوڑا کر کے اس کاروبار میں داخل ہو جائیں۔

(۳) سود دینے اور چھ حرام ہے۔ لیکن دینے والے کا پندہ مسجد میں لگانا درست ہے۔ (محمد خدایت اللہ)

جائز اور ناجائز مخلوط آمدنی سے کنواں اور مسجد، عونا

(سوال) زید عرصہ دراز سے اپنا سرمایہ چھوڑ کر افریقہ میں مقیم ہے اور وہاں سے اس نے دکان کھولی ہے جس میں اس نے مختلف شے ناجائز چیزیں مثلاً شراب، خنزیر وغیرہ رکھی ہے اور وہ ایک مرتبہ حج بیت اللہ سے بھی رخصت ہو چکا ہے۔ اس نے وہاں چھ عرصہ سے کاروبار سے ایک معتد پر رقم جمع کر کے ایک کنواں اپنے وطن میں قبرستان میں قیہ کر دیا۔ وہاں وہ اب مقیم ہے۔ (افریقہ میں) ایک مسجد بھی قیہ کروائی۔ لیکن اہل افریقہ اور جہاں کا وہ پیدا ہوا ہے زید ان ہی دو قیہ ات سے جو اس نے اس رقم سے قیہ کروائی نہایت ہی محترمانہ ہیں۔ نہ وطن والے اس کنوینڈ میں افریقہ میں مسجد کو استعمال کرتے ہیں۔ نہ ایک دکان اپنی قوم کی پختہ نام مخصوص کر دی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے۔

المسنفی نمبر ۱۶۵۵ ح. ق. کریم بخش (شملہ) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۳) زید کی تجارت میں ناجائز تجارت مخلوط ہوئی۔ اور اس کی جائز اور ناجائز آمدنی بھی مخلوط ہوئی۔ مسجد اور غیرہ میں نہ اس معاملہ میں لگایا جائے۔ اور اس (۱) نے ایسا انتظام کیا ہو کہ ان چیزوں میں جس آمدنی خرچ کی ہو تو ان چیزوں کو کام میں لگایا جائے اور اگر مخلوط پیسہ ہی لگایا ہو تو ان کا ثواب اسے نہ ملے گا۔ مگر ان چیزوں کو ناجائز ہے۔ البتہ اگر نہ اس حرام کے پیسے سے بھی ہو تو پھر استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ (محمد خدایت اللہ کانپور) (۱)

۱ ابھی رد المحتار تحت قوله ساله الحرام وان لا یسریعة اما لو اتفق مالا حیثا ومالا مسه الحیث والطلب فکره
لا لہ لا یقبل الا الصلۃ کتاب الصلاۃ مطلب کسیہ لا یس دلیل علی ان المستحب غیرہ لان الناس الشرہ ۱
ط ۶۵۸ سعد

(۲) فی مروضۃ بحجب دعویہ الفصل والورع ان لا یحبہ . وهما ولا یسعی للناس ان ینکوا من اطعمۃ الظلمۃ لتصح
لا من عنہم ورحمہم عند ربکم وان کان یحل کذا فی العرب کتاب الکراهیۃ الباب الثانی عشر فی الہدایا
والصلوات ۳۴۳، ۳۴۴ ط ماحدہ

(۳) اما لو اتفق فی ذلک مالا حیثا ولا یسہ احب والطلب فکره (الشامیہ) کتاب الصلاۃ مطلب فی احکام
المسجد ۶۵۸ ط سعد

(۴) فی تفسیرہ ولا یس قولہ ہمد مراد لحو لا ان العالی فی مالہم الحرمة . الا اذ اعم ان اکثر مالہ حلال مان کان
صاحبہ مبرور . و لا یس بل لان اموال الناس لا تحلو اذن قیل حرام فالمتعارف العالی . وکذا اکل طعامہم . کذا فی
لاحدر نفس المسح . و سراج المسح کتاب الکراهیۃ الباب الثانی عشر فی الہدایا والصلوات ط ماحدہ کوئٹہ ۳۴۴، ۳۴۵

سٹہ کا نمبر بتا کر کمائی ہوئی آمدنی مسجد پر خرچ کرنا

(سوال) ازیہ جو ایک فاسق آدمی ہے شریعت کا پابند نہیں اور جس کی کمائی یہ ہے کہ وہ سٹہ کا نمبر بتاتا کر پیسہ وصول کرتا ہے کہ فداں نمبر کسے گا اور فداں نہیں گو وہ خود نہیں کھیلتا۔ اس نے ایک مسجد میں فرش لگولیا دروازہ بولیا اور کنویں میں پمپ لگولیا۔ اس مسجد میں نماز پڑھتا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۹۳۲ احمد نور خاں (اندور) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء

(جواب ۵۴) سٹہ کا نمبر بتا کر پیسہ وصول کرنا کمائی کا ناجائز ذریعہ ہے۔ اس ذریعہ سے حاصل کیا ہوا مال شرعیہ مال طیب نہیں۔ (۱) لہذا ایسے مال کو مسجد میں لگانا جائز ہے اور اسے روکا جاسکتا ہے۔ اگر کسی مسجد میں جو پیسے شرعی مسجد ہے اس قسم کے غیر حیب مال سے کوئی تعمیر کرائی گئی ہو تو اس مسجد میں نماز تو جائز ہے کیونکہ وہ پیسے سے باقاعدہ مسجد ہے۔ البتہ ان اشیاء سے نفع اٹھانا مکروہ ہے اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ فرش پر جو خراب مال سے لگولیا گیا ہے اپنا پڑ لٹھکھالیا جائے۔ ٹل سے وضو نہ کیا جائے وغیرہ۔ اور ان چیزوں کی لاگت اگر پاک مال سے ادا کر دی جائے تو یہ چیزیں قابل انتفاع ہو جائیں گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مخنت کی کمائی سے بنائی مسجد کا حکم

(سوال) اگر کوئی مخنت شخص اپنے کسب کردہ مال سے مسجد بنوائے تو اس مسجد میں نماز پڑھتا جائز ہے یا نہیں اور وہ مسجد مسجدوں کے حکم میں ہوگی یا نہیں۔ اور مخنت کا ذریعہ کسب گانا چنانچہ اور بلا ضرورت سوال کرنا اور نفع اور بچوں کی پیدائش کے وقت مسمو وغیرہ مسمو سے مباد کیوں کی کے ذریعہ رقم وصول کرنا ہوتا ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مسلمان اپنے حلال مال سے اس مخنت کو رقم صرف کردہ کر اس مسجد کو احکام مسجد میں کر سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۵ مولوی عبدالعزیز صاحب (ذریعہ اسماعیل خاں) ۱۷ اجمادی الاول ۱۳۵۵ھ

۱۶ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۵) اگر یہ مسجد مسجد قدیم ہے اس کی تعمیر جدید نتیجے سے اپنے مال حرام سے کی ہے تو وہ مسجد تو حقیقتاً مسجد ہے۔ تعمیر جدید میں حرام مال لگائے جانے سے اصل مسجد حکم مسجدیت سے نہیں نکل سکتی اس میں نماز جائز اور مسجد ثواب بھی ملے گا۔ ہاں حرام مال کی تعمیر سے نفع اٹھانا موجب کراہت ہے۔ (۲) تو اگر کوئی مسلمان اس کو اس کی خرچ کی ہوئی رقم واپس کر دے تو پھر مسجد میں بلا کراہت نماز درست ہے۔ اور اگر مسجد کی زمین بھی اس نتیجے سے کی ہوئی ہے تو وہ مسجد مسجد شرعی نہیں ہوگی اور اس میں مسجد کا ثواب نہیں اُترے گا۔

(۱) اِنَّمَا الْحَرَامُ وَالْمَيْسُورُ حَسَنٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، الْآيَةُ
(۲) (۱) وَقَوْلُهُ لَوْ بَدَأَ بِالْحَلَالِ، قَالَ تَأْتِي الشَّرِيعَةُ أَمَّاوَالِ النَّاسِ فِي ذَالِكِ مَا لَا حَيْثُ وَمَا لَا مَسَاسَ الْحَيْثِ وَالطَّبِيعِ، فَيَكْرَهُ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَيَكْرَهُ تَلَوِّثَ بَيْنَهُ مَا لَا يَبْقَى فِيهِ (الشَّامِيَّةُ، كِتَابُ الصَّلَاةِ، مَطْلَبُ كَلِمَةٍ لَا نَاسَ دَلِيلَ عَلَى أَنَّ الْمَسْجِدَ عَرِضٌ، لِأَنَّ النَّاسَ الشَّرْعَ، قَبْلَ مَطْلَبِ فِي الْفَصْلِ الْمَسْجِدِ، ۱: ۶۵۸ ط. سَعِيدٌ) وَقُلْتُ سَعِيدٌ مِمَّا الْكِرَاهَةُ إِذَا كَانَ مَالُهُ مُحْتَظًا بِالطَّبِيعِ وَالْحَيْثِ، وَأَمَّا الْحَرَامُ الْحَالِصُ فَهُوَ أَشَدُّ، فَيَسْعَى أَنْ لَا يَحْجُورَ
(۳) خَوَالٍ بِالْجَمْعِ ۲

اس میں نماز بجا رہت لوابو جائے گی۔ لیکن مسجد کا ثواب نہ ہوگا۔ (۱) اور اس صورت میں بھی اگر اس کی خرچ کی ہوگی رقم اس کو دے دی جائے اور رقم ادا کرنے والا اس کو اپنی طرف سے مسجد قرار دے دے تو پھر وہ صحیح طور پر مسجد ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

رنڈیوں اور بیچڑوں کی تعمیر کردہ مساجد میں نماز پڑھنا

(سوال) رنڈیوں اور بیچڑوں کی تعمیر کردہ مساجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۱) جو علماء کہ نماز پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں وہ اپنی دلیل میں بیت اللہ حتیٰ عہد شریف و بیت المقدس کی تعمیر کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ (۲) جو علماء کہ نماز ناجائز ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں وہ مسجد ضرر تعمیر کردہ منافقین کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۵۷۳ محمد شفیع خان (فیروز آباد آگرہ) ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۶) ایک مسجدوں میں جو رنڈیوں اور بیچڑوں کی تعمیر کردہ ہوں نماز جائز تو ہے مگر مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔ (۳) اگر مسجدوں کے بانی موجود ہوں اور ان کو ان مساجد کی اہمیت کی رقم مال حلال سے ادا کر دی جائے تو وہ جائز مسجدیں ہو جائیں گی۔ فقط (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

پیشہ ور زانیہ عورت کی کمائی کی مسجد میں نماز پڑھنا

(سوال) عرصہ ۳۵ سال کا نڈرا ایک زانیہ عورت (رنڈی) جو کہ زنا کا پیشہ کرتی تھی ایک عورت رئیس کے پاس رہتی تھی۔ اس کے پاس اس کی کمائی کا جائز سے دس پندرہ ہزار روپیہ تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اگر اس روپیہ سے ایک جامع مسجد قصبہ کے اندر تعمیر کرا دی جائے تو بہت ثواب ہو۔ اس خیال سے اس قصبہ کے اندر ایک جامع مسجد بڑی عالی شان ۷۰ عاوی۔ مسجد تیار ہونے پر مسلمانوں سے نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا تو مسلمانوں اور مولویوں نے یہ اعتراض پیدا کیا کہ یہ مسجد رنڈی کے سرمایہ سے بنی ہے لہذا ابوری نماز اس میں نہیں ہوگی۔ اور سب مسلمانوں نے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس رنڈی نے مسلمانوں کو یہ دھمکی دی کہ تم لوگ اگر اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے ہو تو میں اس مسجد میں ٹھہر کر بتی کرتی رہوں اور مندر، لالو، دہلی۔ اس گلہ کے سنتے ہی چند پیر صاحبان اور مولوی صاحبان نے یہ فتویٰ دیا کہ بت خانہ سے تو مسجد بڑا درجہ بہتر ہے اور سب مسلمان اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ جب سے اب تک ۳۰-۳۵ سال کا عرصہ گزر رہا ہوگا مگر اس

(۱) مسمی مسجداً علی صور المدینۃ لا یصحی ان یصلی فیہ - والصلاۃ فیہا مکروہۃ تحریراً فی قولہ و غیر صحیحۃ فی قولہ (الشامیہ، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الصلاۃ، فی الارض المعصومۃ ح ۱، ۳۸۱، سعید)
(۲) سی مسجداً فی ارض غصب - لا یس بالصلاۃ فیہ (شامیہ، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الارض المعصومۃ ۳۸۱/۱)
(۳) بکروہ الصلاۃ فی ارض معصومۃ (درمختار، کتاب الصلاۃ ۱، ۳۸۱ ط سعید)

(۴) مباحذ من المال طلمنا - و یحیطہ بما لہ و یمن مطلقہ آخر بصر مدک لہ نعم لا یباح الا تصاعہ فی اداء الدن فی الصحیح من المذهب (رد المحتار کتاب الزکاة، مطلب فی الصرف من مباح ۲، ۲۹۲ ط سعید)

(۲) ورنہ قیامت لین جائز نہیں (۱) اور اس پیسے کو مسجد میں لگانا بھی جائز نہیں محمد کفایت اللہ کان آمد لہ۔

فصل یازدہم سمت قبلہ

صحیح سمت قبلہ سے مخرف مسجد کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنا

(سوال) ایک مسجد زیادہ بڑھ گئی اور بعد مدت کے معنوم ہوا کہ بڑھ ہی ہے تو اس کو مندم کر دینا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۰۵ فتویٰ عبد الوحید صاحب (شعلہ بند شر) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء (جواب ۶۶) اگر اس کو مندم کر کے از سر نو تعمیر کرے گا سامان ہو تو مندم کر کے جدید تعمیر کر لینا جائز ہے اور جب تک اس کی وسعت نہ ہو تو اس میں صحیح خطوط صحنوں کے قائم کر کے نماز ادا کرنی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان آمد لہ، دہلی

فصل دوازدہم غیر مسلم کا مال مسجد میں لگانا

غیر مسلم کی زمین اور مال مسجد کے استعمال میں لانا

(سوال) (۱) اگر کوئی کافر یا مشرک بند و غیر عوض زمین دے تو اس زمین پر مسجد بنا کر زوئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مسجد میں کافر یا مشرک (بند و) روپیہ وغیرہ کی امداد کرے تو وہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ (۳) اگر بجائے روپیہ، ایشٹ، چونا، پتھر، مکڑی وغیرہ کی رعایتاً امداد کرے تو وہ بھی قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔ (۴) مندر چببہ، امداد کی بناء پر جو مسجد تعمیر ہوئی ہو آیا اس مسجد میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فقیر سید منور علی صاحب (بیت نگر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۶۳) (۱) اگر بند و اپنی خوشی سے زمین کسی مسلمان کو دے دے اور وہ مسلمان اس زمین کو اپنی طرف سے مسجد کے لئے وقف کر دے اور اس پر مسجد بنائی جائے تو جائز ہے اور مسجد صحیح طور پر مسجد ہو جائے گی۔ (۳)

(۱) (۱) لا یجوز لحد المال لیفل الواحد (رد المحتار، کتاب القضاء، مطب فی الکلام علی الرشوة والهدية، ج ۵، ۳۶۲، سعید)

(۲) (۲) مسجد میں ارادہ حل ان بقضہ و بیہ ثاباً احکم من لاء الاول، لیس له ذلك لانه لا ولاية له كذا في المصنوعات وفي الوارث الا ان يحاف ان يهدم، كذا في التاتار حایة، وتا ویله الذلم یكن المانی من اهل تلك المحلة، واما اهل تلك المحلة فلهم ان يهدوا واحد دوا و یا یقرشوا الحضور و یعلقوا القنادیل، لكن من مال ائمتهم، اما من مال المسجد فلیس لهم ذلك الا بامر القاضی، (عالمگیریہ، کتاب العادی عشر، ج ۲، ۵۷، ما حدیہ)

(۳) (۳) قل صاحب الدر المحتار فی کتاب الوقف (وسه اداءة محبوب النفس) فی الدیة بر الاحیاب فی الاخرة بالنواب یعنی بلیة من اهلها، لانه ما حد دلیل صحتہ من الکافر، وقال العلامة الشیخی یعنی فیکون مباحاً کما عرفت فی البحر، والمراد انه لیس موضوعاً لتعبد کما فی الصلاة والحد یصح من الکافر اصلان العرب به موقوف علی سہ القریہ، مہر بدویہا مباح حتی یصح من الکافر کالتعقی والکاح، (رد المحتار کتاب الوقف اوائلہ، ص ۳۴۹ ط سعید، غل (در مصارف الحزب والخراج وما لیس النعمی وهدیہم الخ) (مصالحا و کذا تعور و ما قطرة وجسر و کتابیہ العلماء) قل العلامة السامی، لقوله و ما قطرة وجسر) ومنه بناء مسجد وحوض، ورباط و کذا الفقه علی المساحد کما فی رکاۃ الحائض، فیدخل فیہ تصرف علی اذنه شعائرہا من وطائف الامامة والاذان ونحوهما بحر (رد المحتار، کتاب الجہاد، مطلب فی مصارف بیت المال، ۴، ۲۱۷، ط، سعید)

(۲) اسی طرح کافر کی دی ہوئی چیز مسجد میں لگائی بھی جائز ہے۔ یعنی کافر اپنی خوشی سے کسی مسلمانوں کو کوئی چیز دے دے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے۔ (۱) (۳) اس کا حکم بھی وہی ہے جو نمبر ۲ میں لکھا گیا۔ (۲) (۴) نمبر ایک کا جواب دیکھو۔ (۳) محمد کفایت اللہ کا نالہ۔ دہلی۔

غیر مسلم کی رقم سے تعمیر شدہ مسجد میں نماز پڑھنا

(سوال) ایک قدیم زمانہ کی بہت پرانی مسجد ہے جو ایسی جگہ واقع ہے کہ جس کے پس و پیش آج سے چند سال پیشتر مسلم آبادی کی ایک زبردست کمی تھی۔ تقریباً دس گیارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ یورپین کمپنی نے ایک غیر مسلم زمیندار سے جٹ میل کی تعمیر کے لئے ایک وسیع سے وسیع تر خطہ زمین خرید کر لی۔ چنانچہ جامع مسجد بھی وسط زمین پر گئی۔ اب کمپنی نے آبادی کو بنانے کے لئے ایزی چوٹی کی کوشش اور زور لگایا اور باشندوں پر جگہ چھوڑ دینے کے لئے نہایت جبر و تشدد کرنا شروع کیا۔ آخر کار یہ لوگ مجبور ہو کر اس جگہ کو خربادہ کہتے ہوئے مختلف سمت میں منتشر ہو کر وہاں اعتبار کر چکے ہیں۔ اب ان حضرات کو اس مسجد کے ساتھ دور کا تعلق بھی باقی نہیں رہا کیونکہ کمپنی نے شہر نہاد کی طرف چار دیواری کھینچ دی اور مسجد ایک گوشہ میلان پر گئی۔ جہاں بازاری اور آبادی کے لوگوں کا گذر شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اب کمپنی کی یہ سعی و کوشش ہوئے گی کہ مسجد کو شہید کر دیا جائے اور عید گاہ کی زمین پر جو عین مسجد سے متصل ہے مشرقی و جنوبی حصہ پر پڑتی ہے قبضہ کر لیا جائے یا معاوضہ میں مسلمان جہاں کہیں بھی دوسری جگہ منتخب اور پسند کریں مسجد بولادی جائے اور عید گاہ کے لئے بھی زمین دی جائے۔ لیکن اس جٹ میل کی مسلم مزدور پارٹی نے اس بات سے انکار کر دیا کہ اسلامی مذہب ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دوسری جگہ مسجد بھائی جائے۔ غرض یہ کہ کمپنی کو اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھنے کے لئے ان ہی مزدور غریب نے انتہائے جوش و خروش کے ساتھ جاتی و مالی ایثار و قربانی کا نمایاں طریقہ پر ثبوت پیش کیا۔ اس سلسلہ میں چھ سات سال تک کمپنی سے مقدمہ بازیاں بھی ہوتی رہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کمپنی نے مسلمانوں کے مطالبات منظور کر کے باہمی مقدمہ بازی کا تصفیہ کر لیا کیونکہ مسجد کی حیثیت و حفاظت اور آبادی کا دار و مدار اب ان ہی غریب مزدوروں پر ہے جن کا رہنا سنا جٹ میل کی چار دیواری کے اندر اندر ہے۔ لہذا تصفیہ مقدمہ کے موقع پر کمپنی نے ہر ضار و غبت اپنے مزدوروں کی مزید سولت کے لئے باضابطہ برقی روشنی اور وضو کے لئے مسجد میں حوض اور پانی کا انتظام کر دیا ہے۔ اب اس کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل دریافت طلب ہیں۔

(۱) حوض اور پانی کا نظم نیز برقی روشنی کا انتظام مسجد میں جو یورپین کمپنی کی طرف سے ملے ہوئے ہے کیا اس پانی سے

(۱) (۲) (۳) قال صاحب النیر المختار فی کتاب الوقف (وسبہ اداءة محبوب النفس) فی التماسا بر الاحباب فی الأحرار بالتراب یعنی بالیہ من انہا، لانه صاحب بدلیل صحتہ من الکافر، وقال العلامة الشامی، یعنی قدیکون ماحاکما، عرفی البحر، والمراد انہ لیس موضوعا لتعذیبہ کالصلاة والحج بحث لایصح من الکافر اصلان التقرب بہ موقوف علی نية القرية، منہو بدوہا مباح حتی یصح من الکافر کالتعقی والکحاح (ردالمحتار کتاب الوقف اوائله، ص ۳۳۹ ط سعید) قال (ومصرف الجزية والحراج وما مل الی علی وھدیتہم الخ) (مصالحا وکدلتور وباء قطرة وجسر وکتابہ العلماء) قال العلامة الشامی، لقوله وباء قطرة وجسر) ومثله بباء مسجد وحوض، وروابط وکذا العقدة علی المساحد کما فی رکاة الحائبة، فیدخل فیہ الصرف علی اقامة شعائرہما وطاقف الامامة والادان ونحوہما بہر (ردالمحتار، کتاب الجہاد، مطلب فی مصارف بیت المال، ۲۹۷/۴، ط. سعید)

الجواب صحیحہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

مسجد میں بندو کا مال کا ہونا حلیہ درست نہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھتے ہیں ”حرب تہم“ معنی ہے کہ بنود کا قیام مسجد خاصہ میں صرف برہمنوں کے لئے نہیں ہے۔ عادیہ صورت مسجد میں روپیہ بنود کا خود خریف غیر خواہنا تحریک دین نہیں لینا چاہئے۔“ (قادیانی مسائل ۳۴۳) نیز ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ کے تحت میں صاحب دار لکھتے ہیں۔ عبد بنہ ما استرم منها وقمها وتطیفها وتویرھا بالمصاحح الحج۔ (۱۰) سرائف میر میں ہے۔ مابغی للمسکرکین ان یعمروا مساجد اللہ بدخولہ والقعود فیہ وحدمہ وذهب جماعة الی ان المراد من العمارة المعروف من بناء المسجد وترمیمہ عند حرمانہ الحج۔ (۱۱) مدنی۔ ماصح للمسکرکین وما استفاد لہم الخسع من المتشافین عمارة بیت اللہ وعادة غیرہ یعلم من ان الساء لحدید مصوغ لہم بالطریق الاولیٰ ان اراد کافران ینبئ مساجد او یعمروا یصعق منہ الخ۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بندو کا مال مسجد میں نہ لگا چاہئے۔ ہاں ان مسلمان سے قرض کر مسجد میں لگا دیا جائے پھر اس قرض کو بندو ادا کر دے۔ جیسا کہ شریعہ العزیز صاحب رحمت مدعیہ نے رشوت کے بارے میں لکھا ہے کہ قرض نے کر مسجد میں لگا دیا جائے اور وہ قرض زر رشوت سے لے لیا جائے اسی قیاس پر بندو کے مال سے روزہ فطر کرنا بھی ہونا چاہئے کیونکہ قربت محمد ہے۔ محمد بہد مدعیہ مدعی عفی عنہ مدرسہ فتح پوری۔ دہلی

اقول وباللہ التوفیق۔ اصل سوال یہ تھا کہ مسجد میں بندو کا مال لگانا درست ہے یا نہیں۔ نہ ہونے کے جواب میں لکھا کہ بندو اگر اپنی خوشی سے کوئی مال دے دے تو اسے مسجد میں لگانا درست ہے۔ البتہ اس سے مسجد کے لئے طلب کرنا نہیں چاہئے۔ نہ کہ اسے اس مختصر جواب کی نکتہ محض فاضل پر واضح نہ دینی اور مولانا مہداحی ناھنوی درمض تب تفسیر فی عہد توں سے ان کو اشتباہ ہو گیا اس سے تھوری سی تفسیر کرنی مناسب ہے۔ بندو کا مال مسجد میں لگانے کی کئی صورتیں ہیں۔

اوس یہ کہ بندو کوئی مال کسی مسلمان کو ہبہ کر دے اور مسلمان اس مال کا مالک ہو کر اپنی جانب سے مسجد میں لگا دے۔ مثلاً بندو نے پانچاشریں مسلمانوں کو۔ اس میں در انھیں مالک بنا دیا اور مسلمانوں نے یہ مال مسجد میں لگا دیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بندو نے چھ روپیہ مسلمانوں کو۔ در انھیں مالک بنا دیا اور مسلمانوں نے اس روپ کو مسجد کی قیام میں خرچ کر دیا۔ تیسری صورت یہ کہ بندو نے چھ سات مثا اینٹ چونہ مسلمانوں کو اس طرح دیا۔ یہ سات تم اپنی مسجد میں لگاؤ۔ حق مسلمانوں کو تم تک نہیں کی بدھ انھیں لگانے کا کہیں نہ کر دیا۔

(۱) (مجموعۃ فتاویٰ عبدالحی) کتاب المساجد، ص ۱۷۶ طبع سعیدان من مکتبہ مدنیہ دہلی۔ (۲) (تفسیر المنار) ۱/ ۶۱۳ سورۃ البقرۃ الجزء العاشر، رقم الاہ ۱۷۔ (۳) (۱/ ۴۰۳) التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الاہد السرخس، سورۃ البقرۃ، الجزء العاشر، رقم الاہ ۱۷۔ ۱/ ۴۵۴ لمطع الکریمی الواقع فی بیروت

چوتھی صورت یہ کہ اسی نے اسی طرح روپیہ مسلمانوں کو دیا کہ یہ روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرو۔ پانچویں صورت یہ کہ کسی شکتی مسجد کی کسی بندو نے خود مرمت کرائی اور اپنا سامان یا روپیہ اس کی مرمت میں یا تعمیر میں خرچ کیا اور منتظم تعمیر بھی خود رہا۔

یہ پانچ صورتیں ہیں جن کا ضم کسبہ کے خیال میں یہ ہے :-

پہلی اور دوسری صورت میں تو غالباً کسی کو اختلاف نہ ہو گا کہ جائز ہے۔ کیونکہ جب ہندو نے سامان یا روپے کا مالک مسلمانوں کو بنادیا تو اب وہ ہندو کا مال ہی نہ رہا بلکہ تبدیل ملک سے حتماً تبدیل عین ہو کر وہ مال مسلمانوں کا مال ہو کر مسجد میں لگا اور اس کے جواز میں کوئی احتیاج نہیں اور یہی میرے جواب مذکور ذیل کا مصدق ہے کہ ”ہندو آرا اپنی خوشی سے کوئی مال مسلمانوں کو دے دے تو اسے مسجد میں لگا دے مست ہے۔ البتہ اس سے مسجد کے لئے مالگنا نہیں چاہئے۔“ (۱)

تیسری اور چوتھی صورت کا حکم یہ ہے کہ خاکسار کے خیال میں یہ صورتیں بھی جائز ہیں۔ کیونکہ کافروں کا مال جب کہ وہ اپنی خوشی سے مسجد میں لگانے کے لئے دیں محض اس وجہ سے کہ وہ کافروں کا مال ہے لینے اور مسجد میں لگانے سے کوئی وجہ شرعی مانع نہیں ہے۔ خانہ کعبہ میں زمانہ جاہلیت کے دفائن حضور سول کریم ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے اور حضور ﷺ نے ان کو نہیں نکالا اور نہ خلفائے راشدین نے نکالا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نکالنے کا ارادہ بھی کیا لیکن شیبہؓ کے اس سننے پر کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیقؓ نے ان دفائن کو نہیں نکالا، فاروق اعظمؓ نے بھی ارادہ ہٹا کر دیا۔ (۲) اور ظاہر ہے کہ یہ مدفون خزانے خانہ کعبہ کے مکہ میں اور اگر احیاناً خانہ کعبہ کی تعمیر کی ضرورت پڑے تو اس میں خرچ ہو سکتے ہیں اور خرچ کرنا جائز بھی ہے۔

پس اگر کافروں کا مال محض اس وجہ سے کہ وہ کافروں کا مال ہے مسجد میں لگانے کے قابل نہ ہوتا تو مسجد حرام میں اس کا مدفون رہنا بھی جائز نہ ہوتا اور حضور انور ﷺ اس مال کو جب کہ وہ مال خبیث ہوتا اسی طرح خانہ کعبہ سے نکال بیٹھتے جس طرح کہ ہوں اور تصویروں کو اس میں سے نکال پھینکا۔ اگر کہا جائے کہ شرمکہ عنوق فتح ہوا ہے اس لئے یہ دفائن مسلمان فاتحین کی ملک ہو گئے تھے اس لئے مسجد میں حالہ مدفون رکھے گئے تو جواب یہ کہ خانہ کعبہ کے دفائن کفار کی ملک نہیں تھے بلکہ مسجد حرام کی ملک تھے اور اوقاف صحیحہ کی مالک پر عنوق فتح ہونے کی صورت میں بھی مسلمان فاتحین کی ملک نہ تھے ہو سکتی۔ ان دفائن کا خانہ کعبہ کی ملک ہونا اس مسئلہ فقہیہ پر مبنی ہے کہ مسجد کے لئے اگر کوئی شخص کوئی مال بہرہ کرے اور موتی کو تسلیم کر دے تو مسجد اس مال کی مالک ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ فتاویٰ حاکمیری میں مصرح موجود ہے۔ (۳) اس سے زیادہ صاف اور واضح دلیل کافروں کے

(۱) ایضاً بحوالہ سابقہ ص ۶۰۴، ص ۷۸.

(۲) ”عمر ابی وائل قال جلست مع شیبہ علی الكرسي في الكعبة، فقال لقد جلس هذا المجلس عمر. فقال : لقد هممت ان اذاع فيها ولا يضاء الا قسمته، قلت : ان صاحبك لم يفعل، قال : هما المران القدي بهما.“ (صحیح البخاری، کتاب المساجد، باب كسوة الكعبة، ج : ۲، ص ۲۱۷، قلعیمی)

(۳) رجل اعطى ذرهما في عمارة المسجد او مصالح المسجد صح، لانه وان كان لا يمكن تصحيحه فليكن بالهبة للمسجد فانما الملك للمسجد على هذا الوجه صحيح، فيتم بالقبض (الی ان قال) ولو قال، وهبت داری للمسجد او اعطيتاه صح ویكون تمليكاً، فيشترط التسليم، كما لو قال وفقت هذه المائة للمسجد يصح بطريق التمليك، اذا سلمه للقيم، كذا في الفتاوی العاتية، ولو قال هذه الشجرة للمسجد لا تصیر للمسجد حتى تسلم الی قیم المسجد كذا فی المحيط (الفتاوی العالمگیریہ، کتاب الوقف الباب الحادی عشر الفصل الثانی، ص ۴۶۰/۲)

مال سے مسجد کی تعمیر و مرمت کے جائز کی یہ ہے۔ و مصرف الجزیة والخراج و مال التعلی و هدیتهن
للإمام و انما یقبلها اذا وقع عدهم ان قتالنا للدين لالدنيا و ما اخذهمم بلا حرب و منه تركة ذمی
و ما اخذه عاشر مهم ظهیرہ مصالحا کسد ثغور و بناء قطرة و جسر کفایۃ العلماء و المتعلمین
تجنیس و به یدخل طلبة العلم فتح و القضاة و العمال الخ۔ (۱) حتی جزیه اور خراج اور بنی تخب سے جو
صدقہ مضاعفہ کے حساب سے مال لیا جاتا ہے اور جو مال کہ کفر سلطان اسلام کو بطور ہدیہ دیں (یہ واضح رہے کہ
یہ ہدیہ سلطان کی ذاتی ملکیت میں داخل نہیں ہوتا) اور جو مال کہ کفر سے ترک جنگ کے شکریہ کے طور پر لیا
جائے اور وہ مال جو ہر سے ہر ان سے وصول کرے ان تمام اموال کا مصرف ہماری مصالحتوں کے کام میں۔ جیسے
سرحدوں کی حفاظت، دریاؤں کے پل بنانا، عبا، طباء، قاضیوں کے وظائف، اسلام فوج اور ان کی اوبائی
تختواہیں وغیرہ۔ ان پر ہ۔ مد شامی فرماتے ہیں: و مثله بناء مسجد و حوض و رباط و کبری اہوار عظام غیر
مملوكة کالنیل و الحیون۔ قہستانی۔ و کذا النفقة علی المساجد کما فی زکوة الخانیة فیدخل
فیہ الصرف علی اقامة شعائرها من وظائف الامامة و الاذان و نحوهما۔ بحر التہی۔ (۲) یعنی "جیسے
نہ کور دیا، چیزوں میں یہ تمام اموال کفر خرق کرنا جائز ہے اسی طرح ان مالوں سے مسجدیں بنانا، حوض اور رباط
بنانا، بڑی بڑی غیر مملوک نہریں کھدوانا جیسے نیل اور نیجوں میں اور مساجد کے دیگر اخراجات میں خرق کرنا اور
ان مالوں اور موقوفوں کو وظائف دینا جائز ہے۔" اس صاف و صریح فقہی حکم کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ کافروں
نے اپنی خوشی سے جو مال دیا ہو اس کا مسجد میں لگانا جائز ہے۔

اگر شبہ کیا جائے کہ جزیہ اور خراج واجد وظیفہ شریعہ ہونے کے ان کے ذمہ واجب الادا ہے اس لئے
ان سے وصول کئے جانے کے بعد وہ مال کفر نہ رہا تو جواب یہ ہے کہ یہ حکم اموال واجبة الی خدا کے ساتھ مخصوص
نہیں۔ بلکہ ہدیہ کفر اور ترک جنگ کے صلہ میں وصول کیا ہوا مال اور ترکہ ذمی کا بھی یہی حکم ہے۔ جیسا کہ در مختار
کی عبارت منقولہ بالا میں صراحتہ موجود ہے۔ اگر شبہ ہو کہ ان اموال سے بنائے مساجد اس لئے جائز ہے کہ دینے
والے کافروں نے یہ مال خاص مسجد کے لئے مسجد کے نام سے نہیں دیئے ہیں بلکہ انہوں نے مسلمانوں کو دیئے
اور مسلمان ان سے وصول کرنے کے بعد مالک ہو گئے اور پھر انہوں نے مسجدوں کی تعمیر میں ان کو خرق کیا تو گویا
اپنا مال خرق کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ ان تمام اموال کا جن کے مصرف در مختار کی عبارت منقولہ بالا میں مذکور ہیں
سلطان اسلام یا فقراء مسلمان یا عام مسلمان کی ملک میں داخل ہو جاتا ممنوع ہے۔ سلطان کا ملک خاص میں
داخل نہ ہوتا تو ظاہر ہے اور فقراء مسلمان کی ملک میں داخل نہ ہونا اس لئے کہ اگر فقراء اس مال کے مستحق بھی
ہوتے تو مثل صدقات کے یہ اموال بھی فقراء کو تقسیم کئے جاتے اور جب کہ فقراء کا استحقاق بھی ثابت نہیں تو
پھر ملک کے ثبوت کے لئے کوئی معنی ہی نہیں۔ اور عام مسلمان کی ملک میں داخل نہ ہونا اس لئے کہ عام مسلمانوں

(۱) (الدر المعجم، کتاب الجہاد، مطلب فی مصارف بیت المال، ص ۲۱۷، مکتبہ بیچ، ایم سعید)

(۲) کتاب الجہاد، باب العشر و الخراج و الجزیة مطلب فی مصارف بیت المال، ۲۱۷، ط سعید

ممنوع ہے اور اس میں یہ بھی نہ ورنہ نہیں کہ یہ قیصر کفار کے مال سے ہو چکا ہو کوئی کافر مسلمانوں سے چندہ منع کرے۔ اور مسجد کی قیصر کر کے لیکن انتظام و انتہام میں خود مستقل ہو کسی مسلمان کو اس میں دخل نہ دینے سے تو یہ قیصر بھی قیصر ممنوع ہے۔ بلا جو دیکھ مسلمانوں کے مال سے ہوئی ہو۔

اس تمام بیان سے واضح ہو گیا کہ مولانا عبدالحی صاحب مہنوی مرحوم کا یہ فرمانا کہ ”حسب تصریح معتبرات مال بنو کا قیصر عہد خاص اہل اسلام میں صرف کر پورست نہیں ہے۔“ محتاج دلیل ہے۔ معتبرات کی عہد میں اور حوالے مولانا نے نہیں دیئے کہ ان میں دیکھ چاہا اور جیسا کہ ہم لو پر بیان کر چکے ہیں مال کفار کا مسجد میں لگانے کا جواز مصرح ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا نے قیصر کی ان عبارتوں سے جن میں کفار کے قیصر مسجد میں ممنوع نہ در ہے۔ یہ سمجھ کر کہ کفار کا مال مسجد میں لگانا درست نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے اور سب قیصر کا مطلب خیر کے ذریعہ میں دینی ہے جو لو پر ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔
نصر محمد شافعی رحمہ

ہندو کی ہوئی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا

(مجموعہ مورخ ۱۲۹۵ قمری ۱۹۱۳ء)

(سوال) مسجد میں جو مسلمانوں سے چندہ وصول کرے۔ اسے ہیں کہ ہندوؤں سے چندہ یا ہندوؤں میں چندہ نہ لے کر شام کو چاہیں تو چندہ لینا یا شام کو رہنا چاہئے یا نہیں؟ اور کوئی ہندو پوری مسجد کو اس میں نماز پڑھنا چاہئے؟

(جواب ۶۷) مسجد کی قیصر سے غیر مسلموں سے چندہ طلب کرنا چاہئے نہیں۔ اور اگر غیر مسلم خود چندہ دیں یعنی بغیر مانگے ہوئے اپنی خوشی سے دے دیں تو اس صورت سے قبول کرنے میں مضائقہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کی تحریف کر دیں اور مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں خرچ کر دیں۔ اسی طرح اگر غیر مسلم (ہندو یا عیسائی) مسجد قیصر کرے مسلمانوں کو دے دیں تو اس کے شرعاً مسجد ہونے کی صورت یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو ملک کر دیں اور مسلمان اپنی طرف سے اس مسجد کے نام سے مال خرچ کرے وقت کر دیں۔ البتہ مسجد کا وقف اس صورت میں صحیح ہوتا ہے کہ جس کام کے لئے وہ وقف کرتا ہے وہ کام اس کے مذہب اور اسلام کے نزدیک قربت ہو ورنہ وقف صحیح نہیں ہوتا۔ یعنی قرضی اسلام ایسے وقف کی صحت کا حکم نہیں کرے گا جو وقف کے مذہب کے لحاظ سے قربت نہیں۔ (۱۲) جیسے ہندوئی، نائی ہوئی مسجد، یا اسلام کے نزدیک قربت نہیں (جیسے مسلمان کا بتایا ہو یا بتا نہ ہو) واللہ اعلم۔ محمد شافعی رحمہ

(۹) ایضاً بحوالہ سابق نمبر ۶۰۴، ۶۰۳ ص ۷۴

(۱۰) ما شراطہ۔ فہما ان یکون قرعہ فی ذلک و عند التصرف فلا یصح وقف المسلم اوالامی علی البعۃ والکسبۃ او علی فقراء اهل الحرب کذلکی انہر الصدق۔ لو جعل دمی دارہ مسجداً لمسلمین، وہ کما فی المسلمون واذن لہم بالصلۃ فیہ لصلواتہ نہ مات بقصر مراد لورہ، وھذا قول الکن کذلکی حوالہ الاحلاطی (القضای العالمگیریہ، کتاب الوقف الباب الاول، ص ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶،

اقتسی کے مشابہ ہے یا نہیں اور اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۴۶ فقی محمد صدیق عیسیٰ (معمینی) یکم محرم ۱۳۵۳ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۴ء (حوالہ ۷۰) مسجد اقتسی زمین پر ہے۔ رت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقتسی (۱) ہے۔ جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقتسی سے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت ہوتا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کے پیسوں پر بولی کے ذریعے روپے کمانا

(سوال) پٹنواڑہ میں جامع مسجد قحیہ ہو رہی ہے جس کے واسطے عید الفطر کے موقع پر ارکان مسجد کمیٹی نے چندہ فراہم کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے روپیہ کے بارہ از حاکمی پیسے زائد پٹنواڑہ کے چند اصحاب نے از حاکمی پیسے کی بولی دینی شروع کی اور ساتھ ہی شہر کا گاری کی کہ جو بولی دہندہ ہو، جس قدر بولی دے دے اس کو وہ پیسے دینے ہوں گے۔ مثلاً ان حاکمی پیسے کی بولی ایک آدمی ایک روپیہ دیتا ہے۔ دوسرا ایک روپیہ آٹھ آنے، تیسرا دو روپے تو ان تینوں کو اپنی اپنی بولی کے پیسے دینے ہوں گے۔ جس نے ایک روپیہ بولی دی ہے اس کو ایک روپیہ دینا ہوگا اور اس سے زیادہ جس طرح پر زائد کے بولی دی ہے ان تمام کو پیسے داخل کرنے ہوں گے لیکن اس معاملہ میں ارکان مسجد کمیٹی نے کوئی دخل نہیں دیا۔ انہوں نے بولی میں کوئی بولی زائد یا کم نہیں دی بلکہ خاموش رہے۔ اس طرح وہ دوسرا مسجد کے واسطے روپیہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ ارکان مسجد کمیٹی نے اگر کسی قسم کا دخل نہیں دیا تو انہیں دی اور خاموشی اختیار کی تو ان کے شریعت گناہ گار تو نہیں ہوئے۔ بولی دہندگان میں یہ بات کہیں کہہ دینے بولی اس واسطے دینی شروع کی تھی کہ معلوم ہووے کہ ارکان مسجد کمیٹی آیا بولی میں متبادل کرتے ہیں یا نہیں؟ اور ان دینے والے صرف تین چار شخص تمام مجمع عید الفطر میں تھے باقی نمازی نماز عید سے قدرے ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

المستفتی نمبر ۶۹۵ شہزادہ خاں الدین۔ پٹنواڑہ ۵ شوال ۱۳۵۳ھ ۱۶ جنوری ۱۹۳۶ء

(حوالہ ۷۱) یہ نیو یارک میں رہتی ہے۔ پیسوں کی بیچ پیسوں کے ساتھ کی پیشی کے ساتھ ناجائز ہے۔ (۱۲) باب امونیم کے سنے یا چاندی کے سنے کے ساتھ جائز ہے مگر حاکمی پیسے جو تانبے کے ہیں ان کے عوض کوئی آئی بولی یا روپیہ چاندی کا دے تو جائز ہے۔ غرضیکہ جنس بدل جانے کی صورت میں کی پیشی جائز ہے۔ (۳) بولی خواہ

(۱) فان فی تفسیر من کثیر۔ سبہ للہ الرحمٰن الرحیم سبحان الذی امری بعدہ لیلان المسجد الحرمہ الی المسجد الافتسی الحج۔ (من المسجد للحرم) وهو مسجد الافتسی، وهو بیت المقدس، الذی بابلیاء معدن الابیاء من لدن ابراہیم الحبیل (تفسیر من کثیر۔ للامام الحبیل، الحفظ عماد الدین، ابوالعلاء اسماعیل من کثیر القرشی الدمشقی سورۃ من اسرائیل، رقم الآیۃ نمبر ۱، ط۔ لاہور ص ۳۱۲)

(۲) قولہ وفمن منسی، من عندہما وقال محمد لا حرج ومنی الحلال علی ان الملوں الی الراحة الثمان والامات لانیس بالعیس، فصار عدہ کعب درہم وعدہما لما کانت عبر الثمان حققة بطلت تمسیتها باصطلاح العاقیدین ودا بطلت قطع بالعیس کالعموم وتمامہ فی الفتح والدرالمحار۔ کتاب البیوع، باب الزمان ط سعید ص ۱۷۵

(۳) واعتمد، ای عدۃ تحريم الزیادۃ (القدر، المعهود مکمل اوور مع الحس، فان وحدا حرم الفصل) ای الزیادۃ والانساء بالمعادل حبر۔ وان وحدا حرمہما، ای لندر وحده اول الحس (حل الفصل وحرم النساء) والدرالمحار۔ کتاب البیوع باب الزمان، ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳

نمازی ویں یا مسجد کئی کے راتیں اس میں ولی فرق نہیں اور اس طرح چند دنوں میں بھی متعدد نہیں
یونہی اس میں ولی جبر نہیں ہے۔ جو پاپ والی و جون پاپ نہ دے۔ حریفی و اپنے اوپر سے چند دنوں
ہے۔ یعنی حامل میسوس و ایب روپ میں پنے قصور اختیار سے اس نے تحریر کرتا ہے۔ "مجدد فی ہوا"
محمد عابد اللہ خان مدظلہ العالی

عمارت قدیم پر جب مسجد بنونے کی نشانیں ہوں اور کو لو موجود ہوں تو وہ مسجد بنوئی
(سوال) ایک عمارت ایک متبرک مقام میں ایسی واقع ہوئی ہے جس کی غرب رویہ دیوار میں مغرب ہے۔ رشتہ
خمس قائم ہیں اور اس کے متعلق حصر و رز سے شہادت بھی ملتی ہے کہ وہ مسجد ہے۔ شہادت یہ مسلمان مہاجر
ہیں جنہوں نے اس مسجد میں نماز و تہنوت پر بھی ہے اور یہ مسلمانوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ جنہوں نے
شہادت سے نوادہ اس جہ نماز پڑھتے ہوئے ہیں۔ اس متبرک مقام کے قعداتی کی شہادت کے ساتھ
میں بھی اس کو مسجد ہی کہتے ہیں۔ بہت سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ مسجد کب تعمیر ہوئی اور اس نے تعمیر کی۔ میں حالت
میں اس کو شہاد مسجد قرار دیتا ہوں۔ نیز یہ کہ اس مسجد کو عربی شہادت کی رائے سے اس کا یہ فعل

المستفتی نمبر ۶۱۰۸: ہد قاریک، شیروازہ، لکھنؤ۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ است ۱۹۳۶ء۔
(جواب ۷۲) باب کہ اس عورت نے وضع و ریت مسجد کی صحن میں اور اس میں نماز پڑھنا شروع کیا۔
موجود ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے والے بھی بکثرت موجود ہیں تو اس عورت نے شہرہ میں
شہر نہیں۔ اوقاف قدیمہ جس شرف اور سحرانہ تہذیب سے مملو ہے وہ قیامت تک اس وقت تک رہے گی جس میں وہ
ہوگی۔ (۱) محمد کفایت الحدیث ص ۱۰۰ ج ۱۔

مسجد کے قریب ہندو ہیں منڈپ تعمیر کریں تو مسلمانوں کی ذمہ داری کیا ہے؟

(سوال) (معنی) بایکہ میں یہ سب ہے اور اسے باقی قریب ایک مندر ہے۔ اس سے متصل چار منڈپ ہیں۔ سبھی ہندوؤں کے لئے ایک سبھا منڈپ، ہندی ہے اس میں لیکن اور یہ تین ہوگا۔ مسلمانوں نے اس میں مخالفت کی اور یہ کہا کہ مسجد کے سامنے لیکن اور یہ تین نہیں ہو سکتا۔ ہندو زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح مسلمانوں کو اپنی عبادت اپنے طریقہ پر لا کر لے کا حق ہے اسی طرح ہندوؤں کو اپنی عبادت اپنے طریقہ پر لے کر لے کا حق ہے اور اس کے لئے وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ لیکن اور یہ تین چاہئے۔ اور منڈپ

[illegible]

ان میں ہے کہ وہ اس سہ مندپ کی تعمیر کے بعد اس میں نہ سس نہیں ہونے کی۔ جس کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بچن اور یہ تن سن سراج نہیں ہونے دیا جائے گا کہ مسلمانوں کی عبادت میں خلل واقع ہو۔
اب قبلہ استندو چیزیں ہیں: (۱) یہ کہ آیا مسجد کے سامنے ہندو بچن اور یہ تن کر سکتے ہیں یا نہیں۔
خوبہ لوہو قات نماز میں ہو یا نہ ہو قات نماز میں۔ (۲) اگر کوہ نمٹ نے اس امامان کے مطابق ہندو وہاں وہاں ت سے وہی کہ ہندو لوہو قات نماز کے۔ وہ بچن اور یہ تن کر سکتے ہیں اور اس اپنے امامان کی ہفتیہ میں پتی سامان قات کا بھی امامان کرے تو ایسی صورت میں کیا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوہ نمٹ کے ضمن خطف دینی کریں اور اس میں یہ پاداش کے لئے تیار ہو جائیں۔ مٹی کر کوہ نمٹ کوئیں چاہے تو مسلمان ان کی مخالفت کے لئے اس صورت میں بھی تیار ہیں جس میں مسلمانوں کی موت لگتی ہے۔ یہ تھوڑا سا بدین ضروری ہے کہ ہندو اور کوہ نمٹ دونوں سے پہلے قات نماز کے وقت اور ایام حرامہ میں بچن اور یہ تن ہندو دیا جائے گا۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۴ منجاب میں ریلیف کینی۔ بیسویں۔ ۷ شعبان ۱۳۵۵ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء (حوالہ ۷۳) استفتاء پر نظر کرنے، نیز مستفتیوں سے زبانی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مسجد اور مندر قریب قریب واقع ہیں اور مندر بھی سالہا سال سے موجود ہے بعد مستفتی حضرات نے بتایا کہ مسجد چھینا پچاں سا مسجد امامان سے موجود ہے اور مندر اس سے بھی پچلے کا ہے اور اب اس مندر کے ساتھ مندر کی امامان درمیان میں ایک عمارت سہ مندپ کے نام سے بنائی جا رہی ہے۔ اس کی تعمیر پر یہ تمام ہنگامہ ہوا کہ میں اس امر کے سمجھنے سے قاصر تھا کہ جب یہ پچاں سا مسجد سال سے یہ مندر اور مسجد اس قدر قریب قریب واقع ہے کہ ایک طرف سے دونوں میں تخمیناً اس پارہ فٹ دوری کی طرف سے تخمیناً پانچ فٹ فاصلہ تھا اور ابھی کوئی جھڑا نہیں ہوا تو اب سہ مندپ کی تعمیر اس خون خرابی کی سیسے بن گئی۔ اس میں اتنا ہی تفرق ہوا تھا کہ پانچ فٹ فاصلہ کی طرف اب دونوں کے درمیان دو فٹ فاصلہ باقی رہے گا۔ مجھے بتایا گیا کہ سہ مندپ کی تعمیر وجہ نزاع نہیں۔ آخر مندر مذکور سے موجود بنی تھا بعد وجہ نزاع یہ تھی کہ مندر میں تو آج تک بچن اور یہ تن نہیں ہوا اور اب سہ مندپ میں ہندو بچن اور یہ تن کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس سے عبادت میں خلل پڑتا ہے۔ میں ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہندوستان یہاں تک ہے جس میں مختلف صوبوں اور متناہذہبات رہنے والے قومیں رہتی ہیں۔ خدمت خیر ملکی اور خیر مسلم ہے۔ اس کا موہی یہ ہے کہ وہ تمام مذاہب کو آزادی دیتی ہے اور کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب پچاں سا مسجد اور مندر قائم ہیں تو کوئی ایک فرقہ دوسرے فرقے کے معبود کو نہیں سکتا۔ یعنی نہ تو ہندو مسجد کو نہیں ملتے ہیں اور نہ مسلمان مندر کو۔ پس دونوں جیسے کہ اب ایک دوسرے کی دیوار کے نیچے موجود ہیں اسی طرح موجود ہیں کے اور اس بناء پر ہندو مسلمانوں کا مذہبی، قومی، وطنی، انسانی فریضہ یہی ہے کہ وہ خود باہمی جھوٹے کرلیں۔ لیکن اگر ملک کی بدقسمتی ابھی اس کی اجازت نہ دے تو پھر حکومت کا فرض ہے کہ وہ تصادم کی صورت پیدا نہ ہونے دے۔ مسلمان مسجد میں آزادی سے عبادت کریں اور ہندو مندر میں۔ اگر طیکہ کسی ایک

فریق کی عبادت میں ضل اندازی نہ ہو۔ کیونکہ یہی ضل اندازی ناقابل برداشت اور موجب نقض امن ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے کہ مسجد اور مندر اس قدر قریب واقع ہوئے ہیں کہ اس ساٹھ سال میں بھی تصادم نہیں ہوا تو ایسی صورت حال کو قائم رکھن فریقین کا بھی مذہبی اور انسانی اور وطنی فریضہ تھا رہتا ہے۔ اور حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ تعامل قدیم کو جس کے سایہ میں پچاس ساٹھ سال امن سے گذرے قائم رکھے اور کوئی جدید صورت فساد نہ ہونے دے۔ لیکن اگر انسانیت اور وطن کے دشمن کوئی نئی صورت فساد کرے یا چھوڑے اور حکومت بھی نئی صورت فساد کی روک تھام نہ کرے اور کوئی ایسا فساد مولا بنائے جس سے مسلمانوں کی عبادت میں ضل نہ پڑتا ہو تو اس کو قبول کر لینے میں مسلمان معذور سمجھے جائیں گے اور امید ہے کہ وہ خدا سے نزدیک ماخوذ نہ ہوں گے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ

طواف کرنے کی جگہ پر چھت بنانا

(سوال) ایک شخص چاہتا ہے کہ کتبہ احد میں طواف کی جگہ پر وہاں کے باشندوں کی اجازت سے جتنی کہ طواف کی جگہ ہے اور چھت بنائوں تو اس کو یہ ہے کہ طواف کی جگہ پر چھت بنانے میں کوئی شرعی ممانعت ہے یا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۷۷ مو کی یعقوب مامیت (جو ہانسبرگ ٹرانسوال) ۳ جولائی ۱۹۵۶ء ۱۲ جولائی ۱۹۵۶ء

(جواب ۷۴) مطاف (طواف کی جگہ) پر چھت بنانے کی ممانعت کی کوئی دلیل تو بیماری نضر میں نہیں۔ میری طبیعت اور وجدانی کیفیت اس کی اجازت کی طرف مائل نہیں ہوتی کہ سارے تیرے و سواروں سے جو بیت مطاف قائم ہے اس کو بدل دیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ ۹۰ء

مملوک مکان جب مسجد کے لئے وقف کر دیا تو اسے خالی کرنا ضروری ہے

(سوال) ریاست دو جان میں محد فروز خانیوں میں سے مسکنی غوث محمد خاں ولد ام خاں نے اپنا مکان جو کہ خرید کر وہ ہے مسجد بازار محمد دولت خانیوں میں وقف کر دیا ہے۔ اس کے لئے مکان خالی کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۱ سیدان خاں ولد ام، میں خاں۔ ریاست دو جان ۱۲ جولائی ۱۹۵۶ء ۱۲ جولائی ۱۹۵۶ء

۲۱ جولائی سن ۱۹۵۶ء

(جواب ۷۵) غوث محمد خاں نے اپنا مملوک مکان مسجد کے نام وقف کر دیا تو انہوں منتی یہ وقف صحیح ہو یا اور متولیان مسجد کو حق ہے کہ وہ مکان کو وقف کو مسجد کے لئے غوث محمد خاں کے لڑکوں سے خالی کرالیں۔ (۱) صحت وقف کے بعد لڑکے مکان کو وقف پر مکان قبضہ نہیں رکھ سکتے۔ فقط (۲) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ ۹۰ء

(۱) قال فی العالمگیریۃ ذکر طاصر السید رحمۃ اللہ علیہ فی باب الواو، اذا تصدق بدارۃ عینی مسجد او علی طریق المسلمین نکلوا فیہ والمختار ام بحور الوقف، رجل وقف ارضالہ علی مسجد ولم یجعل حوزہ للمساکن حکم المشایخ فیہ والمختار ام بحور فی قولہ حبیب، کذا فی الوقفات الحسامیۃ، کتاب الوقف، الباب الحدی عشر الفصل الثانی ط. ماحدیہ، ۲، ۳۹۰

(۲) فی العالمگیریۃ ولو غصب من الوقف او من ولہا غاصب، فعیہ ان یردھا الی الوقف، فان لم یسب حصہ عد القاصی حصہ حتی رد، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف ۴۴۷/۲

کیا مشترکہ زمین پر قبرستان یا مسجد بنانے کے لئے تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے (سوال ۱) ایک اراضی موسومہ قبرستان جس پر سرکاری بلکھ لاری نہیں ہے یعنی معنی دوام ہے بہت سے مسلمانوں کی مشترکہ ہے۔ جو ان کی مملوک اور مقبوضہ ہے (یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ ہندوستان و ہم نے کاغذات سرکاری میں، کان اراضی بذاتیں صرف تین چار نام تھے پھر ہندوستان یازدہم میں بہت سے لوگوں نے نام داخل ہو گئے جو شرعاً اور قانوناً درست نہیں تھے اور اس کا ثبوت بھی نہیں ملتا کہ ان کے نام پذیر یا قید نامہ داخل ہوئے ہوں بلکہ ظاہر ایسا معصوم ہوتا ہے کہ اصل، کان نے ان قیدہ لوگوں کے نام کاغذات سرکاری میں اس لئے درج کرائے ہوں گے کہ ان کو بھی قبرستان مذکور میں دفن کرنے کا حق حاصل ہو جائے۔ اس اراضی کے درمیانی حصہ میں خاموش پختہ قبریں ہیں اور ایک جانب میں چند مکانات اس حیثیت سے بنائے گئے ہیں کہ بعض شرکاء نے اپنے حصہ کی اراضی دوسرے اشخاص کو فروخت کر دی اور انہوں نے مکانات بنائے یا شرکاء نے دوسرے شرکاء سے ان کا کل یا جزو حصہ خرید لیا اور اپنے اس کل یا جزو میں مکانات بنائے۔ اس مشترکہ اراضی کی دوسری جانب کچھ حصہ بغیر قبرستان کے پڑا ہوا ہے اور ایسا معصوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی قبر اس حصہ میں نہیں بنائی گئی۔ اس حصہ میں بعض شرکاء نے اپنی جانب سے ایک فقیر تکیہ دار آباد کر دیا ہے اور کچھ اراضی لب سرک پڑی ہوئی ہے جس میں بعض شرکاء اپنی جانب سے مسجد بنانی چاہتے ہیں۔ مصدر فقیر دوسرے لوگ اور بعض شرکاء بھی برداشت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جگہ ایسی ہے کہ جماعت مسجد کی ہمت ضرورت ہے۔ اب یہی صورت میں جب کہ کل اراضی مشترکہ ہے اور بہت شرکاء بناؤں اور مستورات بھی ہیں۔ تعمیر مسجد میں یہ حصہ دار کی فوادا اجازت ضروری ہے یا نہیں؟ (۲) درناؤں کی اجازت کی شرعی صورت ہو سکتی ہے۔ شرکاء نے تعدد پونہ بہت زیادہ ہے اور چونکہ چھ نام معصوم بھی ہیں اور بہت سے دور دور بھی ہیں۔ ایسی صورت میں سب کی رضامندی حاصل کرنا مشکل ہے۔ (۳) کیا ہندوستان و ہم کے ان، کان و ارٹان کی رضامندی کافی ہے یا بعد کو دوسرے یازدہم میں جن کے نام غیر وارث ہونے کا باوجود کاغذات میں ہونے کی بھی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں ایک دو بڑے حصہ دار یہ بھی چاہتے ہیں کہ اپنے حصہ میں سے بقدر معجزہ جگہ دیدیں مفت یا قیما میں ظاہر ہے کہ ان کا حصہ تقسیم شدہ نہیں ہے۔ تو کیونکہ جگہ متعین کر کے مسجد کے واسطے دے سکتے ہیں وہاں بات پر رضامند ہیں کہ مسجد میں اراضی دے دینے کے بعد جو ان کا حصہ باقی رہتا ہے وہاں سے تم سے میں گئے اور اس تقرری صورت میں اُردوئی دور امتناع نہیں ہو تو مسجد بنانا یہ ہے۔ یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ ایسے مشترکہ قبرستان میں چند شرکاء کی اجازت سے کسی مردے کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ بعد شرکاء کی اجازت حاصل ہو جائے۔ زیادہ اظہار ہے۔

المستعفی نمبر ۲۰۱۸ سید رضی حیدر (پنور۔ یوپی) ۱۰ رمضان ۱۴۱۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۹۳ء

(جواب ۷۶)۔ ب۔ مسجد کی جگہ ضرورت ہے اور بعض شرکاء اپنے حصہ کی زمین مسجد کے لئے۔

ان دنوں یہاں نے ۱۰۰ روپے کا پانی پھر روپیہ اور سوت احباب وغیرہ کو جو دیتے ہیں اس کا صرف تقریباً ایک وقت کا چائیس پیس روپے سے کم نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ ایک وقت صاف برداری پاتے ہیں اور صاف کے اور دوسرے وقت کے جانے کا صرف جو سو ڈالر دے کے بھی کم سمجھا جاتا ہے وہ سب تکس ۲۰ روپے مقرر کر کے مسجد میں امداد کے واسطے دے دیا کرتے تاکہ اس آمدنی سے مسجد کا کام چلتا رہے سب کو مدد ملے جس میں رضامندی منظور ہو کر اور تقریباً ۱۳ سال سے اس طرح چلا جاتا تھا اور مسجد و ترقی ہوتی تھی تین سال میں قوم نے یہ شخص نے جو نہایت امداد اور سب سے خوشحال ہے جو بیشتر قوم میں شریک نہ رہا اب وہ یہ چاہتا ہے کہ یہ کام نہ کر دیا جائے تو اب اس میں دریافت طلب یہ ہے کہ قوم کے اس شخص کا ایسا کرنا جو باقی خلق اس کی رضامندی کے ساتھ تھا شاید اس کا جزوقد نہیں۔ اگر باقی اس کا کرنے والے اور امداد یہاں سے۔ اگر باقی نہ تو تفصیل سے فرماؤں۔

(۲) انہوں میں جو کہ امت خلافت شریعت میں آتی ہیں ان سے ہندو فضاہل ناسن سے ہیں ۔ ان میں قوم
نے آپس میں مل کر یہ طے کر لیا ہے کہ ان تمام رسومات خلاف شریعت و چھوڑ دینا چاہئے ۔ اس سے پہلے
جس قوم کو ہندو رسومات میں دل روپے خرچ ہوں وہاں تم حندو اعدا پانی روپے مسجد میں نہ دیا ۔ وہ قوم کا دینا
روپا چاہتے تھے ۔ انہیں روپہ نہیں غریب ہے ۔ اس کی عزت یہ کہہ رہے تھے کہ وہ دینا چاہتے تھے ۔ پھر
میں چند وقت سے اور ولی تالیف معلوم ہوئی ۔ وہ قوم کے ہندو میں چاہئے دینا روپہ قوم کا دینا نہ کرے
المسعودی نمبر ۲۶۶۶ مسند بنی ہند ص ۲۱۵ (مخطوطہ نمبر ۲۵) تاریخ ۷۷۵ ھ

612P A57P4

(جواب ۷۸) (۱) جو لوگ کہ اپنی خوشی سے یہ رقم مسجد میں دیں تو ان کو کوئی روک سکتا ہے۔ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ سب سے زیادہ بڑا کام ہے۔ جو لوگ کہ اپنی خوشی سے یہ رقم مسجد میں دیں تو ان کو کوئی روک سکتا ہے۔ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ سب سے زیادہ بڑا کام ہے۔

(۲) ہمارا ہی صورت میں ہونا ہے نہ کہ چہرے کے رنگ میں فرق۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ

مسجد کے قریب چند ویاہ کورہ راز و نیاز

(۲) "نہ نہ خدا سے کوئی ہمارے نام، مندرجہ ذیل اور دوسری کتاب میں نہیں"

(۲) "نہایت خند سے دیکھتے ہوئے کہا، عندیہ یہ ہے کہ اگر وہ چاہتا ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے۔"

[illegible]

لاؤی: ۳۵۳ ۲ (۱۳۵۳)

٣٢٤) لا يحل مال امرئ الا بطيب نفسه (مشكوة شريف، باب العصب والغاية، ج. ١، ٢٥٥، سعيد)

(۴) من حسن اسلام لیره، توکه مالایه

المستفتی نمبر ۲۳۳۷ شہ محمد حسن دہلی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۷۹) (۱) دارالاسلام میں اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ شعائر کفر کے اظہار و اعان کا موقع نہ
دے۔ لیکن دارالخبرہ میں جہاں مسلمانوں کو کوئی شائبہ اور تنذیر قوت حاصل نہیں وہاں تک کہ فرض ہے۔ وہ
حکومت عملی اور باطنی ردواری کے ذریعہ سے اظہار شعائر کفر کو روکیں اور حکومت ضبط کے واسطے سے ایسی
باتوں کو روکوائیں جو فتنہ اور نقص من پیدا کریں۔ مسجد کے قریب مندر، ناٹ کی اجازت دینے سے سنبھ اور فتنہ
ن آوزے مسلمانوں کی نماز میں خلل واقع ہونا یقینی ہے۔ اس سے اس فتنہ کا سدباب حکومت کے فرض میں
سے ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زمین پر مسجد سے لڑائی مہارت ناسا ہے تو (مشرطیہ اس مہارت میں وئی فتنہ عام
نہا جائے) اسے روکا نہیں جاسکتا۔ خدایوں مسجد میں اس پوزیشن میں آج بھی موجود ہیں۔ مندر اور گوروں کا
اتصال موجب فتنہ ہو تو فتنہ و نقص من کی جہت سے روکا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۱۰۔

مسجد کے دروازہ پر کتبہ میں لا الہ الا اللہ لکھ کندہ کرنا
لا الہ الا اللہ (قال محمد) محمد الرسول اللہ الصلوۃ قربان لكل تقی
(سوان) ایک مسجد کے دروازہ پر مندر چڑھ کر طریقہ پر کتبہ کندہ ہے۔

اس کے متعلق سواں یہ ہے کہ اس کتبہ کا مرکز تحریر صحیح ہے یا غلط ہے۔ کسی نے اس پر یہ اعتراض کیا
ہے کہ یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ اسے جو شخص پڑھتے ہیں اس طرح پڑھتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے بعد قول محمد پڑھتے ہیں۔
پھر محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ حدیث میں حدیث شریف پڑھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا مطلب اس طرح ہے کہ لا الہ الا اللہ
کہ لا الہ الا اللہ محمد محمد کہ محمد رسول اللہ۔ اب خاندان نبی سے سوال کرتا ہے کہ کیا یہ گوروں کا اعتراض صحیح
ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۶ شیخ سی (برار) ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۵۹ھ م ۲۸ جون ۱۹۴۰ء
(جواب ۸۰) اس کتبہ میں ایک قول ہے کہ محمد الرسول اللہ لکھا ہے۔ حالانکہ صحیح "محمد رسول اللہ"
ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "الصلوۃ قربان لكل تقی" لکھے ہیں۔ یہ حدیث جامع صغیر، بیہوشی
اور کنوز محتق منہوی، اور نذاعمال، امتیوں کتابوں میں اس طرح پائی گئی۔ "الصلوۃ قربان لكل تقی" میں میں پر
لام نہیں ہے۔ تیسری بات اس میں طرز تحریر بھی ہے۔ غلط "قال محمد" و پہلی سطر میں کلمہ کے درمیان
وینا نامناسب ہوا۔ اس لئے کتبہ کی صحیح اور بہتر صورت یہ ہونی چاہئے۔ (۳)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قربان لكل تقی

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

مسجد کی تعمیر کے متعلق چند سوالات

(سوال) ایک قدیم مسجد کی از سر نو تعمیر کے دوران میں زید کی طرف سے محراب مسجد پر کلمہ طیبہ کی تحقیق نصب کرنے کے متعلق خالد نے ساز و غیرہ دریافت کی۔ اس وقت بحر صدر تعمیر مسجد کمیٹی نے کہا کہ دوست یا دشمن مسجد کی زیبائش کے لئے کوئی چیز دے تو ہمیں کارداعۃ اہل نہیں۔ عہدیداران قیہ کمیٹی مذکور کی موجودگی میں مستری نے خالد سے کہا کہ زید کو سنگ مرمر کا منبر، ہوائے کی ترغیب دلائیں تاکہ مسجد کی زیبائش بڑھ جائے۔ خود عمرو سکرینری کمیٹی مذکور نے قیہ سے روز خالد کو بلا کر منبر کے لئے مستری کا مجوزہ تنقید بھی کیا تاہم زید نے چار روز کی کوشش کے بعد ایک کمیٹی سے وعدہ بائیں طے کر کے منبر کا پلان بھی حاصل کیا۔ لیکن یکایک عہدیداران کمیٹی مذکور نے ایک مذہب پیش کر کے اس وقت منبر مذکورینے سے انکار کر دیا۔ عمرو نے یہ بھی کہا کہ کس کتاب میں سنگ مرمر ہوائے کے لئے لکھا ہے؟

قریباً تین ماہ گزرنے پر اب خالد نے بذریعہ تحریر عہدیداران قیہ مسجد کمیٹی سے تحقیق و منبر مذکور قبول کرنے کے متعلق دریافت کیا تو جواب سے بظانف الجہل گریز کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زید اب جائے منبر مذکور ہوائے کے قیہ مسجد میں نقد احصہ سے تاکہ محض زید کی ضد میں بحر کو اپنی طرف سے ایسا ہی منبر ہوائے کا موقع مل سکے۔ اندر میں صورت :-

- (۱) عہدیداران قیہ مسجد کمیٹی کا زید کی طرف سے منبر لینے سے انکار کرنا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۲) زید کو منبر مذکور نانے کے عزم اور طے کردہ وعدہ سے بدلے پر مجبور کر کے قیہ مسجد میں نقد احصہ لینے کی ترغیب دانا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۳) بحر محض زید کی ضد میں عہدیداران قیہ مسجد کمیٹی کے ذریعہ زید کو منبر مذکور ہوائے سے روک کر خود منبر ہوائے چاہتا ہے تو بحر کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
- (۴) جو لوگ بحر کی تائید و حمایت میں زید کو اس کا رخ سے انجام دینے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۵) عمرو کے قول ”کس کتاب میں سنگ مرمر کا منبر ہوائے کیسے لکھا ہے“ پر تحقیقی روشنی ڈالی جائے۔ یہ وعدہ حرمین شریفین اور اکثر بڑی مساجد میں ہی قسم کے منبر موجود ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۳۸ محمد حبیب اللہ صاحب (بمبئی) ۲۲ جودی اشانی ۱۳۵۵ھ ۲۹ جولائی ۱۹۳۵ء
 (جواب ۸۱) عہدیداران قیہ مسجد کمیٹی کا منبر لینے سے انکار کرنا جائز ہے کیونکہ مسجد کے لئے کوئی صحیح قبول نہ کرنا مسجد کو نقصان پہنچاتا ہے اور مسجد کو نقصان پہنچانے کا متولی یا تنظیم کو حق نہیں ہے۔ (۱)
 (۲) اگر اس میں حقیت مسجد کا فائدہ نظر ہو تو فی غرض کی آمیزش نہ ہو تو ایسا مشورہ دینا گناہ نہیں۔ مشورہ قبول

(۱) غیر اختہ میں سے مساجد مدارس، جہت خدائے اور دیگر اداروں سے مسلمانوں کا ہندو قبائل یا جہت سبب صحت دینا حق نہیں ہے۔ ہر مسلمان کی وفات پر جنازہ پڑھا جاتا ہے، چاہے ایک ہو یا نہ۔ البتہ ایک صحت ضروری ہے کہ مسجد میں گرامہاں نہ لگایا جائے۔ (کاملین بانکہ المساجد، ج: ۲، ص: ۷۶)

رہا کہ نماز پر اختیار میں ہے۔

(۳) اگرچہ یہ فعل غنڈہ پر مبنی شریعت و نماز میں نیت سے ہو تو ناجائز ہے۔ من سفع سفع اللہ بہ

(۴) اگر نیت امر فحش ہے۔ نہ پر بدعتی کا انعام کا جائز ہے۔ دین کے خطر کا ہے۔

(۵) اگرچہ یہ نیت کا مکرر ہو رہے ہیں۔ اس سے بے باور گھٹی کو شش کر رہا دست نہیں۔ اور قوی یہ کہ

ہم رہا پختہ ہیں تو باوجود اس مکرر سے فیصلہ کریں یا پھر قہر دس لیں۔ اس کا مکرر نہیں۔ اور

اور قوی رقم رسید کے لئے اور ہمیں صرف دے۔

(۶) یہ قول فحش کا یہ ہے یہ غنڈہ منہ مکرر کا یہ ہے کہ بجز اس پر موقوف نہیں ہے۔ اس کا

میں اس کے بعد میں فحش کا یہ ہے کہ اس میں نہیں سمجھ۔ اس کا فحش اس میں اس میں اس میں

سب کا معمول وہ رہے ہیں وہ بہت صلیب نہ رہا پر داشت کے رہے ہیں۔ شہادتیت امداد

مسجد یا اس کے سامان میں شریعت نہیں ہو سکتی

(سوال) اگرچہ غنڈہ میں مسجد کی حرمت اور قہر جاری، تہذیبی، مہر سامان وغیرہ میں وہی صورت شریعت

نہ نہیں واقعہ ہو سکتی ہے نہیں اور مسجد کی اور مسجد کے اور کی جسامت کے درمیان مشترک ہو سکتی ہے

نہیں

مسلمی نمبر ۲۳۔ عن مسلم احمدی (شیخ جلیل) ۲۰۰۰ دی اثباتی ۲۶۱۱ ۵۰۰ ۵۰۰ ۵۰۰

(جواب ۸۲) مسجد شریعت میں قواعد کے ماتحت اسی وقت مسجد ہوتی ہے جب حقوق اہل بیت کے ساتھ

وہی مقید رہے۔ اس کا شریعت میں جزو کے ساتھ حق عہد متعلق نہیں رہ سکتا۔ اذا جعل اوصالہ

مسجد اور وسط میں دلت سبب لیسہ لا یصح بالاحتماع کذا فی المحيط (فتاویٰ مسیحی) - حاصدہ

نہ شرط کہ یہ مسجد ان بکوں سفلیہ وغیرہ مسجد البیض حق العددہ (شرعی ۵۰۰ ۵۰۰ ۵۰۰)

شہادتیت امداد

مسجد کی کوئی چیز اپنی ملکیت میں نہیں

(سوال) مسجد کی پوری شہادتیت امداد فیہ متعلق نہ بن محمد الحق صاحب کا جو ایک معزز راہب میں مسجد

پوری سے ہیں، یہاں ہے۔ یہ شہادتیت امداد فیہ وقت کا ہے اور قہر گنڈہ مسجد نے مسجد کے ساتھ اس شہادتیت امداد

یہاں ہے شہادتیت امداد فیہ یہ شہادتیت مسجد کا ہے نہ ہی دینی مملکت کی وجہ سے وہ شہادتیت نہیں

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

اور شہادتیت امداد فیہ شہادتیت مسجد کے اور دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ دین اور اولاد کے ساتھ

دیاجائے کہ وہ اپنی عمارت میں داخل کر لے یا یہ شرعاً ناجائز ہے؟

المصنفی فرمیں: حسن۔ مگر پادشہ کی ہدایت پر۔

(جواب ۸۳) مجھے یہ معلوم نہیں کہ حاکم محمد اثنی عشر صاحب نے یہ بیان کیا ہے یا نہیں، مگر یہ جی معلوم نہیں کہ مریدین ہے تو اس مرید جی ہے۔ میرا صاحب مستند و صاف ہے کہ مسجد کے تمام اجزاء جو مسجد سے باہر وقت ہوں اور ان کی جزئیات اور وقت ہونے کا ثبوت شرعی ہو وہ ان مصلحت کے باعث فسخ نہیں ہو سکتے۔ چاہے (۱) محمد کفایت اللہ کا بدلہ ہو۔

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین پر مسجد کے لئے مکان بنانا
(المجموعۃ سلطان العلوم بمصر مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۸ء)

(سوال) میرے والد مرحوم اپنی ارضیات میں سے ویرانہ فاضلہ کا کشتہ جیتی مسجد میں وقف کرنا ہے۔ اب زمین کی پشت و پے قطع کر دینا یا قسب کوئی ہے اور پیداویں جی ہو سکتی ہیں۔ یہ زمین ۵۵۰۰ مربع فٹ کے لئے وقف و استرکتہ ہیں۔ اس کی آمدنی سے صرفتہ بنانا زیادہ ہو سکتی ہے۔

(جواب ۸۴) اس زمین پر مسجد کے مکان بنانا ناجائز ہے جب کہ مکان مسجد سے باہر ہو اور اس کی آمدنی مسجد پر صرف کی جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

مسجد کے صفائی کے متعلق احکام مسجد کے احکام متعلقہ صفائی و نظامت

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المسمية فلا يقرب مسجداً الحديث۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)۔

(۲) الزاقي في المسجد خطيئة (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)۔

(۳) وجدت في مساوي اعمالها الحاجة في المسجد لاتدفن (مسلم۔ مشکوٰۃ)۔

۱۔ وکندت اذا جعل ديرة مسكة لمساكن ودفنها الي ول يقوم بذلك فليس له ان يرجع فيها (العالمية كتاب الوقف، باب كسب غير من ۲۴۶۵ ط ۱ محمديه رجل له ساحة لاساءه فيه عرفوا ان تصرفها لاجل الله في ساحة مسجد لادب لاولاد عبد الحكيم بن عبد الوهف كتب لوقف لادب لحدادی عشر من ۲۴۵۵ دسج بانه ان عبد الله لا يجوز احد من عبيد بن عبد الوهف كتب لوقف لادب لحدادی عشر من ۲۴۵۹ ط ۱ محمديه ۲۔ من وقف على مسجد و زامن حاجت ذلك بمسجد و زادوا ليريدوا في المسجد كتب من زامن حاجت برقع لادب امي لادب في دار بينه بسبع لوقف كسب و محبوب عنى حد كذا في لادب روى عالميه كتب الوقف، باب لحدادی عشر لفضل لادب فيما يشربه مسجد، ح ۲: ۱۵۶)

(۳) بخاری شریف، باب ما ذکر من ان لا یلقون ح ۸۲۶۱، ۸۲۶۲، قدیمی کتب حدیث، مسلم شریف، باب من تنوما و یصلوا و یحرفوا، ح ۶۹، ۷۰، کتب حدیث، مشکوٰۃ شریف، کتاب لادب لادب لادب ح ۶۸

(۴) بخاری شریف، باب کسب من عرف فی مسجد ح ۵۹۱، قدیمی، مسلم شریف، باب من سبی من لادب فی المسجد ح ۶۹، ۷۰، لکن عیة لادب لادب فی المسجد خطیئة، مشکوٰۃ ح ۶۹، ۷۰، دسج

(۵) مسلم شریف، باب البی عن الصاق ح ۶۱۷، ۶۱۸، قدیمی، مشکوٰۃ شریف ح ۶۹، ۷۰، دسج

- (۳) امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المسجد فی الدور وان ینظف ویطیب (۱۰:۱۰۷)۔
ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ (۱)۔
- (۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا را یتیم الرجل یتعاهد المسجد فاشہدواہ بالایمان (ترمذی۔ ابن ماجہ ص ۵۸ باب لزوم المساجد وان یقرر الصلوۃ۔ ترمذی۔ دارمی۔ مشکوٰۃ (۲)۔
- (۶) راى النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخامة فی القبلة فشق ذالک علیہ حتی رنی فی وجهہ فقام فحکک بیدہ (بخاری۔ مشکوٰۃ (۳)۔
- (۷) احداً مساجدکم صیانکم ومحاببتکم وبيعکم وشراءکم ورفع اصواتکم (منذری۔ ۱۰:۱۱۱)۔
ص ۱۳۶۱ (۱)۔
- (۸) وکرہ تحریم الوطی فوقہ والبول والغوط واتخاذہ طریقاً بغير عذر وادخال نجاسة فیہ وعلیہ بلا یحوز الاستصحاب بدہن نجس فیہ ولا تطیبہ، بنجس ولا البول والقصد فیہ ولوفی اناء (درمختار۔ ۱۰:۱۱۵)۔
- (۹) لا یدخل المسجد من علی بدنہ نجاسة (ردالمحتار عن الہندیہ ص ۱۳۶۱ (۱)۔
- (۱۰) کرہ تحریم البول والغوط فوقہ لانه مسجد الی عان السماء (درمختار) ۷ وکذا الی تحت الثری (ردالمحتار) (۸)۔

ہر وقف عام کے لئے تائید ضروری ہے

- (۱) ویجعل خیرہ لجهة لا تنقطع (تویر الابصار) ۹، یعنی لا بد ان نص علی التائید عند محمد خلاف لابن یوسف بھذا فی غیر المسجد ادلا محالفاً لمحمد فی لزوم (۱۰:۱۱۰) (ردالمحتار ص ۳۷۶ (۳) فظہر بھذا ان الخلاف بینہما فی اشتراط ذکر التائید وعدمہ انما ہو فی التصصص علیہ او ما یقوم مقامہ کالمقرء ونحوہم واما التائید معی فشرط اتفاقا علی الصحیح وقد نص علیہ محققو المتناہ (۱) (رد المحتار) ص ۳۷۶ (۳)۔

مسجد کے لئے تائید بالاتفاق ضروری ہے

- ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی بالفعل ویقولہ جعلتہ مسجداً (درمختار) ۱۰:۱۱۰ بقولہ بالفعل ای بالصلوۃ فیہ ففی شرح الملتقی انه یصیر مسجداً بلا خلاف ثم قال عند قول الملتقی وعد انی یوسف یزول بمحرد القول ولم یرد انہ لا یزول بدو نہ لما عرفت انه یزول بالفعل ایضا

- ۱۰:۱۱۰ او ۱۱۰:۱۱۰ باب اتحاد المسجد فی الدور۔ ح ۹، ص ۶۶ سعید۔ ترمذی شریف، باب ما ذکر فی تطیب المساجد، ح ۱۰:۱۱۰، سعید، ابن ماجہ، باب نظیر المساجد وتطیبہ، ص ۵۵، قدیمی، مشکوٰۃ شریف ص ۶۹ بحوالہ بالا (۲) بحاری شریف، باب حب الرقاق بالیدین المسجد، ح ۱۰:۵۸، قدیمی، مشکوٰۃ شریف ص ۶۹ بحوالہ بالا (۳) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب مفسد الصلاة، ح ۱ ص ۶۵۶، سعید (۴) ایضا (۵) ایضا (۶) ایضا (۷) ایضا (۸) تویر الابصار، کتاب الوقت، مطلب فی الکلام علی اشتراط التائید، ح ۴ ص ۳۴۸، سعید (۹) ردالمحتار، کتاب الوقت، مطلب فی الکلام علی اشتراط التائید، ص ۳۴۸ ط ۴، سعید (۱۰) ایضا ص ۳۴۹ (۱)۔
- (۱۱) والدرالمحتار، کتاب الوقت، مطلب فی احکام المسجد، ص ۳۵۶، ۳۵۵ ط سعید (۱۲) ایضاً

بلاخلاف اہ قلت وفي الدحيرة وبالصلوة بجماعة يقع التسليم بلاخلاف حتى انه اذا سي مسجدا وادن للناس بالصلوة فيه جماعة فانه يصير مسجدا (رد المحتار، ص ۳۸۱ ج ۳)
اعلم ان المسجد يحالف سائر الاوقاف في عدم اشتراط التسليم الى المتولي عند محمد وفي مع الشيوخ عند ابي يوسف وفي حروجه عن ملت الوقف عبدالامام وان له بحكمه به حاكم كما في الدرر وغيره (رد المحتار، ص ۳۸۱ ج ۳)

ولو حارب ماحوله واستعنى عہ بقی مسجدا عبدالامام والذی ابداء فی فہام المساعذ وہ یفتی (در مختار، ص ۳۰۰) فلا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ ونقل ماله الى مسجد اخر سواء كانوا یصلون فیہ اولا وهو الفتوی (حاوی القدسی) واکثر المشائخ علیہ (محتسب) وهو الاوجه (فتح) ص ۵۱ بحر رد المحتار ص ۳۸۲ ان المسجد اذا حارب بقی مسجدا ابداء المفتی یہ قول ابي یوسف انه لا یجوز نقلہ ونقل ماله الى مسجد اخر كما مر عن الحاوی (۸) رد المحتار ص ۳۹۳ (۳)
اذا جعل ارضه مسجدا ونواہ واشہد ان لہ انطالہ وبعده فهو شرط وطل ویکون مسجدا کذا فی الدحيرة (عالمگیری ص ۴۴۵) والفتوی علی قول ابي یوسف رحمہ اللہ بتألی اہ لا یعود الى ملک مالک ابداء (عالمگیری ص ۴۴۵) وقیل هو مسجد ابداء وهو الاصح کذا فی خزائن المفتین (عائشیری ص ۳۴۵)۔

باجود عدم استعمال کے مسجد کی مسجدیت زائل نہیں ہوتی

ان المسجد اذا حارب یقی مسجدا ابداء (رد المحتار، ص ۳۸۱ ج ۳) القاصی الامام شمس الانمۃ محمود الاورحدی مسجد لم یبق لہ قوم وحرر ماحوله واستعنى الناس عہ هل یجوز جعلہ مقبرة قال لا یؤمل هو ایضا عن المقررة فی القرع اذا ادرست ولم یبق فیہا اثر الموتی لا العظم ولا غیرہ هل یجوز رزقہا واستغلالہا قل لا ولہا حکم المقبرة کذا فی المحيط (فتویٰ عائشیری ص ۳۵۲ ج ۲)

فان حرمة المسجد واحکامہ الثابۃ لہ باقیۃ الى یوم القیامۃ ولو اتسع وازیلت حدوہ واعیدت عادت علی ذالک الحکم من غیر تعبر فان الحکم المذكور موط بالمسجد من حیث ہوا بذلک الجدار بعینہ (الحاوی، ص ۱۷ ج ۲)

(۱) رد المحتار، ایضاً ص ۴۳۵ (۲) ایضاً ص ۴۳۵ (۳) (۴)

(۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲)

(۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲)

(۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲)

(۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲)

(۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲)

(۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲)

(۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲)

(۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲)

مسجد اپنی جائیداد و موقوفہ کی مالک ہے اور قانونی شخص کی حیثیت رکھتی ہے

ولو قال وقت دارى للمسجد او اعطيتها له صح ويكون تملكها فيسقط التسليم كما
 لو قال وقت هذه المانة للمسجد يصح بطريق التملك اذا سلمه للقيم كذا في الفتاوى العايد
 لو قال هذه الشجرة للمسجد لاتصير للمسجد حتى تسلم الى القيم كذا في المحيط (فتاوى
 عالمگیری ص ۴۴۷) رجل اعطى درهما في عمارة المسجد او نفقة المسجد او مصالح
 المسجد صح لانه وان كان لا يمكن تصحيحه تملكها بالهبة للمسجد فائتات الملك للمسجد
 على هذا الوجه صحيح فيه بالنقص كذا في الوقعات الحسامية (فتاویٰ نمبر ۲، ص ۴۴۷)

رجل وقف ارضاله على مسجد ولم يجعل احره للمساكين تكلم المشايخ فيه والمحار
 انه يحور في قولهم جميعا كذا في الوقعات الحسامية (فتاویٰ عالمگیری ص ۴۴۷) ۲۱
 غرس شجرا في المسجد فلتسحر للمسجد (فتاویٰ نمبر ۲، ص ۴۵۵) رجل عرس نذلة في
 مسجد فكبرت بعد سنين فاراد متولى المسجد ان يصرف هذه الشجرة الى عسرة يرفي هذه
 السكة والغارس يقول هي لى فاني ماوقفتها على المسجد قال الطاهر ان العارس جعلها للمسجد
 فلا يجوز صرفها الى البر ولا يجوز للعارس صرفها الى حاجة نفسه كذا في المحيط (فتاویٰ
 ص ۴۵۶) مسجد فيه شجرة نواح باح للقوم ان يظفروا بهذا النواح قال الصدر الشهيد رحمه الله
 المحتار انه لا يباح كذا في الذخيرة (فتاویٰ عالمگیری ص ۴۵۶) مسجد له اوقاف محتفده
 لا باس للقيم ان يخلط عليها كلها وان خرب حائوت منها فلا باس بعمارة من غلة حائوت حوران
 الكل للمسجد ولو كان مختلفا لان المعنى يجمعها (۱)

- (۱) بروہ چیہ جو موقوفہ میں سے اور متعین ہو وہ قانونی شخص ہے اور مسجد موقوفہ میں سے نہیں ہے۔
- (۲) بروہ چیہ جو مالک میں سے وہ قانونی شخص ہے اور اس کی ملک کی حفاظت اور نمٹ کا فرض ہے اور اس واپسی
 ملک کی حفاظت کے لئے دعویٰ اتر کر سکتا ہے۔
- (۳) شخصی ملک قابل زوال و انتقال ہے۔ مالکانہ حیثیت جو قابل زوال و انتقال ہے جب یہ اپنے ملک کو قانونی شخص
 کی حیثیت دے دیتی ہے تو مسجد کی ملک جو ناقابل زوال و انتقال ہے اپنے ملک (مسجد) کو قانونی شخص کا مرتبہ پہنچا
 دے دیتی ہے۔

(۱) (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر، الفصل الثانی، ۲، ۴۶۰ ط ماحدبہ)
 (۲) (ایضا، (۳) ایضا (۴) (العالمگیریہ کتاب الوقف، الباب الثانی عشر، ۲، ۴۷۴ ط ماحدبہ)
 (۵) (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر، ص ۴۷۷/۲ ط ماحدبہ)
 (۶) (ایضا)

۷ التمامہ، کتاب الوقف مطلب فی غل بنصر المسجد وحوہ ۴ ۳۶۱ ط سعید، ومنہ فی البرہ، کتاب الوقف
 الفصل الرابع، ص ۲۷، ۲۶۹، ۲۷ ط ماحدبہ

دوسرا باب فصل اول مدرسے کا اور اس کے مال کا صحیح مصرف

مدرسہ کی رقم کفار کی تعلیم میں خرچ کرنے کا حکم

(سوال) قصبہ منوہاتجہ پنجین ضلع اعظمہ نزد میں ایک مدرسہ دارالعلوم ہی صرف قرآن پاک اور دینی تعلیم کی غرض سے محض صدقات و قربات چرم انبیہ و نفوس و اس غریب پادار مسلمانوں کی پائے مائی سے جاری ہے۔ اگرچہ چند روز سے بطور امداد منجانب سرکار نگرانیہ بھی مبلغ ۵۰ روپے ہوا اور وہ بھی خاص طرحی تعلیم کے لئے ہے۔ اب اس کے اندر تھوڑے روز سے چند تاجرت اندیش مسلمانوں کے بانیہ مشرک سے یہ بندہ قریب مدغم رکھا گیا ہے اور کھرا اثرار کے بیسیوں لڑکے ہندی حساب کتاب کی تعلیم پاتے ہیں اور غریب مسلمانوں کی پاک اور گاڑھی مکئی کا پیسہ ان کے اثرار کی تعلیم میں برابر صرف ہو رہا ہے۔ لہذا ایسا حبیب اور حلال مال جو قیسموں و دیہاتوں کے منہ سے چین کر صرف اسلامی تعلیم کیسے دیا جاتا ہے کفار کی تعلیم میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۸۶) چندہ کاروپہ اسی کام میں صرف ہو سکتا ہے جس کے لئے دینے والوں نے دیا ہے۔ اس کے بارے میں خرچ کرنا جائز نہیں (۱) جو خرچ کرے گا وہ خود ضامن ہوگا۔ حسب کتاب وغیرہ کی تعلیم مسلمانوں اور کافروں کے بیوں و دینا جائز نہیں مگر اس کام کے لئے وہ روپیہ خرچ نہیں کیا جاسکتا جو خاص دینی تعلیم یا خاص مسلمانوں کے بیوں کی تعلیم کے لئے دیا گیا ہو۔ مدرسہ کے کارکن چند دینے والوں کے وکیل ہیں اور وکیل آپنے منوکل کے حکم اور اجازت کے خلاف خرچ کرے تو خود ضامن ہوتا ہے۔ الوکیل ادا حالف ان حلالا الی خبر فی الجس کعب بالف درهم فباعہ الف ومائة نقد ولو بمائة دينار لا ولو خیرا (خاصہ وودر۔ رنچر۔ ۲۸)۔

وقف کا مال واقف کی نیت کے مطابق خرچ کرنا

(سوال) کوئٹہ دار مسلمانوں کی ایک جماعت نے صرف دینی و مذہبی تعلیم و اشاعت کی نیت سے ایک عمارت مع زمین وقف کر دی وہ عمارت مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے نام سے مشہور ہو کر تقریباً صد جس سال سے بے شک دینی و مذہبی و اسلامی تعلیمات کا سوارہ بنی رہی۔ مقامی طباء کے بارے میں وہ دینی تشکیلات علوم عربیہ بھی اس مدرسہ سے یہ اب ہوتے رہے۔ مختصرات کی امداد کے ذریعہ ان کی خورد و نوش کا انتظام ہوتا رہا۔ لیکن چندہ و سے ایک شخص مدرسہ کے انتظام کو اجازت دیکام کی مدد سے اپنے ہاتھ میں لے کر بانیان مدرسہ کے اغراض و مقاصد کے

(۱) سنن الفاضی الامام شمس الامتہ محمود الاور حدی فی مسجد لم یبق له قوم و حرب باحوالہ، واستعی الناس عہ
ہل بحور حمله مقبرۃ ۲۰ قال لا (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر، ج ۴ ص ۴۷۲)

(۲) (ردالمحتار، کتاب الوکالۃ، ج ۵ / ۵۲۶، ص ۵۲۶)

خرف مدرسے کو انگریزی اسکول بنانا اور انگریزی تعلیم و مغربی تہذیب کے تحت لانا چاہتا ہے۔ جو اسلام پر عربی فارسی کی تعلیمات و محض اپنی شخصی ذاتی رائے سے وقف کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس دینی درس گاہ میں جیسے مولوی کے انگریزی والے و بیہودہ بنانا جو کہ حرمِ دینیہ و مذہبی معبودات سے قطعاً منہد ہے عربی فارسی کے طلبہ کو خارج کر دینا چاہتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۶۶ حجتی مجدد، فقہور (منعہ ہو) ۱۰ اربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۱۳ جون ۱۹۳۶ء (جواب ۸۷) شرط و اوقات کی رعایت، لزوم اور واجب ہے جو عورت کی دینی تعلیم کے لئے وقف کی گئی ہے اس نو دینی تعلیم کے لئے ستموں، آزاروں، تنہا کرنے، نہیں۔ اس مدرسے میں جو دینی تعلیم کے لئے وقف ہے۔ دینی تعلیم کے ماہرین ہی مدرسہ کے چاہتے ہیں۔ (۱) محمد کاشفیت اللہ کان امداد، دہلی

مسجد میں دینی اور عصری تعلیم جاری کرنا

(سوال ۱) مسجد کے اندر مدرسہ بنانا یا اس خیال کہ مدرسہ مسجد کے اندر مستقل طور پر قائم کیا جائے۔ درس میں دین و دنیا دونوں کی تعلیم دی جائے حتیٰ کہ ہندو کے لڑکے بھی تعلیم پائیں اور مسلمانوں کے لڑکے اور مسلمانوں کی جائے سکون کا محکم بھی بنائے، حقن و معنی نہ خواہ کسی مذہب کا ہو تو ہے۔ کیا شرعاً جایز ہے؟

(۲) اور اگر حیثیت مذکورہ بالا مدرسہ نہ ہو بلکہ خاص دینی تعلیم ہو قرآن و حدیث کی کوئی مدرسہ تنہا لوگ اس پر حاکم والے ہو اور اس مدرسہ کو خاص طور پر مسجد ہی کے اندر رکھا جائے شرعاً کیسے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۰ محمد امین صاحب (منعہ ہو) ۲۸ عفر ۱۳۵۶ھ ۱۰ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۸۸) مسجد کے اندر مدرسہ بنانے سے اگر مراد یہ ہے کہ مسجد کا حصہ (میں لاصدقہ) مدرسہ بنائے، یہ تو یہ نہیں ہو سکتا۔ (۱) ہاں مسجد میں تنہا کر دینیات کی تعلیم دینے میں مضائقہ نہیں مگر مسجد کی حیثیت مسجد ہی نہ رہے گی۔ مدرسہ کی حیثیت پیدا نہ ہوگی۔ (۲) اور واجب مسجد کی رعایت لزوم ہوگی اور کرم یہ ہے کہ اس مدرسہ کے اندر فاضل جگہ موجود ہے۔ ماضع میں لاصدقہ اس سے مستحب ہے تو اس فارغ اور فاضل جگہ میں مدرسہ بنانا جائز ہے۔ لیکن مدرسہ ماضی ہو گا اور اگر کبھی مسجد کو اس جگہ کی ضرورت ہوگی تو مدرسہ اٹھا جائے گا اور جگہ مسجد

(۱) علی ایہم صرحوا مرعہ عرض التوفیق واحدة وقد مر وجوب العمل بشروط الوفاء (رد المحتار، کتاب الوفاء، مطلب مراعاة عرض التوفیق واجبة، ج: ۴/۵۵، سعید)

(۲) ادولی السلطان مدرسہ میں داخل نہ نصیح نولیتہ، لان فعلہ مفید بالمصلحة خصوصاً ان كان المقرر عن مدرسہ ہذا فان الاصل لم یغزل، وصرح البرزی فی التصحیح، ان السلطان اذا اعطی غیر المستحق فقد ظلم مرنس تصحیح المستحق و عطاء غیر المستحق، (۱) التامیہ، کتاب الوفاء مطلب لا یصح عزل صاحب و طبعہ بلا جرحہ او عدم اہلیہ، ص: ۳۸۲ (۳) مسجد لم یبق له قوم و حرب ماحولہ و اسمعی الناس عہ هل یعور حرمہ مقررہ قل لا (العالمگیریہ، کتاب الوفاء الباب الثانی عشر ص: ۲/۴۷ ط ماجدہ)

(۴) قولہ لا یغزل و ذکر، لانہ منسی لدلالت وان حارفہ دلالت (رد المحتار کتاب الصلاۃ، ج: ۱، ۶۶۳، سعید)

کے حوائج کرنی پڑے گی۔ ایسے مدرسہ میں جو فارغ شدہ میں بتایا گیا ہو، وہیں زندگی جانتے تعلیم جاری کرنا بھی جائز ہے اور اس میں مسلم وغیرہ مسلم نژاد کے تعلیم کے لئے بورڈ اسپنسر تعلیم معاوضہ کے لئے تسلیم ہیں۔ ڈیٹر کنٹ بورڈ سے امداد لیا نہ بھی جائز ہے (۲) فقط۔ محمد کھٹکتہ اللہ کان ابدل، دہلی

(١) أرض لاهل قرية جعوهة مقبرة واقف فيها ثمان واحد من اهل القرية سي فيها ماء وصنع السبيلات القبر واحسن فيها من يحفظ المتاع بغير رضا اهل القرية اوزع بعضهم بذلك. فقلوا ان كان في المقبرة سعة بحيث لا يحتاج الى ذلك لمكان فلا بأس به. وبعد فاسي لو احدثوا الى ذات المكان رفع الماء حتى يغير. كذا في فتاوى قاضيخان (عالم كبريه) كتاب الوفاء الباب الذي عشر ص ٤٦٧-٤٦٨ ٢. وديسان يدرس الكتاب سراج المسجد. ان كان سراج المسجد موضوعا في المسجد للصلاة في لاس به. وان كان سراج المسجد موضوعا في المسجد للصلاة فان فرغ لغوه من صلاتهم فهو الى سويهم وبقي سراج في المسجد فلو ان لاس يدرس به الى لث الليل وفيما راد عني التثا لا يكون له حق التفرس كذا في فتاوى قاضيخان (عالم كبريه) كتاب الوفاء الباب الحادي عشر ص ٤٥٩ ٢. هذا يدل على حوارات يدرس في المسجد ولو سراج المسجد. وفتاوى خارج المسجد في ارض وقف له يحوز ملازم وكذا يعني ان يحوز فيه كان يحوز في المدرسة ايضا وان له بجزء ذلك في داخل المسجد لحرمة كما قال في لبر المسجد كره حريمه. واما قوله والوقوف والاعوض لانه مسجد الى عند السجدة ورفع صوت يذكر لاسفله كتاب الصلاة طبعه ٦٥٦. ١٦٦٠. وكذا يدل على حوار التفرس مافي امتامه كتاب الصلاة ص ٦٥٦. فلو انه لم يعلم جليا بعض مقوس ومنا من معهم من يدرس في المسجد.

٢ في العالم كله إلا جعل في المسجد مراقبه بحور لتعارف أهل الامصار في الحوامع وحار لكل واحد ان مره
حس كذا لا لحب والحب والحب والحب، ولهم ان يدعوا له لدراب كذا في التبيين كتاب الوقف ص ٤٥٧ ٢

فصل دوم
مدرسے کے لئے غیر مسلم سے امداد لینا

ڈسٹرکٹ بورڈ سے سوائی مدرسہ کے لئے امداد لینے کا حکم

(سوائی) ایک خاتون جو کہ ایک بہت بڑی زمیندار ہے، نسوں نے اپنے ذاتی صرف سے ایک سوائی مدرسہ قائم کیا ہے جس میں صرف مسلمانوں کی پیدائش نہیں، بلکہ ہندی بھی پڑھاتی ہیں۔ بانی مدرسہ کی آمدنی کا ایک فیصد حصہ درگاہ کے صرفہ میں آتا ہے۔ اگر بانی مدرسہ اپنے مدرسہ میں ڈسٹرکٹ بورڈ سے امداد لے لیں تو شرعی نقطہ نگاہ سے چارہ خرچ تو ٹھیک ہے اور کیا یہ فیصل ضرور شرعی ہے یا صرف جائز ہوگا۔ جو جو صورتیں جواز کی ہوں وہ سب کچھ ہی ہائیں۔ یعنی اس قسم کا روپیہ تحفہ، عہدہ، قیامت وغیرہ تب وغیرہ پر صرف ہو سکتا ہے یا کسی خاص عہدہ۔

المستفتی نمبر ۱۰۱۳: فی سیدہ و حفیہ بنو (پدر شہ) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۹) ڈسٹرکٹ بورڈ سے سوائی مدرسہ کی امداد کے سلسلہ میں کوئی رقم لینا جائز ہے اور اس رقم کو تحفہ یا عہدہ اور دیگر ضروریات مدرسہ میں خرچ کرنا جائز ہے۔

محمد سعید خاں، مدرسہ دارالعلوم دیوبند

فصل سوم
مدرسے کی رقوم کو بینک میں رکھنا

سخت ضرورت کی بناء پر مدرسہ کی رقم بینک میں رکھنے کا حکم
(سوال) ہمارے قصبہ میں ایک مدرسہ اسلامیہ ہے اس کی رقوم خزانچی مدرسہ کے پاس جمع ہیں مگر آن کل مدرسہ
میں چوری وغیرہ کی سبب خزانہ مدرسہ میں جنرل سبب غصبہ و حق ہو گیا ہے کہ ایسی یہ رقوم مدرسہ
میں جمع ہو جائیں اس لئے اگر بلکہ حفاظت اس روپ کو کسی بینک یا خزانہ سرکاری میں جمع کروایا جائے تو کوئی
شک و شبہ نہ ہوگا تو نہیں ہے کہ اس سے مقصد صرف حفاظت ہو اور تلف وغیرہ کچھ نہ ہو۔

المسئلي: ۲۱۹۰ شمس علی محمد صاحب القاعدہ ۳۵۹ احدم ۱۵ انوری ۱۳۹۱ھ
(جواب ۹۰) حضرت کی متعدد صورتوں پر تو بیوقوف میں جمع کر کے یہ مہارت ہے۔ ۱۲ محمد کثرت اللغات سے

١٦. كان في اسم المبحر: ومصرف لحرمة والحراج، ومن العنق وهديتهم. مصالحت كسد لغور وب. فصرف
وحسرو كقناة لعناء وفي رد لسبحر: وكذا لفقه على لمسجد كركوة الحانية فدخل فيه الصرف على. وفيه صبر
من وظائف الامعة والاداب وهو صبر. لدر المبحر: كتاب الجهاد. مضى في مصارف بيت المال، ط، مسند ٢٩٧ ٥
(٢) - في: اصطر غير ما ولا عدا فلا اثم عليه: سورة الفرقة، رقم الآية، ١٧٣

فصل چہارم مدارس اسلامیہ کے سفراء اور متفرق مسائل

مبلغین اور سفراء کے لئے بدایا و تحائف وصول کرنے کا حکم

(سوال) مدرسہ عربیہ جس میں عوامیہ کی تعلیم کے لئے مدرس اور عوام کی ہدایت کے لئے مبلغ اور فراہمی سرمایہ کے لئے سفیر مقررہ تنخواہوں پر کام کرتے ہیں۔ اس مدرسے کے مدرسوں، مبلغوں اور سفراء سے اطراف کے عوام کو چھ ایسی، چھٹیسی ہے کہ اپنی انجمنوں اور اپنے مدرسوں کے سوائے جیسوں پر ہلاتے ہیں اور وہ اخراجات سفر کے کوئی پڑا، چھ مٹھائی، کوئی بکس یا کوئی ایسی استعمال کی چیز یا نقد روپیہ بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں تو یہ بدایا کی چیزیں ان مدرسوں، مبلغوں اور سفراء کی ملکیت ہوں گی یا مدرسے کی ملکیت سمجھی جائے گی اور بالخصوص نقد روپیہ کے متعلق جب کہ یہ تبرع بھی ہوئی ہو کہ مدرسے کی خدمت بہر لوگ کسی دور موقع پر اور معقول طریقہ پر کریں گے۔ یہ تو حقیر ہدیہ محض آپ کی تکلیف فرمائی پر آپ کے اہل و عیال کے سے ہے۔ قن و حدیث و فقہ حنفی سے بالخصوص اپنے اکابر کے دستور العمل کے حوالے سے فتویٰ عنایت ہو۔

المستفتی نمبر ۶۷۱۱ مظفر الدین، واقع مرچنٹ۔ مراد آباد ۲۱ شعبان ۱۳۵۵ھ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۹۱) مدرسے کے مدرسین اور مبلغ جو صرف مدرسین اور تبلیغ کے کام پر مامور ہوں یعنی فراہمی چندہ ان کا فرض منصبی نہ ہو، مدرسہ سے رخصت حاصل کر کے کسی جگہ جا کر وعظ کریں اور ان کو شخصی طور پر کوئی چیز یا نقد ہدیہ ملے تو وہ ان کی پٹی ہے۔ ہاں سفراء جو فراہمی چندہ کے کام پر مامور ہوں اور مدرسے سے ان کو شخصی طور پر ہدیہ لینے سے روک دیا ہو ان پر لازم ہے کہ یا تو وہ شخصی بدایا قبول نہ کریں یا قبول کریں تو مدرسے کے فائد میں ڈال دیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

(۱) کیا چندہ وصول کرنے والوں کو اسی رقم سے اجرت دی جاسکتی ہے؟

(۲) مبلغ اور مدرس کو زکوٰۃ دینے کا حکم

(سوال) (۱) مدرسہ عربیہ میں مدرسہ کو جو روپیہ پہنچتا ہے کیا اس میں سے مدرسے کے سفیر کو جو چندہ کی فراہمی کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ والعامین علیہا کی مد میں داخل سمجھ کر اس کی تنخواہ میں وروپیہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
(۲) مدرسہ کا کوئی ایسا مبلغ یا مدرس ہو جس کے پاس کسی رقم کا نصب نہیں۔ صرف مامور اری تنخواہ پر جو مدرسہ سے حاصل کرتا ہے نہایت حق اور شوری سے اگر اس پر زرار کر سکتا ہے۔ کیا ایسے مبلغ اور مدرس کو بھی مدرسہ

۱۔ و قولہ وردعہبہ الاعل فی دلت مافی الحار ی عن بی حمد الساعدی قال استعمل النبی علیہ السلام رجلا من لاراد بان لا یس النبی علی الصدقہ فلما قدم قال ہذا لکم۔ و ہذا لکم۔ قال علیہ السلام، ہذا حسن فی بیت ایہ اویت امہ فیسر یبندی لہ لا لہ۔ لی قولہ، و استعمل عمرا ماہریرۃ مد۔ فقال لہ میں اس لک ہذا؟ فقال تلاحت الہدایا فقال لہ عمر ای عبد اللہ ہذا قد بد فی بیت۔ فتنظر یبندی لک اد لا فاحد دلت مد، وجعلہ فی بیت لصل اللہ وعلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم دلیں عنی تحریر الہدیۃ النبی سہبہ الوالایۃ و کما کل من عمل للمسلمین عند، حکمہ فی الہدیۃ حکمہ القدسی

زاد قادمہ رقم سے تنخواہ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۱۵: مولانا محمد چراغ صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ وجرانوازہ ۱۴۱۲ھ (۱۹۹۳ء)

(جواب ۹۲) (۱) زودوں رقم وصول کرنے سے انہوں کو اسی رقم میں سے ہجرت عس وینے کی اجازت ہے خواہ مخفی ہوں مگر کسی سال میں ان کی وصولی ہوئی رقم کے نصف سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔

(۲) ان مستحق زودوں رقم وصول کرنے کے بعد ان میں (سوائے انہیں جو زکوٰۃ کے) نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ زودوں کی سبکی میں تمہید بلا عوض شرط ہے۔ ہر مہینہ متعلق و عہدہ کو تنخواہ بطور عہدہ پر دی جاتی ہے جو تمہید بلا عوض ۱۲ نہیں ہے۔ البتہ اگر ان کو بطور وظیفہ بہاری رقم دی جائے اور مستحقان ہجرت سے ان سے عمل کی جائے گی کہ ان کے لئے اور اجازت کی طرح ان سے مواخذات نہ ہوں تو پھر ان کی زودوں سے بہاری وظیفہ دینا جائز ہوگا۔ (۳) محمد کنیت اللہ کا امداد ۱۰۰ جلی۔

الجواب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ دہلی

مدرسہ کے لئے اصل قیمت سے کم پر بند رلیہ سرکار زمین خریدنا

(سوال) ایک جگہ مدرسہ اسلامیہ جاری کیا گیا۔ مکان مدرسہ مختصر قلم وہاں زیادہ عمارت کی اشد ضرورت تھی۔ مدرسہ کے مکان کے قریب مسلوں زمین تھی۔ جس مدرسہ نے ان کو خرید کر اس سے بیویا ہر دو قیمت بھی دینے سے تیار ہوئے لیکن ان لوگوں نے اہل مدرسہ کو وہ زمین نہیں دی۔ اس وقت سے پتہ چلا کہ وہ زمین اس کے لئے ہے اس زمین میں سے تھوڑے سے قطع کی ضرورت پڑی تھی تو یہ کار کرنے کے لئے ان کے معین حنفی سے بہت سی قلیل عشر عشر قیمت دے کر ان لوگوں سے زمین لی تھی۔ جس مدرسہ نے وہ زمین ان لوگوں سے زمین ملنے کی امید نہ رہی تو سرکار سے عرض کی گئی کہ اس زمین کی مدرسہ کی ضرورت ہے۔ مدرسہ میں یہ نہ جراتی وارد ہوگی مگر ان کے ساتھ چھ پر چھائی جاتی تھی جس کا قادم کے لئے خواہ وہ اس وقت اپنے خرچہ سے بنتی ہے۔ اس سے سرکار نے اس عرضی پر خوب غور کیا اور مدرسہ کو اس زمین کا قبضہ کرنے کے مطابق اس زمین کی قیمت لی اور وہ قیمت عشر عشر مالکان زمین دوائے اس زمین کا قبضہ اس مدرسہ دوائے۔ یہ زمین اتنی کم قیمت پر بھی یہ زمین مدرسہ والوں کو دیتے نہیں۔ کار کے لئے بہتر۔ تعمیر شرمنا پر اور قبضہ سے دست بردار ہو گئے اور اس پر سخت پراض ہوئے اور میں۔ اسکی زمین مدرسہ والوں کے لئے مدرسہ میں لینا اور اس پر مدرسہ کی عمارت بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مدرسہ والوں نے سرکار سے

۱۔ مصرف الزکوة والعشر۔ احوضر وهو من له اقدی شیء، ومسکین من لاشیء له وعمل فیعطی بفسر عسہ، وهو غب لاجل۔ لانه فرع منسہ ینفہ۔ بعض فیحد علی الکفہ، وایضی لایبغ من ساولہ عند واحد کس السبل منہ من المدع الزکوة مع دسحر کتاب مرکود، ول ۵۔ مصرف ط سعید ص ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، (وہی سمیت حرمان عہ انوار من مسم فصر غیرہ سمنی ولا مولاد مع قطع المنفعة عن المصلحت من کلا دہ لہ علی امیر الانصار ول کتاب الزکوة، ص ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱

ہوئی، بڑی شطوط کے ساتھ یہ زمین فی ہے۔ کیا اس طرح سے زمین کا لینا مدرسہ دہلیوں کے لئے جائز ہے؟ اور اس زمین پر حسب معبودہ اشخاص کا مدرسہ کا مکان بنایا جا رہا ہے۔ آخرت میں اس مدرسہ سے مواخذہ ہو گا یا نہیں اور در صورت عدم جواز اس وقت ان لوگوں کو اہل مدرسہ مدرسے کے روپے سے پوری قیمت دے کر دیں تو یہ معاملہ کیسا ہے؟ غرض اہل مدرسہ پر کیا لازم ہے؟

(جواب ۹۳) صورت مسئلہ میں چونکہ عقلمان مدرسہ نے خود درخواست کرتے نام سے جو زمین خریدوائی ہے تو ویسا نام سے جو وقفہ کا سبب یہ بنے ہیں۔ اس لئے حاکمانہ جرم و شدت کے ساتھ میں یہ بھی شریک ہیں اور آخری مواخذہ ان کے لئے بھی ہے۔ اب اس مواخذہ سے نجات کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ یہ وہ زمین مالوں کو پس دیں یا یہ قیمت واپس لیں۔ ہوں اور ضعیف کریں یا ان سے معافی حاصل کریں۔ ۱۰۔ باقی مدرسہ دہلیوں کا مدرسہ سے اس زمین کو شہر کے ساتھ خریدنا وہ معتمد جہاد اگر شہر و قلعہ معتمدین میں خاص ہیں تو وہ بھی غلامہ درجہ ہے۔ نتیجہ ۲۔

مسجد کی رقم پر بینک سے سود لینا اور اسے مسجد کے دوسرے رفائی کاموں پر خرچ کرنا (مسوال) مسجد کا جو روپیہ بینک میں جمع رہتا ہے اس کا سود لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ روپیہ نہ لیا جائے تو وہ لوگ اس و مشن سکول وغیرہ میں صرف کرتے ہیں۔ اگر جائز ہے تو اس روپے سے امر کار خیر مثلاً تبلیغ مدرسے کی امداد، غرباء کی امداد، مسافر خانہ، نواں اور سڑک وغیرہ کی تعمیر، روپوں پر روشنی، مسلمان طلبہ کے لئے انگریزی کتبوں کی خرید و اور ان کی انگریزی تعلیم پر صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ان صورتوں میں سے جن میں صرف کرنا زیادہ افضل ہو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے۔ جو اتوجروا۔

(جواب ۹۴) جو روپیہ بینک میں جمع کیا جائے اس کا سود بینک سے وصول کر لیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے سبکی مذہب کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مادیات کے گناہات سے وصول کرنے کے بعد اس روپے کو امر خیر میں جو رقم عام سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا فقراء و مساکین کی رفعت و بہت کے لئے مفید ہوں مثلاً یتیمی و مساکین اور طلبہ مدرسہ، مایہ کے وظائف و امداد، تب و غیرہ پر خرچ کر لیا جائے۔ سفر خانہ، نواں، سڑک وغیرہ تعمیر کرنا۔ سڑکوں پر روشنی کرنا۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ البتہ مسجد پر خرچ نہ کرنا۔ یہ تقدیر

۱۔ لعصب وهو زلہ مخند ، وحکیمہ لاثم نس حلیہ من العر و ردعین قسہ بالعدہ ہانکہ بلعد من عمہ الاخير ان القدر المختار، اول کتاب العصب ص ۱۷۷، ۱۸۰ طبعہ

۲۔ وحکیمہ لاثم و ردعین قسہ بالعدہ ہانکہ اضافہ ص ۱۷۹، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷

مسجد کے منافی ہے۔ (۱) اور اہل علم و محققین محمد اُغیت مذکورہ کا اہل دینی

(حواص) لازم ہے۔ ثانیاً حنفی قانونی۔ اول تو مسجد کا روپیہ تنک میں جمع کرنا جب دوسرا طریق حضرت کا ہے۔ خدیف، خدیف طے۔ اور اگر غلطی سے یا غفلت سے یا مجبوری سے ایسا اتفاق ہو گیا تو اس وقت وصول کرنے میں قوی عمل کرے۔ جو موجب اس کے تحریر فرمایا ہے۔ البتہ جزو اخیر یعنی مصارف مذکورہ میں صرف کرنا اس میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ و دیکھ کہ خاص اس کا مسجد میں صرف کرنا تو قطعاً مسجد کے خدیف ہے۔ اور ۱۰۰ روپیہ کی حد صرف کرنا ملک مسجد کا غیر مسجد میں صرف کرنا ہے۔ (۲) اس سے دونوں محذوروں سے بچنے کی صورت یہ ہے۔ اس قدر روپیہ کسی سے قرض نہ کر مسجد میں صرف کرے اور اس سود کی رقم سے وہ قرضہ نہ کرے۔ اور یہ ثابت ہے کہ مسجد کی نیت سے جو قرضہ لیا جواس کا مسجد کی آمدنی سے لو کرنا جائز ہے۔ (۳) اور اہل علم

کتبہ اثر علی غنی عنہ۔ الا یقعدہ ۳۵۴ھ

الجواب ثانی صحیح دیکھ شیعہ عن ائمہ عنہ۔ مسعود احمد عثمانی عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳۰۴ یتقدہ ۵۲۰ھ (حواص مکرر) زائحات مفتی عنہ۔ الحواص واللہ الملہمہ للحق والصواب۔ تنک سے ۱۰۰ روپیہ وصول کرنے کا حکم یا تو اس بناء پر ہو کہ ہندوستان دارالخربہ ہے۔ اور دارالخربہ میں عقودر لایہ جائز ہیں۔ اس صورت میں تنک سے روپیہ جمع کرنا اور اس سے صل کرنا بھی جائز ہے۔ اور شیعہ قریباً قریب رقم دونوں جمع کی جائیں گی۔ رقم کا مالک خواہ کوئی شخص ہو یا مسجد۔ سوئی رقم کا بھی تنک ہو جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ سو روپیہ رقم جو مسجد کے جمع شدہ روپیہ پر ہی ہے مسجد کی رقم ہے۔ لیکن پتی بدعت کے بعد نے ہندوستان میں عقودر لایہ ہے۔ جواز کا ابھی تک حکم نہیں آیا ہے۔ و اسی نظر سے چھوٹ میں روپیہ جمع کرنے سے منع کرتے ہیں۔ میں بھی تنک میں تا حد امکان روپیہ جمع کرنے سے اب تک منع کرتا رہا ہوں۔ اول اس سے کہ سود میں ابتلاء اور تنک کے تمام سود کی کاروبار کی معذرت ہے۔ دوم اس کے ذکاوت کا سبب تنک اور امیر مل تنک لکھتے اور ہر درست دوسرے تنک کشی حور پر اور ہوا اور بدعت کے زیر حکم اور اس کے مؤید و معون ہیں اور حکومت کا فائدہ متعلقہ و دینی تقویت پہنچانا اور اس کی قوت و تنظیم کرنا۔ خدا اسلامی نے منافی ہے۔ اس صورت میں سودی صل کرنے سے جواز کا حکم نہیں اس بنا پر ہے کہ اگرچہ تنک کا سود سودی ہے اور خدیف بالور عقودر لایہ کی مباشرت کی اجازت نہیں۔ ہر تنک سے سود اس کے وصول کر لیا جائے کہ نہ لینے کی صورت میں وہ مسکین مٹریوں کو دے دیا جائے۔ و دیکھ کہ اس کے ذریعہ سے مسیحیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو غیر ہمدرد بنانے کا کام چلتی ہے۔ اس سے لڑائی میں ملتا روپیہ جمع کرنا چاہئے اور کئی مجبوری یا غفلت سے جمع کر دیا جائے تو اس کا سود تنک سے وصول کر لیا جائے۔

(۱) (۲) (۳) فی سبیل اللہ جمع ملامت فی دانت ملاحات و ملا سہ الحیت والطیب فیکرہ۔ لا ائلفہ لایض لا لفض۔ فیکرہ تنویت بہ نہ لا یقتہ او۔ النامہ۔ کتاب الصلاة۔ مصلب کلمۃ لایض دلیل علی ان المسبح عہدہ ص ۱۶۵۸ (سعد)

(۴) فی سبیل اللہ جمع ملامت فی دانت ملاحات و ملا سہ الحیت والطیب فیکرہ۔ لا ائلفہ لایض لا لفض۔ فیکرہ تنویت بہ نہ لا یقتہ او۔ النامہ۔ کتاب الصلاة۔ مصلب کلمۃ لایض دلیل علی ان المسبح عہدہ ص ۱۶۵۸ (سعد)

(۵) فی سبیل اللہ جمع ملامت فی دانت ملاحات و ملا سہ الحیت والطیب فیکرہ۔ لا ائلفہ لایض لا لفض۔ فیکرہ تنویت بہ نہ لا یقتہ او۔ النامہ۔ کتاب الصلاة۔ مصلب کلمۃ لایض دلیل علی ان المسبح عہدہ ص ۱۶۵۸ (سعد)

اس بنا پر کہ وہ ملک رقم کا حق اور اس کی ملک ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے تبلیغ مسیحیت اور ارتداد مسلمان کا سلسلہ ممتد نہ ہو۔ اور روپیہ جمع کرنے والا کھراڑہ تبلیغ مسیحیت و ارتداد مسلمان کا ذریعہ بننے سے منہ کشیم سے محفوظ رہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس نقد پر پر سودی حاصل شدہ رقم جمع شدہ روپے کے ملک نہ ہو وہ کوئی شخص ہو یا مسجد یا اور کوئی وقف ہو مملوک نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ رقم ایک ایسی رقم ہے جو کسی مسلمان کے قبضہ میں شخصی حیثیت سے یا متاعی حیثیت سے آئی ہے اور جس کو اپنے قبضہ سے نکال دینا لازم ہے۔ اور تو اس صورت یہ بتانی گئی تھی کہ رقم عام کے کاموں میں یا فقراء و مساکین پر خرچ کر دی جائے۔

اگر اس رقم کا مسجد کو مستحق اور مالک قرار دیا جائے تو لازم ہوگا کہ تمام چھوٹی بونی رقم کا متولیوں و ضامن، یا جائے جس کی مقدار کھول کر دواں روپے تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ متولی کو کسی صورت یہ باز نہیں ہے کہ وہ مسجد کی مملوک مستحق رقم قبضہ وصول نہ کرے اور چھوڑ دے۔ (۴) محمد کثایت اللہ

تیسرے باب عید گاہ

عید گاہ کے لئے مقرر کی ہوئی زمین پر مکان درویشوں کے حجرے وغیرہ بنانا

(سوال) ایک جگہ جو مدت سے عید گاہ مقرر تھی اور اب اس جگہ سے بنا کر درویشی جگہ عید گاہ مقرر ہوئی درود پکی جگہ عید گاہ سال سے ویران پڑی ہوئی ہے تو اب اس جگہ مکان بنانا ہے یا درویشوں کے حجرے بن سکتے ہیں یا نہیں؟ ویرانہ تو حرام۔

(جواب ۹۵) پکی عید گاہ کی زمین اگر وقف ہو تو وہاں کوئی ایسا کام کرنا جو جہت وقف کے خلاف ہو جائز نہیں۔ عید گاہ کی زمین پر مسجد بن سکتی ہے اگر وہاں مسجد کی ضرورت ہو اور تہہ ہوئے تو مسجد بنائیں۔ زمین اگر کسی کی ملکیت ہو تو مالک کو اختیار ہے خواہ مکان بنائے خود درویشوں کے لئے حجرے بنائے۔ (۱) اللہ اعلم

(۱) قال تعالیٰ تعذروا علی لربکم ولا تعذروا علی لانہم العذون (سورۃ العائدۃ)
(۲) وقوله کما لو کان المکن حیة فی نفسہ لو کان الحیث صبا بالایومہ الزکوة لان النکل واجب الصدق عید لان لمعتوب واجب لصدقہ و التذمۃ کتاب الزکوة باب زکوة العبد قبل مطلب فی الصدق من اسئل لحرۃ
(۳) ۲۹۱ ط. سعید

(۴) رجل جمع مالا من لیس سفہ فی باب المسجد فی من یلتزم لربہ فی حاجتہ لا یسجد ان یقل ذلت و فہم القصد واجب و یجوزہ کتاب الوقف باب لائب عشر ۲ ۴۸۰ ط. ماحدہ
(۵) ارض وقف علی مسجد صورت محل لا یرفع فحیثما رجل حوز لعمامہ لا یجوز لیسجد صلاحتہ و لیسجد کد فی انفسہ و لیسجد لعمامہ لیسجدہ کتاب الوقف باب العادی عشر ۲ ۴۶۴ ط. ماحدہ
(۶) ارض وقف علی مسجد و الارض بحسب ذلت المسجد و ارادوا ان یبدلوا فی المسجد تب من الارض حوز لیسجد و لیسجدہ کتاب الوقف باب العادی عشر فی المسجد و ما یجوزہ ۲ ۴۵۶
(۷) کد فی الذکر لیسجد اما المسجد لصلاة حارة و عید و یجوز المسجد فی حق حوز الاقتداء وان انفصل الصلوات فقل بالناس (الذکر المختار) کتاب الصلاة مطلب فی احکام المسجد ط. سعید ۱/ ۶۵۷
(۸) لان لیسجد من شہد ان یسجد فہ یوجب لاحتصاص ارد لیسجد کتاب الوقف ۴ ۵۲ ط. سعید
(۹) فی جامع نقضولیس بان یسجد فی حوض منکہ سبع و یؤمیر بغيره کما یروى فی النکاح فی حق غیر بغيره صبر بورد لیسجد فضل فی اسجد و مطلب دفع فی ذریعہ ان ذی لیسجد ۵ ۲۳۷ ط. سعید

- (۳) اگر کسی سوئی سب سے عید گاہ کا قبل انقضاء ہو جائے تو اس کا سامان دوسری عید گاہ میں لایا جاسکتا ہے۔
 (۴) اس وجہ سے اس کو منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کاں اللہ،

پہلی عید گاہ سے لوگوں کو بٹانے کے لئے دوسری عید گاہ بنانا

(سوال) زید اور بحر دو شخص ایک ہی محلہ کے قومی ہیں۔ زید کا مہر ہے اور عید گاہ قدیم جو سرحد میں ہے۔ بحر نے قمر ہے اس کا متولی اور امام ہے۔ اور بحر اس محلہ کا چاہ پرست و رخصت انارٹس۔ اس بناء پر بحر نے عید گاہ قدیم سے ۲۵۰ تکر کے فاصلہ پر جدید عید گاہ بنائی اور عید گاہ قدیم کی تقسیم جماعت کے لئے اور اس کو بیان کرنے کے لئے ب انتہاء کوشش کی جاتی ہے اور لوگوں کو رنجایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۶۶۷ مولوی سستیض الرحمن (ضلع نوابشاہ) ۵ شعبان ۱۳۵۳ھ ۳ نومبر ۱۹۳۵ء (جواب ۹۸) یہ بات تو صحیح ہے کہ جو مسجد یا عید گاہ خدا سے مخالفت و مخالفت بنائی جائے۔ بحر نے وہ عید گاہ کو ویران کرنے کی نیت سے بنائی جائے وہ موزب وہاں و گناہ ہے۔ اس میں کوئی ثواب نہیں۔ (۲) اور نہ حقیقتاً وقف کا تصور رکھتی ہے۔ بحر جب بانی اس نیت کا اقرار نہ کرے اور صحیح نیت کا مدعی ہو تو پھر اس نیت نے عمر کا کوئی ذریعہ نہیں۔ زمانہ وحی میں تو بذریعہ وحی یہ لوگوں کی نیت کی قسمی کھل جانی ممکن تھی ورنہ ضرر جیسے معاملہ یا سکتا تھا۔ لیکن اب کوئی ذریعہ نہیں ہے اس سے اس دوسری عید گاہ میں نماز پابانہ نہ کرنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

بہت بھرپور یہ واضح رہے کہ اگر اس کی نیت تقسیم جماعت اور تفریق بین المسلمین اور توہین زید کی تھی تو وہ اخروی مواخذہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

قبرستان یا عید گاہ سے گزرنے کے لئے راستہ بنانا

(سوال) (۱) کیا جانب غرب مسجد عید گاہ میں دروازہ پائزہ درست ہے؟ (۲) ایسی مسجد میں جن میں جانب غرب دروازہ ہو نماز درست ہے یا نہیں؟ (۳) کیا راستہ پھر ان جواب چاہتے ہیں؟ عید گاہ کی زمین سے ۱۰ یو ر شہید کر کے دین درست ہے جب کہ ان کی آمد و رفت کے لئے وقفہ پھر راستے موجود ہیں۔ (۴) کیا چاہ عید گاہ سے پانی نکال کر اتھوڑا کا پید یا حوض عید گاہ میں پانی ڈالنا درست ہے۔ (۵) کیا قبرستان میں سلام کے درمیان سے

۱) من شمس الانسۃ الجالی عن مسجد او حوض حرب ولا یجوز لہ لتفرق اوس هل للعاصی ان یصرف الوقف علی مسجد آخر او حوض آخر؟ من بعد۔ واولہ یصرف اوس هل یجوز قل لا کذب فی لمحیط (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثالث عشر، ص ۴/۴۷۸ ط ماجدہ)

۲) لو کان مسجد فی محنة صدق علی ہذا ولا یفہم ان یریدوا فیہ فسلہم بعض الحبر ان یحضر دلت لمسجد لہ لیدخلہ فی دارہ وبعظہم مکہ عوم مہو حیلہ فیسح فیہ اهل المحنة قال محمد لا یفہم دانت کذا فی لدحیرۃ (العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر، ص ۴/۴۵۷)

۳) عند الاعمال بالیات واما لافرا مانوی فس کانت مہجرۃ الی دنیا یحبہا، اذنی مرأۃ ینکحہا فہجرۃ الی ما ہاجر الہ (بحاری، ابواب کیف کان بدہ لوجی، قل کتاب الایمان، لجرۃ الاول، ۱۲ لاشرفی)

(۵) جس زمین کو عید گاہ کے وقت میں اس کا شہر نکلتا ہو اس میں سے سڑک اگالے کا کوئی حق نہیں ہے۔
محمد ثانی رحمہ اللہ کا جواب ہے۔

عید گاہ کو فروخت کرنے کے بارے میں چند سوالات

(سوال) مسلمانوں کی عید گاہ کی زمین نہ بنے جس میں یہاں کے درمیان نہ اور اس زمین کو خریدنے کی قیمت دے کر اسے خریدنے کا خرچہ وغیرہ مسلمانوں کے چندہ کی رقم سے دیا گیا ہو اور جس کی زمین تقسیم نہ ہو اس میں سے اپنی نماز عیدین اور تہارے ہو اس میں سے مسلمانوں کو کسی غیر قوم غیر مذہب یا دھرم کی قسم کی تکلیف بھی نہیں ملے گی۔ یہی زمین جو مسلمانوں کی موقوفہ ہو اس کو مسلمانوں نے تقسیم کر بندوں کو ان کے مردوں کے حصے کی بنا پر یعنی شمشان بھی بنانے کے لئے محمد تقی علیہ السلام نے دیا ہے اور اس قسم و یک مسلمان زید جو اس عید گاہ کا مالک ہے اپنے افسر اہل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی ذاتی ملکیت کی زمین جو عید گاہ کے قریب ہے اور جس میں واقع ہو اور جس کو بندوں کے شمشان بھی بنانے کے لئے محمد تقی علیہ السلام نے دیا ہے اور اس کو اپنے لئے عید گاہ کو فروخت کر دینا منظور کرتا ہے اور اس کا قصد ہے کہ اس قسم و یک عید گاہ بنائے اور اس کو اپنے چندہ و خیر و خیر کے لئے کرانہ بنائے اور اس عید گاہ کے عوض وہ اپنی عید گاہ بنائے اور اس زمین پر یعنی سسلی کے قریب عید گاہ بنائے اور وہی جائے ہوگی۔ ان کے بیان سے یہ ثابت ہے کہ وہ قومی نمائندے ہیں۔ (۵) نامہ وہ نہیں ہیں (۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ اس کا رد ان کی مذہب پر محمد مرکاری کثرت میں ایک نوس پانچویں مضمون (۷) حواشی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی عید گاہ کا اس کو شمشان بھی بنانے کے لئے لیا جاتا ہے یا نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو مذہب ہو تو اس کی مثال اس کی عید گاہ کی عذر دینی مذہب کے دفتر میں پیش کریں) شائع کرتا ہے اور اس پر مسلمانوں کو عید گاہ کی زمین کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸) نامہ وہ نہیں ہیں (۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۲۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۳۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۴۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۵۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۶۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۷۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۸۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۱) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۲) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۳) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۴) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۵) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۶) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۷) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۸) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۹۹) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔ (۱۰۰) عید گاہ کو فروخت کرنا منظور کرتے ہیں۔

شمشان بھی بنانے کے لئے دوسری جگہ بھی میسر آسکتی ہو۔

- (۲) عیدۃ مسلمی کے قریب ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس پر پختہ ہدایت دہانی جاسکتی ہے یا نہیں؟
 (۳) عیدۃ کو شمشان بھومی بنانے کے لئے زید، بحر، قمر، عمر، نصر یا مشورہ یا غیر مشورہ قوم کے یا ممبران زمین عیدۃ کے فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟
 (۴) کر نہیں کر سکتے تو فروخت کرنا منظور کر لیتے اور فروخت کر دیتے کے بعد ان پر شرعی حد کیا نہ دینی ہے۔

- (۵) مسلمان عموماً و زید بن قمر کو خصوصاً اس امر کو نا پسند کرتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ عیدۃ کو جو ایک وقف زمین ہے شمشان بھومی بنانے کے لئے دینا ایسا ہے کہ گویا آئندہ تمام الوقف کے لئے ایک ہمارا نفعیہ قائم کر دے اس سے آئندہ عیدۃ کو قائم رکھنے کی کوشش کریں تو جائز ہے یا نہیں؟
 (۶) اور آئندہ ایسی کوشش نہ کریں تو ان پر کوئی شرعی حد نہ دینی ہے یا نہیں؟
 (۷) زمین کی عین کوشش کرنے سے زید، بحر، قمر، عمر، نصر یا رکھنے کی کرتے ہیں تو زید، بحر، قمر، عمر، نصر پر شرعی حد نہ دینی ہے یا نہیں۔ آئندہ دینی ہے تو وہ شرعی حد کیا ہے؟

المستفسی نمبر ۷۷۷۷ جناب عبدالستار صاحب (بہرہ چہرہ روزانہ) ذیل فقہیہ ۱۳۵۷ھ ۱۰۴۰ھ انور نمبر ۳۸۷ (جواب ۱۰۳) (۱) عیدۃ وقف ہے اس کو فروخت نہیں کیا جاسکتا۔ فروخت کرنے والے یا اس کی جائز دینے والے اہل علم کے دشمن ہیں۔ (۲) عیدۃ کو قبائلی سے باہر ہونا چاہئے۔ اور اس پر عمارت بھی نہ بنی جائے۔ (۳) نہیں کر سکتے۔ (۴) تمام مسلمان یہ بوندوں کا بیٹھا کر دیں۔ (۵) عیدۃ وقف قائم رکھنے کی سعی کرنا فرض ہے۔ (۶) وہ سخت گناہ کار و شرعی مجرم ہوں گے۔ (۷) نمبر ۱۰۴۰، ۱۰۴۱ (۸) موجب دوسرے احکامات میں ان کا بیٹھا کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ محمد کھنیرت اللہ کان بدلتہ دہلی۔

عیدۃ کو مسجد بنا کر اسے مسجد کہنا اور اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے

(سوال) عیدۃ قصبہ کا کاش قدیم سے موجود ہے۔ جس کے لئے واقف کا فیصلہ ہے کہ بطور عیدۃ گاہ بنی، ضروریات محمد کے پیش نظر ایک محمد کے چند افروغ غیر مشورہ مسلمانان شہ ایک مسجد کا کاروبار یہ سوائے ذیل میں

- (۱) ۸۰۹۱ھ فی فتاویٰ الحجۃ لوصایا احد المسیحین قدسما و بدعی علی الحرات دارا اہل نسکۃ مع التقدم و صرفہ فی المسجد الحدید فانہ لا یجوز (عالمگیریہ، کتاب الوقف، باب الحدادی عشر ص ۴۵۸)۔
 (۲) والجروح لی المصلی وہی الحانہ سے وان کان یسمیہم الجامع، وغلیہ عامۃ المناسخ، رجلی کبر، کتاب الصلاۃ، فصل فی صلاۃ العید، ص ۵۷۱ ۵۷۲ ط سبیل الکیدمی لاہور)۔
 (۳) اذا اراد انسان ان یبجد بہ المسجد حایت عہد لمرمۃ المسجد او فرقہ لیس لہ ذلک (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحدادی عشر ص ۴۵۵)۔
 (۴) (۷) وحل وقف ارضی مسجد المدفوع الیہ فیہو عاصب یخرج الارض من یدہ والخصم فیہ الوقف، ہذا کان الوقف مینا و جاء اہل الوقف یطالبون بہ بصف القاضی فاما یدخصم فیہ (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب التاسع فی عصب الوقف ص ۴۵۷)۔ وقت قولہ اہل الوقف یطالبون بہ لح ہذا دال علی ان التزم عہدہ دما المطلیہ ومن ترک ذمہ الواجۃ فیہ اثم)۔
 (۵) (۹) لا یجوز لاس ان یاکومس اطمعہ العظمۃ لنفیج الامر عہدہم ورحمہم عہدہم لکن وان کان محل (والہدیۃ، کتاب الکراخیۃ، الباب الثانی عشر، ص ۵۳۴ ط ماحدبہ)۔

- (۱) یا عید گاہ میں واقف کی ہدایت کے خلاف مسجد بنانا جائز ہے ؟
- (۲) یا عید گاہ میں تعمیر مسجد کے حدود عید گاہ ہی کی جائے کی یا اس کو مسجد منہی صحیح ہوگا ؟
- (۳) یا یہ اقدامات و امور وہ کی حد تک معمولی صورت بھی اختیار کر چکے ہوں رو نہ جائز ہے ؟
- (۴) یا اگر بغیر تعمیر مسجد عید گاہ میں بہنگاہ نماز خوان جائے تو اس کی شکل بطور مسجد کے تو نہیں ہو جاتی ؟
- المستفتی نمبر ۱۲۴۱۷: عید گاہ صاحب (شملہ) ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ
- (جواب ۱۰۳) عید گاہ میں نماز چوتھا بیتاعت و آخر کی جائز ہے۔ عید گاہ کو واقف کی فضاء سے عید گاہ کی صورت میں ہی رکھنا چاہئے اور بغیر کسی خاص مجبوری اور اشد ضرورت کے اس کو تبدیل نہ کرنا چاہئے۔ محمد حارث

عید گاہ آبادی سے دور ہونی چاہئے

- (سوال ۱) حیدر آباد عید گاہ میں داخل میں جائز ہے ؟
- (۲) عید گاہ سے مکانات و گھر ہوں کی تہ و ور پر آبادی رہنی چاہئے ؟
- المستفتی نمبر ۲۶۷۴۷: عبدالرحمن قریشی قصاب پورہ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ ۱۸ جون ۱۹۳۱ھ
- (جواب ۱۰۴) (۱) عید گاہ کو آبادی سے باہر ہونا چاہئے۔ (۲) اگر عید گاہ باہر میدان میں ہو تو اس کے قریب آبادی بنانا نہیں چاہئے ورنہ عید گاہ کی شرعی پوزیشن بگڑ جائے گی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) عید گاہ یا مسجد میں کارخانہ کھولنا

(۲) مساجد اور عید گاہ کی زمین کو کرایہ پر دینے کا حکم

- (سوال ۱) کوئی شخص عید گاہ یا مسجد کے اندر کارخانہ کھول سکتا ہے جس کے اندر عورت و مرد کام کرتے ہوں۔ (۲) مساجد یا عید گاہ کا کوئی اراضی نہ ورہ کو کرایہ پر دے سکتا ہے یا عید گاہ خیراتی عیت کی کوئی چیز فروخت کر سکتا ہے ؟
- المستفتی نمبر ۲۶۷۴۷: عبدالرحمن صاحب قصاب پورہ۔ دہلی۔
- (جواب ۱۰۶) (۱) عید گاہ کے احاطہ کے اندر کارخانہ کھولنا جس میں ہر قسم کے آدمی کام کرتے ہوں جائز نہیں ہے۔ (۲) عید گاہ کو کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا۔ اور نہ عید گاہ کی عیت جو وقت ہوتی ہے فروخت کی جاسکتی ہے۔ (۳) اگر کوئی متوفی عید گاہ کی عیت فروخت کرے یا انتھم صحیح نہ کرے تو اس کو قیامت سے حیدر کیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

(۱) مسجد فی محلۃ صدق علی اہلہ ولا یسعیہ ان یرید وقفہ فسالہم بعض الحیران ان یجمعوا ذلک المسجد لہ لمدحہ فی دارہ۔ و یعطیہم مکانہ عود مہیو حیرہ۔ فان محمد لا یسعیہ ذلک، کذا فی الذحیرۃ (عالمگیریہ، کتاب الوقف، باب الحادی عشر، ص ۴۵۷) (۲) (۳) (ایضاً بحوالہ سابق ۱۱۳، ۴)

(۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱

چوتھلا باب مقبرہ اور قبرستان

قبرستان کے درختوں کو گھر یا مسجد کے لئے استعمال کرنا

(سوال) قبر میں اگر خود خود کوئی درخت یا ٹپاں پیدا ہو تو اس کی دودھ یا پھل کے کھانے یا مسجد میں استعمال جائز ہے یا نہیں؟ درختوں کے پھل کو کھانے سے باغ یا ٹپاں کا ٹھکانہ بھی ہوتا ہے۔ بے درخت عجب یہ بات ہے۔ اس حالت میں اس درخت کو دودھ یا پھل کے کھانے میں یا مسجد میں استعمال کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟

(جواب ۱۰۷) قبرستان کی زمین اگر مملوہ ہو تو اس کے درخت خواہ لگائے ہوئے ہوں یا خود کھائے ہوئے ہوں، کھانے کے ہیں۔ اس کو اپنے درخت جن سے مقبرہ کو ٹھکانہ پہنچے، کا ٹپاں یا ٹپاں کا ٹپاں ہے اور اگر مملوہ نہیں ہے وقت ہے اور درخت زمین کے وقت ہونے کی حالت میں خود کھائے ہوئے تو اس مقبرہ کے دائرہ میں تصرف کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ وہ درخت بھی وقت کے حکم میں ہیں اور ان کا اختیار قرض یا متولی کو ہے۔ اور جس جگہ قرض یا متولی نہ ہو وہاں اس مقبرہ کے دائرہ میں تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ مقبرہ علیہا اشجار عظیمة فہذا علی وحیہا اما ان كانت الاشجار نائمة قبل اتخاذ الارض مقبرة او بنت بعد اتخاذ الارض مقبرة ففي الوجه الاول المسألة علی قسمین اما ان كانت الارض مملوكة لها مالک او كانت مواتاً لامالک لها واتخذها اهل القرية مقبرة ففي القسم الاول الاشجار باصلها علی ملک رب الارض یصنع بالاشجار واصلها ماشاء وفي القسم الثاني الاشجار باصلها علی حالها القديم وفي الوجه الثاني المسألة علی قسمین اما ان علم لها غارس او لم یعلم ففي القسم الاول كانت للغارس وفي القسم الثاني الحكم فی ذلك الی الفاضل ان رای بعینا وصرف تمہا الی مقبرة فله ذلك کذا فی الوقفات الحسامیہ (حدیدہ) ج ۲ ص ۵۵۵

قبرستان سے سرسبز درخت کاٹنے کا حکم

(سوال) قبرستان میں سے سرسبز درخت کاٹنا جس کو وہ درخت کہ قبروں پر ہوں جائز ہے یا نہیں۔ ان کے لئے کاٹ لئے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۰۸) قبرستان کے درخت اگر زمین کو قبہ تان، تانے سے پہلے کے ہیں تو اگر وہ زمین پہلے کسی شخص کی مملوہ تھی اور اس نے سے قبرستان کے لئے وقت کیا ہے تو درخت اس کی ملک ہے جو چاہے کرے۔ مقبرہ فیہا اشجار عظیمة و کت الاشجار فیہا قبل اتخاذ الارض مقبرة فان كانت الارض يعرف مالکها فلا شجار باصلها للمالک یصنع بالاشجار واصلها ماشاء (قاضی خان علی حاش الحدیدہ مصری) ج ۳ ص ۳۴۳ (۲) اور اگر زمین کسی کی ملک نہ تھی تو درخت اب بھی اسی حالت میں رہیں گے۔ جیسے قبرستان بننے سے پہلے تھے۔ جن مباح اصل والے ان کا کت الارض مواتا لیس لها مالک فانخذها اهل القرية مقبرة

(۱) (الہدیہ، کتاب الوقف، باب الثانی عشر، مطلب الکلام علی الاشجار النی فی المقبرہ والرامی الوقف وعبود لہ، ص ۴۷۳، ۴۷۴ ط ماحدہ)

(۲) (قاضی عثمان، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ص ۳۱۳، ۳۱۴ ط ماحدہ)

فالاشجار باصلها يكون على ما كانت قبل جعل الارض مقبرة. (قاضی خان ص ۳۰۳ ن ۳)
 اور اگر درخت زمین کے قبرستان بن گئے بعد اُسے میں تو انہی شخص نے کہا ہے میں تو اس وقت
 میں اور خود اسے میں تو وقت مجھے چاہیں گے اور قاضی نے اسے اور اس کے اختیار میں رہیں گے دو چاہے قوانین
 پتھر مقبرہ کے خرقہ میں سکتا ہے۔ وان ست الاشجار فیہا بعدہ اتحاد الارض مقبرة فان علم عارسہا
 كانت للعارض وان لم يعلم العارض فالراى فیہا يكون للفاضی ان راى ان یبع الاشجار ویصرف
 ثمنہا الی عمارۃ المقبرة فله ذلک ویكون فی الحکم کتابہا وقف. (اسپی ص ۲، قاضی خان ص ۳۰۳ ن ۳)
 (۳) یہ تو بڑے درختوں کا صمب۔ ہاں خود رو حاس کرنا ہو تو اس کا کاٹنا حرم و تنہیں ہے۔ بکھرہ انصاف قطع
 البسات الرطب والحبیث من المقبرة دون الیاس (شامی ص ۱۲)

متولی عدالت کی وجہ سے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے نہیں روک سکتا
 (سوال) ایک قیدہ وقت قبرستان ہے جس کے متون ہیں۔ حد و غیر۔ ایک ہی خاندان کے ہوتے چتے
 ہیں۔ اس قبرستان میں عام اموات، دفن نہیں ہوتیں مگر چند قبیلوں کے لئے مخصوص ہے جہاں قبیلوں
 کے جوہاں مدفون ہیں عمرو کے قیدہ نے اموات بھی قریب دو سو سال ہوئے اس میں دفن ہوتے چلے آتے ہیں
 ۔ مذکورہ قبرستان وقت ہے اور زید ۔ کا متون ہے۔ زید اور عمرو دونوں شافعی مذہب ہیں فی ان ۔ اس
 قبل عمرو کے اموات و دفن کرنے میں فی ان کے متون ۔ آباد چلا جو مذکورہ قبرستان کے متون ۔ زید
 انہوں نے کبھی ممانعت نہ کی۔ نہ کوئی یہے انکار کرنے کا حق مشتہر کیا۔ لہذا متولی زید کا صورت مسئولہ الصدر میں
 عمرو کے اموات و مذکورہ قبرستان میں دفن کرنے میں مانع ہونا جائز ہے اور اس طرح انکار کرنے کا حق اس
 کو حاصل ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۹) اگر قبرستان وقت ہے تو جن قبیلوں کے لئے وقف ہے وہ اپنے اموات کو اس میں دفن کر
 سکتے ہیں اور متولی کو انہیں منع کرنے کا حق حاصل نہیں۔ متولی اہل استحقاق کے حق کو باطل نہیں کر سکتا۔

مملوکہ قبرستان میں مالک کی اجازت کے بغیر دفن کرنا

(سوال) شاہان اسلامیہ نے ایک بزرگ کو حسن عقیدت سے ایک جگہ عزت کر کے مالک بنایا۔ حد ازال
 بزرگ موصوف نے اس جگہ میں سے ایک قطعہ واپس مرقد کے لئے اور اپنی اولاد کے دفن سے متعلق یہ
 اور اس قطعہ عین کا نام بھی بیک ای بزرگ کے خاندان سے نسبت رکھتا ہے اور بزرگ موصوف نے وہ
 میں سے آج تک سلسلہ پہ سلسلہ تیار نہیں اور ملک ہوتے چلے آئے ہیں اور اسی طرح تاحاں جاری ہے اور وہ

(۱) صحیح الحدیث، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، قبل فصل فی وقف العطلوں، ص ۳۳۱ ط ماحدہ

(۲) ایضا

۳۔ رد المحتار، کتاب مقادیر، باب مقادیر، مطب فی وضع الحریہ و محالاس علی لشور، ۲۰ ۱۴۵۰ م معہ
 (۱) تلم لا فرق من الاشجار فی من ہذا الانسان و من العی و الفطر، حتی جاز لمن الترویل فی لحد و انہ صریحاً
 عن التمسک و لدی فی المقبرہ، و احسنہ، کتاب الوقف، باب الدعی عشر فی الریاضات و المقابر، ۶ ۱۶۹، ماحدہ،

اس سے لئے وہ زمین وقف کی ہے جائز ہے۔ ادا ملی المیت وصار تواما حار الزرع و النساء علیہ (در مختار) مسجد قیہ شدہ یعنی مسجد قدیم کے نیچے یا گودام اگر مسجد کا اسباب وغیرہ رکھنے کے لئے بنایا جائے تو مندرجہ نہیں۔ مگر زمین پر یہ پودے کے لئے بنانا جائز نہیں۔ خواہ وہ گریہ مسجد ہی کے قائمہ ہو۔ مگر تمام مذکورہ مافیہ ذیل اگر محسوس بریں اس میں قبریں بھی وہاں تو وئی مندرجہ نہیں۔ جب۔ قبروں کے اندر اجزائے میت باقی نہ ہونے کا ظن غالب ہو۔ (۴) فقط

مملوکہ قبرستان میں قبریں سیدہ ہو جائیں تو استعمال میں لانا جائز ہے

(سوال) موجب قاعدہ و روح قدسہ ہر قبر کے لئے پچاس بزرگوں کو بعد انتقال اپنی مملوکہ رخصتی میں جو کچھ ہی میں ہے دفن کیا۔ مگر زمین سے ان قبروں پر زر کا میں تمام ہو سیں اور مکان زمین اپنی راضی مشیہ راضی کے استعمال میں نہ لے۔ یعنی مویشی وغیرہ بندہ سوار مکانات کان چنا وغیرہ در یہ استعمال تقریباً عرصہ ساٹھ سو سے ہو رہا ہے۔ دریافت طلب یہ مر ہے کہ ان زمینوں کا استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۱۱۲) قبر کی زمین اگر مملوکہ ہو اور مرے دفن سے ہوتے تمام مرے لئے لیا جائے۔ مگر جسے پہن مٹی ہونے ہوں تو اس زمین کو اپنے استعمال میں۔ اور مستحب۔ ادا ملی لیسب فصار و حار الزرع والبناء علیہ (کذا فی الدوا المختار) (۵)

قبرستان کی جگہ شفا خانہ تعمیر کرنا

(سوال) یا شریعت یا۔ بازت یعنی ہے کہ احاطہ قبرستان اہل اسلام و نعمت کا مسجد نہیں بنایا جائے۔ مگر نے ن غرض سے وہ دیا ہے۔ جب کہ اس میں میت کا دفن کرنا قیہ جس تیس سال سے نہ ہو۔ حالہ مذکورہ فرقہ فقہانی نے بڑے بڑے جہتے آبادی میں آگیا ہوا آبادی کے متصل ہوا آبادی کے باہر ہو نیز قبور نے نشانات بھی بنو رہی ہیں۔

(۱) ایسا کہ آپ نے فقہ پر ہے اس سے صاف ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اس چٹخی کے ذریعہ سے احادیث دی جاتی ہے کہ مٹی پر مسجد بننا و تعمیر جائز ہے۔ مگر اس کے ساتھ ایک معقولہ و مکمل حد و شفا خانہ تعمیر کرنا چاہئے ہیں۔ (۲) شفا خانہ کی تعمیر کے لئے جو زمینیں بنی عمدہ اور موزوں بندہ مری مصارفی صاحب کے نمبر ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ کے واقعہ زمین اور بیرون شدہ مسلمانوں کا قبرستان یاہ کی زمین پر مشتمل ہے۔ (۳) لکھنؤ میں رہا۔ صاحب مسلمانوں کا قبرستان مکمل کرنا چاہئے جس میں صرف اس شرط پر کہ تمام مسلمان صاحب بنو رہا۔

(۱۳۱) دوا مدنی المسد و عذر مرایا حار و روع و بے غیہ در المختار، کتاب الصلاة باب صلاة الجنازہ، ج ۲ صفحہ ۲۳۳، (سید)

(۲) اوصی جمع مسجد لکھنؤ سرداب و لوکان السرداب لمصالح المسجد حار، کما فی مسجد بیت المقدس، کذا فی الحدیث، عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر، ج ۲ صفحہ ۵۵۵، (عاجلیہ)

(۳) دوا مدنی ای بعد تحت المسجد حار مرمة لعمد المسجد و حرقہ لیس لہ ذلک (بحوالہ بالا)، کذا فی شریعہ المسجد، ولا یحرم احد الا حرقہ، ولا ان یجعل مسجداً ولا سکنی کتاب الوقف، مصل فی احکام المسجد، ج ۴، ۳۵۸، (سید)

کے دین پر رضا مند ہو۔ (۳) یہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ قطعہ زمین جو قبرستان میں شامل ہے وہ صرف شفعہ خانہ کا دواں (صحن) کے طور پر کام میں لائی جائے گی اور شفعہ خانہ کی عمرت موجودہ شہ پناہ کے اندر ہوگی۔ قبروں کی بے جرحتی نہیں کی جائے گی۔ مادہ ۱۱۲ میں قبرستان کی زمین مٹی سے ڈھانپ دی جائے گی تاکہ ایک مہذبانہ نگاہ کے قابل ہو جائے۔ چھوٹی سی مسجد جو قبرستان میں واقع ہے وہ ایسی ہی قائم رہنے دی جائے گی۔ بچہ امیر استدعا کی گئی تو خوبصورت، نادیدنی جائے گی جو کہ شفعہ خانہ کے مسلمان اندر پینٹس کے لئے نہایت سہولت بخش عبادت گاہ کا کام دے گی۔ (۵) سری دربار صاحب مجھ سے خواہش کرتے ہیں کہ مسلمان رعایا کو یقین دہانے کے لئے کہ امیر قبرستان کا حصول مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو صدمہ رساں ہو یا اور طرح سے اثر پذیر ہو یا نہ ہو یا نہ ہو جائے تو سری دربار صاحب ہرگز اس کا حاصل کرنا منظور نہ فرمائیں گے۔ لیکن ساتھ ہی اگر مفاد عام کے لئے کہ جس میں دوسروں کے ساتھ مسلمانوں کا فائدہ بھی شامل ہے زمین کو خوشی سے دربار صاحب کو بخش کر دیں گے تو سری دربار صاحب ان کے رویہ کو بہت ہی قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ (۶) سری دربار صاحب اس نخرہ کشین و عملی جامد بھی پسندنا پسند فرمائیں گے جو جب تک کہ مسلمانوں کے پاس اس سے بہتر تجویز پیش کرنے کو نہ ہوتی سری دربار صاحب مہربانی فرما کر مسلمانوں کے لئے ایک عمدہ عمارت بذل اسلول کے لئے شہ کے اندر، عداویں گے۔ دران کے خرابات کو فیضائے ابد لا فرماتے رہیں گے۔ (۷) پھر چاند شہ کا معدودہ دن جانے کا جو سوال ہو گا وہاں تک ٹھیکہ ہو گا۔ (۱) یہ امر ضروری ہے کہ مسلمانوں کی رائے ماہروں کے اختتام تک حاصل ہو جائے۔

(حوا ۱۱۳) قبرستان جو مسلمانوں کے اموات و دفن کرنے کے لئے وقف ہو ہمیشہ قبرستان کے کام میں ہی رہنا لازم ہے کسی اور سے کام میں اس کی حق زمین کو بھی لانا جائز نہیں ہے۔ اور جو زمین کے دفن اموات کے کام میں آجلی ہے اور اس میں قبریں موجود ہیں۔ ان قبروں کا احترام باقی رکھنا لازم ہے۔ اس قبرستان میں دفن کی اجازت تیس تیس سال سے نہیں ہے تو وقف سے جو فائدہ و مقصد اور متصور فائدہ و ثواب حاصل نہیں ہوتا یا نہیں ہو سکتا مگر مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ موجودہ قبور و بے جرحتی سے بچیں اور کسی ایسے کام کی اجازت نہ دیں جس سے قبور کی بے جرحتی ہو۔ سری دربار صاحب کی تحریر میں اس امر کا وعدہ موجود ہے کہ اگر قبرستان کا حصول مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو صدمہ رساں ہو گا تو سری دربار صاحب اس کا حاصل کرنا بے اثر منظور نہ فرمائیں گے۔ اس فقرے سے سری دربار صاحب کی مسلمان رعایا پر دلدارانہ شفقت ظاہر ہوتی ہے۔ شفعہ خانہ کا احسن نام اور معنی لکھا گیا ہے۔ ان کے قبوروں کے اوپر لوگوں کا چھنا پھرنے کا حال ہو گا اور یہ بھی قبروں کی توہین صورت ہے اس لئے یہ صورت تو نہ صرف مسلمانوں کے مذہبی جذبات بلکہ مذہبی احکام کے خلاف ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرستہ امینیہ دہلی

(۱) اصل ہو (نفس الامتہ) ایضا عن المقرئ فی القریۃ (۲) مدرسہ و لم یبق فیہا الزلمونی لا لعظم ولا غیرہ ہل یحور وزعی واستعلا لہا قل لا ولہا حکم لمقرئ کذا فی لمحیط (۳) الفادی الہدیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الزمات ۱/۲، ۲/۱، ۳/۱، ۴/۱، ۵/۱، ۶/۱، ۷/۱، ۸/۱، ۹/۱، ۱۰/۱، ۱۱/۱، ۱۲/۱، ۱۳/۱، ۱۴/۱، ۱۵/۱، ۱۶/۱، ۱۷/۱، ۱۸/۱، ۱۹/۱، ۲۰/۱، ۲۱/۱، ۲۲/۱، ۲۳/۱، ۲۴/۱، ۲۵/۱، ۲۶/۱، ۲۷/۱، ۲۸/۱، ۲۹/۱، ۳۰/۱، ۳۱/۱، ۳۲/۱، ۳۳/۱، ۳۴/۱، ۳۵/۱، ۳۶/۱، ۳۷/۱، ۳۸/۱، ۳۹/۱، ۴۰/۱، ۴۱/۱، ۴۲/۱، ۴۳/۱، ۴۴/۱، ۴۵/۱، ۴۶/۱، ۴۷/۱، ۴۸/۱، ۴۹/۱، ۵۰/۱، ۵۱/۱، ۵۲/۱، ۵۳/۱، ۵۴/۱، ۵۵/۱، ۵۶/۱، ۵۷/۱، ۵۸/۱، ۵۹/۱، ۶۰/۱، ۶۱/۱، ۶۲/۱، ۶۳/۱، ۶۴/۱، ۶۵/۱، ۶۶/۱، ۶۷/۱، ۶۸/۱، ۶۹/۱، ۷۰/۱، ۷۱/۱، ۷۲/۱، ۷۳/۱، ۷۴/۱، ۷۵/۱، ۷۶/۱، ۷۷/۱، ۷۸/۱، ۷۹/۱، ۸۰/۱، ۸۱/۱، ۸۲/۱، ۸۳/۱، ۸۴/۱، ۸۵/۱، ۸۶/۱، ۸۷/۱، ۸۸/۱، ۸۹/۱، ۹۰/۱، ۹۱/۱، ۹۲/۱، ۹۳/۱، ۹۴/۱، ۹۵/۱، ۹۶/۱، ۹۷/۱، ۹۸/۱، ۹۹/۱، ۱۰۰/۱، ۱۰۱/۱، ۱۰۲/۱، ۱۰۳/۱، ۱۰۴/۱، ۱۰۵/۱، ۱۰۶/۱، ۱۰۷/۱، ۱۰۸/۱، ۱۰۹/۱، ۱۱۰/۱، ۱۱۱/۱، ۱۱۲/۱، ۱۱۳/۱، ۱۱۴/۱، ۱۱۵/۱، ۱۱۶/۱، ۱۱۷/۱، ۱۱۸/۱، ۱۱۹/۱، ۱۲۰/۱، ۱۲۱/۱، ۱۲۲/۱، ۱۲۳/۱، ۱۲۴/۱، ۱۲۵/۱، ۱۲۶/۱، ۱۲۷/۱، ۱۲۸/۱، ۱۲۹/۱، ۱۳۰/۱، ۱۳۱/۱، ۱۳۲/۱، ۱۳۳/۱، ۱۳۴/۱، ۱۳۵/۱، ۱۳۶/۱، ۱۳۷/۱، ۱۳۸/۱، ۱۳۹/۱، ۱۴۰/۱، ۱۴۱/۱، ۱۴۲/۱، ۱۴۳/۱، ۱۴۴/۱، ۱۴۵/۱، ۱۴۶/۱، ۱۴۷/۱، ۱۴۸/۱، ۱۴۹/۱، ۱۵۰/۱، ۱۵۱/۱، ۱۵۲/۱، ۱۵۳/۱، ۱۵۴/۱، ۱۵۵/۱، ۱۵۶/۱، ۱۵۷/۱، ۱۵۸/۱، ۱۵۹/۱، ۱۶۰/۱، ۱۶۱/۱، ۱۶۲/۱، ۱۶۳/۱، ۱۶۴/۱، ۱۶۵/۱، ۱۶۶/۱، ۱۶۷/۱، ۱۶۸/۱، ۱۶۹/۱، ۱۷۰/۱، ۱۷۱/۱، ۱۷۲/۱، ۱۷۳/۱، ۱۷۴/۱، ۱۷۵/۱، ۱۷۶/۱، ۱۷۷/۱، ۱۷۸/۱، ۱۷۹/۱، ۱۸۰/۱، ۱۸۱/۱، ۱۸۲/۱، ۱۸۳/۱، ۱۸۴/۱، ۱۸۵/۱، ۱۸۶/۱، ۱۸۷/۱، ۱۸۸/۱، ۱۸۹/۱، ۱۹۰/۱، ۱۹۱/۱، ۱۹۲/۱، ۱۹۳/۱، ۱۹۴/۱، ۱۹۵/۱، ۱۹۶/۱، ۱۹۷/۱، ۱۹۸/۱، ۱۹۹/۱، ۲۰۰/۱، ۲۰۱/۱، ۲۰۲/۱، ۲۰۳/۱، ۲۰۴/۱، ۲۰۵/۱، ۲۰۶/۱، ۲۰۷/۱، ۲۰۸/۱، ۲۰۹/۱، ۲۱۰/۱، ۲۱۱/۱، ۲۱۲/۱، ۲۱۳/۱، ۲۱۴/۱، ۲۱۵/۱، ۲۱۶/۱، ۲۱۷/۱، ۲۱۸/۱، ۲۱۹/۱، ۲۲۰/۱، ۲۲۱/۱، ۲۲۲/۱، ۲۲۳/۱، ۲۲۴/۱، ۲۲۵/۱، ۲۲۶/۱، ۲۲۷/۱، ۲۲۸/۱، ۲۲۹/۱، ۲۳۰/۱، ۲۳۱/۱، ۲۳۲/۱، ۲۳۳/۱، ۲۳۴/۱، ۲۳۵/۱، ۲۳۶/۱، ۲۳۷/۱، ۲۳۸/۱، ۲۳۹/۱، ۲۴۰/۱، ۲۴۱/۱، ۲۴۲/۱، ۲۴۳/۱، ۲۴۴/۱، ۲۴۵/۱، ۲۴۶/۱، ۲۴۷/۱، ۲۴۸/۱، ۲۴۹/۱، ۲۵۰/۱، ۲۵۱/۱، ۲۵۲/۱، ۲۵۳/۱، ۲۵۴/۱، ۲۵۵/۱، ۲۵۶/۱، ۲۵۷/۱، ۲۵۸/۱، ۲۵۹/۱، ۲۶۰/۱، ۲۶۱/۱، ۲۶۲/۱، ۲۶۳/۱، ۲۶۴/۱، ۲۶۵/۱، ۲۶۶/۱، ۲۶۷/۱، ۲۶۸/۱، ۲۶۹/۱، ۲۷۰/۱، ۲۷۱/۱، ۲۷۲/۱، ۲۷۳/۱، ۲۷۴/۱، ۲۷۵/۱، ۲۷۶/۱، ۲۷۷/۱، ۲۷۸/۱، ۲۷۹/۱، ۲۸۰/۱، ۲۸۱/۱، ۲۸۲/۱، ۲۸۳/۱، ۲۸۴/۱، ۲۸۵/۱، ۲۸۶/۱، ۲۸۷/۱، ۲۸۸/۱، ۲۸۹/۱، ۲۹۰/۱، ۲۹۱/۱، ۲۹۲/۱، ۲۹۳/۱، ۲۹۴/۱، ۲۹۵/۱، ۲۹۶/۱، ۲۹۷/۱، ۲۹۸/۱، ۲۹۹/۱، ۳۰۰/۱، ۳۰۱/۱، ۳۰۲/۱، ۳۰۳/۱، ۳۰۴/۱، ۳۰۵/۱، ۳۰۶/۱، ۳۰۷/۱، ۳۰۸/۱، ۳۰۹/۱، ۳۱۰/۱، ۳۱۱/۱، ۳۱۲/۱، ۳۱۳/۱، ۳۱۴/۱، ۳۱۵/۱، ۳۱۶/۱، ۳۱۷/۱، ۳۱۸/۱، ۳۱۹/۱، ۳۲۰/۱، ۳۲۱/۱، ۳۲۲/۱، ۳۲۳/۱، ۳۲۴/۱، ۳۲۵/۱، ۳۲۶/۱، ۳۲۷/۱، ۳۲۸/۱، ۳۲۹/۱، ۳۳۰/۱، ۳۳۱/۱، ۳۳۲/۱، ۳۳۳/۱، ۳۳۴/۱، ۳۳۵/۱، ۳۳۶/۱، ۳۳۷/۱، ۳۳۸/۱، ۳۳۹/۱، ۳۴۰/۱، ۳۴۱/۱، ۳۴۲/۱، ۳۴۳/۱، ۳۴۴/۱، ۳۴۵/۱، ۳۴۶/۱، ۳۴۷/۱، ۳۴۸/۱، ۳۴۹/۱، ۳۵۰/۱، ۳۵۱/۱، ۳۵۲/۱، ۳۵۳/۱، ۳۵۴/۱، ۳۵۵/۱، ۳۵۶/۱، ۳۵۷/۱، ۳۵۸/۱، ۳۵۹/۱، ۳۶۰/۱، ۳۶۱/۱، ۳۶۲/۱، ۳۶۳/۱، ۳۶۴/۱، ۳۶۵/۱، ۳۶۶/۱، ۳۶۷/۱، ۳۶۸/۱، ۳۶۹/۱، ۳۷۰/۱، ۳۷۱/۱، ۳۷۲/۱، ۳۷۳/۱، ۳۷۴/۱، ۳۷۵/۱، ۳۷۶/۱، ۳۷۷/۱، ۳۷۸/۱، ۳۷۹/۱، ۳۸۰/۱، ۳۸۱/۱، ۳۸۲/۱، ۳۸۳/۱، ۳۸۴/۱، ۳۸۵/۱، ۳۸۶/۱، ۳۸۷/۱، ۳۸۸/۱، ۳۸۹/۱، ۳۹۰/۱، ۳۹۱/۱، ۳۹۲/۱، ۳۹۳/۱، ۳۹۴/۱، ۳۹۵/۱، ۳۹۶/۱، ۳۹۷/۱، ۳۹۸/۱، ۳۹۹/۱، ۴۰۰/۱، ۴۰۱/۱، ۴۰۲/۱، ۴۰۳/۱، ۴۰۴/۱، ۴۰۵/۱، ۴۰۶/۱، ۴۰۷/۱، ۴۰۸/۱، ۴۰۹/۱، ۴۱۰/۱، ۴۱۱/۱، ۴۱۲/۱، ۴۱۳/۱، ۴۱۴/۱، ۴۱۵/۱، ۴۱۶/۱، ۴۱۷/۱، ۴۱۸/۱، ۴۱۹/۱، ۴۲۰/۱، ۴۲۱/۱، ۴۲۲/۱، ۴۲۳/۱، ۴۲۴/۱، ۴۲۵/۱، ۴۲۶/۱، ۴۲۷/۱، ۴۲۸/۱، ۴۲۹/۱، ۴۳۰/۱، ۴۳۱/۱، ۴۳۲/۱، ۴۳۳/۱، ۴۳۴/۱، ۴۳۵/۱، ۴۳۶/۱، ۴۳۷/۱، ۴۳۸/۱، ۴۳۹/۱، ۴۴۰/۱، ۴۴۱/۱، ۴۴۲/۱، ۴۴۳/۱، ۴۴۴/۱، ۴۴۵/۱، ۴۴۶/۱، ۴۴۷/۱، ۴۴۸/۱، ۴۴۹/۱، ۴۵۰/۱، ۴۵۱/۱، ۴۵۲/۱، ۴۵۳/۱، ۴۵۴/۱، ۴۵۵/۱، ۴۵۶/۱، ۴۵۷/۱، ۴۵۸/۱، ۴۵۹/۱، ۴۶۰/۱، ۴۶۱/۱، ۴۶۲/۱، ۴۶۳/۱، ۴۶۴/۱، ۴۶۵/۱، ۴۶۶/۱، ۴۶۷/۱، ۴۶۸/۱، ۴۶۹/۱، ۴۷۰/۱، ۴۷۱/۱، ۴۷۲/۱، ۴۷۳/۱، ۴۷۴/۱، ۴۷۵/۱، ۴۷۶/۱، ۴۷۷/۱، ۴۷۸/۱، ۴۷۹/۱، ۴۸۰/۱، ۴۸۱/۱، ۴۸۲/۱، ۴۸۳/۱، ۴۸۴/۱، ۴۸۵/۱، ۴۸۶/۱، ۴۸۷/۱، ۴۸۸/۱، ۴۸۹/۱، ۴۹۰/۱، ۴۹۱/۱، ۴۹۲/۱، ۴۹۳/۱، ۴۹۴/۱، ۴۹۵/۱، ۴۹۶/۱، ۴۹۷/۱، ۴۹۸/۱، ۴۹۹/۱، ۵۰۰/۱، ۵۰۱/۱، ۵۰۲/۱، ۵۰۳/۱، ۵۰۴/۱، ۵۰۵/۱، ۵۰۶/۱، ۵۰۷/۱، ۵۰۸/۱، ۵۰۹/۱، ۵۱۰/۱، ۵۱۱/۱، ۵۱۲/۱، ۵۱۳/۱، ۵۱۴/۱، ۵۱۵/۱، ۵۱۶/۱، ۵۱۷/۱، ۵۱۸/۱، ۵۱۹/۱، ۵۲۰/۱، ۵۲۱/۱، ۵۲۲/۱، ۵۲۳/۱، ۵۲۴/۱، ۵۲۵/۱، ۵۲۶/۱، ۵۲۷/۱، ۵۲۸/۱، ۵۲۹/۱، ۵۳۰/۱، ۵۳۱/۱، ۵۳۲/۱، ۵۳۳/۱، ۵۳۴/۱، ۵۳۵/۱، ۵۳۶/۱، ۵۳۷/۱، ۵۳۸/۱، ۵۳۹/۱، ۵۴۰/۱، ۵۴۱/۱، ۵۴۲/۱، ۵۴۳/۱، ۵۴۴/۱، ۵۴۵/۱، ۵۴۶/۱، ۵۴۷/۱، ۵۴۸/۱، ۵۴۹/۱، ۵۵۰/۱، ۵۵۱/۱، ۵۵۲/۱، ۵۵۳/۱، ۵۵۴/۱، ۵۵۵/۱، ۵۵۶/۱، ۵۵۷/۱، ۵۵۸/۱، ۵۵۹/۱، ۵۶۰/۱، ۵۶۱/۱، ۵۶۲/۱، ۵۶۳/۱، ۵۶۴/۱، ۵۶۵/۱، ۵۶۶/۱، ۵۶۷/۱، ۵۶۸/۱، ۵۶۹/۱، ۵۷۰/۱، ۵۷۱/۱، ۵۷۲/۱، ۵۷۳/۱، ۵۷۴/۱، ۵۷۵/۱، ۵۷۶/۱، ۵۷۷/۱، ۵۷۸/۱، ۵۷۹/۱، ۵۸۰/۱، ۵۸۱/۱، ۵۸۲/۱، ۵۸۳/۱، ۵۸۴/۱، ۵۸۵/۱، ۵۸۶/۱، ۵۸۷/۱، ۵۸۸/۱، ۵۸۹/۱، ۵۹۰/۱، ۵۹۱/۱، ۵۹۲/۱، ۵۹۳/۱، ۵۹۴/۱، ۵۹۵/۱، ۵۹۶/۱، ۵۹۷/۱، ۵۹۸/۱، ۵۹۹/۱، ۶۰۰/۱، ۶۰۱/۱، ۶۰۲/۱، ۶۰۳/۱، ۶۰۴/۱، ۶۰۵/۱، ۶۰۶/۱، ۶۰۷/۱، ۶۰۸/۱، ۶۰۹/۱، ۶۱۰/۱، ۶۱۱/۱، ۶۱۲/۱، ۶۱۳/۱، ۶۱۴/۱، ۶۱۵/۱، ۶۱۶/۱، ۶۱۷/۱، ۶۱۸/۱، ۶۱۹/۱، ۶۲۰/۱، ۶۲۱/۱، ۶۲۲/۱، ۶۲۳/۱، ۶۲۴/۱، ۶۲۵/۱، ۶۲۶/۱، ۶۲۷/۱، ۶۲۸/۱، ۶۲۹/۱، ۶۳۰/۱، ۶۳۱/۱، ۶۳۲/۱، ۶۳۳/۱، ۶۳۴/۱، ۶۳۵/۱، ۶۳۶/۱، ۶۳۷/۱، ۶۳۸/۱، ۶۳۹/۱، ۶۴۰/۱، ۶۴۱/۱، ۶۴۲/۱، ۶۴۳/۱، ۶۴۴/۱، ۶۴۵/۱، ۶۴۶/۱، ۶۴۷/۱، ۶۴۸/۱، ۶۴۹/۱، ۶۵۰/۱، ۶۵۱/۱، ۶۵۲/۱، ۶۵۳/۱، ۶۵۴/۱، ۶۵۵/۱، ۶۵۶/۱، ۶۵۷/۱، ۶۵۸/۱، ۶۵۹/۱، ۶۶۰/۱، ۶۶۱/۱، ۶۶۲/۱، ۶۶۳/۱، ۶۶۴/۱، ۶۶۵/۱، ۶۶۶/۱، ۶۶۷/۱، ۶۶۸/۱، ۶۶۹/۱، ۶۷۰/۱، ۶۷۱/۱، ۶۷۲/۱، ۶۷۳/۱، ۶۷۴/۱، ۶۷۵/۱، ۶۷۶/۱، ۶۷۷/۱، ۶۷۸/۱، ۶۷۹/۱، ۶۸۰/۱، ۶۸۱/۱، ۶۸۲/۱، ۶۸۳/۱، ۶۸۴/۱، ۶۸۵/۱، ۶۸۶/۱، ۶۸۷/۱، ۶۸۸/۱، ۶۸۹/۱، ۶۹۰/۱، ۶۹۱/۱، ۶۹۲/۱، ۶۹۳/۱، ۶۹۴/۱، ۶۹۵/۱، ۶۹۶/۱، ۶۹۷/۱، ۶۹۸/۱، ۶۹۹/۱، ۷۰۰/۱، ۷۰۱/۱، ۷۰۲/۱، ۷۰۳/۱، ۷۰۴/۱، ۷۰۵/۱، ۷۰۶/۱، ۷۰۷/۱، ۷۰۸/۱، ۷۰۹/۱، ۷۱۰/۱، ۷۱۱/۱، ۷۱۲/۱، ۷۱۳/۱، ۷۱۴/۱، ۷۱۵/۱، ۷۱۶/۱، ۷۱۷/۱، ۷۱۸/۱، ۷۱۹/۱، ۷۲۰/۱، ۷۲۱/۱، ۷۲۲/۱، ۷۲۳/۱، ۷۲۴/۱، ۷۲۵/۱، ۷۲۶/۱، ۷۲۷/۱، ۷۲۸/۱، ۷۲۹/۱، ۷۳۰/۱، ۷۳۱/۱، ۷۳۲/۱، ۷۳۳/۱، ۷۳۴/۱، ۷۳۵/۱، ۷۳۶/۱، ۷۳۷/۱، ۷۳۸/۱، ۷۳۹/۱، ۷۴۰/۱، ۷۴۱/۱، ۷۴۲/۱، ۷۴۳/۱، ۷۴۴/۱، ۷۴۵/۱، ۷۴۶/۱، ۷۴۷/۱، ۷۴۸/۱، ۷۴۹/۱، ۷۵۰/۱، ۷۵۱/۱، ۷۵۲/۱، ۷۵۳/۱، ۷۵۴/۱، ۷۵۵/۱، ۷۵۶/۱، ۷۵۷/۱، ۷۵۸/۱، ۷۵۹/۱، ۷۶۰/۱، ۷۶۱/۱، ۷۶۲/۱، ۷۶۳/۱، ۷۶۴/۱، ۷۶۵/۱، ۷۶۶/۱، ۷۶۷/۱، ۷۶۸/۱، ۷۶۹/۱، ۷۷۰/۱، ۷۷۱/۱، ۷۷۲/۱، ۷۷۳/۱، ۷۷۴/۱، ۷۷۵/۱، ۷۷۶/۱، ۷۷۷/۱، ۷۷۸/۱، ۷۷۹/۱، ۷۸۰/۱، ۷۸۱/۱، ۷۸۲/۱، ۷۸۳/۱، ۷۸۴/۱، ۷۸۵/۱، ۷۸۶/۱، ۷۸۷/۱، ۷۸۸/۱، ۷۸۹/۱، ۷۹۰/۱، ۷۹۱/۱، ۷۹۲/۱، ۷۹۳/۱، ۷۹۴/۱، ۷۹۵/۱، ۷۹۶/۱، ۷۹۷/۱، ۷۹۸/۱، ۷۹۹/۱، ۸۰۰/۱، ۸۰۱/۱، ۸۰۲/۱، ۸۰۳/۱، ۸۰۴/۱، ۸۰۵/۱، ۸۰۶/۱، ۸۰۷/۱، ۸۰۸/۱، ۸۰۹/۱، ۸۱۰/۱، ۸۱۱/۱، ۸۱۲/۱، ۸۱۳/۱، ۸۱۴/۱، ۸۱۵/۱، ۸۱۶/۱، ۸۱۷/۱، ۸۱۸/۱، ۸۱۹/۱، ۸۲۰/۱، ۸۲۱/۱، ۸۲۲/۱، ۸۲۳/۱، ۸۲۴/۱، ۸۲۵/۱، ۸۲۶/۱، ۸۲۷/۱، ۸۲۸/۱، ۸۲۹/۱، ۸۳۰/۱، ۸۳۱/۱، ۸۳۲/۱، ۸۳۳/۱، ۸۳۴/۱، ۸۳۵/۱، ۸۳۶/۱، ۸۳۷/۱، ۸۳۸/۱، ۸۳۹/۱، ۸۴۰/۱، ۸۴۱/۱، ۸۴۲/۱، ۸۴۳/۱، ۸۴۴/۱، ۸۴۵/۱، ۸۴۶/۱، ۸۴۷/۱، ۸۴۸/۱، ۸۴۹/۱، ۸۵۰/۱، ۸۵۱/۱، ۸۵۲/۱، ۸۵۳/۱، ۸۵۴/۱، ۸۵۵/۱، ۸۵۶/۱، ۸۵۷/۱، ۸۵۸/۱، ۸۵۹/۱، ۸۶۰/۱، ۸۶۱/۱، ۸۶۲/۱، ۸۶۳/۱، ۸۶۴/۱، ۸۶۵/۱، ۸۶۶/۱، ۸۶۷/۱، ۸۶۸/۱، ۸۶۹/۱، ۸۷۰/۱، ۸۷۱/۱، ۸۷۲/۱، ۸۷۳/۱، ۸۷۴/۱، ۸۷۵/۱، ۸۷۶/۱، ۸۷۷/۱، ۸۷۸/۱، ۸۷۹/۱، ۸۸۰/۱، ۸۸۱/۱، ۸۸۲/۱، ۸۸۳/۱، ۸۸۴/۱، ۸۸۵/۱، ۸۸۶/۱، ۸۸۷/۱، ۸۸۸/۱، ۸۸۹/۱، ۸۹۰/۱، ۸۹۱/۱، ۸۹۲/۱، ۸۹۳/۱، ۸۹۴/۱، ۸۹۵/۱، ۸۹۶/۱، ۸۹۷/۱، ۸۹۸/۱، ۸۹۹/۱، ۹۰۰/۱، ۹۰۱/۱، ۹۰۲/۱، ۹۰۳/۱، ۹۰۴/۱، ۹۰۵/۱، ۹۰۶/۱، ۹۰۷/۱، ۹۰۸/۱، ۹۰۹/۱، ۹۱۰/۱، ۹۱۱/۱، ۹۱۲/۱، ۹۱۳/۱، ۹۱۴/۱، ۹۱۵/۱، ۹۱۶/۱، ۹۱۷/۱، ۹۱۸/۱، ۹۱۹/۱، ۹۲۰/۱، ۹۲۱/۱، ۹۲۲/۱، ۹۲۳/۱، ۹۲۴/۱، ۹۲۵/۱، ۹۲۶/۱، ۹۲۷/۱، ۹۲۸/۱، ۹۲۹/۱، ۹۳۰/۱، ۹۳۱/۱، ۹۳۲/۱، ۹۳۳/۱، ۹۳۴/۱، ۹۳۵/۱، ۹۳۶/۱، ۹۳۷/۱، ۹۳۸/۱، ۹۳۹/۱، ۹۴۰/۱، ۹۴۱/۱، ۹۴۲/۱، ۹۴۳/۱، ۹۴۴/۱، ۹۴۵/۱، ۹۴۶/۱، ۹۴۷/۱، ۹۴۸/۱، ۹۴۹/۱، ۹۵۰/۱، ۹۵۱/۱، ۹۵۲/۱، ۹۵۳/۱، ۹۵۴/۱، ۹۵۵/۱، ۹۵۶/۱، ۹۵۷/۱، ۹۵۸/۱، ۹۵۹/۱، ۹۶۰/۱، ۹۶۱/۱، ۹۶۲/۱، ۹۶۳/۱، ۹۶۴/۱، ۹۶۵/۱، ۹۶۶/۱، ۹۶۷/۱، ۹۶۸/۱، ۹۶۹/۱، ۹۷۰/۱، ۹۷۱/۱، ۹۷۲/۱، ۹۷۳/۱، ۹۷۴/۱، ۹۷۵/۱، ۹۷۶/۱، ۹۷۷/۱، ۹۷۸/۱، ۹۷۹/۱، ۹۸۰/۱، ۹۸۱/۱، ۹۸۲/۱، ۹۸۳/۱، ۹۸۴/۱، ۹۸۵/۱، ۹۸۶/۱، ۹۸۷/۱، ۹۸۸/۱، ۹۸۹/۱، ۹۹۰/۱، ۹۹۱/۱، ۹۹۲/۱، ۹۹۳/۱، ۹۹۴/۱، ۹۹۵/۱، ۹۹۶/۱، ۹۹۷/۱، ۹۹۸/۱، ۹۹۹/۱، ۱۰۰۰/۱، ۱۰۰۱/۱، ۱۰۰۲/۱، ۱۰۰۳/۱، ۱۰۰۴/۱، ۱۰۰۵/۱، ۱۰۰۶/۱، ۱۰۰۷/۱، ۱۰۰۸/۱، ۱۰۰۹/۱، ۱۰۱۰/۱، ۱۰۱۱/۱، ۱۰۱۲/۱، ۱۰۱۳/۱، ۱۰۱۴/۱، ۱۰۱۵/۱، ۱۰۱۶/۱، ۱۰۱۷/۱، ۱۰۱۸/۱، ۱۰۱۹/۱، ۱۰۲۰/۱، ۱۰۲۱/۱، ۱۰۲۲/۱، ۱۰۲۳/۱، ۱۰۲۴/۱، ۱۰۲۵/۱، ۱۰۲۶/۱، ۱۰۲۷

مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہوگا

(سوال) ایک گاؤں میں ایک قبرستان ہے جس میں متعدد قبور شہریتی زندگی میں تھے ایک شہریتی مسجد مندرجہ ہے اور ایک مقبرہ بھی مندرجہ ہے۔ اس مسجد اور مقبرہ کے اطراف میں قبرستان ہے جس میں کئی لوگوں سے مسلمان ہو کر دفن کرتے ہیں۔ پہلے اس کا احاطہ نہ تھا لیکن چند روز سے اس کے اطراف احاطہ کر دیا گیا ہے۔ اس گاؤں کے بندوؤں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس قبرستان کا چند حصہ چار آب اور بندوؤں اس میں مرے دفن کر دیں گے۔ یہ دعویٰ جناب گھنٹہ صاحب کے روزرو پیش کیا گیا۔ صاحب مذکور نے یہ حکم نافذ کیا کہ آئندہ بندوؤں کو مسلمانوں میں سے مرے دفن کریں۔ قبرستان کا احاطہ کر لوینے کا حکم بھی گھنٹہ صاحب نے دیا ہے۔

المستشفى، ص ۲۷۷، حکیم یوسف (مغربی زندگی) ۲۳ محرم ۱۳۵۳ھ تا ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۶۴) مرصداً ان کا قبر تان میٹھتے انہیں کی اموات کے وطن کے لئے مخصوص تھا اور یہ اس میں اپنے مردے دفن کرتے تھے تو ان میں امر کا ثبوت پیش کرنے اپنا حق ثابت کرنا چاہتے۔ اور اس سلسلہ و مقصود کرنا چاہتے کہ بندہ بھی اپنے مردے اس میں دفن کریں۔ اور اگر بندہ اس کی اجازت نہ دے تو وہ صاحب نے دی ہے بہر حال جبراً قائم رکھی جائے تو مسلمانوں کو ان کی جگہ سے باہر کر دینا چاہئے اور اپنی جگہ کو احاطہ کے اندر محدود کر میں تاکہ حید و حید و مردے دفن نہ ہوں اور ان سے ان کو اپنے کا خیمہ یا دیار یا پستان کو صاف کر کے اپنا حق ثابت کر کے اوصاف حاصل کریں۔ محمد غنی علیہ السلام

قبرستان میں درخت کا ناور ان کے پھولوں کا حکم

(سوال) مسلمانوں کے قبرستان کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے قبرستان میں کمر شمر اور درخت لگانے یا میں دوسری شئی حیثیت لیا ہوگی۔ ان ائمہ کی فروخت جائز ہے یا نہیں؟ اسے قیثا خرید کر استعمال کیا جاتا ہے یا نہیں۔ شمر اور درختوں کے لگانے میں مولوں صرف کثیر بھی ہو گا اور ایک مدت بعد اس سے آمدنی کی صورت پیدا ہو سکے گی۔

المستفتی: نمبر ۳۷۶ تحریر فی محفل اسلام (ضلع سورت)۔ اربع اشانی ۳۵۳ھ ۲۳ جون ۲۰۲۲ء۔

(جواب ۱۱۵) قبروں میں غارتگری کا یہ طریقہ ہے کہ اصل غرض یعنی وقف و امن و امان میں نقصان نہ آئے۔ پھر جب قبروں کے پتوں کی نیچ پر مٹی اور پتھروں کی قیست قبرستان کے کام میں لائی جائے۔

(١) لا يسرد في صحة **الزكري** باب سب لا في دعوى العن كسافي الحاروية لا است ايدي لعقد لا است.
شدة الطائر كتاب تخت. ولسدد ٣ ٣٧٧. ٣٧٧ ط إدارة الخزان. كرجسي. وفي شاميه سالاوف لي
تدود مره ولسدد شقودها د سرج هيف ليد ولسدد ليل سوع في دوس القصد ليل سعب سرج ب
من اليب ح حاكم ليد د سمد كتاب لوفت مصب في لوفت ادا مقصع سوت ٤ ٤٤٧ ط سمد
(٢) يسور للمصاعر عس لا سحر و نكرود في الاراضي الموقوفة ادا لمصر بالا رضي ارد ليجار - كتاب د سرج
٤٤٧ ط سمد

(١٣) مقدره عليها اشعار غصيده. فهذا على وحيد في نفس الناس الحكم في ذلك الى الناس بـ ي بعد
وصرف ميمها الى عمدة مقدره فله ذلك كذا في الوعاب محاسبة ولعمري كذا في الوعاب. رب ليس محس
مطلب الكلام على الاشعار في المقرة ٤٧٣/٢ ٤٧٤ ط. ماحدة

مقتلہ کا میں میں قبروں کا روند اجنا پال بہانہ پایا جا۔ اور نقول کے ان کے میں قبر تین کا روپیہ خرین کرنا
جب کہ اس سے تجربہ کی بنا پر نفیس کی امید ہے چاڑھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ

قبرستان میں ایذا مکان تعمیر کرنا

(سوال) اگر کوئی مسلمان قبرستان کی زمین سے جہاں پر قبروں کے نشانات موجود ہوں ان کو مٹا کر اس زمین پر اپنی رہائش کا مکان بنسے اور پتھر لگا دے، قیصر کرے یا بیٹا بخشے، کچرہ ڈالے، جاسکتا ہے اور یا یہ موبوی وجوہات سے ان حرکات سے سدباب کرنے کے ان کی حمایت کرتا ہو حق بجانب تصور کیا جاسکتا ہے اور یہ موبوی کی نسبت شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

المسئلی نمبر ۲۴۷۔ امام محمد صاحب (کراچی) ۲۵ شعبان ۱۳۵۳ھ ۴ ص ۱۹۳۲ء
(جواب ۱۶۶) قبر میں زمین الموقوف کے لئے وقف ہو تو اس کو اپنے مکان کے طور پر استعمال کرنا جائز
نہیں ہے اور اسی طرح اس میں سے قبروں کے نشانات کو مٹا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر زمین وقف نہ ہو بلکہ
حق میں ہو کہ ہو اور اس حق مجازت کے بغیر کسی نے دفن کر دیا ہو یا مجازت سے یہ ہو مگر مالک نے زمین وقف نہ
کی ہو تو ان صورتوں میں جب کہ ظن غالب ہو جائے کہ میت حق میں ہوئی ہوگی۔ یا مالک زمین پر مکان
ناجائز ہے۔ اور پہلی صورت میں جب کہ بلا مجازت دفن کیا ہو اس دفعہ حق بھی ضرورت نہیں ہے۔
۱۔ ہر حال سوال مجمل ہے اور جواب بھی مختلف صورتوں کے حوالے سے مختلف ہے۔ وقت قبر تانے کی
اس پر یہاں تصدیق دو سوال میں مذکور ہے کہ حرام ہے اور مقہوف امام صاحب فاسق ہے۔

(أ) عن أبي مرزوق العوفي عن أبي إسحق السامري عن أبي عبد الله عليه السلام لا تحسبوا علي القنور ولا تصيروا بيتا رزقا لمرمدي أبو سعيد محمد
صلى الله عليه وآله ٢٠٣ (ع: سعيد)

(٢) وما يحل لميتولي لأب فمما يريد الوقف به خير، زد المحترق، كذا الوقف، عطف بما يحل لميتولي الأول فيما يزيد به الوقف خيراً، ١: ٤٥٤، سعيد.

(٣) سورة الحديد: هي ساج لاها المجدد لا يتفاج بها^{٢٢} قل هو الله لا فاصي عما يرحم الله، كذب الوافق،
تصا في المقار، ج: ٣، ص ٣١٤، ما حذبه

[illegible][illegible][illegible]

کسی کی مملوک زمین میں بلا اجازت مسجد بنانا

(سوال) میں نور محمد عرف مدنی شاہ مسافرانہ حالت میں اور میں آپ تھے۔ ان کے دفن کے ساتھ دکنیا معینہ اپنے قبرستان میں خاصاً اہل اجازت دے دی تھی۔ اس کے بعد مدنی شاہ کے مریدوں نے قبر پر گنبد بنانے کی اجازت پائی۔ مسعودیہ معینہ نے اس شرط پر اجازت دی کہ مشرق و مغرب میں کبھی جس وقت اور ثواب و ثواب میں چوڑی جس وقت سے زیادہ زمین نہ دہائی جائے۔ قبرستان کا دروازہ اس پر گنبد بنانے کا معاہدہ قرار دیا۔ حسین ضیفہ مدنی شاہ سے یہ اتفاق جو مورخہ یکم جولائی ۱۸۹۹ء باضابطہ رجسٹری شدہ ہے۔ معاہدہ کے خلاف جس قدر محکمات حسین شاہ ضیفہ نے حسین نے اسے وہ سب مسترد ہو چکے ہیں جن میں اس کا نام اور اصل معاہدہ موجود ہے جن میں نقیضات۔۔۔ لکھنؤ میں خیراب عبدالرحیم مرید مدنی شاہ متعلق ہے۔ یہ زمین پچاس سال سے میرے قبضہ میں ہے حالانکہ تیسری تبدیلی کی اجازت یکم جولائی ۱۸۹۹ء کو دی تھی جس و ۳۶ سال بھی نہیں ہے۔۔۔ زمین ہائے کے دے بخیر رہا ہے۔ بند ریافت طلب ہے۔ یہ مسئلہ فیصلہ معاہدہ کے تحت ہے۔۔۔ عبدالرحیم عرف ذکر شدہ وہاں وہ گنبد کے دوسری زمین میں، جس کے حق میں یہ نہیں اور اس غصب کی ہوئی زمین پر نماز غیرہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب ۳۳۸- میر عبد القیوم معینہ (اور) ۳۳۸: ۱۸۹۹ء ۳۳۵: ۱۸۹۹ء ۳۳۵: ۱۸۹۹ء (حوالہ ۱۱۷) قبرستان جب کہ مسعودیہ نجیب شاہ کا منصوص خاندانی قبرستان اور معینی زمین سے اور مدنی شاہ کے دفن کی اجازت دینی اور گنبد بنانے کے وقت اقرار نامہ لکھانے کا ثبوت موجود ہے تو موجودہ گنبد اور دعویٰ ناقابل حجت ہے اور اس زمین میں غیر اجازت ورثہ نجیب النسا کی تلافی کا کلیہ اور اختیار نہیں ہے۔ اور اس میں مسجد بغیر اجازت ورثہ نجیب النسا کی جاتی ہے۔ اور اگر زبردستی بنائی جائے تو وہ مسجد شرعی نہ بنے بلکہ مضروب زمین کی طرح اس میں نماز مکروہ ہوگی۔ ہذا لکھ غلام (۳۱) محمد کفایت اللہ کان اندلہ۔

قبرستان کی زمین کسی دوسری ضرورت کے لئے استعمال کرنا

(سوال) ایک تاجر جس کے چاروں پشتوں پر لوگ قدیم الایام سے مردے دفن کرتے آئے ہیں اس تاجر کو حقیق کر کے غرض سے کھدوا کر مٹی اور پانی قبروں پر مٹی ڈال کر پشتوں سمیت راز کر کے لوٹا کر دیا گیا ہے۔ اب اس تاجر کے پشتوں کے اوپر تھیں مٹی نہیں لیا گیا ہے۔ دفن اموات کے لئے تاجر سے متعلق دوسری وسیع جگہ لوگوں کو دی گئی ہے۔ اس تاجر کے چاروں پشتوں پر مٹی اور پانی قبروں پر حقیقت یہ ہے یا نہیں؟

(۲۰۱) مسئلہ (۱) منس الامامہ عن المصنف فی لغوی د العربیہ اهل بحور درغیہ و مسند لاندہ اهل لا ریحہ
کتاب الوقف ۴۷۰/۲، ۴۷۱ (۴۷۱)

(۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

۱۰۔ دوسرے قبرستان میں دفن ہیں۔ بحر معترض ہے کہ زید جس مقام پر دفن ہے وہ مقام میں نے اپنے لئے مخصوص کر دیا ہے زید کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر۔

المستفتی نمبر ۸۴۷ جناب محمد عبدالحزیز شریف (چامراج نگر گلور) ۱۲:۱۱ ایچ ۵۳۳۱۳

۲۶ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۰) قبرستان اروقہ میں ہو اور اس میں کوئی شخص اپنے واسطے قبر محدود نہ مقرر ہو۔ دوسری کوئی شخص اس میں اپنی میت کو دفن کر دے تو اس صورت میں بھی دفن کرنے والے کو صرف قبر خود کی اجازت ملتی ہے۔ صاحب التمر و غش نکوائے اجازت نہیں ہے۔ اذا حفر الوحل فورا فی المقبرة التي یباح له الحفر قد فی فیہ غیرہ میتا لا یسئ القبر ولكن یضمن قضاة حفرہ لیكون جمعاً بین الحقیق اسہی عالمگیری نقلاً عن حواشی المصنفین۔ اور رقبہ نہیں محدود ہے۔ فاپنے اس میں یہ خیال کر لیا کہ میں یہاں دفن ہوں گا تو اس صورت میں دوسرے دفن کرنے والے سے کچھ بھی کہنے کا حق نہیں۔ غش نکالنے کا صرف اس صورت میں حق ہوتا ہے کہ زمین ممنوع ہو اور مالک کی اجازت کے بغیر دفن یہ جائز ہے۔ ۱۰ کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

قبرستان میں جانوروں کو کھاس چرانے کے لئے چھوڑنا ناجائز ہے

(سوال) کسی قبرستان کی حفاظت کے واسطے ہستی و انور نے چاروں طرف دیواریں بنوائی ہیں کوئی دوسرا کوئی جہاں بیل چراتا ہے اور نرم زمین کے سب سے دیوار کے پائوں گھس کر بیت ہی قبروں پر سوار ہوتا ہے۔ اور قبرستان پہلے سے وقف اور خراج ہے ہاں وہ کتنا ہے بتائیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۱ شہداء اسماعیل صاحب نے۔ فی۔ المک۔ اسول (برما) ۱۱:۱۱ ایچ ۵۳۳۱۳

۳۰ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۱) قبرستان میں جانوروں کو کھاس چرانے کے لئے چھوڑنا اور قبروں کو پامال کرنا ناجائز نہیں۔ اس فعل اور نہانے کا مسئلہ کوپور الحق سے حاصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

(۱) لغتوی العالمگیری، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الریاضات و المقابر، ۴، ۱۷۲، ط. محدثہ، حکومت پاکستان

(۲) لا یصحی حرج المصنف من غیر لا یدا کانت لا رخص معصوۃ الخ کذا فی فتاویٰ قاضی القاضی العالمگیری کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الحائز، الفصل السادس، ۱/۱۶۷، ط. ماجدیہ

(۳) رکن الدین سی علی القبر او یعد او یدہ علیہ او یوطا علیہ ویکفره قطع الحطب والحشیش من لیسرہ وہ۔ کتاب باب لا یاسیہ (لغزوی الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون ۱/۱۶۶، ۱۶۷، ط. محدثہ)

و فی الہندیہ ایضاً فلو کان فی حشیش یحس ویرسل فی المدب ولا یرسل المدب فیہ (العالمگیری، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الریاضات و المقابر، ۴، ۱۷۱، ط. محدثہ)

قبرستان کے متصل مدح بنانا

(سوال ۱) مدح جو منجانب زمین پر ڈھکھٹایا گیا ہے بالکل قبرستان سے ہے، یہاں جس سے قبرستان کی تعین ہوئی۔ کیونکہ ہمیشہ ناپاکی اور کُندی موجود رہے گی۔ قبرستان کو مذہبی حیثیت سے جو اہمیت حاصل ہے وہ ان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں قبرستان کے نزدیک مدح بنانا اور چاری کرنا بہرے مذہب و قبرستان کی سلامتی اور تہلیل کے بعد اذیع زمین پر ڈھکھا کچا بننے کہ بہرے جذبہ مذہبی کا خیال اور احترام مرتبہ نہ ہے مدح وہاں سے بنانا۔ ورنہ اس کے متعلق کسی قسم کا خفتار ہوگا تو اس کی مذہبی زمین پر ڈھکھا جائے گی۔

(۲) ان ریویو لیٹرنز کی تقییس جناب مشیر صاحب بیمار مظفر پور وڈ سٹیشن جیٹریٹ چیمبرن واس فی اور پٹیا وچیرمین، سٹیشن وڈ چیمبرن و پریزیڈنٹ زمین پر ڈھکھا و خبرت وانجمن اصحاب المسکین بھی میں جتنی ہیں۔ (۳) مجاہدان، انجمن اصحاب المسکین پر زور ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مد نظر رشتہ یوں اس کی نسبت ضروری اور قانونی کارروائی کریں۔

المسئفنی نمبر ۱۵۹ محمد بارون صاحب سرمدی انجمن اصحاب المسکین بھی (شیخ چیمبرن)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۲) مسلمانوں کی قبریں اور قبرستان پاک صاف تیار ہونی چاہئیں۔ قبروں پر نجاست مار کندی کا ڈالنا اور ان کو چاک کرنا حرام ہے۔ اس کے ساتھ صاف اکام شریعہ موجود ہیں۔ قبرستان سے مدح اٹھانے ہوگا تو ضروری طور پر قبریں نجاست سے آلودہ ہوں گی اور چاروں نجاست خرابی اور قبروں پر زمینیں۔ نیز موت و دفن کرنے کے لئے جو لوگ قبرستان و جا میں لے ان کے دماغ بد سے پریشان ہوں گے اور وہاں کھم کا دشوار ہوگا۔ حالانکہ بعض اوقات قبر کی تبدیلی میں دیر ہونے کے باعث وہاں چھوٹے کھم کا پڑتا ہے۔ اس سے مدح کو قبرستان سے کافی فاصلہ پر ہونا ضروری ہے۔ فقط۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا، اللہ اعلم بالصواب

زمین خرید کر میت دفنانے کی صورت میں اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی

(سوال ۱۰) زمین جو ایک ہندو و غیریاست نے ایک مسلمان فقیہ کو بطور تحفہ امت زعمیٰ امر کرنے والی ہو مرنے والی زمین کے لئے زمین نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے اس فقیہ سے درخواست کی کہ وہ زمین میں مرنے والی زمین کی اجازت دے اور اس کا حق اس فقیہ و ہر مرنے والے مسلمان حق دینے کا کار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ زمین مسلمانوں کے لئے وقف ہو گئی ہے۔ لہذا آنجناب سے دریافت ہے کہ آیا یہ زمین مسلمانوں کے لئے وقف ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المسئفنی نمبر ۱۵۹ رمضان شہرہ اولہ انور شہ (ٹاپور) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) اگر وہ غیریاست نے زمین فقیہ و ہر مرنے والے مسلمان کے لئے وقف کر دی ہے تو اس کا

ثابت ہو جو ہے۔ نیز اس میں ثابت بھی موجود ہے کہ فقہ کی اجازت سے اموات اس میں، فن بناتی تھیں
وروز میں کی قیمت لیا کرتا تھا تو مسلمانوں کو اب بھی قیمت کو آگنی ہوگی۔ (۱) محمد کاغذیت اللہ کا کاغذ کاغذ

وقف کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے متولی کو وقف میں تصرف کرنے کا اختیار ہے
(سوال) ایک مخیر سیٹھ صاحب نے ۱۹۱۹ء میں تقریباً سترہ ۷ ایکڑ زمین خرید کر وقف فرمائی اور وقف نامہ
میں لکھا، یا کہ مجھے اس کے وقف مبالغہ یعنی (۲۰۰ x ۲۰۰ فٹ) پر مسجد، مدرسہ، نماز گاہ بنانے کے لئے
مکان وضو و طہارت کے لئے خوش، نوس، امام، خدام مسجد و قبرستان کے لئے رہائش مکانات، باغ میں
اور ان کی مرمت و نفع دہانی، رہن و مرچہ زمین قبروں کے لئے رہے گی۔ سارے ضروری اخراجات کے بعد
اگرچہ تو منسوب ہر موقع، میر و متولین اپنی سمجھ کے مطابق فنڈ کی پھر رقم رگوں کے دوسرے قبرستان
میں یا قریب ان کے لئے فی و مری بعد زمین خریدنے میں خرچ کریں گے۔ اور مذکورہ وقف نامہ سے متولین
و ان کا پورا اختیار حاصل ہے کہ جس سے سارے وقف کے متعلق، مدرسہ، پیش امام، منواری، خدام، نور میں
سے جس کو چاہیں ملازمت پر رکھیں اور جس کو چاہیں برطرف کر دیں۔

چونکہ وقف نے مذکورہ بالا اراضی کے مالہ آمدنی کے لئے کوئی دوسری جائیداد وقف نہیں کی تھی
جس سے مسجد و مدرسہ اور دیگر مکانات و نفع دہانہ وقف نامہ قیمت سے جانتے ہیں اس سے یہ دہ متولین وقف
مذکورہ جن میں خود واقف بھی شامل ہے بطور مثال ممد احمد کیا۔ پرانے قبرستان (جو کہ مذکورہ ۱۹۱۹ء میں
محمد بنہ کیا ہے) اور یہاں کے دیگر قبرستانوں کی مرمت و نفع دہانے کی یہی قبر پونے پر روپ
اور پونے کے متولی قبر پونے پر روپ۔۔۔ مقرر ہے۔ جس دولت مند قبر میں کھدائی نہ ہوتی
ہیں اور اوسطاً درجہ کے بعض لوگ چاہتی، تختی یا سونے و نفع دہانہ کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں متولیوں کے ہتھیار
سے قبرستان میں مہیا رہتی ہیں اور قیمت دہانی جاتی ہے۔ یہ آمدنی اور فی قبر پونے پر روپ۔۔۔ یا پونے
اور پونے سب قبرستان سے فنڈ میں جمع رہتا ہے۔ اس کے مالہ و جناب سیٹھ محمد اسماعیل عارف صاحب نے ایک
مورعہ عطا فرمایا ہے جس پر وہ درجہ بنانے آتے ہیں۔ اس مورعہ کے سرے کی آمدنی مبلغ سات روپ (سات روپ) (مردانی)
بنانہ بھی فنڈ مذکورہ میں شامل کی جاتی ہے۔ چونکہ مذکورہ فنڈ میں زیادہ عجائز نہیں تھیں اس لئے متولیوں کی
اجازت و مرخصی کے مطابق جن فیہ میں سے کسی نے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے مکان تیار کر لایا اور جس نے
مسجد تعمیر فرمادی اور کسی صاحب نے خوش و کسی نے کھانا دیا۔ قبرستان کے مذکورہ فنڈ میں سے مدرسہ اور
گورکنوں کے رہنے کے لئے مکان اور لوازمات مردوں کے غسل کے لئے غسل خانہ تعمیر کیا گیا ہے اور
ورنوں اور مدرسین مدرسہ کی تنخواہیں و نفع دہانی فنڈ سے دہانی جاتی ہیں۔ نیز وراثت مردوں کی جہیز و نفین

(۱) فن فی عالمگیری اد فہمیت فی ارض عبرہ بعدہ مالکنا ولما لک بالبحار ان شاء امر ماحرر العبد وان
شاہ سیدی الارض وزرع فیہا، (کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون ۱۹۷/۱)
وما حکمہ لبع فنوت المسن فی المسح لمشتوی، وہی النسخ لمانع (عالمگیری، کتاب البیوع، ج ۳، ص ۳۳۰)

حصہ دو واقف ہے خاندان یا اور مخصوص لوگوں کے لئے معین نہیں کر سکتا۔ یونکہ اب تمام زمین کے ساتھ حق عام متعلق ہو گیا اور سب حق کا خود واقف کو بھی حد قلمی وقت کے اختیار نہیں رہتا۔ وفی فتاویٰ السبع فاسہ واماکن من شرط معتبر فی الوقف فلیس لمواقف تعبیرہ ولا تحصیصہ بعد تقریرہ ولا سہمہ بعد الحکمہ ۵۱ فقد ثبت ان الرجوع عن الشروط لا یصح الا التولية ما لم یشرط ذلك لنفسه (رد المحتار ج ۳ صفحہ ۷۱۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

مسجد بدر سے اور قبرستان کے لئے وقف زمین سے راستہ بنانا

(سوال) یہاں رنگون کے قبرستان کے لئے ایک اسی خیر نے تقریباً ستہ دایڑ اراضی وقف فرمائی۔ وقت نامہ میں ہے کہ رنگون کے اس میں سے دو سو فٹ طویل و اسی قدر عرض قطعہ میں مسجد و درہ وغیرہ تعمیر کیا جائے اور یہ قبرستان کے ساتھ ہے اس کے مطابق قبرستان میں قطعہ مذکور میں مسجد و درہ و صہرت خاندہ وغیرہ تعمیر کیا جائے۔ درہ میں بھی مسجد وغیرہ کے موقع پر حاضری کی چاہئے وغیرہ دست بردارستان چلتی ہے اور بعض اوقات موت دے کر جاتا بھی نکلیا جاتا ہے۔ اس کے ۵۰۰ روپے حریقہ پر بدر زمین و صہرت وغیرہ ہمیشہ خواتین کے لئے رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی خلعت چاہتے رہتے ہیں۔ یہ قطعہ اراضی مجموعہ اراضی ستہ دایڑ کے ایک جانب شرقی و مغربی دونوں طرف واقع ہے۔ درہ بالکل دوش کے قریب ہی آمدورفت کیلئے دروازہ ہے۔ اور جنوب میں جہاں پر دو سو فٹ مذکورہ قریب ختم ہیں۔ ایک دروازہ جنازہ ہے جس کے ساتھ چار دروازے بنایا گیا ہے۔ اس راستہ کے عرض کا نصف حصہ دو سو فٹ مذکور و شمال ہے اور یہ نصف حصہ خاص قبرستان اراضی پر واقع ہے۔ پس رشتہ ہو کہ اس ممر و صہرت پر مذکور وہاں قطعہ اراضی میں شہادہ صہرتین ۵۵ درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۷ او کو باشمیہ سفر رنگون (رد) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۲۵) وقت نامہ کے مظلوم ترجمہ میں وقت کے ۲۰۰ مربع فٹ قطعہ اراضی کا مصرف بنانا میں بیان کیا ہے (مذکورہ) جو قطعہ دو سو فٹ مربع واقع ہے اس پر مسجد اور درہ اور نماز جنازہ کے لئے جماعت خاندان و مکان و وضو وغیرہ کے لئے حوض کا بنایا کنواں مسجد کے سامنے یا ملہ اور دوسرے درہ زمین کے سے قیام کا بنیائیں چائیں اور ان کی مرمت ہو کر رہے اور ان کو چھری و قائم رکھا جائے اور یہ مقامات مثلاً مسجد و جماعت خاندان و وضو وغیرہ یعنی المذہب بالکل اپنا رنگون و منفذت کے مفت استعمال کے لئے وقت آئے (ہیں) اس عہد میں مسجد اور درہ بنانا اور عالم اور دوسرے درہ زمین کے لئے قیام گاؤں بنانا کی تہ تیغ ہے اور خاتم ہے کہ جب یہ لوگ اس زمین پر رہنے ہوئے مکانات میں قیام رکھیں گے تو قیام کے لازمہ چاہا کہ عورت وغیرہ بھی انہیں مکانات میں کریں گے اور ان سب باتوں کی حد و شرطیہ کے اندر ان کو اجازت

ہوئی۔ مدرسہ کے لوازم میں جسد شہر کی یا جسد سالانہ یا مدرسہ کی ترقی کیسے اجتماعات منعقد کرنا بھی داخل ہے اور جب مدرسہ کی بناوافت کی اجازت کے ماتحت داخل ہے تو اس کے ضروری لوازم بھی اجازت میں داخل ہوں گے۔ فان الشيء اذا ثبت ثلث ملوازمہ۔ پس مدرسہ کی بجزی اور ترقی کی غرض سے جو اجتماع منعقد ہوا اس کے شرکاء کو متعارف طریق پر پائے یا احسن فی دعوت دینی چاہی یا رہنے والے۔ زم اپنے سے احکامات کر میں یا اپنے مکانوں میں اپنے دوستوں اور عزیزوں کو متعارف اور شرعی حدود کے اندر دعوت دیں یہ سب جائز ہے۔ ہاں ایسی دعوتیں جو مدرسہ کے فائدہ کے لئے نہ ہوں اور نہ اس قطعہ زمین کے رہنے والوں کی معاشی ترقی تقریب میں داخل ہوں بلکہ دوسرے لوگ محض تقاضے کے طور پر منعقد کریں اس قطعہ زمین اور اس کی عورتوں میں گھروں ہوں۔ راستہ میں چارفت زمین اس قطعہ کی اور چارفت قبرستان کی شامل کرنے سے مستناک جائز ہے کیونکہ دونوں اصولوں کو راستہ کی ضرورت تھی البتہ اگر کسی ایک و ضرورت نہ ہوتی اور صرف دوسرے حصہ کو ضرورت ہوتی تو توں میں اسی حصہ کی زمین کو راستہ کے کام میں لانا چاہئے تھا۔ مرن متویوں کو اتنے قطعہ کی حق بروئے وقت نامہ حاصل تھی۔ اس لئے جو اصولوں نے کیوہ جائز ہوا (۲) محمد کفایت اللہ

وقف کی آمدنی میں نفع بخش تصرفات کا متولی کو مکمل اختیار ہوتا ہے

(سوال ۱۵- ۱۹۱۹ء میں پرانے قبرستان کو اور غنٹ کے بند کر دینے کے بعد جناب محمد ابراہیم صاحب نے اراضی تقریباً ایک ایکڑ خرید کیا اور اس میں سے ۲۰۰ فٹ مربع (۲۰۰ فٹ ۲۰۰ فٹ) مسجد اور مدرسہ اور حوض و کنواں وغیرہ بنائے اور بقیہ اراضی قبرستان کے لئے رکھی گئی اور اس کا ایک وقف نامہ صاحب موصوف نے اپنے والدین و سیال و ثواب کی غرض سے لکھ دیا یہ وقف نامہ تقریباً زبان میں مدرسہ یا یہاں کا ترجمہ زبان اردو اس سوال سے ساتھ منسلک ہے۔ اس وقف کے تنظیم و انتظام کے سے تین متویوں کا ایک بار و جن میں ایک صاحب موصوف وقف بھی شامل ہیں مقرر کیا گیا۔ ورور و درجہ اول و انتظام ۱۹۲۱ء میں تمام اہل ان کے قبضہ میں دے دی گئی اور اب وہی متولی اس کا انتظام کر رہے ہیں یہ اندر اراضی موقوفہ نے انتظام اور قیام و محافظت کے لئے کوئی نقد رقم نہیں تھی ورنہ وقف کے کوئی آمدنی کی نہ ہوا۔ عتفراتی اس لئے متویوں نے یہ طے کیا کہ اس سے قبرستان وغیرہ کا انتظام اسی طریق پر کریں جس طرح پرانے قبرستان کا کیا گیا تھا۔ جی (الف) جو ان میت کی قبر خود نے کے سے فی قبر چاہیے اور پھر کے سے فی قبر چاہیے تو یہ فرما دیئے اور اس کے حدود متویوں نے دوسری ضروریات جی قبروں کے سے مکاری کے سندوق اور مکاری کے لئے اور بانیں اور چٹائیں وغیرہ قبرستان میں میا کر دیئے اور خوانش مندوں کے ہاتھ فروخت کرنے سے

(۱) الخ فی الشافعی و اما محل للمولی الادب فیما مر بہ الوقف بہ حوا کتاب الوقف نہ محل لمولی الادب فیما یزید بہ الوقف خبراً ۱۵۴ ط. مسجد

(۲) (محل شی) ای محل الدی نہ (من الطريق مسجداً حر کعکسہ ای کحر عکسہ و هو د داخل فی المسجد ممر لتعارف اهل الا مضار فی الحوامع والبلد المختار کتاب الوقف ۳۷۷ ۳۷۸ ط. مسجد

(بعض) وحکی عن المعروف بمرور بہ ای قال وحدث فی الزمر عن ابی حبیہ رحمہ اللہ یعلی ایہ احقر وقف البقرہ والطریق کما احقر المسجد وکذا القسطہ ینتجہا الا حل للمسمیین وینظر فہ فیہا عالمگیری کتاب الوقف الباب الثانی عشر ۲۰ / ۱۶۹ ط. ماحدہ

ان کی قیمتیں مقرر کر دیں۔ (ب) چنانچہ یہ نیا قبرستان شہر سے بہت دور تھا اس لئے جناب سیٹھ محمد اسماعیل عرف صاحب نے ایک موٹر بائزر وارن بنانے کے لئے عتہ فرمایا جیسا کہ رتھوں کی دوسری جہاں موتوں میں کیا جاتا ہے۔ اس موٹر کار پر یہ فی جنازہ مبلغ ستر روپے لیا جاتا ہے۔ لیکن غریبوں اور دور ٹول کے جنازے اس موٹر پر مفت لئے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا اصول سے حاصل کی ہوئی آمدنی بطور ذیل صرف کی جاتی ہے۔

(۱) دور ٹول کی اجرت (۲) موٹر ڈرائیور کی تنخواہ وغیرہ مثلاً مرمت (۳) پنڈول اور موٹر آئل (۴) روغن۔ (۵) موٹر کی خرید (۶) قبر کے لئے چٹیاں (سندوق) تیار کرانے کے مصارف (۷) قبر کے لئے کھری کے تختے اور بانس اور چٹیاں خریدتے ہیں۔ ان مفصلہ بالا مصارف کے بعد باقی ہوئی رقم مصارف ذیل میں خاص طور پر خرچ کی جاتی ہے۔

(۱) غریب و لا وارث مسلم میت کو لانا اور باقاعدہ صحیح طریقہ پر اس کی قبیلہ و خاندان۔ یہ ورثہ زیارت ہسپتال کے ہوتے ہیں۔ (۲) قبرستان مذکور میں جہاں ضرورت ہو اور کسی کی ورثگی (۳) قبرستان میں جہاں رکھنے والے مازین اور ان لوگوں کی۔ اجرت جو غریب و لا وارث میت کو غسل دینے میں اور ماہوں و درہمیں مدرسہ کی تنخواہیں (۴) مدرسہ کے مازین کے رہنے کے مکان، غسل خانے، طہارت خانے، آٹوں اور پانی کا پمپ قیہ کرنے اور ان کی حفاظت رکھنے میں اور انیس سے پانی مکانات میں ایٹھ ک ک خرچ (۵) مختلف قبرستان میں بنائے ہوئے مقام کاحمدوں وغیرہ سے حاصل (۶) اس راضی ماحقہ کی قیمت جو کہ خرید کر کے قبرستان کے ساتھ شامل کی گئی اور بعض معتبر کمپنیوں کے شیعہ میں حصص خریدے گئے۔ جملہ مصارف مذکورہ کے بعد جو کچھ فاضل رہتا ہے اس کو قبرستان فند کے حساب میں جمع رکھا جاتا ہے۔ اس غرض سے کہ جس وقت اس قدر رقم ہو جائے جو کہ وقف نامہ کی دفعہ ۱۰ و ۱۱ کے مطابق وقف کے لئے کوئی دوسری جائیداد خریدنے کے لئے کافی ہو جائے تو متولیوں اس سے ایسی جائیداد خرید سکیں۔

مذکورہ وقف مسند صفحہ ۲۷-۲۸ اور دو سو فٹ طویل اور دو سو فٹ عرض قطعہ زمین پر مبنی رہا اور اس خیر حضرات نے ایک مسجد اور نماز جنازہ کے لئے ایک جماعت خانہ اور کتبوں اور وضو کے لئے خوش اور دیواریں قیہ کی ہیں۔ اور مذکورہ بالا طریقہ پر آمدنی سے متولیوں نے مدرسہ اور مازین کے لئے مکانات اور غسل خانے اور طہارت خانے قیہ کئے ہیں اور ان کی مرمت کرتے رہتے ہیں اور دیوہی ہال رکھتے ہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا وقف نامہ اور شریعت مقدمہ کے مطابق متولیوں کو مذکورہ بالا انتظامات کرنا آمدنی مذکورہ سے قیہ مدرسہ میں روپیہ خرچ کرنا، مازین کے لئے مکانات بنانا، غسل خانے قیہ کرنا، مدرسین کی تنخواہ اور پانی مکانات کے لئے کنویں پر پمپ کی قیمت اور کرنا اور مذکورہ بالا تمام چیزوں کی مرمت اور قائم رکھنے میں آمدنی مذکور خرچ کرنا جائز اور درست ہے؟ اصل مقصد کے لئے وقف نامہ مسند کی تفصیل صفحہ ۲۷-۲۸ اور دفعہ ۱۰ و ۱۱ ان جانب لورینان سے ہوئے وقف کے تمام امور کے لئے دفعہ ۱۶ کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۳۱۷۱ اور بابائیم۔ رتھوں ۲۹ ہجری اشانی ۱۳۵۶ھ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ (جواب ۱۲۶) وقف نامہ کا مطبوعہ ترجمہ نول سے آخر تک میں نے دیکھا وقف نامہ سے ثابت ہے کہ واقف

نے صرف زمین وقف کی ہے کوئی رقم یا آمدنی کی کوئی خاص صورت اپنی طرف سے معین نہیں کی زمین وقفہ کے ایک معینہ احمد کوٹا نے مسجد و مدرسہ و چنڈاؤ کاہ اور مکانات الماسوا (مدرسہ) مدرسہ بکونہ زمین اور بناء حوض و تالاب یا چاہ کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اور نقد کے میں چند اور موقوفہ کے متعلق کھل آمدنی و نصف عطیات اور چندوں کی آمدنی میں معین و محصور کر دیا ہے۔ اسی طرح دفعہ ۹ میں بھی آمدنی کی دو شکلوں یعنی عطیہ اور چندے کا ذکر ہے اور صفحہ ۲ میں تمہید کے ضمن میں یہ عبارت موجود ہے کہ اس زمین کے متعلق کھل حقوق قبضہ و تصرف و خالصت وغیرہ متولیوں کے ورثہ کی قبول میں دے دیے گئے اور دفعہ ۱۰ میں یہ تصریح ہے کہ وقف مذکورہ کا انتظام متولی صاحبان نہایت خوش اسلوبی سے کریں گے اور اگر تمام ضروری اخراجات کے بعد بچہ رقم قلم رہے گی تو اس کو جمع رکھیں گے۔ وقف نامہ میں ضروری اخراجات کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔

پیش امام اور علم اور موزان اور جملہ زمین کے عزل و نصب کا پورا اختیار متولیوں کو دفعہ ۱۶ میں دیا گیا ہے پس وقف نامہ کے پیش نثر متولیوں کو بن میں وقف بھی شامل ہے یہ حق حاصل ہے کہ قبرستان کے انتظام کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے ۱۰۰۰۰۰ عطیات اور چندہ کی آمدنی کے دوسرے ذرائع تجویز کریں۔ اسی اختیار کے تحت متولیوں اور ان کے ضمن میں خود وقف نے قبروں کی آمدنی کی شہادت جرت معین کر کے اور سکری کے صندوق اور تختہ ہائے کے پر یہ مہیا کر کے کھل حاجت کے باقوں قیمت پر فروخت کر کے اسی طرح موٹر کے عطیہ کی اجازت سے کرایہ پر چلا کر جو آمدنی پیدا ہوئے ان کے خرچ کرنے کا پورا اختیار متولیوں کو حاصل ہے کہ قبرستان اور مسجد اور مدرسہ اور مکانات و حوض و چنڈاؤ وغیرہ کے انتظام کو چلانے اور ان لائق کو وقف کو قائم و جاری رکھنے میں اپنی صولہ دید کے موافق خرچ کریں کہ یہ آمدنی ان کی اپنی تدبیر سے پیدا کی ہوئی ہے اور ان کی اپنی صولہ دید کے موافق خرچ ہو سکتی ہے۔ اور یہی اشیاء ضروریہ کی خرید اور ان کی قیمت کی ادائیگی یا تیار کرانے کی اجازت مثلاً صندوق کے لئے مگڑی خریدنا اور کنول کی اجرت دانا موٹر کے تیل یا پیٹرول خریدنا موٹر ڈرائیور کی تنخواہ دینا یہ تو دراصل اخراجات میں داخل ہی نہیں۔ یہ تو مسجد کی آمدنی کے ذرائع اور تسہیل صعوبات بہت ہیں۔ ہاں۔ وارثتوں کی تجویز و تحفین کے مصارف۔ زمین اور محافلین اور عیال کی تنخواہیں مدرسہ کے مدرسین اور مسجد کے امام کی تنخواہ وغیرہ۔ کنول اور مکانات کی تعمیر کے مصارف یہ سب اخراجات میں داخل ہیں اور وقف نامہ کی رو سے یہ تمام اخراجات کرنے کا متولیوں کو حق ہے اور اوقف کا متولیوں میں موجود ہونا اور ان مصارف کو پہنچانے کی نظر سے لینا ان میں سے ہے کہ یہ تمام امور اغراض وقف اور غشاء واقف کے موافق ہیں۔ غرض یہ کہ متولیوں کی اپنی پیدا کی ہوئی آمدنی و قبرستان اور مسجد و مدرسہ وغیرہ وغیرہ ان کے متعلقات پر خرچ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اور ان تمام مصارف کے بعد جو رقم بچے اس کو بھی وہ اپنی صولہ دید کے موافق خرچ کر سکتے ہیں۔ صرف عطیات و چندہ کی پسماندہ رقم کو

بروئے وقت نامہ دو دفعہ ۱۱ کے مطابق خرچ کرنے کے پابند ہیں اور اس میں بھی تمام ضروری اخراجات کی تعمین و تہضیں واقف نے نہیں کی بلکہ متولیوں کی رائے پر منظور کی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

قبرستان میں گندئی پھیا۔ نے اور اس کی زمین کو بیٹنے کا حکم

(سوال ۱) اہل اسلام کے قبرستان (قبور) و بزاران زمین کے طرارت پر گندئی خاکت، تانبہ، شہ کاٹن، موریان، تالیان وغیرہ، خجروں، چرتوں، بھنڈیاں، کوساں، خنجرچاٹا، پیشاب پائٹ کرنا، قبور پر آواز کرنا، جھونپڑیاں، مکانات، ناچاں، ناچاٹا کرنا۔ اور ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔

(۲) قبور کو سہارہ بھولا کر کے صاف زمین بنانا، فروخت کرنا اور اسے مشائخ نامہ مکانات قیام کرنا، بزم و غیرہ؟

المفتی محمد عظیم دہلوی مدظلہ العالی، ۱۳ رجب ۱۳۵۹ھ، ۲۰ ستمبر ۱۹۴۰ء
(جواب ۱۲۷) (۱) قبرستان میں اور قبور پر میاں دان موریان، تالیان، بنا اور اس پر لوگوں کو تانبہ، شہ کاٹن، موریان، تالیان وغیرہ، خجروں، چرتوں، بھنڈیاں، کوساں، خنجرچاٹا، پیشاب پائٹ کرنا، قبور پر آواز کرنا، جھونپڑیاں، مکانات، ناچاں، ناچاٹا کرنا۔ اور ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔
(۲) قبور کو سہارہ بھولا کر کے صاف زمین بنانا، فروخت کرنا اور اسے مشائخ نامہ مکانات قیام کرنا، بزم و غیرہ؟

وقف شدہ قبرستان کو بیچنا یا رهن رکھنا ناجائز ہے

(سوال) موضع سفیا تحصیل بائیں ایک ہندوؤں کا ہاؤس ہے اور کل کاؤں میں ہندو صاحب تہ ہیں۔ یہ ہاؤس فقیروں کا قادیان الیام سے اس موضع میں آباد آتا ہے۔ ہم فقیروں کے دلہا پر دلہاؤں کی زمینوں نے ایک بچہ وں سوہ زمین واسے دفن کرنے مردوں کے معاف و رخصتی تھی۔ جس میں اب تک ہاؤس کے نامہ کے مرد دفن ہوتے چلے آئے ہیں۔ ایک ہاؤس سوہ قبرستان کے نامہ کے خاکت و تالیان میں قبرستان نامہ ہم فقیروں سے بچا آتا ہے۔ ہم فقیروں کے خاندان کو جب ترقی ہوئی اور ایب پر ہاؤس بنائیں اور لڑکیوں کو دیا ہوئی اور ایک خاندان آباد ہو گیا۔ ہندوؤں نے اس خاندان فقیروں میں سے ایک مرد ایک عورت کو بھکا کر ایک رہن نامہ لول تحریر کر لیا اور اراضی قبرستان رہن کر لیا اس کے بعد ایک نامہ مرد اور عورت سے تحریر کر لیا۔ خیرہ رجسٹری کر لیا اور قبرستان میں قبضہ کر لیا اور قبروں کو سہارے جوئے اور کاشت کرنی شروع کر دی۔ ہم دیکر فقیروں کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ ہاؤس قبرستان میں ہندوؤں نے

(۱) ابوکرہ الدسی علی الفہرست بعد و بعد عنہ ابو یوسف عبدہ او یوسفی الامام من مول ابوحنیفہ۔ ولا سعی اخرج لہ من الفہرست لغوی العسکری۔ کتاب الصلاۃ، الباب لحدوی و العسکری فی الحداد، الفصل الحداد فی الفہرست والدین والقیل من مکان الی آخر ۱۶۶، ۱۶۷ ط، ماجلیہ

(۲) صاحب الوصف لم یخرجہ ولا یسبکہ حدیث، کتاب الوصف، ۲۰، ۶۱ ط، شریکہ عظیمہ، سل (سبب) لا سے عن المفسرہ لا یسبک و لم یسبک فی الترویج لا یسبک ولا یسبک عن رزقہ و اسعلا لہا، لہا و لہ حکمہ سفیرہ الحداد کتاب الوصف، الباب عن عسکری فی الحداد و اسعلا، ۲، ۱۷۰، ۱۷۱ ط، حدیثہ کتبہ

اس طرح قبضہ کر لیتے۔ جد صحت پانچ کے اب ہم قیہ میں نے یہ ناش حدت دیان شخصی باقر میں
بنام شری قبرستان وائر کرار می ہے۔ نور یہ تجویز حدالت ہے۔ اس صورت میں یہ مرد ایک عورت کا
قبرستان کا حق نامہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المسئلی نمبر ۱۸۱۶۔ ریحی مستق (شیخ علی شریف) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۸) مسئلہ: خانہ فی قبرستان قدیمہ وینا پارکین کرنے کا حق ساری قوم و جمعی نہیں۔ اس میں
تمام قوم و فن اموات کا حق قدیم سے چار آتا ہے۔ جس کی ایک شخص نے رہن پانچ کرنے سے قبرستان پر
مرثیہ یا مشی و قبضہ کرنا فساد حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ رہن پانچ بالکل جائز و روا کا حد ہے
۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ و علی

قبرستان اور اس پر چڑھنا و اس کی بیع اور مکان بنانے کا حکم
(سوال) اگر بادشاہ عبدالرزاق مدنی نقین میر نور مدان نے بڑے پٹنے میر جان مدنی نقین ان سے بڑے پٹنے
میر احمد جی مدنی نقین اور میر احمد جی سے بڑے پٹنے میر محمد جی مدنی نقین ہونے کی وجہ سے کہ قبرستان کی اور قبرستان
سے چڑھنے کی بیع جائز ہے یا ناجائز۔ قبرستان میں مکان بنانا جائز ہے یا ناجائز۔

المسئلی نمبر ۱۸۲۱ محمد رفیع صاحب شہ ۳ شعبان ۱۳۵۶ھ ۹ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۲۹) قبرستان میں مکان بنانے کی بیع ناجائز ہے۔ اور چڑھنا و اس کی بیع ناجائز ہے۔
۔ قبرستان میں زمین پر مکان بنوانا بھی ناجائز ہے اور اس میں قبرستان کے محافظ جیسے جھونپڑی یا دھڑی
ہو تو مباح ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ و علی

مخصوص کہ وہ کے لئے وقف قبرستان پر مسجد بنانے کا حکم
(سوال) ایک زمین قبرستان میں مخصوص کر لوگوں کے لئے مقرر تھی اور اب پانچ اس سال اس زمین میں
وئی میت دفن نہیں ہوتی ہے۔ اس زمین میں ایک مسجد تعمیر کی جارہی ہے۔ ایسے قبرستان کی زمین پر مسجد تیار
کرنے سے کیا نہیں اور اس مسجد کے لئے وارثوں کی اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المسئلی نمبر ۱۸۱۵۔ سید ابوالخیر صاحب (دواوری) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۰) یہ زمین قبرستان کے لئے وقف تھی یا مملوکہ زمین ہے جس میں اموات دفن نہ ہوتے

(۱) صاحب الوقف لم یحررہ ولا سبکہ اھدہ کتاب الوقف ۲، ۶۴۰۔ مکتبہ شریعہ غنیہ، وفی تھبہ سن
۱۳۳۱ھ۔ حلی لمقرہ فی القری اذا غلبت ولم یبق فیها اثر الموی، لا العظم ولا عیرہ من بحور درعیہ
وإسلاطینا، قل لا، ولها حکم لمقرہ، الفای یھدہ، کتاب الوقف، الباب الدی عشر فی الریاض والنصر و
الحدائق والحدائق والطریق والمقابر الخ، ۲/ ۴۷۰، ۴۷۱، ط، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ
وفی ثمر لمقرہ، ۵۵۵، ولم لا سبک ولا یحرر ولا یحرر فطیل شرط والقف انکب لھر شرط، کتاب الوقف ح
۴، ۳۵۱، ۳۵۲، سعید

۱۹۳۷ء صح الوقف لم یحررہ ولا سبکہ اھدہ کتاب الوقف ۲، ۶۴۰۔ مکتبہ شریعہ غنیہ،
(۲) اب حرد غنیمہ المہدہ ولم یحررہ ولا یحررہ، اب ۱، سورہ نقرہ، ۱۷۳
(۳) الفصل مناس فی مکتبہ، السیر الاشرعی، مناس فی السیر، کتاب الوقف، ۵۰، ۵۸، ط، سعید،
(۴) ارض لا ھل فریہ جعلواھا منبرہ لم اء واحد من اهل القریہ یس فیھا ماء وحلی فیھا من یحفظ الدن
فلو ان ک۔ فی المقدرہ سعید منبرہ لا مباح فی ذلک امکن فلا یاس بہ (فتاویٰ العالیہ) مکتبہ کتاب الوقف، کتاب
الثانی عشر، ۲/ ۴۶۷، ۴۶۸، ط، ماجدیہ

بدرجہ ان کو ملجہ دیا جائے تاکہ وہ اپنی عزت کا میں انتقام کرنے کے بعد علیحدہ ہوں۔ بناب جیسے فتویٰ دیں گے ویسی ہی کارروائی کی کوشش کی جائے گی۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۴ محمد ہاشم (نکستہ) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۰ مئی ۱۹۳۸ء (جواب ۱۳۲) غیر مسلم زمینوں کو اسلامی مملکت کی بنا پر علیحدہ کرنا اور بات ہے۔ اس میں ان سے کوئی اثر نہیں اور قصور عدالت کرنا لازم نہیں آتا۔ بہتر صورت یہ ہے کہ ان کو معاملہ فی نوبت سمجھان پائے۔ اور ایک مہینہ کا نوٹس دیا جائے تاکہ اب انصافی کا شہد بھی نہ ہو سکے اور اس ایک مہینہ میں ان کو قہر وں سے دور رہنے کے کام لیا دیا جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کال اللہ، دہلی

(۱) پرانے قبرستان پر مسجد تعمیر کرنا

(۲) مسجد کی حدود میں قبریں آنے کی صورت میں نماز کا حکم

(سوال) (۱) کیا ایسی زمین پر جس میں پرانا قبرستان ہو۔ آئندہ چھوڑنا نہ رہ گئے ہوں اور عرصہ سے اس کے لوہے کاشت کی جا رہی ہو۔ اس زمین پر عید گاہ یا مسجد کی تعمیر کرنا اور اس میں نماز پڑھنا زکوٰۃ کے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اور اگر مذکورہ بالا دو صاف فی زمین میں اس نوعیت کا اختلاف ہو کہ بعض مسلمان اس زمین کو قبرستان کے ہونے کی شہادت دے رہے ہوں اور کچھ مسلمان اس بات کی شہادت دے رہے ہوں کہ تمام حصہ زمین میں قبرستان نہیں ہے بلکہ اس زمین کے ایک گوشہ میں دو تین قبریں ہیں اب اگر عید گاہ یا مسجد تعمیر کرائی جائے تو وہ دو ایک قبریں کاشہ تختن میں پڑ جائیں گی۔ اب یہی صورت میں زکوٰۃ کے شرعاً مسجد یا عید گاہ تعمیر کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۸ نسیم مصطفیٰ احمد صاحب (اعظم ٹرڈ) ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۹ء (جواب ۱۳۳) (۱) اگر یہ زمین مملوک ہے قبرستان کے لئے وقف نہیں اور قبروں کے آئندہ مٹ گئے تو اس پر ہموں کی مہارت سے مسجد یا عید گاہ بنائی جاسکتی ہے اور اس میں نماز جائز ہے۔ (۲)

(۲) اس کا جواب بھی وہی ہے کہ مملوک زمین ہو اور قبروں کے نشانات باقی نہ ہوں تو اس میں مسجد بنانی جائز ہے۔ اور اگر دو چار قبریں باقی ہوں تو ان کو گوشہ مسجد میں علیٰ حالہ چھوڑ دیا جائے اور ان کے ساتھ سے اور چھپے ایک دیوار کی بنائی جائے جو تھوڑا سا حصہ دے تاکہ قبریں نماز میں نمازیوں کے سامنے نہ ہوں۔ (۱)

فیضان محمد کفایت اللہ کال اللہ، دہلی

(۱) کوئی فتویٰ ضمیمہ مستفتی کو ایک طرح کا مشورہ دیا گیا ہے۔

(۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳

مزمار پر حرام کا پیسہ لگانا

(سوال)۔ ہمارے ہاں ایک صاحب کرامت بزرگ کا مزار ہے اس پر ایک شہید اور آس پاس کا علاقہ پتھر پور ہے کابیت۔ بلند شاہی وقت کا بنایا ہوا ہے۔ ان بزرگ کا نام سید عبدالرزاق اولیاء کہا جاتا ہے۔ محرم کی پانچ تاریخ کو ان کا ۲۰ سالہ تاجب۔ دو مہینوں نے حضرت مزار پر پتھر کا شہرہ اور آس پاس سب محرم کا فرش بنایا ہے۔ ان شخصوں میں سے ایک نے پاس ۱۲ کا پیسہ دے کر اسے پاس لگا دیا ہے تو یہ پیسہ حضرت سے مزار پر لگانا جائز تھا نہیں؟ السفسفی فکھ الدین امیر الدین (ملیہ و ضلع شرقی خاندان)

(جواب ۱۳۴) حرام کا پیسہ ان کاموں میں لگانا جائز نہیں تھا۔ (۱) ممکن ہو اور کسی اختلاف و فیہ کا امتیاز نہ ہو تو یہ شہرہ دیکھ کر دیا جائے۔ ورنہ فرش بھی بد و افسوس و فرش کر دیا جائے۔

وقف شدہ قبرستان میں مسجد بنا کر نماز پڑھنے کا حکم

(فتویٰ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال)۔ ایک وقفی قبرستان ہے۔ اس میں قبرستان کی زمین پر ایک مسجد بنائی گئی ہے۔ اس مسجد کے بننے سے جی حد مدینہ گزر چکا ہے۔ درگشت سے وہاں پہ نماز پڑھنے کے لئے رہے اور اب بھی چند رہے ہیں اور اس نے قبرستان کو وقف کیا تھا وہ مسجد کے بننے سے پہلے ہی فوت ہو چکا تھا۔ اور یہ مسجد بزرگ مسلمانوں کی مدد سے تیار ہوئی ہے۔ اب اس بناء کے وقفی قبرستان میں مسجد بنانا جائز ہے اور وہاں نماز تو جائز ہے مگر اس وجہ کا ثوب نہ ہو گا اور یہ کہ نماز تو بالکل نہ ہوگی۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۱۳۵) جو زمین۔ قبرستان سے وقف کی ہے اس کو وقف کے کام میں ہی لگایا جائے۔ اس پر نماز پڑھ سکتی (نہ زمین میں) تو جائز ہے مگر مسجد بنائی جائز نہیں۔ (۱) جو مسجد۔ بنائی گئی ہے اس میں نماز نہ ہو سکتی ہے مگر مسجد کا ثوب نہیں ملتا۔ ورنہ وہ شریعہ مسجد نہیں ہوتی۔ فرض۔ بیگانہ اور بعد کا ضمیر ایک ہے۔ ان میں کوئی تفریق نہیں۔ اگر مسجد کی پختہ عمارت ہو تو زمین میں بہت نقصان ہوتا ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ مسجد میں اس قدر زمین کی ہے اس قدر زمین اسی قبرستان کے متصل حاصل کرے مسجد کی زمین کے بدلے میں وقف کر دی جائے۔ جس وقت بدلہ کی زمین قبرستان کے وقف نہ جائے اس وقت سے یہ مسجد صحیح مسجد کا ضمیر نہیں رہتی۔ وندھم۔ محمد خاتیت اللہ خیر لہ۔

(۱) الرجل دفع الی فقیر من اهل الحرم شبرا مرحوا الواب بکفرہ (الی ان قال) ومنه لوسی من الحرم بعد مسجد او بعد مدبر حویہ المغرب (رد المحتار) کتاب الزکوة، مطلب اسحال البصیة الفعیة کفر، قل مات زکوة لہ (۲۹۲، ۲ ط. سعید)

(۲) (اس اسس لاسم) عن المصنف بدرس هل يجوز در عها واستعلا لہا قل لا ولہ حکم لاسمہ (ھدایہ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر، ۴۷۰، ۴۷۱ ط. ماجدیہ)

(۳) ومن شرط مسجد لوقوف ان یکون الموقوف ملک لوقوف، قل فی التہدیم وہب لاسمہ وقف بوقف بیدہ کتاب الوقف، الباب الاول، ج ۲ صفحہ ۳۵۳ ط. ماجدیہ)

(۴) قل فی لئو المحبر لا يجوز استبدال لافى اربع (وفی التناہی) (وفی لافى اربع) (الاولیٰ) بوسرہ الوقف لاسمہ (۵) غصہ صاحب و آخری غصہ لاسمہ حی صار محررا فیضی القیہ، بشری المولیٰ بہ از حداد و لحداد لا استبدال لافى اربع (۶) استبدال لافى اربع شرطہ قل کان لحداد لوقوف عن انتفاع الموقوف غصہ لافى اربع (۷) حنفیہ و ان کان لا بدلت لافى اربع (۸) حنفیہ لا يجوز (رد المحتار) کتاب الوقف، مطلب لا یسب لافى اربع

اموات کے سے وقف تو ہے مرابح میں دفن اموات ممکن نہیں مثلاً حکومت نے منع کر دیا اور وہاں دفن کرنے کو قانونی جرم قرار دے دیا تو اس صورت میں قبروں کو برادر کر کے اس کو مسجد میں شامل کر لینا مہلت ہے مگر قبروں کو کھودنا جائز نہیں۔ اور اگر قبرستان کی زمین وقف نہیں ہے بلکہ کسی کی ملک ہے تو ملک کی اجازت سے اس کو مسجد میں شامل کر لینا جائز ہے اور جو قبریں اتنی پرانی ہوں کہ ان میں اموات کی شیں مٹی ہوئی ہوں ان کو کھود کر برادر کر دینا بھی جائز ہے اور جو قبریں غنی ہوں یعنی ابھی ان کی شیں کا مٹی ہو جاتا ہے تو ان کو کھودنا جائز نہیں ویسے ہی مٹی ڈال کر برادر کر دیں اور اوپر مسجد بنالیں تو مہلت ہے۔

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

(۱) مرہ جمعہ لضعہ ارض علیا مقبرہ النبی اذ قل و حرجہ من بدھا و دفنت امہا و بنت لاریس لا تصلح للمقبرہ لعنہ اللہ علیہا ففسدوا۔ وراثت معینا۔ اب کتاب الارض بحال لا یزعم الناس من عن دفن النبی لقمۃ القنادیس لیس لہا البیع و اب کتاب یزعم الناس عن دفن النبی لکثرہ بنساختہا لیس فی ذلک ما یغنیہا لعمدہ فی الارض برفع سیدہ کدری مختصرات و الارض لکثری و لکثری انہما۔ کتاب الوقف۔ کتاب النبی عشر ۶ ۷۷۸ ط۔ ماخذہ (۳۰۶) ولو ہی الملب و حرجہ و حرجہ فی قبرہ و رزقہ و اب غنہ اھدہ۔ کتاب النداد کتاب الندادی و العشر و فی الحائر الفصل السادس ۱ ۱۶۷ ط۔ ماخذہ

پانچواں باب تولیت وانتظام

متولی بنانے اور وقف کی اشیاء کو استعمال کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا اثر کیا ہے؟

(جواب ۱۳۸) اگر مسجد کا بنی معصوم ہو اور موجود ہو تو معصوم و مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مسمت وغیرہ رائے کا اختیار خود بنائی ہوئے۔ رجل بنی مسجدا لله تعالى فهو احق الناس بامر منه وعمارته وبسط الواری والحصر والقادری والادان والا قامه والا امامه ان كان اهلا لذلك فان لم يكن فالمرای فی ذلك الیه (قاضی خان صفحہ ۶۵ طبع ۱۰۰۰) مشائخ اہل السنۃ فی قیام التمدین (صفحہ ۱۱) وکذلک لو راعی اهل السکة فی نصب الامام والمؤذن کان ذلك الیه (قاضی خان صفحہ ۳) صفحہ ۳۲۸ طبع ۱۰۰۰) مشائخ اہل السنۃ (۱۳۸) اگر بنی معصوم نہ ہو تو اس نے اگر کسی و متولی بنا کر اختیار نہ دے دے۔ اسے یہاں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہوگا۔ اور اگر بنی نے کسی و متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی حنفی نامہ میں ہے وہ وقت میں سب کچھ متولی مقرر کرے۔ ومع هذا لا یكون لاهل المسجد نصب القيم والمنولی بدون استطلاع رای القاضی (قاضی حنفی حاشیہ الہدیۃ ۳۰ ج ۳ صفحہ ۳۲۹) عین نسیم اسلام آباد پتھر میں مسجد قنیمتہ قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کرتے ہیں۔ ان میں نصب امام و مؤذن کا اختیار نہ ہے۔ اهل مسجد باعوا علة المسجد او غص المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جاز وان فعلوا بغير امره لایجوز الا ان یكون فی موضع لم یکن هناك قاضی انہی محصور (قاضی خان ج ۳ صفحہ ۳۳۲ ہندیہ) عین بنائی و متولی یا مسجد کا اختیار کسی وقت رائج نہ ہو۔ فقہ شمس مستحق امامت و امام مقرر کریں ورنہ اگر بنی و متولی کسی غیر مستحق و امام نامہ پتھر میں مسجد میں فقہ شمس کو تو بنی مسجد کا حق رائج ہوگا۔ الا داعین البانی لذلك وحلا وعین اهل السکة وحلا اخر اصلح من عبہ البانی فحینئذ لا یكون البانی اولی (قاضی خان ج ۳ صفحہ ۳۲۸ ہندیہ) اما اذا کان البانی موجودا فصب الامام الیہ وهو مختار الا سکاف رحمہ اللہ قبل ابواللیث وہ باخذ الا ان یصب شخصا والقوم یبدلون من هو اصلح منه (من ۱۰۰ ج ۱۰۰) مشائخ اہل السنۃ جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۳۹ طبع مصر) اور

(۱) لدوی لحامہ، اعلیٰ لدوی قاضی حنفی، کتاب التمدین، باب التمدین، فصل فی المسجد، ۱، ۶۸، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱،

میکر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۱۴۱) صورت مسئلہ میں وقف پر شخص میں اور چاروں نے اتفاق تو یہی ترتیب یہ مقرر کی تھی کہ فی سال عبد الحسین متولی ہو اور اس کے انتقال کے بعد بیٹوں میں سے جو زندہ ہو وہ متولی ہو اور یہ شرط صحیح اور جائز ہے۔ لہذا لو اب العمل ہو گیا تو چونکہ وقت چار شخص میں ہے اس لیے ایک شخص کو شرط وقف میں تہیہ و تبدل کا اختیار نہ ہو گا اور عبد الحسین کا وصیت نامہ بارہ تو یہ حق اپنے بیٹے کے غیر متعلق ہو گا نہ موقوفہ شدہ۔ وحقین جو یہاں زندہ ہے حق تو یہی اسی کا ہے۔ مگر متولی کی خیانت ثابت ہو جائے تو اسے محض اولیٰ مراد واجب ہے۔ فی ائین الوسائل عن اوقاف ہلال ونصہ اذا شرط الواقف ولاية هذه الصدقة الى عبد الله ومن بعد عبد الله الى زيد فمات عبد الله واوصى الى رجل ايكون للوصى ولاية مع زيد قال لا يجوز له ولاية مع زيد اه وقال بعد ذلك وفي فتاوى شيخ اسمعيل التتويض المحالف لشرط الواقف لاصح اه (رد المحتار) ويسر وحوما سرازیرہ لوالواقف (درر) فغيرہ بالاولیٰ غیر مامون او عاجز اصح (در مختار) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وقف کب صحیح ہوتا ہے، اور متولی کو کب برطرف کیا جاسکتا ہے؟

(سوال) بوقت حلی مساجد یا حلی ائمہ دین یا حلی مدارس کب صحیح ہوتا ہے اور صحیح ہونے کے بعد بوقت حلیت اس سے زائل ہوتی ہے یا نہیں۔ صورت زوال حلیت بوقت یا ورثا کے وقت یعنی موقوفہ کوئی سے زوال ہو کر نہ ہو جائے یا اصل؟ اور متولی یا حلی کی خطا مساجد یا مدارس یا مکتبہ کو بند کر دے اور ذکر اللہ سے کوئی کوں میں بند کرے تو وہ غیر مشروع کام کہ کرے والا اور مٹا دے گا ہو گا یا نہیں؟ متولی یا ناظر جب خائن ثابت ہو تو اس کو برطرف کر دے اور یعنی موقوفہ اس کے قبضہ سے نکالنا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مساجد وغیرہ وقف کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا کوئی مسجد ظلمتہ کر دے یا نہیں؟ اور جب حضرت علی سے یہ کام سرزد نہیں ہونے تو ان کے قہقہوں کو یہ کام کرنا میرا ہے۔ یہ تو جڑواں۔

(جواب ۱۴۲) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق صرف قول سے وقف صحیح ہو جاتا ہے اور بعد نصحت وقف خود بوقت کو یا اس کے ورثاء کو شش موقوفہ کا بیہ یا اس کے بیع کرنا جائز نہیں۔ اگر بیع یا بیہ کرے گا تو اصل (۱۴۱) جو شخص مساجد وغیرہ کو ظلمتہ کر دے وہ شخص بہت برا آدمی ہو گا۔ ومن اظلم ممن مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابیہا۔ متولی جب تک خیانت ظاہر نہ کرے۔ یہ وقف

(۱) (رد المحتار، المعروف بفتاویٰ الشامی، کتاب الوقف، مطلب شرط الواقف النظر لعبد اللہ لم یرد إلح ۴/ ۲۷، طبع سعد)

(۲) (الرد المحتار، کتاب الوقف، مطلب یا تم بترک الحائس، ۴/ ۳۸۰)

(۳) (سورة البقرة، الحرا الاول رقم الآية نمبر ۱۱۴)

(۴) (الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بفتاویٰ الہندیہ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف، مطلب لا یعمل المتولی بمحرک الظن من غیر ظہور حاشیہ، ۴/ ۲۵، طبع ماجلیہ)

سے اس کا مسجد و گرجا بنائیں۔ لیکن بعد ظہور خیانت اس کو اہل بیت سے الگ کرنا ضروری ہے۔ فان طعن فی الوالی طاعن لم یخرجه القاضی من الولاية الا بخيانة طاهرة انتہی (ہدیہ) ۱۱۱ ویزع وجوبا لہ غیر مامون (در المختار) ۴۱، قولہ ویزع وجوبا مقتضاه اثم القاضی بذکرہ والاثم بولاية الحائن ولا شک فیہ۔ بحر انتہی (رد المختار) ۳۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کسی وقت کی غیبت کا دعویٰ کرنے یا کسی مسجد کو غلامانہ کر دینے کی نسبت محض غلط اور اہتمام ہے۔ انہوں نے ہر گز ایسا نہیں کیا۔ جو ایسی نسبت کرے وہ درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن اور ان کو بدنام کرنے والا اور ظالم و فاجر ہے۔

- (۱) چند سے بنائی گئی وقف شدہ مسجد میں قفل ڈالنے کا حکم
- (۲) کیا محلہ کے قبرستان میں محلہ والے مردے دفن کر سکتے ہیں؟
- (۳) نماز جنازہ کی اجرت لینے کا حکم
- (۴) متولی کی تعریف اور اس کی ذمہ داریاں

(سوال ۱) جو مسجد چندہ سے بنائی گئی ہو وہ وقف ہے یا نہیں۔ اگر وقف ہے تو اس کا کوئی مسلمان، مکہ یا کسی دوسرے ملک میں قفل ڈال دے۔ اگر قفل ڈال دیا جائے تو دوسرے کو کیا حق ہے؟ قفل ڈالنے والے کے ساتھ کیسا کرنا چاہیے؟

(۲) وہ قبرستان جو مسجد محلہ کے ساتھ ہو اس میں اہل محلہ یا دیگر مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں؟ اور عام مسلمان بلا روک ٹوک اپنی میت کو دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر دفن کر سکتے ہیں تو کیوں؟ زمین قبر کے ذمہ دینا کچھ بھی مقرر ہو ام لین مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس قبرستان وقف میں کسی نزع کے سبب نگران یا متولی قفل ڈال سکتا ہے؟ اور دفن مسلمان سے روک سکتا ہے؟

(۳) نماز جنازہ کی اجرت لینا یا عموماً مسجد وقف جو جائیداد وقف سے متعلق ہو اگر وہ میت کے کام میں نہ لیا جائے اور دوسرے آدمی سے کام لیا جائے تو کیا اس مؤذن کو وہ حق دیا جاسکتا ہے جو نگران مسجد نے مقرر کر لیا ہو۔ اگر وہ حق نہ دیا جائے تو نگران مسجد و قبرستان، قبرستان میں میت دفن کرنے سے منع ہو سکتا ہے۔ یہ مانع ممانعت کا حق شرعی رکھتا ہے؟

(۴) متولی کہہ سکتے ہیں؟ متولی کو مسجد و قبرستان میں کیا حق حاصل ہے؟ کیا وہ مسلمانوں کو ان دونوں مسجد و قبرستان وقف کے نفع سے محروم کر سکتا ہے اور مانع ہو سکتا ہے؟ اگر روک سکتا ہے تو کیوں؟ کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ اس نگران یا متولی وقف کو خارج کر دیں جو جبراً حقوق قائم کر کے جائیداد وقف بڑھاتا ہے۔ یا اس رقم

(۱) (الدر المختار، کتاب الوقف، مطلب یاثم بولاية الحائن، ۳۸۰/۴)

(۲) (رد المختار، المعروف بفتاویٰ الشامی للعلامة الشامی ابن عابدین عینی الدر المختار، کتاب الوقف، مطلب یاثم بولاية الحائن، ۳۸۰/۴ ط، سعید)

(۳) (رحمہ اللہ ابو یوسف کالاعاق، قولہ وجہہ ابو یوسف کالاعاق فذلک لم یشرط الفسق والافراز، ای فقہرہ عبد سحر الفکر کالاعاقی مجمع استعاظ الملک الدر المختار مع رد المختار، کتاب الوقف، ج ۴، ۳۴۹، سعید، فذلک لم ولہ لا یسلک ولا یسلک ولا یعار ولا یعار ولا یرہی (توبیہ الامصار، کتاب الوقف، ج ۴، ۳۵۱، ۳۵۲)

سے جو حق مسجد یا حق مومن و امرا سے نام سے موسوم نہ کر کے مسلمانوں پر قائم کی ہے یا کرنا ہے۔ یہ مسلمانوں پر اس رقم کے لئے کرنا کوئی شرعی حق ہے۔ اگر مسلمانانِ محمدؐ نہ لو اکریں تو قبرستان میں میت دفن نہ کریں یا حق مقرر نہ کریں تو بھی نہ دفن کریں۔ یہاں تک شرعی لازم ہے؟

یہ شرط اجازت ہے اور جہاز ہے کہ وقت قبرستان اسی مسلمان کے لئے ہے جو جماعت میں داخل ہے۔ جو دخل جماعت نہ ہو اس کے لئے قبرستان نہ ہے۔ وقت عامہ میں ہر مسلمان ہر گز ہے یا تخصیص ہے؟

(حوا ۱۴۳) (۱) مسجد چندہ سنائی جائے یا کوئی ایک شخص جائے، دونوں وقت میں کی حکمت نہیں اور کسی کو اس میں باک نہ تھا کہ حق نہیں۔ اگر متولی مسجد کا مہاب چوری اور کف ہونے سے تشدد نہ رہے۔ خیال سے غم نہ کرے۔ وہ فرشتہ قتل میں قتل ڈال دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن ہر قتل مذکورہ وقت میں پرہیز نہ کرے۔ نمازیوں کو وقت بوقت ہو یا چوری وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو۔ ضرورت قتل اجازت تو اس کا متون کوئی حق نہیں۔ اس کے متعلق اس سے باز پرس کی جاسکتی ہے۔ (۱۰)

(۲) جو قبرستان کہ عام مسلمانوں کے لئے وقت ہو خود مسجد محمدؐ کے ساتھ ہو یا علیحدہ اس میں دفن کرنے سے روکنے کا اختیار متولی کو حاصل نہیں۔ اگر وہ کسی میت کو اس میں دفن کرنے سے روکے تو قتلِ گھم سے لگا۔ نیز متون دیتے قبرستان میں جو ہر مسلمان کے لئے وقت ہو کسی سے قبر کی زمین کی قیمت یا اور کوئی رقم نہ مانگا۔ یہ اسی طرح اس میں قتل ڈال کر دفن سے روکا ظلم ہے۔ (۱۱)

لیکن اگر قبرستان عام مسلمانوں کے لئے وقت نہ ہو بلکہ کسی خاص جماعت یا خاندان یا کسی خاص محلہ کے لوگوں کے لئے وقت ہو تو ان لوگوں کو جن کے لئے وقت ہے اس قبرستان میں وہی حقوق حاصل ہیں جو عام مسلمانوں کو وقت عام میں ہوتے ہیں لیکن ان موقوف عیسائی کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اس میں دفن کرنے کا حق نہیں ورنہ متولی ان سے چارہ رقم لے کر یہ قبرستان میں دفن کی اجازت دے سکتا ہے کیونکہ یہ قبرستان اس کی ملک نہیں ہے بلکہ وہ موقوف عیسائی کا حق ہے اور اس حالت میں بھی وہ جماعت کے لئے قبرستان وقت ہے ان دوسری میتوں کو دفن کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔ لیکن قیمت زمین کی اسے لینا جائز نہیں۔ (۱۲)

(۳) نماز جنازہ کی شرح اجرت یزیدین کہ نماز پر حاتی و اجرت سے فی ہائے نماز ہے۔ ہاں اگر ان و نماز جنازہ پر حاتے سے نماز گزرا جائے اور تکفہ و مقرر کردی جائے تو مضائقہ نہیں۔ (۱۳) مسجد کا کامیو آن جو تکفہ و مسجد سے پانچ سو اس میں نماز جنازہ پر حاتے کی شرط بھی داخل ہے یا نہیں۔ اگر ہے اور جس وقت سے اس و تکفہ و دی جاتی ہے اس میں بھی ایسی شرط کرنے کی کجائش ہو تو یہ مذمت صحیح ہے۔ (۱۴) پھر گریہ فتنہ منافی صورت سے

(۱) ۵۸۴ (۱) صحیح الوصف نہ بحریعہ ولا نمیکہ (الہدایہ، کتاب الوصف، ۶۵۰ طہ شدہ علمی)

(۲) ۳۸۲ (۲) کفر و غفلت، المسجد، الاحرف علی مناعہ، یہ یعنی (المر المحتار) ہذا اولیٰ من التقدیر بالمران لان المدا علی حوف الضرر، فان ثبت فی ردہا فی جمیع الاوقات ثبت کذلک، لافہ احکام المسجد (رد المحتار) ۶۵۶ طہ سعید

(۳) ۵۸۴ (۳) وصایح پنج حور والاستنصار علی تعصیب القرآن (۱) صرف لدلائل مدۃ وکذا حور الاستنصار علی تعلیم الفقہ ووجودہ والمحتار للفقہ فی ردہا قول ہولاء (الہدایہ، کتاب الاحارۃ، الباب السادس عشر، مطلب الاستنصار علی الطاعات ۵۸۴ طہ محدثہ)

(۴) ۷۰ (۴) شرائط اصحۃ فیما رجا المتعاقب، ومہا ان یکون المقود علیہ وهو المصنف معلوما علما یصح اسراعہ (الہدایہ کتاب الاحارۃ، الباب الاول، مطلب شروط الاحارۃ، ۹۱/۴ طہ محدثہ)

نی ہزاروں نے نماز پڑھا۔ تو اس کا اثر تنخواہ پر نہ پڑا۔ گا۔ ہاں اُس یہ حالت کہ نماز گزار نہ پڑھایا کرے
و تنخواہ کا مستحق نہ ہو گا۔ ہاں تنخواہ کے بارہ وئی اور حق لویاں میت سے لینے کا سے اختیار نہیں ہے۔ نہ ان
سے کوئی خاص حقد اپرو نہیں کیا گیا ہے اور تبرع کے طور پر دیا جائے تو اس میں جبر نہیں ہو سکتا۔ ان کی خوشی
ہے ویں یا نہ دیں۔ اگر لویاں میت مسجد کے اہم یا مؤذن و چھوڑ دیں اور صرف اس وجہ سے متولی مسجد نہ
قبرستان میں میت دفن کرنے سے روکے قید متوں کا مرتب نظم ہے۔

(۴) متولی دو شخص جو وقت و عمرانی اور انتظام کے لئے واقف یا قاضی یا بہت مسلمین کی طرف سے مقرر کیا
جاتا ہے۔ وہ صرف حفاظت و انتظام تمدنی و خرق کا استحقاق رکھتے ہیں کوئی کا نہ حیثیت اسے حاصل نہیں ہوتی۔ نہ
کسی ایسے تہ ف کا حق ہو تا ہے جو غرض واقف کے خلاف کھایا حیثیت سے اس کی اجازت نہ ہے۔ بدھ ایسے متولی کو
جو کا قبضہ کرے یا غرض واقف کے خلاف کرے یا نابالغ تہ فات کرے مثلاً یہ چاہتا ہے۔

مسجد کی رقم جو مقدمہ پر خرچ کی گئی ہے اس کے ذمہ دار متولی ہیں

(سوال) کسی مسجد کے متولیوں سے اس مقدمہ کے کہ مسجد کا موجودہ انتظام کافی نہیں ہذا مسجد کے سے کوئی
تکیم (یعنی قوانین) تجویز ہوئی چاہئے۔ جس کے مطابق مسجد کی ضروری کارروائی میں آتی رہے۔ متولیوں
سے اس قسم کی تکیم سے انکار کیا جس پر اسل جماعت نے عدالت سے چارہ ہوئی کی کہ مسجد کا موجودہ انتظام عمل
قابل اطمینان نہیں۔ کوئی تکیم ایسی ہوئی چاہئے جس کی رو سے عام مسلمانوں کو حینین ہو۔ اس چارہ ہوئی میں
اسل جماعت کا میاب ہوئے جس کی رو سے جماعت کے مسلمانوں کو مسجد کے معاملے میں عمل و غرض کا حق
واجبی عدالت ہوا۔ اس مقدمہ میں متولیوں کا تقریباً پچیس ہزار روپے سے بھی زیادہ نہ ہو جو سب کا سب مسجد
کے خذ سے خرچ کیا گیا۔ اس مقدمہ میں نے اس مقدمہ کی جیل لندن کی پریوی و نسل میں اسل جماعت
کے اخراجات کے سے متولیوں نے خاص پنی جماعت میں چند ہر کے کی ہزار روپے جمع کیا جو سٹیوں سے
قبضہ میں رہا۔ جس میں سے اپیل کے جملہ ضروری اخراجات ادا ہوئے رہے۔ غرضت چندہ کے عنوان پر یہ
مضمون لکھا گیا:

رغمون کی سورتی جامع مسجد کی جیل پریوی و نسل ولایت میں سے چائے خرچ سے سے حسب
ذیل اصحاب نے مندرجہ ذیل رقم عطا فرمائیں۔

ایک ہر کے جمہ مقدمہ ایس۔ جیل کے بعد اخراجات پورے ہو جانے کے بعد ایک موقوف

(۱) الاحرار لایمٹک نفس العظوم لاجلہ تسلیمہ نہ عدنا۔ ثم الاحرارہ مستحق واحدہم بالارادہ۔ سابقہ المعفود علیہ
و غرض فی المدة فیصع الانتداع۔ سلطان الاحرارہ بقدرد لک و لغوی اعلم لکیر بہ کتاب الاحرارہ الطاب النابی
فی بیان اہ متی تحت الاحرارہ ۱۲/۵، ۱۳ طہ جدیدہ

۲۔ سراج و جوب نو لوقب (غیر مامون) اندر المحجر، مقصدا اہم نقادی۔ سوسہ (محسن) ائی جوبہ
حبابہ السامہ، کتاب لوقب مصب یا نہ تولیہ الحاس ۳۸۰ طہ

(۳) ادان کن ماطر اعلی اوقاف متعدده و ظہرت حیاتیہ فی بعضہا اقصی المعنی ابوالسعود یا نہ بعزل من الکمل فی
الحوجر القلیہ اذ لہ برآء اتوقف بعزلہ القاضی۔ لو سکی شاطر دار الوفاق و لو ماجو المثل لہ عزلہ لایہ نص فی حرابیہ
الاکمل اہ لاجور لہ السکی ولا داجر ممل اہ و ران محجر، کتاب الوفاق، مطلب فیما بعزل بہ الحظر ۳۸۰ طہ مسجد

برقم پس انداز ہو سکتی جو متوبوں سے قبضہ میں بطور امانت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو روپیہ مقدمہ میں قس بذریعہ خرق ہو ہے اس کے امدادوں ہوں گے۔ آیا مسجد کے خزانہ سے دین چاہئے یا نہیں؟ دوسرا فرض اہل چندہ پس انداز رقم میں سے اپنے چندہ کی رقم کے موافق حصہ رسد واپس لین چاہیں تو شرعاً نہیں واپس لینے کا حق ہے یا نہیں؟ سوم جن متوبوں نے قبضہ میں یہ روپیہ موجود ہے وہ اس اپنے اختیار سے کسی کارخانہ میں چندہ و بندگان کی راہ کے خلاف تصرف کرنا چاہیں تو یہ تصرف ان کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اتوجروں

(جواب ۱۴۴) مسجد کا جو روپیہ اس مقدمہ میں صرف ہوا ہے اس کے امداد متولی ہیں۔ مسجد کے خزانہ میں اس کا بار نہیں پڑے گا۔ یہ اس صورت میں کہ اس بدعت کا مطالبہ واجب ہو اور وہ اس مطالبہ میں حق بجانب ہوں۔

جو روپیہ اہل کے لئے باقی چندہ سے جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو کچھ چاہا ہے وہ فرستوں گے مگر میں امانت ہے اور چندہ و بندگان کی ملک ہے اور اس کو بندگان کے حصہ کے واپس کیا جائے۔ مثلاً اس بذریعہ خرق ہو گیا اور پانچ ہزار باقی ہے تو جس شخص نے سو روپ چندہ میں دینے تھے وہ پچاس روپ واپس لے سکتا ہے اور جس نے ہزار روپ دینے تھے وہ پانچ سو واپس لے سکتا ہے۔ ولو ان قوما سوا محمد او فصل من خنبہم تنی قالوا یصرف الفاضل فی ساند ولا یصرف الی الدھن والحصر هذا اذا سلموه الی المتولی والا یكون الفاضل لہم یصعوب نہ ماننا، واکدافی البحر الرائق نافلا عن الاسعاف (عالمگیری) (۱) اور یہاں اگرچہ تسلیم ان التولی ہے بین خراجات مقدمہ سے لئے ہے نہ کہ صرف فی المسجد کے لئے۔ اس کے بعد لو اے خراجات اہل دینے والوں کو یہ روپ دینے کی حق ہے۔

متوبوں کو بغیر امانت چندہ و بندگان اپنی راہ سے اس روپ و کارخانہ میں صرف کرنا چاہئے یا نہیں؟ یونہی وہ اس روپ کے مالک ہیں اور نہ ہوائے خراجات اہل کے کسی دوسرے کام میں صرف کرنے سے ان کو کمال ہائے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تولیت میں وراثت کے متعلق متفرق سوالات

(سوال ۱) تولیت وقف عام میں شرعاً وراثت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) تولیت تولیت و میراث قرآن و دے بھی جائے اس کے کوئی دوسرا استخلاف قبضہ و تصرف پائے نہ کر سکی خاندان و تولیت کے سے مقرر کر دے تو اس وراثت کا شرعاً مقبہر ہے یا نہیں؟ اور اس وراثت سے اس خاندان کو بہ نسبت دوسرے مالک محض اس وجہ سے ترجیح ہو سکتی ہے یا مقبہر تقویٰ صحت ہو سکتی؟

(۳) شہداء اسلام کی راضی وقف پر ہر چند روزہ کی فیہ مسلمہ قوم کا ماضی تسلط ہو چکا۔ اس طرح کہ قبیل

۱) کام اس کے تباہ کا ختمہ بھی ہو جائے ایسی حالت میں وہ غیر مسلم متغلب اور وقف پر کسی خاندان کو تویہ کے لئے مخصوص کر دے تو اس کے تباہ کے ختم ہونے کے بعد بھی اس کا یہ حکم باطل قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
 (۴) غیر مسلم کے تباہ کے ختم جانے کے بعد بھی اصلی وقف کے چائیشیوں کے ہندو یا دیگر کارکنگریزی اس کی انہ کو منسوخ قرار دیا جوتوں کے دوبارہ تویہ اس سے حاصل آئیں۔ یہ نفاذ قابل غلط ہے یا نہیں؟
 (۵) لواقف نے خود کسی شخص کو تویہ کے لئے کسی خاندان کو مخصوص نہیں کیا۔ اس کے بعد اس کے بی قائم مت میں محض اپنی رائے سے کسی شخص کو متولی قرار دے کر تویہ اس کی میراث بردی۔ اس نے دسے شہ کیا حکم ہے؟

(۶) قوم مرہٹہ جس کا کسی زمانہ میں ہندوستان کے بعض اطراف پر آمد تھی کی طرح تباہ ہوا اور آمد تھی کی صورت رخصت ہو گیا اس کے احکام و اس کے متعلقہ فرامین شاہن اسلام و احکام ہر کار قابل غلط ہوتے ہیں یا نہیں؟
 (۷) ایک شخص کی اولاد میں یہ بعد دیگر اتفاقاً زمانہ سے چھ عرصہ تک تویہ رہی تو کیا اس شخص سے یہ تویہ اس خاندان کے ساتھ خاص ہو جائے گی۔ در آخر یہ وقت کے ساتھ اس و متولی یا اولاد اس کی ہو کر ہو جائے گا اور ان کے تویہ مختلف خاندانوں میں گردش کرتی رہے گی۔ اسی طرح وقف کے صحیح چائیشیوں نے بھی کسی خاندان کو مخصوص نہیں کیا۔ ہر ایک شخص غیر مسلم نے اپنے سفر میں چند روزہ عارضی تباہ کے زمانہ میں اس شخص کو تویہ سپرد کر دی۔ اس کے بعد یا دیند پر تویہ اس شخص نے خاندان کے ساتھ مخصوص ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۸) لواقف نے متولی کے حق امت کے لئے جانے تنخواہ ایک گاؤں یا کسی زمین کی آمدنی مقرر کر دی تو کیا یہ جائیداد متولی کی موروثی ہو سکتی ہے؟

(۹) تنخواہ دار زمین ایک زمانہ دراز کے بعد کیا اس تنخواہ کے وارث قرار دیئے جاسکتے ہیں یہ وہ تنخواہ اس کی میراث ہو جائے گی اور نہ لاقصد تسلیم ہوتی رہے گی۔ یہ جو اصول

(جواب ۱۴۵) شاہن اسلام نے جو زمین کسی کام کے لئے وقف کی ہے وہ وہ مال سے خالی نہیں۔ ایک تویہ ہے کہ وہ ان کی خود خرید کردہ مملوک ہو۔ دوسرے یہ کہ جس طرح تمام ملک کی زمین ان کے قبضہ میں ہے اسی زمین میں سے (یعنی بیت المال کی زمین کا) کچھ حصہ وقف کیا ہو۔ پہلی صورت کا جب کہ زمین بلا شوق مملوک ہو یہ حکم ہے کہ وہ وقف صحیح ہے ورنہ اس میں کسی دوسرے وقف کا حق نہیں ورنہ اس کا کوئی تصرف ناجائز ہوگا۔ وان وصدت الارض الى الواقف بالشراء من بیت المال بوجه مشروع فان وقفه صحيح لانه ملکها ویراعی فیها شروعه سواء کان سلطانا او امیرا او غیرهما الخ (رد المحتار) لیکن اگر وہ زمین مملوک بادشاہ کی نہ ہو بلکہ بیت المال کی ہو تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ ان کاموں کے لئے وقف ہو جن کا بیت المال میں حق ہے۔ دوم یہ کہ کسی ایسے کام پر وقف ہو جس کا بیت المال میں کوئی حق نہیں۔ اول

ہندو کا بھتیجا زید کی قوتیت کو ختم نہیں کر سکتا

(سوال) - ہندو نے ایک سہائی مکان کو مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو زید جو اس کی برادری کا ایک شخص ہے اور پڑوس میں رہتا ہے اس کو مسجد کی قیام کا انتظام کر دیا۔ زید نے اپنے ہتھم سے مسجد کی قیام شروع کر دی۔ مسجد قریب نصف کے قیام ہوئی تھی کہ ہندو نے اس کو روپیہ خریدا لیا۔ ہندو نے زید سے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اب تم اپنے پاس سے روپیہ لے کر مسجد کی قیام کر دو اور مسجد کی نگرانی و انتظام بھی باقاعدہ کرو۔ زید نے ہندو کا من منظور کیا اور اپنے پاس سے روپیہ نصف کر کے مسجد کی قیام مکمل کر دی۔ اور زید مسجد کے تمام کام کو نبھاتی رہا۔ ہندو نے وقف کیا وہ مسجد کی زمینیں تھیں اور زید اس مسجد کا متون و انتظام تھا۔ بدین وجہ زید نے بذاتی مکان اس مسجد کے لئے وقف کیا اور اس کی آمدنی سے ہندو متون و تنخواہیں درویشی لیانہ وغیرہ کے اخراجات ادا کرتا رہا۔ ہندو نیز تمام اہل محلہ زید کے انتظام و نگرانی کو قوتیت سے خوش رہے۔ ہندو کے انتقال کے بعد بھی پانچ سال سے زید اور ہندو متون مسجد کے نگرانی و اخراجات و انتظام کر رہے۔

اب چند روز سے سائل مختلفہ میں خبر شروع ہوا۔ زید انتظام مسجد کا ذمہ دار تھا اس لئے اس نے نماز مسجد میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہونا چاہا۔ مسجد مذکور میں صرف لوگ نماز ادا کریں، تلاوت قرآن شریف کریں۔ بجز اس کے اور کچھ نہ ہونا چاہا۔ اس کے باعث ہندو کا بھتیجا اپنی قوتیت کا دعویٰ نہ کر سکا اور زید کو قوتیت سے علیحدہ کرنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے ہندو نے اپنے سامنے زید کو متون و انتظام کیا اور زید نے اپنی ذات سے قیام مسجد نصف کے قریب کی اور ایک مکان جس کے لئے وقف کیا اور جب سے اب تک ہر طرح کا خرچ اور انتظام کرتا رہا ہے تو یہ شروع کا زید کو قوتیت سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور ہندو کے بھتیجے کا دعویٰ قوتیت درست ہے یا نہیں۔ جو امر حق ہو اس کے متعلق جواب مرحمت فرمائیں اور عند اللہ۔ جو رہوں۔

(جواب ۱۴۶) - قوتیت مسجد کا حق بنی اور وقف و سبب۔ اگر بنی مسجد اپنے سے یہ حق محفوظ رکھے تو وہی دوسرے شخص اس کی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ اپنی زندگی میں کسی کو متولی کر دے یا اپنے بعد کسی کو قوتیت کے لئے مقرر کر دے تو وہ شخص متون ہو جاتا ہے۔ بنی کے مقرر ہونے کوئی شخص بدوینہ ثبوت خیریت سے قوتیت نہیں کر سکتا۔ صورت مسئلہ میں اگر زید نے مسجد کی قیام میں حیثیت منتظم قیام کے اپنی بھی ایک معتقوں رقم خرچ کی ہے تو وقف بنائیں وہی من وجہ شریک ہے اور پھر جب کہ ہندو نے بھی اس کو قوتیت کے اختیارات تفویض کر دیئے تو ہندو کی جانب سے بھی متون ہو گیا اور جب کہ ایک مدت دراز سے وہ قوتیت سے فرانس اپنا ہے۔ رہا ہے اور اس محمد و نمازیں مسجد اس کے انتظام اور متولیانہ استعمال اختیارات سے خوش رہے تو اب اس کو قوتیت سے کوئی شخص معزول نہیں کر سکتا۔ فلو مامونالم تصح تولیہ غیرہ (ای غیر الوقف) اسناد (ردالمحتار) لایحیو للفاضی عول الطائر المستروط لہ المطور ملاحیہ و لو عولہ لایصح لاسی مولیا و یصح عول الطائر ملاحیہ لو مصوب الفاضی ای لا الوقف۔ (ردالمحتار) منہ محمد زید امہ

(۱) قول فی التوضیح: ولایصح نصب الیہ لکی الوقف تم نوصیہ بہ للنفاذی (کتاب الوقف، مطلب ولایہ نصب النعمہ۔

۵۶۱/۴ ط سعید

(۲) درمختار مع ردالمحتار (کتاب الوقف، مطلب فی عول الطائر، ۴/۳۸۲ ط سعید)

پچیس پچیس روپے سالانہ وقفہ اور مدینہ منورہ میں فتراہ و تسمیہ کیے گئے تھے نہ اس شرط ہے تو اسے پورا کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد متونیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنی سوا بھری سے اس شرط پر مشینوں اور مسجدوں کے قیام یا طالب علموں کی امداد وغیرہ میں خرچ کریں۔ وقف سے غریب و غار رشتہ داروں کو بھی بھر دیا جاسکتا ہے (۱)۔ اور اس متولی پر جو کسی جانب سے باقاعدہ بنایا ہو امتوں نہیں ہے خود خود وقف اور اس کی آمدنی میں تصرف کرنے لگے۔ تصرف و وصیت وقف خرچ کرنے کا ضمان لازم ہوگا۔ (۲) بارہ جو مصارف کو شرط کے موافق کئے ہوں ان کا ضمان استحساناً (۳) لازم نہ ہوگا۔

دوسرے بارہ کا غلط ہونے سے وقف میں کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ بھی مستعمل ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ غلط ہے یا نہیں اس معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مذکورہ۔ محمد انصافیت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ علی۔

قانون وراثت کا انکار کرنے کا حکم

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جماعت کے بارے میں جو چند عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں اور تمام احکام شریعت و تسمیہ کرتے ہیں مگر قانون وراثت شریعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے تباہ قدیم بنود کے قانون کے صراحتاً اپنا قانون بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے تباہ بنود کے اس قانون وراثت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ لہذا اس آیت شریفہ کا حکم ان پر جاری نہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فالولت ہم الکفر۔ (۱۰ جواب) (۱۴۸) قانون وراثت کا اکثری حصہ صرف ان نص قرآن سے ثابت ہے۔ اس ثابت شدہ کے کسی جز کو تسلیم کرنا کسی دور سے قانون کو اس پر ترجیح دینا قطعاً غلط ہے۔ پس جو لوگ کہ یہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانون وراثت کو ہم تسلیم نہیں کرتے و کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو توقف شریعی کی قیوت کا انہیں کوئی استحقاق نہیں۔ فی الراية انکراية من القرآن اوسحرایة منه یکفر۔ انتہی۔ (۵) ولی اعلام بقواطع الاسلام و یکفر من کذب شئنی مما صرح به القرآن من حکم او خبر او حمله التوراة والانجیل و کتب اللہ المسرلة او کتوبها اولعها اوسها اوستحقها انتہی۔ (۶) ولی الفصول العمادیة اذا انکراية من القرآن اوسحرایة منه کفر۔ (۷)۔

۱۔ قال فی الہدیہ فان کان الوقف معاً علی شئ یصرف الیہ بعد عمارة البناء کذلکی الحاروی القدسی (الہدیہ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف ۳۶۸/۲ ط ماجدیہ)

۲۔ ولواستری القیم بعد المسجد نوباً ودفع الی السبکس لایحور وکان علیہ صمدان مستند من مال الوقف (القدوی الحدیثہ علی ہامش الہدیہ کتاب الوقف باب الرحل یجعل دار مسجد ۳۰ ۲۹۷ ط ماجدیہ)

۳۔ وقف صحیح علی مسجد وجميع اهل المسجد وجعلوا داراً مولیاً بغير امر القاضی۔ فتاویٰ ہدایہ لمؤلفی بمعارف المسجد من غلات وقف المسجد لا یكون هذا لمؤلفی صمدان استوفی فی العمارة من غلات الوقف۔ (۴) صمدان۔

کتاب الوقف، باب الرحل یجعل دار مسجد ۳۱ ۲۹۶ ط ماجدیہ)

(۴) سورة المائدة، رقم الاية ۷۴

(۵) الراية لمحمد ثالث علی ہامش الہدیہ ص ۳۴۲ کتاب المصارف لکون اسلام و کفر نقص۔ مع هذا بدل فی القرآن

۶۔ جامع لفصول، الفصل ثامن والاثون فی مسائل کتبات الکفر ۳۰۴ ط اسلامی کتب خانہ علامہ سوری دہلی،

۷۔ اعلام بقواطع الاسلام، الفصل الثالث فیما یحیی عبد الکفر، ص ۱۵۱ فیما مشال روح ۲ ۱۵۱ ط مصر۔

مختظم مسجد کو محض ضد و عناد کی وجہ سے معزول نہیں کیا جاسکتا

(سوال) ایک شخص نے مسجد خد مت و نظام و ذریعہ نجات سمجھ کر اپنی زندگی اور جان و مال کو وقف کر کے بہ وقت مسجد میں حاضر رہتا ہے اور نماز جماعت اور قیام ضروریات مسجد کا مدت و ازا سے نصرت خوش موئی سے انتظام کرتا ہے اور اہل محلہ نیز بیرونی عام چندوں سے اپنے انتظام و نگرانی میں مسجد کی متعلقہ عمارات خوشنواہ و اہل شان و عاتق رہتا ہے مگر یہ وہ زمانہ اور خدایان مسجد کی تنخواہوں کا بھی مشغل ہے۔ اب چند سال سے امر اض و رد و مردود غیرہ میں مبتلا ہو کر یہ شخص مذکور سے ہر وقت مولوٹھے رہنے کی وجہ سے جماعت میں شام ہونے سے معذور ہو گیا ہے۔ نماز ہنگامہ اور اپنے اور دوطرف کا پابند ہے۔ کیا ایسے شخص کو جواب تک سہ سال سے مذکور مسوئی کے ساتھ انتظام کر رہا ہے چند دولاک جو ناجائزہ کار و جہت پسندی میں اس پر ہر قسم کا افتراء بتایا جا رہا ہے مسجد کے حاکم رکھتے ہیں اور حسن انتظام کو بدگھائی و رد کا قصور و رات دن کے لڑائی بھڑائی میں تبدیل کر دیا شرعاً جائز اور پندیدہ ہے یا شرعاً ممانوع و ناجائز ہے؟

المستفتی محمد صدیق دہلوی۔ ۹ سوال ۵۲ھ

(جواب ۱۴۹) اتنا سنا میں تو کسی کو خلاف ہو گا کہ اگر سوال میں بیان نہ ہو۔ وقت صحیح میں قیام شخص و دن مسجد کرنے پر تیار ہو گا۔ اور کوئی شخص ذاتی غرض نہ بنائے۔ پھر افتراء و بتان کا۔ تو میں نے نہ صورت یہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جمیع میں معامہ کو پیش کر دیا جائے کہ نمازی اور اس مسجد سے وقف ہوں گے و فریقین کے بنائے و جانچ سکیں گے کہ کون حق پر ہے اور کس کی زیادتی ہے۔ ورمذ۔ نمازیوں کی اکثریت سے فیصلہ و فریقین کے ہم رتبہ۔ اس سوال میں یہاں مردہ کینیت کو سبب کے کافر یعنی حریہ ہے اور ان حالات میں حکم شریعت کی ہے۔ فقط محمد کفایت مدد کان امداد۔

الوقف اسد میہ لو حکومت کے قبضہ میں دینا شرعاً درست نہیں

(سوال) اسلامی وقف جو اس وقت بندہ تین میں متولیوں کے ہاتھ میں ہیں انھیں وکالات کے بعد ۲۰ سال کا اپنے ہاتھ میں لے لینا اور ایک ایک جزیرہ میں ان کی حکومت کا ضروری ہونا شرعاً جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۰ محمد رفیع صدر الدین۔ رائی۔ علی گڑھ۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ۔ ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۱۵۰) الوقف اسلامیہ کو حکومت کے قبضہ میں دے دینا اور متولیوں کے اختیارات حکومت کو تفویض کر دینا شرعاً درست نہیں ہے۔ متولیوں کی بے اعتدالی کو روکنے کے لئے حسب فنی قانون ہستی ہے۔ لیکن ان کے شرعی اختیارات جو واقف نے دیئے ہیں وہ نہیں ۲۰ کے چاہتے۔ محمد کفایت مدد کان امداد۔

۱) ولائمہ لمحاسن فی کل عدہ وکتبی لقصی مدہ لاجل لومعروفہ لالامہ، ولوہما بحر وعی النبی ص قسا ولائمہ بل ہدود، ولوہما یحمد، (دعوت)، کتاب الوقف، مطب فی محاسن السیول، ۴۸۸ طبع،
۲) لاجل بمقاصی عرف لسطر لسطر لسطر بلاجہ، ولوہما لاصیر لکسی مولد، (دعوت)، کتاب الوقف، مطب لیس للقامی عرف لسطر، ص ۴۳۸، طبع

ضامن اپنے باپ کی جگہ متولی نہیں بن سکتا؟

(سوال) کسی موج حسین خا نے ایک جائیداد وقف کی اور وقف نامہ میں یہ شرط لکھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچائے ضامن حسین خا متولی نہ ہو سکے گا۔ (ضامن حسین خا صلی بن مومن حسین خا کا ہے) یہ ضامن حسین خا موج حسین خا متولی کی جگہ متولی ہو سکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کیونکہ جو شرط حکم شرع کے مخالف ہوتی ہے وہ باطل رہتی ہے اس پر قاضی و حکام پابندی نہیں کر سکتے۔ چونکہ شرط نے حق امتیاز حاصل ہے اس لئے اس حق کے خلاف شرط قابل عمل نہیں۔ یہ تو جہول

المسنفتی نمبر ۴۰۳ ضامن حسین خا۔ سند یہ نسخہ، ردی ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء جواب (۱۵۱) چنے کو قیوت کا حق ہوتا ہے مگر جب کہ باپ واقف نے تصریح کر دی کہ میرے بعد ضامن حسین خا جو بات متولی نہ ہو سکے گا تو ب ضامن حسین خا وہ حق جو حیثیت پہ وقف واقف بننے کے تحت ہوتا تو ہو گیا۔ (۱) باب اگر آٹھ متولی اس امر پر متفق ہو جائیں کہ ضامن حسین کو ٹرسٹیوں میں شامل کرنا واقف بنے۔ اس سے ضروری ہے یا واقف سے منکر نہیں ہے تو اس کو ان آٹھ میں سے ایک کے طور پر شروع کر سکتے ہیں۔ یہ واقف نامہ میں اس کی نفی نہیں ہے۔ صرف نفی اس حیثیت کی ہے جو مومن حسین خا کو حاصل تھی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۱۰۔

مسجد کی منتظم کمیٹی کا امام کو معزول کرنا

(سوال) ایک مسجد میں زید امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ منتظمہ کمیٹی کے چند افراد نے زید پر سب و غلی امامت کا دعویٰ دائر کر دیا اور بد زبیحہ حکم شرعی منجانب شیعہ بن کر حسب زید کو تا فیصلہ عدالت فرائض امامت سے روک دیا۔ مسلمانان محمد اور دیگر مسلمانان مضافات ماسوائے چند افراد نہ ور منتظمہ کمیٹی سب کی دلی تمنا ہے کہ زید امامت کے فرائض انجام دے۔ ایک مقامی عالم نے حاضر عدالت بد زبیحان دیا ہے کہ متولیان یا منتظمہ کمیٹی کو شرعاً اختیار ہے کہ زید کو امامت سے محید و مردے۔ نمازیین و اہل محمد و تقریباً طبعی دین کے کوئی حق نہیں۔ مثنوی ملاحظہ کیاں درست ہے یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۴۹۱ مضافہ ضیاء اللہ ثانی (شمارہ ۲۱) اول جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء (جواب ۱۵۲) اگر مسجد کی منتظمہ کمیٹی متر ہے اور اس کے اقتدارات نصب و عزل و زمین و موقوفات و حق میں تو اس کو امام کے معزول کرنے کا اختیار ہے۔ عوام مسلمین کمیٹی کے اقتدار میں نہ تحت نہ اس حق نہیں رکھتے۔ بہت اہم کمیٹی امام کے معزول کرنے میں نعمان مہمب ہو تو یقیناً عوام معزول کر سکتے ہیں اور ان جہ جدید کمیٹی منتخب ہو سکتی ہے۔ آمین۔

۱۔ مقدمہ فلسطی اولاد لوفت۔ یہ لافتنی ان جلدوں میں ذکر المصروفات العبادۃ فیہ و المسامیہ، کتاب لوفت منتظمہ، جعل المافر من غیر اهل الوقت ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴،

متولی کا قاضی کو معزول کرنے کا حکم

(سوال) متولی جامع مسجد اپنے ساتھیوں کی مدد سے بغیر کسی شرعی سبب کے قاضی کو معزول قرار دے اور نئے قاضی کا تقرر کرے تو اہل شیعہ کو اس قاضی کا ساتھ دینا چاہیے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ پہلا قاضی تمام اہل شیعہ سے منتخب کیا گیا ہے اور پچیس سال سے قضاء کر رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۱۲، ۳۰ رجب الثانی ۱۳۵۳ھ، ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۵۳) متولی جامع مسجد کے اختیار میں قاضی کو معزول کرنا داخل ہو تو عرض صحیح ہوا، لیکن اگر اس نے باسباب معزول کر دیا ہے تو وہ، اخذ و دار ہو گا اور اگر اس کے اختیارات میں یہ داخل ہی نہیں تھا تو قاضی معزول نہیں ہو گا اور اس صورت میں لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ۔

مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) یہاں ایک مسجد میں قیوت کے فرائض انجام دینے کے لئے زیر فیصلہ عدالت ایک کمینیٹی پانچ رشتہ دار رہنما رہے جس میں تین ممبر جماعت شیعہ تھے۔ ایک ممبر یہاں کی ایک مقامی جماعت کا تاجر، زبردہ ہوتا ہے اور ایک تاحیات حدت کی طرف سے مقرر ہے۔ (یہ شخص دراصل سابق متولی ہے) اس کمینیٹی میں باہم اختلافات ہو جانے کی وجہ سے ایک منتخب ممبر نے استعفیٰ دے دیا ہے مگر کمینیٹی نے اس شرط پر اس کا استعفیٰ قبول کیا ہے کہ تا منتخب ممبر جدید وہ دستور اپنی جگہ پر قائم رہے اور انتخاب جدید ممبر کا ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ مستقل ممبر یعنی سابق متولی نے انہیں اختلافات کے باعث کمینیٹی سے کنڈرہ کشی اختیار کی ہوئی ہے۔ قیوت رشتہ داروں میں سے دو شخصوں نے بغیر باقاعدہ کمینیٹی کا حصہ منعقد کئے ہوئے امام مسجد کو علیحدہ کر دیا ہے۔ عین حال میں مسلمان ان (امام صاحب) سے عقیدت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہی امامت کرتے رہیں۔ کمینیٹی کے ان دو افراد نے عدالت سے حکم اقتاری کے کران و امامت کے فرائض سے روک دیا ہے اور ایک دوسرا امام ان کی جگہ مقرر کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کمینیٹی کے اس فعل کو ناجائز تصور کرتے ہوئے امام جدید کے پیچھے نماز پڑھنا پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ امام جدید کے پیچھے صرف وہی پانچ سات قیوتی شیعہ جماعت ہوتے ہیں جو باقاعدہ کمینیٹی کے ممبر ہیں یا ان کے زیر اثر ہیں اور یہ دوسری جماعت مسجد کے بیرونی حصہ میں ایک اور صاحب کے پیچھے جماعت لے لے۔ جد ہوتی ہے جس میں ملازمین چاریس آدمی شریک ہوتے ہیں۔ عدالت نے فیصلہ کے تحت امام مسلمانوں کو بدنامی و نفرت میں مبتلا کرنے کا حق بھی حاصل ہے اور اس کی رو سے یہ امام جدید میں یہ کمینیٹی معزول ہو چکی ہے۔ ان میں سے تین تاجر مقررین چاہتے ہیں کہ کمینیٹی انہیں یہ کہہ دے کہ معزول شدہ کمینیٹی ہوم کے فیصلہ و غیر عدالتی چاروں کی تسمین نہیں رہے گی۔ جس میں فیصلہ قدرے مدت کے بعد ہو گا۔ اس اثنا میں میان مسلمانوں کو جو امام سابق کی بدنامی و ناجائز بنائیں گے ہوتے معزول

(۳) دارالعلوم وائیک باقوں سے محفوظ رکھنا جو ان کی بات مانید و تنقیہ اور وقتہ سے متضرر ہوں اس شری کا فرض ہے۔ اور یہ فیصلہ نہ کہ دارالعلوم کے منصف یا نہیں یہ بھی اس شری کا منصب ہے۔ میں اس شخص کے متعلق اندازہ رکھے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھت ہوں۔ چہ جائے کہ شری کا منصب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان ابدلہ،

- (۱) کیا متولی وقت شد و چیز دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے؟
(۲) وقف کو باطل یا تبدیل کرنے کو شرائط کے ساتھ معقول کرنا
(۳) وقف کے بعد ابطال اور وصیت کا حکم

(سوال) ایک شخص نے اپنی جائیداد انجمن اسلامیہ انبالہ عیص کے نام وقف کی اور وقف نامہ کو عدالت میں رجسٹری کرادیا گیا۔ جس کی نقل مطابق اسل رسال خدمت ہے۔ ایک عرصہ سے بعد وقف نے اس وقف نامہ کا ابطال کر کے مدرسہ دیوبند کے نام وصیت کر دی جس کو رجسٹری کرادیا گیا۔ ابطال نامہ وقف اور وصیت نامہ کی نقول بھی اسل رسال خدمت ہیں۔ لہذا عندا شریع تصدیق حسب امر مند چاہی ہیں۔

(۱) کیا واقف ایک مرتبہ وقف کرنے کے بعد اس کو کسی دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے جب کہ وقف نے اپنے وقف نامہ میں کوئی اس قسم کا اختیار اپنے لئے محفوظ نہ رکھا ہو۔

(۲) کیا واقف اپنے وقف نامہ میں اس قسم کی شرائط جو وقف نامہ موری ۷۰، سب ۱۹۱۹ء میں تحریر کیا گیا ہے؟ اگر جواب مثبت میں ہے تو اس کی شرائط و قیود قائم رہنے کی صورت میں اس وقف نامہ کے ابطال کیا پذیر یہ وصیت نامہ وقف نامہ کو تبدیل کرنے کا حق پہنچتا ہے یا نہیں؟

(۳) مسند وقف نامہ میں مندرجہ ذیل مرقعہ ہے: "وقیود قائم ہیں۔ اس مسد ف آمدنی وقف تعمیر و ترقی ہے جو انجمن اسلامیہ کی جانب سے آج تک اسی پیمانہ پر جاری ہے۔ دوم انجمن کے مگرانی کنندگان و اراکین ذیل شخص نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱

جانی نہ کرنے کے ساتھ مشروط ہے اور اسی شرط کے ساتھ اس کو وقف نامہ میں حق تولیت بھی دیا جاتا ہے۔ جس نامہ کے ذریعہ اس وقت کے کارخانہ بنیں، سلامیہ اور اپنی زوجہ اور لوالہ و نرینہ بننے کی صورت میں ۱۰۰ روپے حق تولیت دیا جاتا ہے منسوخ یا ہے۔ نیز زوجہ کو چاہیہ لو مووقوفہ کی آمدنی اپنے صرف میں لے کر حق بھی منسوخ کر دیا ہے۔ مگر اصل وقت اور قریب جید و عقیم کے لئے دس روپے ماہور و پالان دونوں امور پر ابطال نامہ کا بہت بڑھ چکا ہے۔ حق تولیت میں تبدیل و تخریر کرنا وقف کے اختیار میں ہے (۱) اس لئے ابطال نامہ کا یہ بڑھ چکا ہے۔ نیز زوجہ وقت اور کارخانہ بنیں، سلامیہ کا حق تولیت باطل ہو چکا ہے اور تولیت کا حق وقف و وقت سے جدا ہو گیا ہے۔ مگر یہ دیکھنا ہے۔ اسیت نامہ کے مطابق دو عمل کریں گے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ماق شد و لوالہ و لوران کی لوالہ و تولیت کا حق رکھتی ہے

(۲) حق تولیت میں لوالہ کے لئے ترجیحی مقام ہوتا ہے

(سوال) زید نے دوشیاں ہیں۔ ایک مسہور جن سے در دوسری مسہور بنی ہوئی ہے۔ مسہور بن سے ایک برکاج و در مسہور بن سے عبد الغفور، قمر الدین اور زکیاں۔ عبد الغفور اور پیر و کوان کی بد چلتی سے زید نے حلق کر دیا۔ اب صرف قمر الدین رہا۔ زید نے اپنی کل چاہیہ ۱۰ موری ۴ مئی ۱۹۰۴ء بذریعہ رجسٹری وقف نامہ کے وقف فی سبیل اللہ کر دیا۔ بعد وقف کے حسب وقت نامہ میں میں تارک۔ عبد الغفور اس کا چھوٹا بھائی۔ قمر الدین اب مسہور بنہ ۳۰۲ اور مسہور بنہ ۲۰ موری ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء قمر الدین ولد فوت ہوا۔ اب صرف وہی ۱۰ موری عبد الغفور و پیر و کہ جن وزید نے ماق کر دیا تھا باقی ہیں اور ان دونوں میں سے ایک ایک لوالہ ہے۔ زید نے مسہور بن جن سے وہ اس کا بڑا بھائی است اللہ از بن مسہور بنجو۔ عبد الغفور اس کا بڑا بھائی عبد الغفور اب دریافت طلب مسہور بن میں ہیں

(۱) ماق کی لوالہ سلسلہ ذور میں مسہور بن مسہور بن ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس ماق کا اثر ان کی لوالہ پر ہو گا یا نہیں۔ جب کہ سوائے اس کے سلسلہ ذور ختم ہو چکا ہے اور ماق سے بعد ان کی لوالہ کے متعلق وقف نامہ میں کوئی ذکر نہ ہو۔

(۲) اگر لوالہ مسہور بن ہو سکتی ہے تو دفعہ ۳۰۲ کی رو سے مسہور بنجو کی لوالہ یعنی عبد الغفور و ترجیح ہونی یا نہ ہونا۔

المسنفنی نمبر ۷۳ عبد الغفور در سہ سلامیہ کا پیر ۱۴ اذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۸ فروری ۱۹۳۲ء (جواب ۱۵۹) ماق شدہ لوالہ کی لوالہ و مخر و ماق تولیت نہ ہوئی بلکہ وہ شرط صحت لوالہ کے طور سے منسوخ میں

(۱) ولایۃ نصب القیم الی الوقف، قال فی البحر فمدان الولاية ثابتة مدة حياته وان لم يشترط حياته وان لم ير المولى (الشامیہ، کتاب الوقف مطبوع، ولایۃ نصب القیم الی الوقف، ۴/ ۴۲۱ ط سعید)
(۲) قال فی الدر المختار، ولایۃ نصب القیم الی الوقف نہ لوصیہ لقیام مقامہ (کتاب الوقف، مطلب الوصی بصیر مولی بالامض، ۴/ ۲۲ ط سعید)

داخل ہو کر متوفی ہوئی۔ سرپرست اللہ اور عبد الشکور دونوں ایک درجہ کی صہیت رکھتے ہوں تو عبد الشکور و ترین ہوگی۔ (۱) محمد کفایت اللہ

وقف میں ابطال وصیت یا تنسیخ کا حکم

(سوال) حاجی حسین شش صاحب نے اپنی جائیداد واقعہ چمن دہی انبالہ ۱۹۱۸ء میں وقف کی اور نوہ وصایت متوفی مقرر کیا اور بعد اپنی وفات کے اپنی زوجہ مسعودہ علیہ السلام کو چار شراائط وقف نامہ ۱۹۱۸ء وصایت اس کو عطا کی۔ یہ تمام مذکور کی وفات کے بعد انجمن اسلامیہ یمن انبالہ و مدرسہ عربیہ دیوبند کو متوفی کر دیا۔ نقل وقف نامہ ۱۹۱۸ء برائے ملاحظہ ارسال خدمت ہے۔

مروقت مذکور نے وقف نامہ ۱۹۱۸ء کو ۱۹۲۳ء میں بدل نامہ مستور سے بدریج وصیت نامہ ۱۹۲۳ء کی نو سے جائیداد مذکور و حق مدرسہ عربیہ دیوبند وقف کی اور معجب تحریر وصیت نامہ ۱۹۲۳ء میں روپ، ہوا و تنخواہ ایک حافظ کی طرف تک مدرسہ عربیہ دیوبند کو ارسال کی نقل جس نامہ وصیت نامہ ۱۹۲۳ء برائے ملاحظہ ارسال خدمت ہے۔

وقف نے وقف نامہ ۱۹۱۸ء میں تحریر کیا ہے کہ انجمن اسلامیہ یمن انبالہ کے موجودہ کارکنان میں تبدیلی واقع ہو تو کارکن نمبر ایک کا فرض ہو گا کہ وہ مدرسہ عربیہ دیوبند کے کارکنان و اطباء کے دو بنید اور مذکور پر قبضہ و قبض ہو جائیں و تبدیلی جائیداد موقوفہ کی کار خیر میں صرف کریں۔ انجمن اسلامیہ یمن انبالہ کے کارکنان نمبر ۲ میں تبدیلی ہوئی ہے۔ وقف مذکور وصیت نامہ ۱۹۲۳ء میں تحریر کرنا ہے کہ میں وقف ۱۹۱۸ء کی ترمیم و تنسیخ نہایت ضروری اور فائدہ مند خیال کرتا ہوں اور مجھ و زروے شرع و قانون کو رخصت سلسلہ قویت کو بدلتے اور اس کو زبردستی قائم کرنے کا حق و اختیار حاصل ہے۔ جب کہ کارکنان انجمن اسلامیہ یمن انبالہ میں تبدیلی ہو چکی ہے۔ شرائط وقف مذکور تو ایسی صورت میں انجمن اسلامیہ یمن انبالہ کا کوئی حق باقی رہا نہیں۔^۱ بموجب تحریر وصیت نامہ و ابطال نامہ ۱۹۲۳ء وقف کو زروے شرع وقف نامہ ۱۹۱۸ء کو مستور کر کے دوسری تبدیلی منتقل کرنے کا حق و اختیار باقی ہے یا نہیں۔ مقرر آمد وقف نامہ ۱۹۱۸ء میں دینی عقد کیا نہیں ہے اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بنید، محض انجمن اسلامیہ یمن انبالہ نامہ وقف ہے۔ یہ وقف کو یہ حق حاصل ہے کہ وقف اور اس کے مصرف کو بحال برقرار رکھتے ہوئے پہلے مقام کو دوسرے مقام کے ساتھ مخصوص کرے۔ یعنی یہ کہ پہلے مدرسہ عربیہ دیوبند انجمن اسلامیہ یمن انبالہ کو دس روپے ہوا و دینے تجویز کرتے تھے۔ اس و منسوب کرنے مدرسہ عربیہ دیوبند میں مدرس قرآن کے لئے اس و تعین کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۷۷ م۔ محمد حبیب صاحب مستند دار العلوم دیوبند ۱۸ یقودہ ۱۳۵۵ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) لا یجوز التمسک فیہ من الاحباب ما وجد فی ولد الوقف و اهل بیتہ من یصلح لذلک (الاشاعریۃ، کتاب الوقف، مطلب لا یجوز الاطر من غیر اهل الوقف، ۴/ ۴۷۴ ط سعید)

حواص ۱۶۰ کو وقف نامہ اور اس نامہ اور سیت نامہ یعنی سے معلوم ہو کر وقت و چاند سے وہ وقف ہو۔
وہ قنوں وقف کی ذات اور اس کی زوجہ اور بھروسہ روپ ہو کہ قرآنی تعلیم ہے زوجہ کا وقف کا جائز ہے۔
رہے نہ تھوڑے و بڑے و ایسی شرط کے ساتھ اس کو وقف نامہ میں حق قویت بھی دیا تھا۔ اس سے
مزید سے وقف نہ کرنا انہیں اسلامیہ اور اپنی زوجہ اور اولاد عزیزہ ہونے کی صورت میں اولاد کو بڑا حق
قویت و تجارت منسوب دیا تھا۔ مگر اصل وقف اور قرآن مجید کی تعلیم کے لئے اس روپ نامہ دینے والوں
اس پر بھل نامہ کا جو شرط نہیں۔ حق قویت میں تھوڑے تھوڑے وقف کے اختیار میں ہے۔ اس سے حال
نامہ کا یہ بڑا ہوا ہے۔ زوجہ وقف و کارخانہ انہیں نامہ کا حق قویت باطل ہو چکا ہے۔ قویت باقی
وقف و تجارت سے حد مقرر ہو رہی ہے۔ وہ ہے۔ وسیت نامہ سے مطابق و عمل کریں گے۔ وہ وقف نامہ میں
انہیں اسلامیہ کے مدرسہ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ مذکور ہے کہ اس روپ نامہ اور قرآن مجید کی تعلیم و ترویج
رہے سے انہیں اسلامیہ روپ چاہیں۔ اس میں انہیں وفاق تھا۔ وہ اپنے مدرسے سے مدرسہ قرآن پر
خرچہ کر دینے اور مدرسہ قرآن پر صرف رہے۔ صرف تعلیم قرآن ہے نہ انہیں نہ مدرسہ۔ اس سے
صرف یہ مقام ہے نہ چاہا پیدائش نہیں ہوتا۔ فقط محمد غایت بدکان امداد علی۔

مسجد فی انتظامیہ کمیٹی کو اتنی فائدہ کی خاطر ہر طرف نہیں کیا جا سکتا
(سوال) آٹھ دس سال کا عرصہ اگر کہ ایک مسجد کے متولیان برضا و رغبت خود ایک جگہ سے اس میں مجلس
انتظامیہ مسجد بنادیں تا اس مسئلہ پبلک کے ایماء و مشورے عمل میں آئے اور فراہمات مسجد مسجد نہیں
مذکورہ انتظامیہ بنائے۔ مجلس مذکورہ کو یہ کام سب سے اب تک تمام انتظامات مسجد کے انجام دے رہے ہیں۔
میں بیل اس خاص بدعت کی شہ پر جس کے فرائض و انگیوں پر فی جہ نفعی ہے اور جو مسجد شہ پر
خلاف مبنی مسلمان شہ قاضی و مشرف بہ ناپا اتی ب متولیان مذکور مجلس متذکرہ سے خلاف ہے۔
متولیان کی نفی و نفی وہ یہی ہے کہ وہ خود اور ان کے رشتہ دار مسجد مذکور کے متروک ہیں اور اس سے
روپ کا طلبہ۔ تا ہے وہ بلیہ و نہ ضرر نہ ہر نامہ سب ضرر و نقصان کر رہے ہیں۔ تو ایسی مجلس انتظامیہ جو
متولیان اور مسلم پبلک نے صاف و مشور سے پبلک جس میں قائم ہوئی تھی ان سے متولیان یا متولیان و جو
تقدیر اس سال سے مسجد کی خدمت سے محدود رہے۔ طرف رہے کا اختیار حاصل ہے۔ ایسی مجلس
انتظامیہ کو جسے مسلم پبلک نے جس سے اس میں متولیان سے مشور سے منتخب کیا تھا اور جواب تک اور مسجد و
نہا ہو دیتی رہی آئندہ بھی وہ مسجد میں متولیان نہ حقوق استعمال کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں؟ متولیان
مذکورہ کے مخالف طرز عمل سے جو انہوں نے اختیار کر رہے ہیں مسجد و ملی و انتظامی نقصان پہنچ رہا ہے اور آئندہ

۱۔ کتابی مسجد اولاد نص لہ فی الوقف، فان فی سحر قلوبہ نولایہ ناسہ مدہ حانہ و لہ بصر طہ و نہ
عزل نسوی اردن صاحب۔ کتاب الوقف مظہر ولایہ نص لہ فی الوقف ۴ ۵۲۱۔ سعید
۲۔ ولایہ نص القیہ فی بلف لہ نوصہ و سور الانصر، کتاب الوقف مظہر لوصی بصر متولیا ۴ ۳۲۲ ط سعید

کچھ کا اندیشہ ہے۔ یہاں یہ بات کر دینا بھی ناگزیر ہے کہ متولیان مذکور میں سے ایک کے خلاف اس ایک جلسہ عام میں جو متولی مذکور کا اہلنمایا ہوا قیام عام اعتمادی قرار دیا گیا ہے جو دوسرا متولی ان پڑھ اور اقلیت پڑھ ہے اور پٹی تقرری کے ذمے سے اب تک مسجد کے کسی کام میں کوئی حصہ نہیں لیتا رہا ہے۔ اس میں اس نے جس مسئلہ میں جس انتظامیہ پر کئی اعتماد قرار دیا منظور ہو چکی ہے۔ وہ تو جو دل

المستفتی نمبر ۵۵۷ شریاض الدین صاحب (شملہ) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۱۶۱) جب کہ انتظامیہ کمیٹی کا تقرر متولیان کی رضامندی اور اشتراک عمل سے ہوا ہے تو اب متولیوں و انتظامیہ کمیٹی کے تقرر کے خلاف پتہ شکنے کا حق نہیں ہے۔ اگر کان کمیٹی ذاتیات اور ذاتی اہل کے خلاف کوئی وقتی شکایات ہوں تو ان کا فیصلہ پہلے جلسہ میں یہاں سنا ہے۔ اور اگر یہ واقعہ ہو کہ متولیان مسجد نے ضوابط کے خلاف مسجد کی رقم خود قرض سے رخصتی ہے یا رشتہ داروں و دیگر رخصتی ہے تو یہ فعل ان کا انتخاب خود موجب اعتراض ہے اور اگر متولیوں کے طرز عمل سے مسجد کو نقصان پہنچ رہا ہو تو ان کو اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنی یا استعفیٰ دینا لازم ہے۔ محمد غایت اللہ کان اعدہ ۱۰ شوال

مسجد کی تولیت کے لئے اہلیت ضروری ہے

(سوال) ایک مزار کے متصل ایک مسجد عرصہ دراز سے چلی آتی ہے جس کی ترمیم و تجدید اور عمل و نصب و غیرہ کا انتظام ہمیشہ نمازیان مسجد کرتے رہے ہیں۔ اب چھ عرصہ سے بعض مجاہدین مزار کو تمام مدت کے راتکاب کے باوجود دغائی بے نمازی ہیں۔ بدعنوانی انتظام و انتہام مسجد سے متعلق ہیں۔

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین، انوار حسین (لدھیانہ) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۱۶۲) مزار و مزارعہ و شریعہ پہلے سے اجتماع و تولیت کے حقوق حاصل نہیں ہیں تو اب ان کو تولیت کے دعوے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر پہلے سے یہ حقوق حاصل ہوں تو یہ جدا جدا کے اصول و ہونے کے ان کو مسجد کے مزارعہ لازم ہے۔ نمازیان مسجد بھی اس صورت میں اجتماع و تولیت کے اختیار سے محروم ہیں۔ محمد غایت اللہ کان اعدہ۔

(۱) دارالمتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتیہ ان کان العوض لہ عاملاً صحیح، ولا یملک عرلہ والذکر المختار، کتاب الوقف، مطلب للناظر ان یوکل غیرہ، ۴/ ۲۵ ط سعید) لا یملک القاضی التصرف فی الوقف مع وجود ناظر ولو من قہر (ردالمحتار کتاب الوقف مطلب لا یملک القاضی التصرف فی الوقف، ۴/ ۳۷ ط سعید)

(۲) (یرغ) و حواہ ولو الوقف در غیرہ بالاولیٰ غیر مامون، او عاخر او طہر بہ فسق الذکر المختار، کتاب الوقف، ۴/ ۳۸ اذا کان ناظر اعیان الوقف متعددہ و طہر بہ حیاتیہ فی بعضہ اعیان بعضیہ سوا السعد بہ عرلہ من لکل وہی الجوہر المقیم اذا لم یزاع الوقف یعرلہ القاضی ومن الثانی لو سکن الناظر دار الوقف ولو باحرار المثل لہ عرلہ (ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فیما یزاع بہ الناظر، ۴/ ۳۸ ط سعید)

(۳) (یرغ) و حواہ (و غیر مامون) او طہر بہ فسق کثیر حمیر او مہوہ فح، الذکر المختار، کتاب الوقف مطلب سابق، ۴/ ۳۸ ط سعید)

(۴) (الصالح للناظر من لم یسأل الولاية للوقف وليس فیہ فسق یعرف ہکذا فی فتح الباری، ولا یصرف لاولی الا من قادر بنفسہ او نائبہ و عالمگیر بہ، کتاب الوقف، الباب الخامس ح: ۳/ ۴۰۸، عاجد بہ)

سود کو پزیر کرنے والے اور حج و زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر کو مسجد کا متولی بنانا

(سوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جس کا عقیدہ اور عمل حسب ذیل ہیں

(۱) سود لینا اور بے شریعت چیز خریدنا ہے۔ اور اس بناء پر دوسرے کاروبار کو بند کر کے صرف سود کا بیوپار ہی کرے۔ ان شروئے کیا ہے۔ اسی پر موقوف نہیں بلکہ عوام کو چند حاویث سے استمداد کرنے اپنے اس فعل کا پابند و جاسننا کر چکا ہے۔

(۲) اس کا عقیدہ ہے کہ چونکہ ہم لوگ ریش و رغبت سے تحت میں اور انکم نہیں ہم و دیگر پڑتا ہے اس سے ہم پر ہر وقت پر فرض نہیں ہے۔

(۳) یہ اس کا عقیدہ ہے کہ مسلمان عورت پر حج کرنا فرض نہیں ہے بلکہ صرف ہمارے دین پر حج فرض ہے، عقیدہ کا یہ حال اور عمل کا یہ پوچھنا ہی نہیں۔ کیا یہ شخص و مسجد یا بیت مت کا شرعی مقرر کر سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۳۳۰ الشیخ محمد براہیم صاحب معدن العلوم (داعیہ دی) ۳۱ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

۳ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) پیروں کام اور عقیدہ غلط اور روایات اسلام کے خلاف ہیں۔ کیا شخص رہے یا مسلمان قوم کھانے کے قابل نہیں اور مسجد کا شرعی شایع بنانے کے مستحق نہیں۔ (۱) محمد خلیفۃ اللہ کا نام ہے۔

کیا واقف کے لئے شرط کے مطابق کسی کو متولی بنایا جائے گا؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی چھ ملیت وقف کی تھی جس کی قیوت سے اس نے خود پانچ آدمی ملازم رکھے۔ وقف نامہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ ان پانچ میں سے جو شخص مر جائے تو اس کی جگہ میرے ہم میں سے دوسرا آدمی مقرر ہو گا۔ وقف و نذر کیا اور بن پانچ مقرر متولیوں میں ایک شخص بنایا۔ اس نے جگہ ہر کرنے کے لئے وقف کی زمینوں کو واد میں سے ایک شخص استحقاق کا دعویٰ کرنا ہے۔ جس سے وقف کے زمینوں کو لوہا لٹکا کر دیتی ہے کہ نعمت ہو۔ واد و مر ہو ہیں نہ ناٹ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ واقف نے زمینوں کا یہ انکار حق یا غلط ہے یا نہیں۔ اور نہ اور نہ صورت میں زمینوں کی لوہا دہی قیوت کا استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔ دوم یہ کہ شہر کی تاب واقف کے آخر میں جو وقف ہو۔ واد و ناٹ کے دونوں ورانہ ہے یا نہیں اس پر قیوت کا مسئلہ بھی قیاس کر کے لوہا و ناٹ کو بھی داخل کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ سوم ہم میرے متعلق جراثیمی جو ذریعہ و ش (لغت جراثیمی) ایک باپ کی سلسلہ دار لوہا دہکتے ہے (لغت لڑو) کہتے ہیں۔ کھانا دان مینہ ہوا۔ بند و سنی لغت از آربا کمنس ختم خندان۔ کنبہ رشتہ داری کہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۰۰ مولانا محمد براہیم صاحب۔ رائدر ضلع سورت ۲۶ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ ۱۵ اگست

۱۹۳۶ء

۱. لاوسی لایس فاخر مصنفہ (رد المحتار) کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی، ۴ ۳۸۵ ط سعید، وقوفہ روح و حوا، مصنفہ غم نقضی سرکہ، ولایہ توبیۃ الحانی، ولائک وہ (رد المحتار) کتاب الوقف مطلب بانیہ توبیۃ الحسن، ص ۳۸۵ ط سعید

(حواب ۱۶۴) شرکے مغموم میں لڑکیوں کی کوٹ شام ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اگر لڑکوں کی کوٹ بھی صاحب لکھو یہ اشخاص موجود ہوں تو ان کو مقدمہ رکھنا مناسب ہے لیکن لازم و فرض نہیں۔ اور اگر لڑکوں کی کوٹ میں صاحب لکھو یہ موجود نہ ہوں اور لڑکیوں کی کوٹ میں موجود ہوں تو ان کو شرعی بنانا لازم ہوگا۔ فقہ ۱۰
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی۔

متولی نہ ہونے کی صورت میں نمازیوں کو امام و موزن مقرر کرنے کا حق ہے
(سوال) کسی بستی میں امام کی تحفہ اور مسجد کا نقد وغیرہ محمد واہوں سے لیا جاتا ہے اور متولی بھی مقرر کیا وہاں رکھنا ضروری ہے، اس حال میں تمام مصیبتوں کی اجازت چاہئے یا نہیں یا تو حاراضی اور باقی حاراضی یا شرعی حاراضی اور چند آدمی راضی ہو کر جبراً امام رکھ دینا جس سے فقہ و فہم جدال برپا ہو۔ اب شرعی حال مقرر کرنے میں مقتدیوں کی طرف سے کیا مشورہ لیتا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۱۵۷ میں صاحب ابی یوسف اسول (برہ) ۱۱ ج ۱، صفحہ ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹
۱۹۳۶ء

(حواب ۱۶۵) جس مسجد کا کوئی متولی نہ ہو نہ کوئی فقہر کھینچی ہو اس کے نمازیوں کو امام و موزن مقرر کرنے کا حق ہے۔ اگر ان میں باہم اختلاف ہو جائے تو اہل تقویٰ و صاحب کی رائے مقدم ہوگی۔ اگر اہل تقویٰ و صاحب بھی باہم متفق نہ ہوں تو ان کی کثرت کی رائے راجح ہوگی۔ فقہ ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی۔

کیا متولی اپنی زندگی میں تویت منتقل نہیں کر سکتا؟

(سوال) ایک مسجد ہے جس کی تویت منجاب واقف بہرے خاندان میں سنا بعد نسل چلی آتی ہے۔ چنانچہ والد مرحوم نے بھی اپنی حیثیت میں میرے نام تویت منتقل کر دی تھی۔ ان کی جانب سے ایک شخص مسکمی حسین علی جو کہ ہمارے خانگی باندہ کا بھی منتظم تھا وہی مسجد مذکور کی جائیداد و موقوفہ کا بھی انتظام کرتا تھا۔ عرصہ چند سال تک یعنی والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد تک یہی انتظام قائم رہا۔ اس کے بعد منتظم مذکور کی بدانتظامی اور خیانت سے ہمیں نقصان پہنچا۔ تاہم میں نے اپنی جانب سے اپنے خالہ زاد بھائی حکیم علی حسین خاں کو متولی مقرر کر دیا جس کو اس وقت عرصہ سات یا آٹھ سال کا ہوا۔ حکیم صاحب اس شخص کے بارے میں جو کہ میں نے اپنے یہاں سے شکوہ کر دیا تھا کامیاب ہو دیتے رہے۔ اب جب کہ انہوں نے بھی آٹھ نوہ سے شخص مذکور

(۱) لایجعل القیم فیہ من الاحباب ما وجود فی ولدا الوقف و اہل بیتہ من یصلح لذلالت لشرط الوقف کون المتولی من اولادہ و اولادہم لیس للخاصی ان بولی غیرہم بالاحیاء رد المحتار کتاب الوقف، مطلب لایجعل الدطر من غیر اہل الوقف، ۴/ ۵۲۴، ۵۲۵ ط سعید

(۲) الاولی بالامامۃ ائمتہم باحکام الصلاۃ حکدا فی المصنعات و ان جمعت ہذہ الحاصل فی رحیم شرح سبب اولیاء علی القوم و ائمتہم، کتاب الصلاۃ الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الثانی ص ۸۳۹ ص ما حدیث، وان احتار بعض القوم لہذا وللعص لہذا فلعمرۃ لاجتماع اکثر رجلا ام قوما وہو لہ کثر ہون ان کان ہوا حق لایکرہ لان الحاصل و السابق بکثر العالم الصالح (القاضی الحاجۃ کتاب الصلاۃ، فصل فیمن یصح الاقتداء بہ ۹۲۱ ط ما حدیث)

تولیت اور وقف میں رد و بدل اور ترمیم کی شرط لگاتا

(سوال) نسل عبارت وقف نامہ متعلق تولیت کا متعلق تولیت جائیداد موقوفہ حسب ذیل قرار دیتی ہو اور
بجہ ویہ حق حاصل رہے گا کہ شرط متعلقہ وقف میں منسوب وقت پر ترمیم رد و بدل کر سوں۔ اگر میں جانی
ترمیم یا رد و بدل کروں تو وہ ہذا ریجہ و تادیب جزائی شدہ عمل میں رہے گی۔ شرط متعلق تولیت یہ ہیں میرے
والد عبدالجلیل خاں و میرے شوہر کے والد محمد عبدالجلیل خاں حقیقی بھتیجے تھے۔ میں تولیت سے متعلق یہ بات
کرتی ہوں کہ تاحیات میں خود متوں جائیداد موقوفہ کی رہوں گی اور حسب شرط وقف نامہ ہذا اہتمام و انتظام
جائیداد موقوفہ و مصارف و آمدنی جائیداد موقوفہ کرتی رہوں گی۔ میرے بعد میرے شوہر خلیل احمد خاں متولی
جائیداد موقوفہ کے ہوں گے و وہ تاحیات خود اہتمام و انتظام جائیداد موقوفہ و مصارف حسب شرط وقف نامہ
کرتے رہیں گے۔ ہم دونوں کے بعد میرے والد و والدہ میں سے اگر کوئی ہو تو وہ متولی ہوگی۔ اگر کوئی اور ہو تو
جنس مذکور نہ ہو تاں ہا تو وہ متولی ہوں اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو جو سب سے زیادہ عمر ہو متولی ہو گا یا ہوں
جتنی صورت ہو ہی طرح سلسلہ تولیت انسداد نسل جاری رہے گا، لیکن سلسلہ اثاث میں تولیت در صورت
انقطاع سلسلہ مذکور جائے گی۔ بحالت موجودگی سلسلہ اولاد مذکور میری کے سلسلہ اثاث میں نہیں جائے گی
۔ میرے شوہر کو یہ بھی اختیار ہو گا کہ بحالت نہ موجود ہونے میری اور و ذکور و اثاث کے اپنے بعد کے واسطے
مناسب شخص کو میرے والد و خوشوقت میں خاں مرحوم کے سلسلہ اولاد و ور میں سے متولی نامزد کریں۔ حال
میرے شوہر اپنی حیات میں کسی کو متولی نامزد نہ کریں بھی سلسلہ تولیت و خوشوقت میں خاں میں آنے کا اور اس
صورت میں جو سب سے بڑی اولاد و ذکور میں سے ہو گا وہ متولی ہو گا اور سلسلہ تولیت اس کے اور سے یہ جائے گا
و اس میں انقطاع نسبی حیات میں بروقت نفع عہدہ تولیت جو سب سے بڑا اولاد و ذکور و اثاث خوشوقت میں
خاں سے ہو گا وہ متولی ہو گا۔ غرض کہ اس طرح سلسلہ تقدیری و نامزدگی متولی وقف در صورت عدم
نامزدی ہر طریق متذکور ہا سلسلہ اولاد و ذکور و اثاث و مقررہ ہو جا رہے گا۔ اگر کوئی متولی چنے بعد کے
واسطے نامزد متولی نہ کرے یا نامزد کردہ متولی وقت خالی ہونے عہدہ تولیت کے بقید حیات نہ ہو یا اس میں متولی
ہونے کے ہی اہلیت باقی نہ رہے اور سلسلہ اولاد و ذکور و اثاث میرے دلوائش سے کوئی باقی نہ رہے اس وقت وہ
شخص متولی ہو گا جس کو اہل خاندان شرعی و اہل ساکنان سند و برہم پر گئے ہر ضعیف و غنیہ منتخب کریں گے اور نامزد
متولی کا انتخاب اسی طریقہ پر ہوتا رہے گا۔ اگر کاش کسی وقت کوئی شخص میرے دلوائی اولاد باقی نہ ہوے اور منتخب
کنندگان اپنا حق انتخاب عمل میں نہ کریں تو حاکم وقت جو قیظ و وقف مسلمان ہو گا وہ کسی شخص کو جو خاندان
شرعی و اہل میں اس عہدہ کے قابل حقیقی الذہب ہوا اس کو متولی مقرر کرے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہندو و عمر ایک ہی ہوں یا دو ہیں۔ ہندو نے اپنی جائیداد وقف کی ہو سلسلہ
تولیت اس جائیداد کا اس طرح نظم لیا کیا۔ (۱) جب تک میں زندہ ہوں میں متولی۔ (۲) میرے بعد عمر متولی۔
(۳) عمر کے بعد میری و دو متولی۔ (۴) جب میری و دو میں سے کوئی بھی نہ رہے تو اس وقت وہ متولی ہو گا جس کو
عمر اپنی حیات میں تولیت کے لئے نامزد کرے گا۔ اور اگر عمر اپنی حیات میں کسی کو نامزد نہ کرے تو پھر اس

تصویر میں ۱۰۔ "وقف" تحریر ہے جس کا سوال ہذا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۵) اس وقف نامہ میں تویرت
ن ان شرائط کے متعلق یہ تحریر یا گیا ہے کہ (الف) مجھ کو یہ حق رہے گا کہ شرائط متعلقہ وقف میں مناسب
وقت پر ترمیم و رد و بدل کر سوں (ب) اگر میں کوئی ترمیم یا رد و بدل کروں گی تو وہ بذریعہ دستخط و جہت
عمل میں ہے (۶) اس وقف نامہ کی رجسٹری کے ایک عرصہ کے بعد وقف نے ایک اور ترمیم کی رجسٹری
کرائی جس میں تحریر ہے کہ مجھ کو اب کوئی حق نہیں کہ میں شرائط مندرجہ وقف نامہ میں کوئی ترمیم کر سوں
میں ترمیم کے حق کو باطل کرتی ہوں۔ (۷) اس نے ایک عرصہ کے بعد وقف نے سلسلہ تویرت کے متعلق
ایک ترمیم ایک پرچہ پر لکھوا کر نمہ پانچ غرض اصرار کی اور وہ ترمیم نمبر ۴ کے اندر تھی اور وہ یہ تھی کہ ہم
اپنے بعد کے لئے پٹی لادیں سے اس شخص کو متولی نہیں کر سکتے کہ جو شخص عمر کی موجودگی سے پیدا ہو
اس کے سوائے کسی دوسرے کو کر سکتا ہے۔ (۸) اس کے ایک عرصہ کے بعد وقف کا انتقال ہو گیا۔ اس
ترمیم کی رجسٹری وقف نے نہیں کرائی۔ (۹) وقف نے انتقال کے بعد اس وقف کا نمہ متولی ہوا ہے تو اب
دریافت طلب ہے کہ ترمیم جو بار رجسٹری شدہ ہے نمہ پانچ قبل عمل ہوگی یا نہیں اور اس ترمیم کے قبل
عمل نہ ہونے کا شہدیاں نہیں ہے کہ وقف نہیں بند و اپنے ترمیم کے اختیارات کو باطل کر چکی تھی (یہ نمہ ۷
یہ قبل معتقد تھا) مدت یہاں شہد ہے کہ کسی ترمیم کی رجسٹری کرنا شرط ضروری ہے۔ بعد اس ترمیم کی
رجسٹری نہیں کرائی گئی تو اب نمہ سے یہ ترمیم واجب العمل ہوگی یا نہیں۔ اگر وہ واجب العمل نہیں تو
جائز العمل بھی ہے یا نہیں؟

المستطبی نمبر ۱۹۱۸ نمیں احمد علی نرگسی۔ فقہانہ بحوالہ (ضلع مظفر نگر) ۱۵ شعبان ۱۳۵۶ھ

۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(حواص ۱۶۸) اس وقف نامہ کی عبارت منقولہ کے الفاظ یہ ہیں کہ "اور مجھ کو یہ حق حاصل ہے کہ
شرائط متعلقہ وقف میں مناسب وقت پر ترمیم و رد و بدل کر سوں۔" اس میں غلط شرائط متعلقہ وقف ہے کہ
متعلقہ تویرت نہیں ہے اور اس فقرے سے پہلے اور اس کے بعد دوسرے شرائط متعلقہ تویرت آیا ہے اس کا تقاضا یہ
ہے کہ وقف نے غلط شرائط متعلقہ وقف کو غلط شرائط متعلقہ تویرت کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے اس سے یہ
مطلب صحیح ہو سکتا ہے کہ تویرت کے مستحقین کو ترمیم کی حق جو نہ اور جس عمر ان متولیوں میں سے ایک
وقف بھی ہے اور وہ اپنے وقت یا زمانہ چانتی ہے۔ متولیوں کی حالت میں سے میں اس امر میں متصور ہوں
کہ وقف نے شرائط میں ترمیم و تخیل کر سوں اس عبارت کا اثر شرائط پر پڑے گا جو تویرت سے۔ وہ وہاں سے
رہ تویرت میں تخیل و تبدل کا حق تو وہ میں شامل نہ ہوگا۔ واصل وقف کی رو سے وقف واصل ہے ورنہ
شرط حاصل ہے اس سے وقف کی ترتیب و شرائط تویرت میں بہ ترمیم قبل قبول اور واجب العمل ہوں۔
رجسٹری شدہ ترمیم کی شرائط متعلقہ ہوگی بلکہ یہ شرائط ایسے تخیلات کے حق میں معتبر ہوگی کہ تویرت

(۱) بقول للواقف عرف بالظہر مطلقاً ای سوا کتاب صحیحہ اولاً، وسوا کتاب شرط لہ العرف اولاً، ارد لصحیرہ کتاب
الوقف، مطلب للواقف عرف بالظہر، ۴/۲۷ ط. سعید

کے مابودہ ہیں۔ اگر واقعہ شکار وقت (یا راتے قریب) میں کوئی ترمیم کرتی تو وہ بدعت و تفسیر شدہ تہذیب کے معتبر نہ ہوتی مگر ترمیم کی ترتیب و شکل ترمیم رجسٹری شدہ تہذیب و تمدن نہیں ہے۔ والدہ اعظم محمد کفایت اللہ کان اللہ بولی

مسجد کی آمدنی اپنی موروثی ملک کہہ کر کمانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم (سوال) اس شخص کی ہمت کے متعلق یا قسم ہے کہ جو مسجد کی سرکاری اور غیر سرکاری الوقف کی ملک اپنی موروثی ملک کہہ کر اس کی آمدنی مسجد کے کاموں میں صرف کرنے کی جگہ خود اختیار ہے جو نماز پڑھنے کے پیچھے پڑھی جائے کی وہ جائز ہے اور باوجود پڑھنے کے جو شخص ایسے شخص کی اقتدار ہے اس کے متعلق خدا اور رسول کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۸ عبد الرحیم صاحب میسوری ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۱۳۰۶ قمر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۶۹) جو شخص مسجد کی آمدنی خود خریدا کرے اور مسجد پر خرچ نہ کرے وہ منافق ہے۔ نہ وہ قریب الوقف کی حمایت دیتا ہے۔ اور نہ ہمت کے لائق ہے اس کے پیچھے نماز مبرورہ تو نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بولی

واقف اپنے ٹریک واقف کی لواحد سے قریب کا زیادہ حق دار ہے (سوال) تین بھائیوں نے اپنی تسمیم جائیداد کے وقت اپنی بھاری جائیداد تسمیم کرتے وقت ایک قطعہ زمینی اور مبلغ تین ہزار روپے پر وقف کیا۔ تسمیم جائیداد متعقدہ مسجد و قیام مسجد مشترکہ فائدے سے حیدر و خلیفہ میں انہیں تین بھائیوں میں سے جو بڑا تھا وہ اس وقف پر قابض بن گیا اور خود اس وقف متولی ہو گیا۔ اب وہ متولی خود اس وقف فوت ہو گیا ہے اور اس نے ۲۱ نومبر ۱۳۳۳ء و مرنے سے تقریباً ۵۰ سال پہلے ایک رجسٹری کی رو سے اپنے بڑے رحمت لکھی و متولی مقرر کر دیا۔ بعد باقی وقف کنندگان رحمت لکھی کو پسند کرتے ہیں کہ رحمت لکھی زمین کے مقدمہ میں سزا یافتہ ہے اور اس کی دیانت و ہمت مشتبہ ہے۔ کیا مر لکھی اپنے بڑے رحمت لکھی و متولی سے مقرر کر سکتا ہے اور وہ جائز متولی سمجھا جاسکتا ہے۔ جو جو رجسٹری رجسٹری بلات قریب تسمیم نامہ نامی کی سے اس پر سوا مر لکھی خود اس وقف متولی کے اور اس وقف کنندہ کے دستخط نہیں ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۳۱ شافعہ ابی صاحب (انہ) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۳۰۶ قمر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۷۰) وقف جائیداد کی قریب سے وقف ہو سکتا ہے۔ اس کے حد است۔ جس وقف

(۱) احقر و شرط الاستدلال بہ رجحان احقری او شرط (بعضہ و سبغہ) رجحان احقری ادا شد، فداد فعل صریح لایہ کلا و لی فی شرطہا ان لم یدرکہ نہ لا یسدلہ، بدلتہ، البدر المحجاری، کتاب الوقف، مطلب فی استدلال الوقف، ۴ ط ۳۸۸ (سعد)

(۲) الصالح لمصر من لم یسدن التولایہ للوقف و لیس فیہ فسخ یعرف ہکذا فی فتح القلیب، و فی الاستدلال لا بولی لا میں فسخ بعضہ او سبغہ، البدر المحجاری، کتاب الوقف، باب الحدس، ۴۰ ط ۴۰۸ (سعد)

(۳) قول فی مفتی الاحقر و بکرہ مامہ العبد لا عربی ولا عجمی و لافساق (معنی الاحقر مع شرحہ مجمع لا یفر کتاب الصلاۃ، فصل فی الجماعۃ مؤکدہ، ۱۰۸ ط ۱۰۸، بیروت) فی شرح المیۃ علی النکاحہ عقیبہ فی لافساق کر اجماعہ بحرمہ لافساق، فی قولہ لم یفر الصلاۃ حصۃ اصلا عند مالک و رواۃ عن احمد (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، فی طلب البدعۃ حصۃ اقسام، ۴/۵۶۰ ط ۵۶۰ (سعد)

وقف کرنے والے فرخ کے انتقال کے بعد ان کی اولاد تو قیامت کی زیادہ حق دار ہے
(سوال ۱) ایک مسجد ہے فرخ کے نام سے موصوم ہے جس کی وجہ یہ کہ کوئی بزرگ فرخ تھے ان کے انتقال
ہو جانے کے بعد ان ۱۰۶ میں سے اپنی نجف علی نے لڑے نوپختہ اور بڑی مع دوکانوں کے قیام کرانی نجف علی
تازہ دکن کے متولی رہے۔ اس نے بعد ان کے بیٹے حافظ محمد حسین متولی رہے بان کے بعد چند آدمی متولی
ہے ہوئے ہیں جن میں سے ایک حافظ محمد حسین کا بعد رشتہ دار بھی ہے جیسے زاد حسن، ناظر حسن۔ باقی غیر
ہند قبل دریافت یہ امر ہے کہ جب کہ محمد حسین کا لڑکا محمد حسن موجود ہے وہ وائز کے قریب رشتہ دار
بھی موجود ہیں تو متولی شہا کون بنے گا۔ (۲) فرخ بزرگ کے پیرنی و اختیاریوں کو میں ہیں۔ ان میں سے
حق قیامت شہا کس وہے۔ (۳) اور محمد حسن متولی بننے سے انکار کرے تو پھر ولی خود ہی متولی بن جائے
دوسروں کے مشورے سے متولی بنایا جائے یا محمد حسن اختیار ہے کہ وہ کسی کو متولی بنے۔

المستفتی نمبر ۲۰۶۳ سنی دوست محمد (سراپور) ۱۸ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۱۷۲) لڑپنی نجف علی یا فرخ بزرگ کی اولاد پیری و اختیاری قیامت کی دوسرے لوگوں سے زیادہ حق
ہے وہ حافظ محمد حسین صاحب کا لڑکا محمد حسن اور دوسرے زیادہ مستحق ہے۔ خدا نیت اللہ اعلم۔

زید (واقف) کی بیان کی ہوئی شرط کے مطابق ان کا پیر عبد اللہ قیامت کا حق دار ہے
(سوال ۱) زید نے اپنی پانیہ فی سبیل مذوقف کر کے قلم ۱۶ حصوں کے ۱۳۰۰۰ روپے فی آخر بات مدد رس
مساجد میں لور ۲۰۰ روپے فی قریب منہ ان مدد کے متعین کیا اور تقریر متولی کے وقت نامہ میں یہ
شرط مقرر کر دی کہ مسلمان شہ و وقف اور واقف کے بھائی و بھائیوں میں سے اس شخص کو متولی مقرر کریں
جو متدین اور صومہ و صوة کا پندہ خوش انوار اور ذاتی و جسمی صحت و قابلیت بھی رہتا ہو اور اس میں نہ کاری نہ
گزاراں نہ کرنے کی ایسی مت بھی ہو اور وقف نامہ میں یہ بھی لکھ دیا کہ اگر متولی مدت متعین نہ کر سکیں
گزاراں و دیگر مطالبات ادا نہ کرے تو مسلمان شہ کو یہ متولی کو عہدہ قیامت سے ہر طرف سے روک دینا چاہیے
حاصل ہو گا۔

(۲) عمر زید کا کتب صومہ و صوة کا پندہ نہیں اور متدین بھی نہیں لور اس میں کوئی ذاتی صحت و جسمی قابلیت ہے
اور وہ پانیہ او مو قوف پر ہوا۔ سال تک غائب رہا اور عشاء و وقف کو نظر انداز کرتا ہوا چاہیے کہ قیامت
تعدنی ہوئی ذات میں صرف کہ جابجا اور عدالت سے عہدہ قیامت کے حاصل کرنے کی کوشش میں تار اور مفلس
ہو گیا اور پھر بھی ناکام رہا۔ اور وقف کا ایک اور اختیار منہانی شہ کے انتخاب و عدالت سے فیصلہ سے متولی
مقرر ہو گیا اور تقریباً ۱۴ سال تک متولی رہا و وفات کر گیا۔

(۳) پانچ متولی موصوم و ذات سے عہدہ زید کا تختہ چور و فیصلہ مدت۔ صاحب و تاش و فیہ

(۱) اسی نذر المحار و مدد حد یصح لتولیة من اقرت لوقف لا یجعل المولی من لا حب۔ لا ینفع سئل حکم
لوقف، مطلب لا یجعل الاطر من غیر اهل الوقف ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱

مسجد کی رقم دہانے والا خائن اور فاسق ہے

(سوال) مسکنی عسکری ولد بھونو قوم رائیں سندھ جھکا نہری تحصیل وضع لدھینہ کے پاس پنج روپیہ مسجد کا بلہ لانت ۶ مہ آٹھیا نو سو سے ہے۔ اس سے کئی دفعہ دریافت کیا گیا کہ روپیہ دے دو تاکہ مسجد کا بتایا۔ تیس یہ جائے عروہ ہمیشہ بیت و اٹھ کر کے تاثر بہ روز عید الفطر مجمع عام میں اس سے روپ طلبتے گئے تو وہ کالیاں دینے لگا۔ دوسری دفعہ پھر چند روز کے بعد میں نے اس سے اسی طرح مجمع عام میں دریافت کیا۔ اس نے پھر بھی کالیاں دیں اور روپیہ دینے سے انکاری ہے۔ بموجب شرع شریف شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے؟

(نوٹ) مندرجہ ذیل اشخاص موقع کے گواہ ہیں۔ عبد اللہ ولد قادر بخش، محمد علی ولد علی بخش، رحمت ولد سندھ، عسکری ولد کالو، خیر الدین ولد اکبر علی، دین محمد ولد فقو۔

المسنفنی نمبر ۲۲۸۳ محمد بخش صاحب (لدھینہ) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۸ء (حوالہ ۱۷۵) جس شخص نے پان مسجد کی رقم بولور مسجد کی ضرورت کے وقت دور رقم واپس نہ لے کر رقم ہاتھ پر کالیاں دیں وہ خائن و فاسق ہے۔ مسلمان اس سے بذریعہ عداوت رقم واپس لے سکتے ہیں۔ اور اس کی ہمارا حرکت پر اس و برادری سے نکال سکتے ہیں۔ جب تک تو پان نہ کرے اس و برادری میں نہ رہے۔ میں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ہوئی۔

زید (متولی) مسجد کے ذمہ پر مسجد کی آمدنی کا حساب کتاب رکھنا ضروری ہے

(سوال) زید کے پان آمدنی مسجد میں جمع ہے جس کا زید باقاعدہ حساب نہیں لکھتا نہ مردمان مسجد و صاحب مسجد ہوتا ہے اور بلا اجازت جملہ مردمان اس آمدنی کو دو تین آدمی اپنی میل جوں کے سننے سے خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ فعل زید کا کیسا ہے؟

المسنفنی نمبر ۲۲۹۵ عبد الحکیم برنول۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء (حوالہ ۱۷۶) مسجد کی آمدنی حسب ضرورت مسجد میں خرچ کرے۔ زید ہے۔ اور اس کا باقاعدہ حساب نہ لکھنا اور نمازیوں کو مطمئن کروانے بھی زید کے ذمہ لزم ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ہوئی۔

۱. ولو ثلث العسرة وفي مده من حنہ مانسكہ ان يعمره فالدھنی يحجره على العسرة. فان فعل والاخر حرم من مده كذا في المحط والندوى للہد۔ كتاب الوقف. باب الخامس. ۲. ۴۰۹ طبع حلیہ
۲. وعنی لئلا ینتھب حلقو حتی اذا صارت عینہم لارض سارحہ وصارت عینہم مشبہہ بسورۃ التوبۃ لحر الحادی عشر. رقم الایہ نمبر ۱۶۸، قولہ. حی اذا صارت عینہم لارض سارحہ. فان لم یسروا مع۔ فی نسی عہہ مسرودہ صر مع صا عینہم ومع المومنین من مکالمینہم و امرار و احیم باغر لہم و بقوا علی ہدہ نہالہ حبس یوم و قبل کثر التفسیر الکمر، سورۃ التوبۃ الحرا الحادی عشر، رقم الایہ نمبر ۱۶۸ الاعلام الاسلامی
- (۳) و یجب صرف جمیع ما یحصل من نماء و عوائد شرعیہ و عرفیہ لمصارف الوقف الشرعیہ (الذوالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فیما یباحذہ المولیٰ من العوائد العرفیہ، ۴۵۰ طبع سعید)
۴. لا یعمر لمجسہ فی کل عہد، و یکنفی الدھنی مہ بالاحدین لومعروف بالامانہ، لومیسما بحجره علی النعمان
۵. ولو تہبہ بحفہ فی سار سحر کذا۔ نام۔ مطلب فی مجسہ المولیٰ، ۴۴۸ طبع سعید

- (۲) عورت بھی متولی ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے ناب سے وقف کا انتظام کرے۔
 (۳) متولی الوقف کی آمدنی سے حق کسی کے سکا ہے جب کہ واقف نے مقرر کیا ہو یا حکم کی اجازت سے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

ثواب خور اور محرمات شریعہ کامر تکب وقف کا متولی نہیں بن سکتا
 (سوال) حض حکومتوں نے قوانین وقف نافذ کئے ہیں جن کے لئے افسر اعلیٰ جو مشنہ الوقف سے نام سے مودوم ہوتا ہے وہ حکومت کی طرف سے الوقف کے متعلق مکمل اختیارات رکھتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا شریعت میں ایسا نہیں ہے جو ہمیشہ ثواب خور کی اور محرمات شریعہ میں جتا ہو۔

المسئلی نمبر ۱۳۶۱ ایچ جی لدین (نکلتہ) ۶ ہندی، ون ۵۵۵ ادم ۱۳ جون ۱۹۲۰ء
 (جواب ۱۷۹) فاسق و فاجر مٹب بہاریت عہدوں کا بل نہیں ہے۔ جن میں شریعتی ضوابط و قوانین پابندی سے کام کرنے کی اہمیت زیادہ ہو۔ ولایولی الامن قادر بنفسه اوسانہ ۳۰ (ردالمحتار) ان الباطر اذا فسق استحق العزل ولا یعزل کالقاصی (ردالمحتار) کتاب الوقف مطلب عزل الباطر۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین غنی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

طویل رخصت کی ابتداء میں رخصت معروفہ کی محتوای کا حکم
 (سوال) زیر ایک مدرسہ کامر پرست ہے۔ عمر و اس کا متمم ہے درجہ اس مدرسہ میں تالیف و تصنیف کے کام پر موزم ہے۔ اس مدرسہ کا قانون مطبوعہ نہیں اور جو غیر مطبوعہ ہے وہ صرف متمم کے پاس ہے۔ باز میں کے پاس اس کی نقل نہیں ہے۔

ب صورت یہ پیش آتی کہ جرنی یک دوسری جہ سے جلی آئی جس کو بحر نے زید مشہور سے منظور کر لیا اور مدرسہ مذکورہ سے ایک سال کی رخصت زبانی دی۔ استغنی نہیں یا اور زائد رخصت کے لئے جرنی مدرسہ کا کام سر پرست اور متمم کی رضامندی اور اجازت سے اپنے ساتھ لیا کہ اوقات فرصت میں یہ کام پر لگایا جائے گا۔ اگرچہ اس کا مودعہ پست مودعہ سے مختلف ہو گا اور تاریخ روئی ۱۲ ذی الحجہ مقرر ہو۔ مدرسہ مذکورہ میں ۵ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک عید الفتن کی تعطیل ہوتی ہے۔ جب بحر نے اپنی روئی یکایم تعطیل میں مقرر کی تو سر پرست مدرسہ نے بحر سے زبانی کہا کہ عمر و متمم مدرسہ کو ایام تعطیل کی محتوای میں سے روئے

۱۔ فی لاسعاف لا یونی ۱۶۵ مدرسہ اوسانہ و سوسی فیہ الذکر والاشی و کذا لا غنی و لاصیر (الہمہ) کتاب الوقف، اوائل الباب الخامس، ۴۰۸ ط ماحدیہ

۲۔ فی ردالمحتار ان لاسوی اخر من عنہ وقف لیس للمولی احد زیادۃ علی ماقرہ لہ لواقف اصلا، بحرہ قلب لکن الحج لیس للموسی احد زیادۃ علی ماقرہ لہ الوقف و ماحج فی الوصی فیس بفسہ الناصی ولم یشرط لہ الوقف شیئا لوعیہ لہ الوقف اقل من اخر النس فلفقاصی ان یکس لہ اخر لخل بظنہ (ردالمحتار) کتاب الوقف، مطلب فیما یأخذہ المتولی من العوائد العرفیہ ۴/۵۵۱، ۵۵۱ ط سعید

(۳) (۴) (ردالمحتار) کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی، ۴/۳۸۰ ط سعید

یہ نہ اب تک ایسی نظیر نہیں پیش آئی کہ کسی مازہ مدرسہ نے ایام تعطیل میں رخصت لی ہو اور اس کو ایام تعطیل کی تحفہ دی گئی ہو۔ اس لئے اس صورت کے متعلق مدرسہ میں کوئی قانون بھی نہیں ہے۔ نہ اس کے اثر و اثر و ترو کی حاجت نہیں۔ میں ایام تعطیل کی تحفہ نہیں لوں گا بلکہ ۱۸ ذی الحجہ تک کی تحفہ۔

اس کے بعد اتفاق سے بحرؔی روایتی اپنی کسی ضرورت سے ۱۲ کو ملوثی ہوئی اور اسے اقرار پانی اور اس اجتماع کی اطلاع زید و عمر دونوں کو مروی تھی۔ اس کے بعد بحرؔ نے ایام تعطیل میں بھی (حسب ہدایت) اور ایام تعطیل کے بعد بھی مدرسہ کا کام کیا اور ۱۵ ذی الحجہ کو عمر و مہتمم کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ مہتمم مدرسہ و اس خط کے الفاظ اور مضمون کی صحت کا اقرار ہے۔

”مربیان مولوی صاحب السلام میکم ورحمۃ اللہ
تم کو ایام تعطیل کی تحفہ دینے میں اس لئے تردد تھا کہ میں تعطیل کے اندر جانے کا ارادہ کر چکا تھا مگر اب میں ۱۲ ذی الحجہ کو نہیں گیا بلکہ تعطیل کے بعد بھی ۱۵ ذی الحجہ تک کام کر چکا ہوں۔ اس صورت میں رقم کو ایام تعطیل کی تحفہ دینے میں تردد نہ ہو اور قانون مدرسہ کے مطابق اب میں ۱۵ ذی الحجہ تک تحفہ کا مستحق ہوں تو ہی جائے ورنہ حق سے زیادہ ایک پیسہ لینا نہیں چاہتا۔“

اس پر عمرو نے ۱۵ ذی الحجہ تک کی تحفہ بحرؔ کو بھیج دی۔ جس کو بحرؔ نے یہ سمجھ کر لے لیا۔ عمرو نے قانون کے موافق (تردد تھا) عمل کیا ہے اور اس نے قانون سے مجھے مستحق سمجھا ہے۔ پھر ۱۶ ذی الحجہ و جب بحرؔ عمر و سے رخصت ہوا۔ وقت کرنے اس کے مکان پر کیا تو زبانی یہ بھی مدد دیا کہ ایام تعطیل کی تحفہ دینے کے متعلق حضرت سرپرست سے وجہ حالت (یہ نہ وہ مدار ہو چکے تھے) استصواب نہیں ہو گا۔ بعد میں استصواب لایا جائے۔ آئران کو اس رقم کے معاملے میں تردد ہو تو میں یہ رقم واپس کر دوں گا یا آئندہ اس کام کے حساب میں لگائی جائے گی جو میں پہلے ساتھ سے چار بار ہوں، لہذا اس وقت تک کہ سرپرست سے استصواب کیا جائے اس کو قرض سمجھ جائے۔ جب زید سرپرست مدرسہ کو بعد صحت اس کا علم ہو کہ بحرؔ نے ایام تعطیل کی تحفہ دینے سے تو نمونوں نے بحرؔ کے اس فعل کو (یرسایہ) امر بھی قابل غور ہے کہ زید نے اس معاملہ کی تحقیق صرف عمرو سے کی اور اس کے بیان پر بحرؔ کو مورد الزام قرار دیا۔ بحرؔ سے اس معاملہ کی تحقیق نہیں کی گئی۔ حالانکہ عمرو نے بحرؔ کو خط بھی بھجوا دیا کہ سامنے پیش نہیں کیا تھا اور غالباً وہ زبانی تحفہ بھی پیش نہیں کی تھی جو عمرو کے مکان پر آخری وقت کے وقت بحرؔ مدد آیا تھا۔ عمرو اس کا اقرار ہے کہ اس نے وہ خط بھجوا دیا تھا کہ اس نے ایام تعطیل کی تحفہ دینے کا مضمون لکھ کر زید کو دیا تھا۔) (اکل مال بالباطل اور ارتکاب خینیت قرار دیا جس کی وجہ حسب ذیل تحریر کریں۔

- (۱) بحرؔ نے پہلے یہ سمجھا کہ ایام تعطیل کی تحفہ دینے میں اس کو ان ایام کی تحفہ دینا جائز نہ تھا۔
- (۲) مدرسہ کی مازمت کا تعلق اسی وقت ختم ہو گیا تھا جب بحرؔ نے ۱۲ ذی الحجہ کو روانگی طے کر دی تھی۔ اس کے بعد جو روانگی ملوثی ہوئی وہ مدرسہ کی مصلحت سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت سے ہوئی اور ایام تعطیل میں یا اس کے

جد جو کام یا یادہ پہلی ذمہ کے تحقق سے نہیں ہو بلکہ دوسرے تحقق سے ہوا اگر پہلے تحقق سے کام نہ رہا تھا تو اس کیسے مستقل جزئی کی ضرورت تھی۔ بحران اس کے جواب میں ایام تعطیل کی تنخواہ فوراً خوشی واپس آ رہی اور انزام حیثیت اور اکل مال بالباطل کے جواب میں وہ یہ کہتا ہے

(الف) مزید نے ایام تعطیل کی تنخواہ کے متعلق مجھ سے تردید پانچو رائے کو بیان نہیں کیا تھا بعد عمر و مستمتم ۱۱۰۰ نقل کیا تھا کہ اس کو ان ایام کی تنخواہ دینے میں تردید ہے تو صورت ثانیہ پیدا ہونے پر میں نے مستمتم ہی سے قانون کی تحقیق ضروری سمجھی اور اول جواب یہ تھا کہ ایام تعطیل کی تنخواہ لوں گا کی وجہ بھی ساتھ ہی بتلا دی تھی کہ اگر مستمتم کو تردید ہے تو میں ان ایام کی تنخواہ لوں گا اور مستمتم کے تردید کا منشاء ایام تعطیل کے بعد عمل کا نہ ہونا تھا۔ پھر ان ایام کی تنخواہ اس وقت نہ تھی جب خود ایام تعطیل میں اور پھر ایام تعطیل کے بعد کام کر کے مستمتم کو صاف صاف کھ دیا تھا مگر اب تم و تردید ہو اور تم مجھے قانون مدرسہ سے ان ایام کی تنخواہ کا مستحق سمجھتے ہو نہ نہ میرے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔

(ب) مدرس کا حرف یہ ہے کہ زبانی رخصت لینے اور تداریک روایتی مقرر کر دینے پر رخصت کے کام مرتب نہیں ہوتا بعد رخصت عمل سے شروع ہوتی ہے یعنی جب رخصت لینے والا مدرسہ سے چلا چلا ہے۔ اپنے کام کو مستمتم کے حوالے کر دے۔ پنے دفتر یاد رکھو کی کئی اس کو دے دے۔ البتہ استغنیٰ اور عزل کا اثر اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کہ استغنیٰ دے یا عزل کا حق ہو اور صورت واقعہ میں نہ استغنیٰ ہو اپنے نہ عز بلکہ رخصت لی گئی ہے۔ اور میں نے ۱۵ ذی الحجہ سے پہلے دفتر کی کئی مستمتم کے حوالے نہیں کی نہ اپنا اکرشیت کام ۱۵ سے پہلے اس کے سپرد کیا۔ چنانچہ باقاعدہ تحریری درخواست رخصت بھی اس سے پہلے نہیں دی گئی لہذا ۱۵ ذی الحجہ کو تداریک روایتی مقرر کر دینے سے میں مدرسہ کے تحقق سابق سے بے تحقق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مدرس کا یہ حرف عام ہے۔ خود اتواء مدرسہ کی ضرورت سے ہونا پڑی کی ضرورت سے ہو۔ ایک شخص رخصت کے کر رہا ہے چھوٹ جائے یا کسی اور نام کی سبب پیش آنے سے روک نہ ہو سکے اور وقت پر کام پر حاضر ہو جائے اور مستمتم کو اپنی روایتی کے اتواء سے مطلع کر دے تو وہ حاضر شمار ہوتا ہے اور تحقق سابق ہی پر حاضر شمار ہوتا ہے لہذا جب تک کسی مدرسہ میں اس حرف عام کے خلاف قانون نہ ہو اس وقت تک اس حرف ہی کے مطابق عمل ہو گا اور اس پر عمل کرنے والے کو خان یا مکمل مال بالباطل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایام

جلالت شرعاً ایام ہاضمہ سے ملحق ہوتے ہیں یا ایام مستقبلہ سے ؟
(ج) جب میں نے مستمتم کو صورت اول کے بدلے پر صاف کھ دیا تھا کہ اگر اب تم کو تردید نہ ہو اور قانون مدرسہ سے ایام تعطیل کی تنخواہ کا مجھے مستحق سمجھتے ہو تو دی جائے ورنہ نہیں۔ اور اس کے بعد زبانی بھی اس سے کہہ چکا تھا، حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا کیونکہ خود سرپرست نے (موقع بیان میں) اپنے کسی تردید کو تضاد ہی نہیں کیا تھا۔ یہ صرف مزید احتیاط کے لئے کیا گیا کہ اگر سرپرست کو اس میں کسی وقت تردید ہو تو اس کو عمل مستقبل کی اجرت مجھ قرار دے نہ یا مجھ سے واپس منگالی جائے تو اب مجھے ناس یا مکمل مال بالباطل کیونکر کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس تحریر کے بعد مستمتم ۱۵ ذی الحجہ تک کی تنخواہ بھی دینا کر کے استحقاق کو قانون مدرسہ سے تسلیم کر لینا

ہے اور یہ کہ لب مہتمم کو ورتو، میں رہا جو پہلے تھا۔ اس صورت میں بحر کو یہ سمجھ کر ان ایام کی تنخواہیں نہ تھا کہ رخصت کے ایام میں زبانی رخصت دینے اور تاریخ راہی مقرر کر دینے سے شروع نہیں ہوتے بلکہ رخصت شروع ہوتے ہیں۔

اگر اس مدرسہ میں یہ قانون نہ تھا تو عمر و کا فرض تھا کہ بحر کو قانون سے مطلع کرنا جب کہ وہ اپنی تحریر میں قانون مدرسہ کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کر چکا تھا۔ چنانچہ جب زید کی تحریر سے خبر ہو محمد بہ آئے اس مدرسہ میں رخصت در حائل واستغنی میں فرق نہیں کیا جاتا تو فوراً وہ رقم واپس کر دی گئی۔ پس صاحب رام فیہد فرمایا کہ اس صورت میں جو یہ تقاضا لینے میں بحر شرعاً خان و محل مال بالبا عمل قیام نہیں اور نہ تھا تو یا تحریر ہی بحر تھا یا عمر و مہتمم مدرسہ بھی بحر تھا جس نے اپنے عمل سے بحر کو یہ اطلاع دی۔ وہ بھی بحر کو قانون مدرسہ کے موافق ایام میں تنخواہ دے رہا تھا اور بانی کو چھ تر دو نہیں ہے۔

المستغنی نمبر ۲۶۵۲، حشر عمر احمد عثمانی حنفی عمدہ مدرسہ اشرف العلوم (نہاک) ۲ شعبان ۱۲۵۹ھ ۳۵۹ م ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۸۰) اس معاملہ میں کئی باتیں قابل غور و تنقید ہیں۔ اول یہ کہ بحر جو مدرسہ میں تیسری و تالیف کام پر ملازم ہے وہ غالباً ہی خاص یا ایچ واحد کی حیثیت سے ملازم ہوگا۔ اجیر مشترک کی حیثیت نہ رہتا ہوگا۔ دوم یہ کہ ایچ واحد وقت و مدت کے ساتھ ملازم ہوتا ہے جس کی نوعیت تو متعین ہوتی ہے مگر عمل کی مقدار متعین نہیں ہوتی اور استحقاق اجرت کے لئے تسبیہ نفس فی امداد العین ضرورت ہے نہ تحقیق عمل۔ سوم یہ کہ تعطیلات معروف یا مشروطہ میں بغیر تسبیہ نفس اور بغیر عمل کے بھی وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ چنانچہ فی شان فرائض وہ جہت شریعہ و بواسطی میں جس قدر وقت صرف ہو اس کی اجرت کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ چارم یہ کہ رخصت دو طرح کی ہے۔ ایک بلا وضع تنخواہ دوسری بلا وضع تنخواہ۔ اول الذکر یعنی رخصت بلا وضع تنخواہ اچھا معروف یا مشروطہ کے تحت میں ہے۔ یعنی جس طرح بطالہ معروف یا مشروطہ (تعطیلات معروف یا مشروطہ) کا عقد اجارہ کے بقا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اجارہ خالص قائم و متحد باقی رہتا ہے۔ اسی طرح رخصت بلا وضع تنخواہ دوسری کے بقا پر قیام و امتداد کوئی بلا رخصت پر اثر نہیں پڑتا۔ (۲) اور ثانی الذکر یعنی رخصت بلا وضع تنخواہ کا حکم مختلف ہے۔ اس کا مطلب اجارہ سبب کو ختم کر دینا ہوتا ہے اور رخصت کے بعد پھر ملازم کو کام پر آجانے کی اجازت دینا تو یا اجارہ مجدد منعقد کرنا ہوتا ہے۔ یعنی رخصت بلا وضع تنخواہ دینے وقت مستاجر عقد اجارہ سابق کو ختم کرنے کے ساتھ آئندہ کے لئے اجیر سے وعدہ کرتا ہے کہ بعد انقضائے رخصت حکم کام پر آئے گا تو میں رکھ

(۱) کما محب الاحرار باستدفاع المصالح بالمسک من استيفاء المصالح اذا كانت الاحارة صححة والهدية. كتاب الاحارة. كتاب الناس في بيان احوال مني محب الاحارة. ۱۳ ط ماحدہ، والاحرار الحاضر من يستحق الاحارة بتسليم نفسه وبمضى المدة ولا يشترط لعمل في حقه لاستحقاق الاحارة، والهدية. كتاب الاحارة الباب الثاني في بيان احوال مني محب الاحارة. ۱۳ ط ماحدہ

(۲) اذا اساحر رجلا بوما ليعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة، ولا يشتغل بشئ اخر سوى المكتوبة وله ان يؤدى المدة الى الفلأوى العالمية، كتاب الاحارة. الباب الثالث في الاوقاف التي يقع عليها عقد الاحارة. ۱۶، ۱۷ ط ماحدہ

(۳) وهل ياحد يملك المظالة كعقد و مصدق له اذ هو وسعي لحاقه مظالة لقاضي، واحلفوا بها والاصح له ياحد. وفي الشبهة فقال في المحقق م ياحد لانه يستريح لليوم الثاني. وفي المسألة القاضي يستحق الكفارة من باب المال في يوم الظالة في الاصح، والبرهان، كتاب الوقف، مصنف في استحقاق القاضي والمدرس الوظيفية في يوم الظالة، ج ۴، ۳۷۲، سبب.

لوں کا عمر اس رخصت کے زمانہ میں وہ متاجر سابق کا خیر نہیں ہے ورنہ وہ کسی دوسری جگہ ایچ و حد کی حیثیت سے کام نہیں کر سکتا۔

صورت مسئلہ میں بحر کا ایچ و حد ہونا تو اس وجہ سے کہ منازعت استحقاق اجرت ایام میں ہے نہ استحقاق اجرت عمل میں تقریباً متعین ہے اور میں قرآن سے یہ بھی متعین لڑتے ہوں کہ رخصت جون کی ہے وہ رخصت وضع تنخواہ ہے۔ اس کا مطلب عقد اجارہ سابق کو ختم کرونا ہوتا ہے۔ پس بحر نے عمر و متمم سے رخصت لیتے وقت اگر ۱۲ ذی الحجہ سے رخصت کی جتنی ۱۲ ذی الحجہ رخصت میں شامل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اجارہ سابقہ الذی الحجہ پر ختم کر دیا گیا اور اگر متمم بدرستہ رخصت دینے میں مستقل ہے جتنی اس کا عمل سرپرست کی رضامندی اور تنقید کی اجازت پر مبنی یا موقوف نہیں تو یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اب ۱۲ ذی الحجہ تک اگر مدرسہ کا بدستور ملازم ہے۔ اگر مدرسہ میں کوئی قانون ایسا موجود ہو کہ رخصت وضع تنخواہ اثر اٹھا، قطعیات یا قطعیتیں کے بعد متسلل شروع ہو تو ایام تقطیع کی تنخواہ نہ ملے گی۔ جتنی ایسی صورت میں عقد اجارہ و ایام عمل کے ختمی دن پر ہی ختم ہو جائے گا قرار دیا جائے گا۔ خواہ منظوری رخصت کے وقت اس کی تصریح کی جائے یا نہ کی جائے یا متمم نے بوقت منظوری رخصت تھمے ہوئے ہو کہ آپ کی مذمت ۸ ذی الحجہ پر ختم قرار دی جائے گی تو ان دونوں صورتوں میں بحر کو صرف اتنے سال تک کی تنخواہ کا حق ہوتا۔ لیکن سوال میں یہ تھمے نہ تھے۔

(الف) زید سرپرست مدرسہ کا یہ قول ”اس لئے اس صورت کے متعلق مدرسہ میں کوئی قانون بھی نہیں۔“
(ب) بحر کے خط میں جو عمر و متمم مدرسہ کے نام لکھے کیا یہ صراحت ”اگر تم کو ایام تقطیع کی تنخواہ دینے میں تردد نہ ہو اور قانون مدرسہ کے مطابق اب میں ۱۵ ذی الحجہ تک تنخواہ کا مستحق ہوں تو دی جائے۔“ ان تھمے نہ تھے اور ان کی واقعیت مسلمہ ہو۔ یہ ثابت ہے کہ نہ ایسا کوئی قانون موجود ہے نہ متمم نے منظوری رخصت کے وقت ۸ ذی الحجہ تک ملازمت کی تحدید اور ۹ سے ترک تعقل کی تصریح کی تھی بلکہ ”۱۲ ذی الحجہ تک“ تنخواہ کا خیر و جد عقد سابق اور ۱۰، ۹، ۱۱ ذی الحجہ تک تعقل ملازمت قائم ہونے اور ان ایام کا پٹلا۔ معروف بلکہ مشروطہ میں داخل ہونے کی وجہ سے مستحق ہے اور اگر ۱۲ ذی الحجہ رخصت مستقبلہ میں داخل نہ ہو تو ۱۲ ذی الحجہ کی تنخواہ کا بھی مستحق ہے۔

لیکن اگر متمم مدرسہ رخصت دینے میں مستقل اور بااختیار نہ ہو بلکہ اس کا فعل سرپرست مدرسہ کی رضامندی اور اجازت پر موقوف ہو تا ہو تو متمم کی درجہ کی زبانی گفتگو پر معاملہ ختم نہیں ہو بلکہ سرپرست کی اجازت پر موقوف رہا اور جب بحر کی صدر سے یعنی سرپرست سے گفتگو ہوئی اور اس میں بحر نے یہ تسلیم کر لیا کہ میں ۸ ذی الحجہ تک تنخواہ سے لوں گا تو آخری بات یہی ہوئی کہ ۸ ذی الحجہ پر عقد اجارہ سابق ختم ہو گیا اور اب وہ ۸ ذی الحجہ تک کی تنخواہ کا مستحق رہا۔ اس صورت میں سرپرست مدرسہ کا تردد کو عمر و فی طرف منسوب کرنا یا عمر و کا بحر کو ۱۵ سال کی تنخواہ بھیج دینا موثر نہ ہو گا کیونکہ اس میں بیادوی چیز اختیار ہے۔ وہ اگر سرپرست کے ہاتھ میں مستقل طور پر ہے یا متمم اور سرپرست کی رائے کا اجتماع قطعی فیصلہ کے لئے ضروری ہے یا سرپرست کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے تو جو بات صدر یعنی سرپرست کے سامنے طے ہوئی وہی آخری بات ہوگی۔ اور وہ یہی ہے کہ ۸ ذی الحجہ پر ملازمت سابقہ ختم ہو گئی اور ۹ ذی الحجہ سے بحر عقد سابق کے ماتحت ملازمت رہا۔ اس بات کی تصدیق کہ

حقیقتاً متاجر کون ہے آیا صرف مستم یا صرف سرپرست یا دونوں در سے قانون سے یا متعلقین کی باہمی قرارداد سے یا تعامل سے ہو سکتی ہے اور جو امر تنقیح سے خلاص اور صحیح ہو گا وہی حکم کا دار ہو گا۔

اس کے بعد اس رقم کا معاملہ سامنے آتا ہے جو بخر نے مستم سے ۱۵ ذی الحجہ تک کی تنخواہ کے نام سے لی ہے تو اس بات سے قطع نظر کر کے وہ ۸ ذی الحجہ تک کی تنخواہ کا مستحق تھا یا ۱۱ ذی الحجہ تک یا ۱۲ ذی الحجہ تک کا (کیونکہ اس کا فیصلہ تو حقیقی مستاجر کی تعیین ہو جائے اور رخصت کی ابتدا ۱۲ ذی الحجہ سے تھی یا ۱۳ ذی الحجہ سے تھی، معلوم ہونے پر ہو گا) یہ قطعی ہے کہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ ذی الحجہ کی تنخواہ کا بخر مقداہرہ سابق کے ماتحت مستحق نہیں ہے کیونکہ وہ عقد تور محالہ زیادہ سے زیادہ ۱۲ ذی الحجہ پر ہی ختم ہو گیا۔ ۱۲ سے آگے تو اس کا وجود کسی طرح بھی نہیں۔ بخر کے ۱۴ روزوں نہ ہونے اور یام نہ روزہ میں کام کرنے بعد اپنی عدم روانگی کی زید اور عمرو کو صلہ مانگ دینے سے بھی اہلہ و سببہ فتم شدہ محال نہیں ہو جاتا اور اس کام کی اجرت اہلہ و سببہ فتم شدہ کے ماتحت پانے کا وہ مقدار نہیں ہو تا کیونکہ اس کا ختم ہو جانا تو رخصت کی منظوری سے متعلق ہو گیا اور اسے نواقص ہونا فریقین کی رضامندی پر موقوف تھا جو منقوض ہے۔ بخر کی جو تحریر عمرو کے نام ہے اور جو زبانی فتم شدہ عمرو سے راسخی کے وقت کی ہے اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ عمرو فتم شدہ اہلہ و سببہ کو نواسر نو قائم کرنے پر راضی نہ کیا بلکہ اس کے برخلاف اس امر پر دال ہے کہ خود بخر بھی اس تصور سے تھی داغ تھا کہ اہلہ و سببہ کو نواسر نو قائم کیا جا رہا ہے۔ وہ قسم کر رہا ہے کہ اگر سرپرست کی رائے میں اس مدت کی اجرت کا مستحق نہیں فتم شدہ تو پھر عمروں کو لایا گئے کام کی اجرت مثلاً قرار دے دی جائے گی اور تا تغذیہ یہ قرض سمجھی جائے۔ یہ تقریر تجدید اہلہ و سببہ کے تصور کے منافی ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ بخر کا یہ خیال سمجھ جاتا ہے کہ وہ اہلہ و سببہ کے امکان امتداد کا تصور رکھتا تھا لیکن اہلہ و سببہ فتم شدہ کی رخصت کے وقت فتم شدہ کو چکا تو اب اس کے امتداد کا تصور بے معنی و زہیمہ موثر ہے۔ اب صرف یہ بات باقی رہی کہ بخر نے ۱۵ ذی الحجہ تک تنخواہ جو وصول کرنی اس کا یہ فعل اکل مال بالباہل یا خیانت میں داخل ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر واقعہ یہ ہے کہ بخر نے

(الف) عمر و مستم و خط میں یہ لکھا "عرب میں ۱۲ ذی الحجہ کو نہیں گیا بلکہ تقطیل کے بعد بھی ۱۵ ذی الحجہ تک کام کر چکا ہوں۔ اس صورت میں اگر تم و یام تقطیل کی تنخواہ دینے میں تردد نہ ہو اور قانون در سے مطابقت میں ۱۵ ذی الحجہ تک تنخواہ کا مستحق ہوں تو وہی جائے ورنہ حق سے زیادہ ایک پیسہ لینا نہیں چاہتا۔"

(ب) اور رخصتی واقعات کے وقت زبانی یہ تھا کہ یام تقطیل کی تنخواہ کے متعلق حضرت سرپرست سے وجہ امتناع استعوا ب نہیں ہو سکا ہے۔ بعد میں استعوا ب کرایا جائے اگر گاہ کو اس رقم کے معاملہ میں تردد ہو تو میں یہ رقم واپس کر دوں گا یا آئندہ اس کام کے حساب میں گالی جائے گی جو میں ساتھ سے جا رہا ہوں۔ ہذا اس وقت تک کہ سرپرست سے استعوا ب کیا جائے اس کو قرض سمجھ جائے۔ بخر کی تحریر اور زبانی فتم شدہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے اس رقم کو قطعی اپنا حق قرار دے کر طلب نہیں کیا اور نہ اس حیثیت سے قبضہ کیا بلکہ محض اس وقت تو قانون در سے موافق ہونے اور عمرو کو دینے میں تردد نہ ہونے کی شرط لگا کر زبانی فتم شدہ۔ سرپرست کی رائے کو ختم قرار دیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ عمروں نے یہ رقم بخر کو اس کی تحریر پر بھیج دی اور رخصتی واقعات کے وقت

بھی جب بحر نے سرپرست کی رائے استحقاق کے حق میں نہ ہونے پر رقم کی واپسی کا ارادہ ظاہر کیا اس سے رقم واپس نہ مانگی تو خاصہ یہ ہوا کہ بحر نے یہ رقم خود کہیں سے نہیں لڑائی کہ قبض ناجائز ہو اس نے عمرو سے اس شرط پر طلب ضروری کی کہ اگر تم میرا حق سمجھو اور قانون مدرسہ کے خلاف نہ ہو تو دے دو اس پر مستمسک رقم بھیج دی تو اگر اس میں بحر نے قبضہ کر لیا تو عمرو کی تسلیط سے کئی اور اگر یہ رقم بحر کا حق نہ تھی تو باقی دینے میں عمرو ملزم ہے۔ بحر تو اس شبہ میں معذور ہو سکتا ہے کہ عمرو کے نزدیک قانون مدرسہ کے موافق میں اس کا مستحق ہوں جیسی تو عمرو نے بھیج دی تو اس کا قبضہ قبضہ بشبہ الاستحقاق ہو گا جس کو خیانت یا اکل مال بالباطل نہیں کہا جاسکتا۔ اگر اس قبضے کے صحیح ہونے میں اس کو شبہ تھا اور اس بناء پر اس کو قبض نہ کرنا چاہئے تھا یہ بات عمرو پر درجہ لونی عائد ہوتی ہے کہ اسے سرپرست سے استصواب لئے بغیر دینا نہیں چاہئے تھا۔ اگر وہ جانتا تھا کہ میرا کوئی اس قسم کا تصرف سرپرست کی اجازت اور منظوری کے بغیر درست نہیں تو رقم دینے میں اس کو حد اختیار سے تجاوز کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے اور اگر اس تجاوز کو بالی پن یا بد نیتی کے ساتھ مکمل کر دیا جاسکے تو اس پر خیانت کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ بحر خیانت یا اکل مال بالباطل کے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنے قبض و ضمن صورتوں میں دائر کیا تھا۔

(۱) اگر میں ان ایام کی تنخواہ کا مستحق ہوں تو یہ میرا حق ہے۔

(۲) اگر مستحق نہ ہوں تو واپس کر دوں گا۔

(۳) یا اس کو آئندہ کام کی اجرت مجلد شکر کر لیا جائے گا اور سرپرست میرے ذمہ یہ رقم قرض سمجھی جائے۔ اور قرض تسیم کر کے اپنے ذمہ بردہ وجوب تسیم کر لینا خیانت یا اکل مال بالباطل کی نیت کے صریحاً منافی ہے۔ وائدہ اعمیٰ بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ ۲ شعبان ۱۳۵۶ء

کیا مجلس شوریٰ ملازمین کی رخصت متعین کرنے میں خود مختار ہے؟

(سوال ۱) دارالعلوم کی مجلس شوریٰ جو اس کے نئے قوانین و ضوابط انتظامیہ مہمانانہ کی مجاز ہے اس نے حضرات مدرسین و ملازمین دارالعلوم کے لئے ایک سال میں ۱۵ یوم و ایک ماہ علی الترتیب ر عاقبت رخصت اور ایک ماہ سانسہ دہاری کی رخصت بلا وضع تنخواہ مقرر کی ہے۔ یہ رخصتیں دوران سال میں دیکھم دور با قسامل سکتی ہیں اور اختتام سال کے ساتھ حق رخصت بھی ختم ہو جاتا ہے۔

مدرسین و ملازمین دارالعلوم کی خواہش پر اگر ان کو سفر حج کی رخصت بھی بلا وضع تنخواہ دی جائے تو کیا مجلس شوریٰ اس رخصت کو منظور کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

(۲) ہر سال استحقاقی رخصت (رعایت دہاری) مذکورہ جو حالیہ تقال سے ماتحت عدم استفادہ کی صورت میں سال سال سوخت ہوتی رہتی ہے۔ کیا مجلس شوریٰ اس کی مجاز ہے کہ اس حق کو سوخت نہ کرتے ہوئے قائم رکھے جس سے مازم اگر چاہے تو دوران ملازمت یا ختم۔ زمّت پر جمع شدہ حق واستعمال کر سکتے۔

المستفتی نمبر ۱۷۱ جناب مولانا مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۷ عفر ۱۳۶۱ھ

(حوالہ ۱۸۱) باب مجلس شوریٰ مجاز ہے کہ سفر حج کے لئے بھی ایک عید مدت کی رخصت باوٹھ تنقہ منظور کر دے۔ یاد رہے یگانہ زمین نے رخصت رعایتی قدر ماری سے استفادہ نہ کیا ہو تو اس کو سفر حج کی رخصت کے معلق کا لعدم نہ کرے بلکہ سفر حج کی متعین مدت، اس رخصت میں شہد کرے۔ مجلس شوریٰ اس کی جی مجاز ہے کہ صرف رعایتی رخصت کو عدم استفادہ کی صورت میں سال بہ سال کا لعدم کرے اور ایک سال کی رخصت عدم استفادہ کی صورت میں دوسرے یا تیسرے سال تک دے دے۔ محمد کثرت اللہ کائنات اللہ، دہلی۔

مسجد کی کمیٹی یا نمازی امام یا نائب امام مقرر کر سکتی ہے

(سوال ۱۸۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان موجود نہ ہو لیکن شرعی امور کی طرف ان کا باطل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعاً کس کو حاصل ہے؟

(۲) اگر مصداق و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیت کے لئے مقرر کریں جس پر جمہور مصداق حسن اقتداء رکھتے ہوں اور امام نیت کے لئے کسی اور غیر معتبر شخص کو پیش کرے تو کیا مصداق امام کا قسم بننے پر مجبور ہیں۔

(۳) شری جلد نول ص ۱۶۱ میں ہے۔ ہو صریح فی حوالہ استنباط الخطیب مطلقاً او کالصریح۔ اور

ص ۵۶۲ ج ۱ میں ہے لو صلی احد بغیر اذن الخطیب لایحوز اور ص ۵۶۴ ج ۱ میں ہے۔

و یصب العامة الخطیب غیر معتبر۔ اخص ظاہر میں عام نہ کر جائے۔ فقہی روایات سے استدلال کرتے ہیں کہ نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعاً صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبد الوہاب سکرٹری مسجد کمیٹی۔

(حوالہ ۱۸۲) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے۔۔۔ لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق (۱) ہے۔

(۲) نائب امام وہی ہوگا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے۔ صرف امام کو تمام اس اختیار نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا متخو اور نمازم ہو۔ (۱)

(۱) او ملو شرط و شرطاً تبع کخصر الدرس اماماً معومہ فلا یستحق المعلوم الامام ناصر خصوصاً اذا قل قطع معومہ

فیجب التبع و تبعہ فی البحر رد المحتار کتاب الوفاء۔ مظہر فی العبدہ الیٰ یستحق بہ لعل عن ابوسعہ ۴/ ۴۱۹

ط سعید) و اما شرائط الصحۃ الیٰ صحۃ الاحارۃ فیسارح المتعاقبین و من بیان النہدۃ لفسوی المہدیہ کتاب

الاحارۃ و اما کتاب الاول ط محدثہ فحین کتاب لصلۃ معروفۃ فی یوم الثلاثاء و لجمعة و فی رمضان و العیدین

الاحد رد المحتار کتاب الوفاء۔ مظہر فی مستحق فی الدعوی و لمدرس الوطیۃ فی یوم الطالۃ ۴/ ۳۷۲ ط سعید

(۲) رد المحتار کتاب الصلاۃ باب الجمعة مظہر فی حوالہ استنباط الخطیب ۱۴۰/ ۲ ط سعید

(۳) رد المحتار کتاب الصلاۃ باب الجمعة ۱۴۲/ ۲

(۴) رد المحتار کتاب الصلاۃ باب الجمعة ۱۴۳/ ۲

(۵) (البانی) لم یسجد (اولیٰ من القوم یصب الامام و لم یؤذن) رد المحتار کتاب الوفاء۔ قبل مظہر فی الوفاء

المقطع ۴/ ۳۰ ط سعید

(۶) (یصب العامة) الخطیب (عبر معبر مع و خود میں ذکر) امام عہد مهم فیحوز للضرورة رد المحتار (وفلہ فیحوز

للضرورة) و مثله ما لو مع السطان اهل مصر فہم ان یجمعوا علی وجہ یضی بہم الجمعة و کتاب الصلاۃ باب

الجمعة ۱۴۳/ ۲ ط سعید

(۷) ان احذر بعض القوم لہذا و المعنی لہذا فانہ لاجماع الاکثر و فیضیحان کتاب الصلاۃ فصل فیمن یصح الایمان بہ

۱/ ۹۲ ط محدثہ و فی الخلافۃ ان الامام یحوز استخلافہ بلا اذن بخلاف الدعوی و علی ہذا لایکون و صیغہ سخر و

و تصح الیادۃ و کتاب الوفاء۔ مظہر فی العبدۃ لعل علی الوطیۃ و ملا یستحق ۴/ ۴۲۰ ط سعید

(۳) خضیب سے تنخواہ دار خضیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خضیب تو عازم دستہ جرت ہے۔ اس کے اوپر لکھام
استیجار کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لد علی۔

واقف کی وصیت کے خلاف کرنے والا مسجد کا سکریٹری بننے کا اہل نہیں

(سوال) کچھ وفات حضرت خضیب صاحب مسجد قاسم علی خاں کے فرزند کبیر حضرت مولانا موسیٰ صاحب
و تاج مسلمانان پشاور و منہوت نے بہ ربانی تعداد میں حضرت مرحوم کا جائزین قرار دے کر تہ فنیات
یہ خدمت کینی و سری مسمر آزد پاری کی جب سے مولانا موصوف کے سر پاندھی۔ ان فرما دئے اس وقت
اختلاف نہیں آیا۔ مگر مسجد مذکور کے عارضی اوقاف کینی کی سکریٹری خان بیور عبد الحکیم خان صاحب و جس
رائسین نے جمہور اہل اسلام خصوصاً مسلمانان پشاور کی رائے کے خلاف مولانا موصوف کو ایک نوٹس کے ذریعہ
کہا کہ آپ کسی سیاسی کام میں حصہ نہ لیں کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھیں اور نہ کسی ایسی جماعت یا شخص
و میں جو حکومت کے مخالف ہو یا حکومت و اپنا مخالف سمجھتی ہو۔ اس نوٹس نے مسلمانان پشاور میں سخت جھپٹان
پیدا کر دی اور مسمر آزد پاری کے زیر قیادت ان کی ایک جموں میں سکریٹری صاحب موصوف اور ان کی عارضی
کینی کے خلاف اظہار غم و مات کے ریڈو لیٹن پاس ہوئے۔ حتیٰ کے جمعیۃ اہماء صوبہ سرحد نے تحریری
فتویٰ دیا کہ سکریٹری صاحب اور ان کی عارضی اوقاف کینی کا مولوی صاحب موصوف و اس قسم کا نوٹس وین
شمار ناجائز ہے۔ بلکہ رائسین اوقاف کینی کو قابل قرار دے کر کینی سے ہر طرف کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ مگر
چونکہ مسلمانوں کا سیاسی اقتدار نہیں ہے اور نہ اجزائے اکام شریعہ کا ذریعہ اس لئے یہ تمام چیزیں پکار صدا صحر یا آواز
در نبد غلات ہوئی اور سکریٹری صاحب نے مولوی صاحب کا وظیفہ تقریباً ڈھائی سال سے اس بہانہ پر کہ وہ
کاٹھن میں اور بھارت سے و غیرہ دہماحتوں سے تعلق رکھتے ہیں بند کر رکھا ہے۔ بایں ہمہ رنج و کم مولانا موصوف
سپنے والد امجد مرحوم و مغفور کی وفات کے بعد محض خدا اور رسول ﷺ کی رضا جوئی و ارادے کے تحت اللہ اور کلمت
الرسول کے لئے دل و جان سے روز و شب مصروف اور لاد اسلام کی خدمت و صحیح عقول میں تربیت کا وظیفہ ہمہ
وقت درس و تدریس و افتاء سے ایفا فرما رہے ہیں۔

(۲) مسجد خور و روشن کی اہمیت کے لئے اس بازار کے تمام مسلمان اپنے دستخطوں سے سکریٹری صاحب و
رائسین و وقف کینی کو درخواست دیتے ہیں کہ مولانا فاضل عبد القیوم صاحب کو اہم مقرر کیا جائے۔ ہر ایسی
صاحب ایک اور شخص جو قرآن و حدیث و فقہ سے بہ خبر ہے اہم مقرر کر دیتے ہیں۔

(۳) بارہ دفاتر کی تقریب میں خدمت کینی کے زیر اہتمام مولود شریف کی مجلس میں شریعی و غیرہ کے مصارف
پر مبلغ ۵۰ روپے مسجد کے اوقاف فنڈ سے صرف نہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسجد کاروپہ و سری مسجد پر خرچ
کرنے کی شرط ممانعت بنتے ہیں مگر یہ صرف اس کے کہ خدمت کینی کے بھگت و نائب صدر مرحوم احمد سلیم خان،
خان بہادر عبد الحکیم خان سکریٹری کے بھائی ہیں۔ سکریٹری صاحب و رائسین اوقاف کینی کی اس قسم کی خطیوں
پر مسلمان اعتراض کرتے ہیں اور جواب کے سے سکریٹری صاحب تحریری بیان پر پمخت کے ذریعہ

اب سوال یہ ہے کہ اس خان متولی پر جس نے خیانت کر کے پانچ سال تک منافع وقف کا جو نقصان کیا اس کا ضمان واجب ہے یا نہیں؟ چونکہ قضیہ عدالت میں درپیش ہے لہذا احوال تب کے ساتھ جواب مرتب فرمائیں۔

المستفتی محمد عبدالرحیم حوالہ راجحہ شریعت

(جواب ۱۸۴) اس تمام ردولہ سے متولی لول کی بدانتہی اور تصرف بے جا اور خیانت و کثرت ہوتی ہے تاہم منافع مستبعد کا ضمان اس کے لوہ واجب نہیں۔ صرف حصص کی قیمت فروخت اس کے ذمہ واجب ادا ہے اور متولی حال کو حق ہے کہ وہ رقم سے ہٹے اور حوالہ قبول نہ کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔
منافع کو ہلاک کرنے کی ضمان نہ آگاہ عدم غصب کی وجہ سے ہے

(سوال) کل حضور قدس کا ایک فتویٰ لوقف کے منافع مستبعد کے ضمان کے عدم وجوب کا نظر سے گزارا۔ فتوے کی صحت میں تو شکلائے کا دم و شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن درمختار اور شامی کی عبارت سے چھو دل میں کھنکھ سی ہے۔ لہذا اس عبارت کا صحیح حمل اور توجیہ بیان فرمائیں تو ذرہ تو لاری ہوگی۔ عبارت یہ ہے فی الدر المختار (۱) (و) بخلاف (منافع الغصب استوفاهما او عطلها) فانها لا تضمن عدما ووحدا فی بعض المصنوعات ومانع الغصب غیر مصنوع الخ (الا) فی ثلاث فیجب اجر المثل علی اختیار المتأخرین (ان یکون) المعصوب (وفقا) للسکنی او للاستغلال فی الشامی اقول اولغیرهما کالمسجد الخ (شرعی ۱۰ مصری و انتہوی جلد خامس ص ۱۷۹) اس عبارت سے چھو وہم سا ہو رہا ہے کہ لوقف کے منافع مستبعد مضمون باجز المثل ہیں۔

(جواب ۱۸۵) فتویٰ مرتبہ میں عدم ضمان کا حکم اس امر پر مبنی ہے کہ متولی لول کا قبضہ قبض نصب نہیں تھا۔ قبض تویت تھا۔ گرچہ اس نے عمل ایسا کیا جو وقف کی بہبود کے خلاف تھا۔ تاہم حقیقی طور پر وہ عاصب نہیں تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

کیا متولی کا وقف میں تصرف غصب شمار ہوگا؟

(سوال) چند یوم کا عرصہ ہے کہ حضور قدس نے فتویٰ دیا تھا کہ ”مسجد کے منافع مستبعد کا ضمان متولی نے ذمہ نہیں ہے۔“ اس اشتقاق حضور کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے جامعہ ذہابیل کے مفتی صاحب مولانا سائیں محمد اسم اللہ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا۔ سوائسوں نے پہلے تو وجوب ضمان کا فتویٰ دیا تھا۔ لیکن یہ حضور کا فتویٰ جب نہیں دیکھا یا تو اپنے فتوے سے رجوع فرمایا۔ لیکن یہ رجعت اس وقت تک سلوت کے درجہ میں ہے کیونکہ اسی سلسلہ میں احترام کی خدمت میں ذہابیل کیا اور سننے سرے سے ان کی خدمت میں حیرانی زبان میں اشتقاق پیش کیا اور عرض کیا کہ جب حضور نے رجوع فرمایا ہے تو چر کیا حرج ہے کہ اب حضور عدم وجوب ضمان کا فتویٰ دیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ حرج تو آچھ بھی نہیں لیکن چونکہ معہد ہے حدانت کا اور جو ذوا ذمہ تلاش کے کوئی صریح جزیہ کسی جہد نہیں۔ اور حضرت مفتی صاحب (انتہائی مدد) نے جو

۱۔ الدر المختار، کتاب الغصب، مطلب فی ضمان منافع الغصب، ۶، ۲۰۶، ۲۰۵ (سعد)

(۲) (رد المحتار، کتاب الغصب، مطلب فی ضمان منافع الغصب، ۶، ۲۰۶، ۲۰۵ (طہ سعید)

میں کو یہ فرمایا کہ عہد موجود نہان کا ضمیر قبضہ تویت کی وجہ سے ہے۔ قبضہ غصب کی وجہ سے نہیں۔ سو اس میں ایمانی کی وجہ سے شش و پنج میں ہوں کہ آخر قبضہ تویت کی وجہ سے غصب ثابت یوں نہیں ہوتا۔ اگر اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہو۔ یہ عام قبضہ تویت اور اصل قبضہ لہذا ہے۔ اس وجہ سے قبضہ غصب موثر نہیں ہوتا تو وہ بھی ممکن تھا نہایت خلاف ہے۔ کیونکہ سب قبضہ کا جزئیہ ہے کہ اگر کوئی شخص امانت کا اکار کر دے تو وہ غائب جائے گا۔ اگر حضور و اس ابدال و قدرے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں کہ قبضہ تویت کے ہوتے ہوئے غصب یوں نہیں ثابت ہوتا تو مفتی مسعود صاحب کو بھی اطمینان ہو جائے اور ہم لوگ فریقین کو موت کے ساتھ راضی کر کے عدالت سے مقدمہ و واپس کرالیں اور شریعت مطہرہ کے موافق فیصلہ کر دیں۔ امید کہ حضور اقدس و ائمہ اطہین رضی اللہ عنہم تفصیل فرما کر ہم سب کو ممنوع فرمائیں گے۔

خادم ویرینہ حوالہ درموردی ۱۷ محرم ۱۳۶۲ھ

(حواہ ۱۸۸۶) فقوی مرسلہ کی نقل یہاں نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق مزید متفہم۔ ساتھ و فتاویٰ اس کی چاروی نقل مع سورہ جواب آتی چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ مودع و ویت کا اکار کر دے تو اکار کا عدالت کا قبضہ و ویت بدل کر قبضہ غصب ہو جاتا ہے۔ لیکن متون کا قبضہ قبضہ و ویت نہیں ہے۔ مودع و ویت میں تصرف کا حق نہیں رہتا۔ صرف محقق ہو جاتا ہے ورمون قبضہ رہتا ہے ورتہ ف کا حق رہتا ہے تو جب تک وہ کسی شہادت و وقت کی صورت اختیار نہ کرے اس وقت تک اس کو غائب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر کوئی تصرف اس کے میں وقت کی شکل کا کے خلاف ہو اور وہ کر ڈالے اور دوسرے لوگ اس کو وقت کے لئے مقرر سمجھیں تو زیادہ سے زیادہ اس کو آئندہ کے وقت سے معزول کرنے کا حق ہوگا۔ محمد کا حکایت اہل کتب عدالت۔

فقوی مرسلہ نقل مع سوال و جواب نہیں موصول ہو چکی ہے۔ اس لئے اس فتوے کا تفصیلی جواب حسب ذیل ہے۔

تو موافق۔ مسئلہ موصول حنا و حقیقت اصل وقت کے متعلق نہیں ہے بلکہ مال وقت سے خریدے۔ یہ شیعہ زکے متعلق ہے۔ جہن مسجد کے بک شدہ سرمایہ سے شیعہ ز خریدے گئے تھے تاکہ ان کی آمدنی ہو۔ شیعہ ز میں متون وہ وقت اختیار ہوتا ہے کہ ان میں فائدہ نہ دیکھے تو فروخت کر دے۔ جہن شیعہ ز خریدے۔ اس اعتبار سے قیامت میں جس سبب سے مسجد کی آمدنی جو پابندی خریدی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق کو حق ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں یہ ہے۔ مولیٰ المسجد اذا اشترى ممل المسجد حانونا او دارا ثم دعا حاراد کتب له ولاية الشراء هذه المسئلة بناء علی مسئلة اخرى ان مولیٰ المسجد اذا اشترى من علة المسجد دارا او حانونا فهدا الدار وهذه الحانوت هل تلحق بالحوایب الموقوفه علی المسجد ومعها هل تصرفنا اختلف المشائخ رحمهم الله تعالى قال الصدر الشهيد المحاربه لانسحق ولكن صیر مسعلا للمسجد کذا فی المصمرا۔ (مسمیہ ج ۱۰، ص ۱۰۰ و ص ۱۱۳ مصری) یہ بھی واضح رہے کہ اگر یہ شیعہ ز مسجد کی رقم سے خریدے ہوئے نہ ہوں یا کسی نے نہ

(۱) قولہ لیس لمعاصی عن بدر فقد ناقضی لان الوفاق له عرله ولو ملاححه۔ معولہ ان یدخل معه غیره و مسعود الشکبه و الطعن ارد لمحدیث کتاب الوفاق، مطب لیس للمعاصی عن الطاهر ۴ ۴۳۹، ط سعید،

۲۰۔ لیسوازی العاشکریہ کتاب الوفاق، الطب الاول مطب دار الفکر بیع بعض العرب، ۲ ۱۷۲، ص ۱۰۰

راست مسجد کو دیئے ہوں تو ان کا حکم بھی یہی ہوگا کہ ان کی بیع ممنوع نہیں بلکہ متولی کے اختیار میں ہوگی۔ اس کا حکم اعیان موقوفہ کا نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی کمپنی کے حصص اعیان موقوفہ نہیں ہیں۔ پس جب کہ متول نے یہ حصص فروخت کئے تو اس نے اپنے حدود اختیار سے تجاوز نہیں کیا اور بیع جائز ہوئی۔ جس بیع کی خیانت و مستزہم نہیں۔ اب اس کے پاس مسجد کی رقم ہوئی۔ اس رقم کو اس نے کسی آمدنی کے کام میں نہیں لگایا تو یہ سنی سود دہیری تو کسی جا سکتی ہے مگر خیانت نہیں کہی جا سکتی۔ ہاں اس کا پانچ سال تک اس رقم و مسجد کے حساب میں جمع نہ کرنا خیانت ہے جس کی بناء پر وہ عمار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور قیمت حصص اس سے وصول کی جا سکتی ہے۔ اگر اس رقم جمع نہ کرنے کو غصب بھی قرار دیا جائے تو یہ غصب رقم کا ہے نہ کہ وقف کا۔ اور رقم کے غصب پر منافع مستحبکہ کا نشان واجب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خاص رہا ہوگا۔ اگر کوئی شخص مسجد کا روپیہ غصب کرے اور دو چار سال تک نہ دے تو اس کے ذمہ صرف غصب شدہ روپیہ ہی واجب الادا ہوگا۔ اس رقم کا مدت غصب کا منافع نہیں لیا جاسکتا۔

وقف کے منافع مستحبکہ یا مصلحت کا نشان جو غاصب سے لیا جاتا ہے وہ منافع وہ ہیں جو مقدمہ میں معقولہ یا یہ بننے کی حد سمیت رکھتے ہوں جیسے دار موقوفہ کی سونت یا ارض موقوفہ کی زراعت۔ ان کمپنیوں کے رقم کے وہ منافع جو کسی کام میں لگانے سے بطور رخ حاصل ہوتے ہوں ان منافع میں داخل نہیں ہیں جن پر مقدمہ وارد واقع ہوتا ہے۔ اس لئے رقم کے منافع ممنوع نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد غایت اللہ کان امداد، اعظم ۱۳۶۳ھ

دونوں جو یوں کے درمیان فرق کے شبہ کا ازالہ

(سوال) حضور اقدس کے ساتھ فتوے اور آخری مفصل تحریر میں یہ دو کے عنوان میں پتہ قراضہ یا معوم ہوتا ہے۔ ساتھ فتوے کے جواب میں تحریر ہے کہ ان حصص کو چنانچہ اگر متولی کا اتالی فعل ہے (یعنی نمازیوں کے مشورے سے نہیں) تو یہ فعل ناجائز ہے اور متولی کا یہ فعل غلط ہے اور آخری فتوے میں علی الاطلاق بیع و خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے۔ نیز یہاں ہی جملہ مسجد کا قدیم سے یہ عرف اور دستور چلا آ رہا ہے کہ متولی اگر کوئی جائیداد یا شیر زپ یا خریدنا چاہے تو جمعہ کے دن یا ورسی منسوب موقع پر مصیبان مسجد و جمعہ گزرتے مشورہ جتنے ہے اور یہ کارروائی باقاعدہ مجلس شری کے رجسٹر میں درج کی جاتی ہے اور اس پر حاضرین کے دستخط بھی لگے جاتے ہیں۔ اگر مصیبان راضی ہوں اور متولی و اجازت دیں تو متولی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ نمازیوں کے باامشورہ۔ کے متولی اس قسم کی خرید و فروخت نہیں کر سکتے۔ حضور اقدس کے دونوں فتووں کا اس کو حد ہے۔ اپنی دونوں صورتوں میں یعنی آخری بیع و خرید کو ناجائز رکھی جانے تو منافع مستحبکہ کا نشان واجب نہیں۔ لیکن یہاں کا عرف قلم مقام شہرہ الوقف کے ہے۔ سو یہاں کے حوال کے مطابق ہر دو شق متعین ہو کر جواب مانع ہو جائے تو فیصلہ

۱۔ بیرو، وحوالہ، لوعبر، مومن، الدر المنہار، کتاب الوقف، مطلب پانچمہ بولویہ الحدیث، ۴، ۳۸۰ طبع سعید

۲۔ غصہ غفار، اوسکھ سناں بھر امر بوقف اور نصیب (بختار) لغتوی (و حوت القصص) فیہ وہی انالاف مباحثہ ولو۔
عبر معدنہ، مسلمان وہ یفتی، الدر المنہار، فی شرح المفسی، کتاب الوقف، ۱، ۷۵۲، ۷۵۳ طبع بیروت

کے صدور میں بہت زیادہ سواکت ہو۔

(جواب ۱۸۷) کو دونوں جویوں میں تقدیر نہیں۔ پہلے جواب میں بیع کو ناجائز اور متولی کے فسخ کو ناجائز اس معنی میں کہا ہے کہ اس نے اختیار تویت کو ناجائز اور ناجائز طور پر استعمال کیا اور دوسرے جواب میں اس کے وقت کی آمدنی سے خریدی گئی ہو ان کی بیع جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں بیع سے جائے کی صورت ہے۔ اگر متولی اپنے حدود اختیار میں رہ کر بیع کرے تو بیع باطل جائز اور صحیح ہوگی اور اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرے تو بیع ہو جائے گی۔ اور متولی کے حق میں اس کا یہ فعل ناجائز قابل منقضی ہوگا۔ اور اس و معزول سے جائے کا مستحق بنائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا نا ائدہ، دہلی۔

(۱) کو وقف کی لولا تویت کی زیادہ حقدار ہے

(۲) کیا مسجد کی مرمت اور تقسیم وغیرہ متولی کی سرپرستی میں ہوگی؟

(۳) عقائد میں اختلاف کی صورت میں متولی کی ذمہ داری

(۴) کیا متولی دوسرے کو متولی بنا سکتا ہے؟

(سوال ۱) ایک شخص نے اپنی جائیداد منقولہ وغیرہ سے کوئی مکان برائے مسجد وقف کر کے مسجد اپنے مصارف سے قیام دے گا وہ فوت ہو گیا۔ اسکی صورت میں متولی مسجد کون ہوگا؟

(۲) اس مسجد کی مرمت و قیام و عزل و نصب خدام مسجد و ترمیم و تعمیر عمارت میں کس کی اجازت و سرپرستی سے ہونی چاہئے؟

(۳) بہورت اختلاف عقائد تقید وغیرہ متولی کو کیا یہ حقوق سندوی حاصل ہیں؟

(۴) انتقال تویت حسب اجازت متولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۸) (۱) جب تک وقف کی لولا اور اقارب میں کوئی شخص تویت کے قابل ہو سکے تو ہی و متولی بنانا چاہئے اور جب اس کی لولا و اقارب میں کوئی اہل نہ ہو تو پھر اجانب میں سے کسی اہل و متدین شخص و متولی بنایا جائے۔ (۲)

(۴) اگر وقف کوئی وصیت کر گیا ہو اور کسی شخص یا جماعت کے سپرد یہ کام کر گیا ہو تو اس کی وصیت و ہدایت کی تعمیل کرنی چاہئے اور وہی وصیت نہ ہو تو پھر جو شخص حسب قاعدہ متولی قرار پائے گا مرمت و قیام و عزل و نصب خدام وغیرہ تمام انتظامات اسی کی رائے کے موافق ہوں گے۔ (۳)

(۳) مسجد کا بنیادیں فریق سے حقدار رہتا تھا تویت و اہتمام کے اختیارات تو اسی فریق کو حاصل ہوں گے۔ اور

۱. (برغ و حوا) (لو غیر مدون) (الدر المحرر) کتاب الوقف، مطلب بالتم متولیتہ الحدیث، ۴، ۳۸۰ طبع مسجد

۲. (لا یجوز الفسخ من الاحد من وحدی و بد الوقف) و اهل بیتہ من یصلح لذلك (کتاب الوقف، مطلب لایجوز الفسخ من غیر اهل الوقف، ۴، ۴۴۴ طبع مسجد)

۳. (قوله ولایة نصب المہدی الوقف) قال فی البحر رد المحتار ان الولاية للوقف نائمة مدة حياته وان لم يتوسطها وان لم يرل لمؤولی رد المحتار. کتاب الوقف، مطلب ولایة نصب المہدی الوقف، ۴، ۴۲۶ طبع مسجد

مسجد میں نماز پڑھنے کا حق تمام مسلمانوں کو حاصل ہے۔ نماز پڑھنے سے متولی اور خود پائی بھی کسی کو نہیں روک سکتا۔ ہاں شرفیہ کرنے سے روکنے کا حق (۱) حاصل ہوتا ہے۔

(۴) اگر متولی کو یہ حق دیا گیا ہو کہ وہ اپنی جگہ دوسرے شخص کو بھی متولی بنا سکتا ہے تو اس صورت میں وہ دوسرے کو متولی بنا سکتا ہے۔ اور اگر اسے یہ حق نہیں دیا گیا ہو تو اسے اپنی زندگی اور صحت میں کسی کو متولی بنانے کا حق نہیں۔ ہاں عرض الموت میں کسی دوسرے کے لئے وصیت کر سکتا ہے اور اس وصیت کے موافق دوسرا شخص متولی کے انتقال کے بعد متولی ہو جائے گا۔ (۲) باقی عارضی طور پر اپنے اقتدار کو کسی دوسرے کو اجازت دے کر اپنے متولی کے لئے تفویض کر دینے کا متولی کو ہر وقت اختیار ہے۔ (۳) محمد کا حیات اللہ غفر لہ اور سہامینہ دہلی۔

نمازی مسجد کی منتظم کمیٹی کے رویہ سے مطمئن نہ ہوں تو اسے معزول کر دیا جائے یا نہیں؟ (سوال) آئی مجھے ہالنگ مسجد کے متعلق مسئلہ مجموعہ فتاویٰ مایوند میر بھی اس تفسیر سے اتفاق نہ تھا۔ فکرس ہو کہ یہاں کے اصحاب نے واقعت کو بہت مسخر کر کے آپ حضرات سے استغاثہ طلب کیا جس سے ہالنگ کے مسلمانوں پر برا اثر پڑا ہے۔ جس قصد کے لئے آپ کو تکلیف دی، کئی تھی وہی ان کو کون کو حاصل نہیں ہوں۔ دونوں باتیں جاری ہیں۔ اب میں جہاں آپ کی خدمت میں ہالنگ مسجد کے حالات عرض کرتا ہوں تاکہ آپ پر حقیقت آشکار ہو جائے۔ میں واقف راز ہوں۔ رُزِ شہادت کمیٹی کا مقصد تھا۔

مسجد مذکورہ پہلے ایک متولی کے ہاتھ میں تھی۔ لوگ اس سے مطمئن نہ تھے۔ عدالتی پارہ جونی متولی کے خلاف۔ ایک حرمہ کے بعد باہمی فیصلہ ہو گیا۔ متولی صاحب نے ایک کمیٹی منظور کر لی جس میں متولی صاحب ممبر تاحین حیات۔ ایک نمائندہ انجمن اسلامیہ شملہ اور تین دیگر ممبر جو ہالنگ اور منہاٹ کے مسلمانوں سے منتخب ہوئے، جن کی کل پانچ حضرات کی کمیٹی مقرر ہوئی۔ عدالت نے ابتدا میں ایک عارضی کمیٹی کو خود نامزد کر دیا جو صرف چارہائے عدالت تھی۔

اس عدالتی کمیٹی نے ایک لام کو مقرر کیا۔ اس لام کو آئے ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے کہ یہ دو حضرات نے اس کے خلاف پروپیٹنڈہ شروع کر دیا۔ وجہ اختلاف یہ بتائی گئی کہ لام ہالنگ کی ایک پارٹی کی حمایت کرتا ہے جس کی لام نے تردید کی۔ عارضی کمیٹی کی مدت ختم ہونے پر مستقل کمیٹی کا انتخاب ہوا۔ انتخاب میں دھڑے بندی و زوروں پر تھی۔ تین تو فی منتخب ہوئے۔ انجمن اسلامیہ پٹنہ کی ایک پارٹی نے ہالنگ کی اپنا نامزد مقرر کر دیا۔ اس سے دوسری پارٹی کو اسے ہار گئے۔ ابھی تک ایک پارٹی کا دوسری پارٹی سے معاملہ تمام مرہب ایک پارٹی نے ہار دیا تھا تو اب متحدہ طور سے لام کی طرف ہوتے۔ لام کے خلاف ایک منام

(۱) "قَالَ قَبِيلُ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ لَا يَكُنْ لَكَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ حُدُودٌ" (۱) "وَأَمَّا أَطْلَمُ فَمَنْ مَنَعَ مَسَاحِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكِّرَ فِيهَا اسْمَهُ وَسِعَىٰ فِي خُرَابِهَا" سورة الفرقہ

(۲) (اردو المتولی الفامہ عبرہ مقدمہ فی حیالہ) وصحہ (ان کان الطوبیٰ لہ) بالشرط (عاما صبح) (والا) فان فرض فی صحہ (لا) یصلح وان فی مرض مونہ صبح (المرامح) کتاب الوقف مطلب للناظر ان ہو کل غیرہ ۴/ ۲۵۰ ط سعید (۳) (قولہ ان الذال المتولی الفامہ عبرہ مقدمہ) ای بطریق الاستدلال ما بطریق التوکیل ۴/ ۲۵۰ ط سعید (۴) (المرامح) کتاب الوقف مطلب للناظر ان ہو کل غیرہ ۴/ ۲۵۰ ط سعید

عرضی بندہ کام شیعہ سے پاس پہنچی تھی جس میں لکھا تھا کہ امام کا نگرانی خدایت کا ہے اور خلافت کی تحریک میں
 معنی حصہ لیتا رہا ہے۔ وغیرہ۔ اس عرضی پر امام کا چھ نہیں بخولہند نہ بندہ و انجمن کی طرف لوں کا۔ مخیال تھا
 کہ یہ ان کی حرکت تھی۔ اس کے بعد مختلف منصوبہ امام کو میسر نہ کرنے کے لئے بنائے گئے جس کا اثر یہ ہوا کہ
 منتظرہ کمیٹی کی طرف سے نوے بدل ہوتے گئے اور مامیت میں ایک کثیر بن مت ہوئی۔ آخر میں منتظرہ
 بند یہ ہوا کہ "زمیندار" کی ضمانت کی ضبطی جو قادیانی کی وجہ سے ہوئی تھی اس کے متعلق امام نے بھی نوے سے
 سنے پر اپیل کی۔ اس پر صدر صاحب کو خوب بھڑکایا گیا۔ وہ بے چارے کانوں کے کچے بھرے میں سے تھے اور ہم
 سے الجھ پڑے۔ تو تو میں میں اور سخت کلامی تک ٹوٹ آئی۔ غصہ میں صدر صاحب نے فراقہ میں رہا
 کھنواوی دروہ سے دن صبح پر مدت پولیس ورنہ پٹی کشتر صاحب سے مام کے خلاف سخت شکایت کی۔
 بارے کا موصوفہ۔ افتروری میں تھے۔ کمیٹی کے پانچ ممبران میں سے صرف دو وہاں موجود تھے۔ یعنی صدر
 ایک ممبر۔ صدر صاحب نے پنی دو ممبروں کی کمیٹی میں امام کو علیحدگی کی قرار داد منظور کر لی۔ اور ایک ہفتے کی
 معرفت امام کو ایک ہادی میلو کے بعد علیحدگی کانوش دے دیا۔ امام صاحب نے دونوں جیسے تیشیت۔ یہی
 کے پہنچ دیا۔ میں نے اس کا جواب دیکھ لیا کہ جو ٹھکانے امام میں بنائے جاتے ہیں وہ غلط ہیں۔ امام نے
 اپنے اقرار کے خلاف چھ نہیں کیے۔ کمیٹی نے عدالت کی ہے کہ مقرر شدہ ٹھکانوں میں بھی تخفیف کی اور رہائی
 مکان حسب اقرار نامہ جو مان چاہتے تھے وہ نہیں دیا۔ امام نے مسجد کی اہمیت کے وقار کو بھلایا ہے اور یہ کہ مبنی
 پہلک کا اعتنا کھو چکی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کمیٹی ایک عام جلسہ میں مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرے۔ وغیرہ۔ نوش کی
 میلو گزاری۔ کمیٹی نے امام صاحب کی تنخواہ کمرای مرقمین چارہا تک کسی امام کا تقار نہیں کیا۔ وہی مامہ
 پڑھا تارہا۔ جب وفاتر شملہ و پس آئے اس وقت ش میں ضافہ ہوا۔ امام کی عدم موجودگی میں اس کا سامان اکل
 حجر و مسجد باہر رکھ دیا۔ لوگ سخت غصہ میں تھے۔ کمیٹی نے پوپیس کی آڑے رکھی تھی۔ پہنک کی منطق پر
 والہ کی۔ اب امام کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی ہے اور امام رضی حکم امتناعی حاصل کر رہا ہے کہ امام مسجد میں نماز
 پڑھائیں۔ اس پر لوگ گرجا۔ ہوئے اور مسجد کے امام سے عدم تعاون اور باکل مقابلہ کر دیا۔ ان کے پیچھے نماز
 نہیں پڑھتے بلکہ ایک ملک بہت کرتے ہیں۔ اس عدالتی چارہ جوئی کا پہنک نے ایک یہ بھی جو بایا۔ یہ
 جس عام میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کی کہ کمیٹی مذکورہ کے خلاف جو شکایات ہیں ان کی پڑتاں و رتیش
 کرے۔ ان کی رپورٹ منسلک ہے۔ کمیٹی نے کمیشن سے عدم تعاون کیا۔ پہنک نے ایک عام جلسہ میں کمیشن کی
 رپورٹ کو منظور کیا اور کمیٹی مذکورہ کو معزول کر کے دوسری کمیٹی مقرر کر دی۔ اب سابق کمیٹی لڑی ہوئی ہے اور ان
 کی یہ دولت مسلمانوں کا روپیہ عدالت و عدالتی چارہ جوئی کی نذر ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ حکم امتناعی۔ وہ ایک
 ورد عوی امام پر وائر کر دیا ہے کہ وہ مسجد میں پتوں و قرآن کی تعلیم نہ دے۔ باوجود کے مسلمانوں نے وہی قس
 پچیس لڑکے حافظ صاحب سے قرآن پڑھتے ہیں اور تمام پتوں کے والدین باکل مطمئن ہیں۔ خواہ صدر صاحب
 نے ایک چٹھی میں اعتداف کیا ہے کہ حافظ صاحب بہترین قرآن شریف پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ مام وہاں
 سے بھی الگ کرنا چاہتے ہیں۔

مندرجہ بالا حالات میں کیا جزو کفنی جس میں خاص نام کے متعلق اختلاف ہو وہ متوں کی شرعی حیثیت رکھتی ہے یا نہیں؟ اور وہ جزو کفنی نام کو ہر طرف سے نہ جس میں جب کہ ان پر یہ انہی طرح سے ڈھکا اور واضح ہے کہ عام مسلمان اور خصوصاً مذہبی مسجد امام کو رکھنا چاہتے ہیں کہیں تک حق بجانب ہے۔ مزید برآں جب دنیاوی قانون یعنی عدالتی حکم امتناعی عارضی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ کفنی مذکور کو ابھی ثبوت دینا ہے کہ ان کی نامی برطرفی حق بجانب ہے۔ یا نہ خاص نام معزول اور ہر طرف سمجھا جا سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ صدر نے سکریٹری کی چٹائی کا کوئی جواب بھی تک نہیں دیا۔ جس میں سکریٹری نے نام کی علیحدگی کو خوف قاعدہ بتایا تھا۔

ربالیک مسجد میں دو جماعتوں کا ہونا اس میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ واقعی ایسا نہیں ہوتا چاہئے مگر عام لوگ مندرجہ بالا واقعات کے ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام ہر طرف ہوا ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شرعی نقص نہیں ہے۔ اور نہ ہر طرفی مذہب مسجد میں آتی جاسکتی ہے بلکہ صدر اور ان کے رفقاء کی ضد اور بددعویٰ ہے۔ خصوصاً جب کہ امام صاحب اور صدر میں جو رنجش اور سخت کلامی ہوئی تھی وہ آپس میں عداوت ہوئے نہ بعد شرعی طور پر رفع و دفع ہو چکی ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کدورت صاف ہوئی ہے مگر صدر کے جوابور حمایتی ان کو اس عدالتی چارہ جوئی کے لئے آسائے دیتے ہیں اور معاملات کی اصلاح نہیں ہونے دیتے۔ بدیں حالات کفنی اور ان کے رفقاء کا رویہ شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟ اور جب کہ کفنی کو عام مسلمانوں نے معزول کر دیا ہے تو ان کا بھی اسے رہنا اور مسلمانوں کی رائے کی پروا نہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(وڈر منیر۔ سمرل شملہ) ۱۵ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۹) اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کفنی نے خلافی طور پر نامناسب رویہ اختیار کیا ہے اور زیادتی اس کی جانب سے ہے۔ تاہم اس کے جس جلسہ میں امام کو معزول کیا گیا تھا اگر وہ جسہ قواعد و آئین کے موافق ہوتا تھا یعنی کورم پورا تھا اور جلسہ کے اعتقاد کے اصول سے شدہ کی کوئی خلاف ورزی اس میں نہیں کی گئی تھی تو اس جلسہ کا فیصلہ قاعدہ کی رو سے نافذ ہوگا۔ اگرچہ اختلاف فیصلہ مذموم اور قابل اعتراض ہو۔ اور نا اہلیوں کو جسے عدالت سے بھی امام معزول سے خلاف حکم امتناعی جاری ہو گیا۔ عام پبلک اور کفنی سابق کے فیصلے اور اس کے ارکان کے رویہ کے خلاف ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کفنی کو معزول کر کے علیحدہ کر دے اور جدید کفنی جب قبضہ سے اس وقت اپنی رائے کے موافق بہتر انتظام کرے اور امام سابق کو مقرر کر دے لیکن تا فیصلہ یہ عزائم اور تحریکات امتناعی مستحسن نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت مذکان اہلہ، دہلی۔

(۱) کیا جاسید اور کی تقسیم کے بغیر ایک وارث کی اجازت سے وقف ہو سکتی ہے؟

(۲) سجادگی اور تولیت کا حق اولاد کے بعد قریب ترین قرابت والے کو ہوگا

(سوال) مورث علی خواجہ احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔ خواجہ خدا بخش صاحب،

(۱) ویکوہ نکرال الجماعۃ ما دات واقامۃ فی مسجد منخلہ لہ فی مسجد طریق او مسجد لاسلام لہ ولا مؤذن (المرامحدر) (قولہ ویکوہ) ای تحریر ما لول الکفی لاجبور، والمجمع لایباح وشرح الجامع الصغیر بدعۃ الشیخ، کتاب لصلوۃ باب الامامۃ، مطلب فی نکرال الجماعۃ فی المسجد، ۵۵۶/۱ ط سعید

خواجہ تاج محمد صاحب ان دونوں صاحبزادوں کے دو سسٹے سیمدہ ملکہ ہو گئے۔ خواجہ خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں حق سچائی ان کے صاحبزادے خواجہ فخر الدین پر منتقل ہوا۔ اس وقت کوئی پائیدار موقوفہ نہیں تھی بلکہ خواجہ خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصی مملوکہ جائیداد تھی جس کے مستحق ان کے شرعی وارث ہوتے۔ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کے بھائی خواجہ غلام فرید صاحب سجدہ نشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش صاحب سجدہ نشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد ان کے خواجہ قطب الدین سجدہ نشین ہوئے۔ یہاں تک یہ سلسلہ سچائی خواجہ خدا بخش کے سلسلہ میں باقاعدہ چری رہا۔ خواجہ فخر الدین کے زمانے کے بعد خواجہ غلام فرید کے عہد میں بعض جائیدادیں خانقاہ کے نام سے وقف کی گئیں اور خواجہ غلام فرید اور ان کے چائین سجدہ نشین رہے اور موقوفہ جائیدادوں کے متولی بھی قرار پائے۔ خواجہ قطب الدین کے بعد چونکہ خواجہ خدا بخش صاحب کے سلسلہ میں لوادہ کو نہیں تھی اس لئے دوسرے سلسلے یعنی خواجہ تاج محمود کے سلسلہ میں دو شخصوں کو سچائی و توثیق کے لئے تجویز کیا گیا۔ ایک خواجہ احمد علی پسر خواجہ شریف محمد صاحب دو مرتبے خواجہ فیض احمد صاحب پسر خواجہ احمد بخش صاحب۔ یہ دونوں باعتبار عصمت کے ایک ہی درجہ کے عصب تھے۔ پھر خواجہ احمد علی کو یہ ترجیح تھی کہ وہ خواجہ قطب الدین کی پھوپھی کے لڑکے تھے اور خواجہ فیض احمد خواجہ قطب الدین کے والد کی پھوپھی کے لڑکے تھے اور اس لحاظ سے یہ نسبت خواجہ احمد علی کے بعد تھی۔ پھر خواجہ احمد علی کا استحقاق باعتبار قرابت کے راجح ہوتا ہے اور خواجہ فیض احمد کو اس لئے مقدم کیا گیا کہ خواجہ احمد علی منہ تھے ورزیر عہد تھے اور خواجہ فیض احمد عمر میں بڑے اور ہوشیار تھے۔ اب کہ خواجہ فیض احمد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے اپنی ایک لڑکی اور ایک حمل اور دو عاتق بھائی چھوڑے ہیں۔ دوسری طرف خواجہ احمد علی صاحب موجود ہیں جو باعتبار علم و فضل اور بزرگی و تقدس کے ہر طرح اہل ہیں اور باعتبار قرابت مصوبت کے خواجہ فیض احمد کے مسلولی اور قرابت منہ جہت الہ میں ان سے اقرب اور راجح ہیں اور سلسلہ کے اہل اہل اور معتدین ان کو ہی ارشاد دو تحقیق اور توثیق و اہتمام کے لئے پسند کرتے ہیں۔

ان واقعات کے بعد حسب ذیل سوالات کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) خواجہ خدا بخش کی شخصی اور مملوکہ جائیداد جو رہنما منتقل ہوتی چلی آئی ہے وہ اسی طرح منتقل ہوتی رہے گی یا کسی حاکم کے اس مکہ دینے سے کہ تمام جائیداد وقف ہے اس کا حکم جائیداد موقوفہ کا ہو جائے گا؟ واقعہ یہ ہے کہ خواجہ قطب الدین کی وفات کے بعد ایک سرکاری حیدر نے تمام جائیداد کو وقف قرار دینے کی تجویز کی اور خواجہ قطب الدین کی والدہ نے یہ دیکھا کہ تجویز سرکار منظور ہے تو اس سے تمام جائیداد وقف ہو جائے گی یا صرف یہ خواجہ معین الدین (یعنی والدہ خواجہ قطب الدین) کے حصہ پر اس کا اثر پڑے گا۔

(۲) خواجہ فیض احمد صاحب کے بعد سچائی اور توثیق کا استحقاق خواجہ احمد علی پسر خواجہ شریف محمد کو ہے یا خواجہ فیض احمد کی لڑکی یا اس کے پوتے کو جو حمل میں ہے یا ان کے عاتق بھائیوں کو؟ جب کہ خواجہ احمد علی صاحب ہر طرح لائق اور اہل اور مرجع خواص و عوام اور مرکز تحقیق و ارشاد ہیں اور قرابت کے لحاظ سے بھی منہ جہت الہ

مسئول ورجہ کے لئے اور من حیث الہم خواجہ فیض احمد سے اقرب میں اور خواجہ فیض احمد کو صرف خواجہ احمد علی کو عمر کی بناء پر ترجیح دی گئی تھی۔ ورنہ یہ ان سے بھی راجع اور مقدم تھے تو ان کے انتقال کے بعد خواجہ احمد علی کو ان کا حق دیا جائے گا۔ چنانچہ جواب۔

(جواب ۱۹۰) سوال کے جواب سے پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ چند روز پیشتر ایک سوال جو ناہابی سے واقعہ سے متعلق تھا میرے پاس آیا تھا اور میں نے اس کا جواب تحریر کر دیا تھا۔ اس سوال میں جو واقعات بیان کیے گئے تھے وہ سوال ہذا کے مندرجہ واقعات سے مختلف تھے۔ پس جواب سابق اور جواب ہذا میں جو اختلاف دیکھیں جائے اس کو اختلاف سوال پر محمول کیا جائے اور دونوں سوالوں میں سے جس سوال کے مندرجہ واقعات صحیح ہوں۔ اس کے جواب کو واقعہ کا صحیح جواب قرار دیا جائے اس کے بعد چند مقدمات سمجھ لینے ضروری ہیں۔

(الف) کسی جائیداد کے وقف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ واقف اس جائیداد موقوفہ کا مالک ہو۔ من شرائطہ الملک وقت الوقف، انتہی الام کذا فی الفتاوی الملکویۃ نقلاً عن البحر الرائق (۱) و فیہا عن الحایمہ) لوقال اذا ملکک هذه الارض فہی صدقۃ موقوفۃ لایحوز لامہ تعلیق الوقف لایقل التعلیق انتہی (۲) و فی الفتاوی العالمگیریۃ مہا الملک وقت الوقف حتی لو غصب ارضاً فوقفہا لہ اشتراھا من مالکھا ودفع الثمن الیہ او صالح علی مال دفعہ الیہ لاتکون وقفا کذا فی البحر الرائق انتہی۔ (۳)

(ب) مآثم کو برگزینہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کی مملوکہ جائیدادوں کو وقف قرار دے۔ کیونکہ وقت مالک جائیداد ہی کر سکتا ہے اور عاظم دوسروں کی جائیداد کا مالک نہیں۔ اس لئے اس کا کسی شخص مملوکہ جائیداد کو وقف قرار دینا باطل ہے۔ اس کی دلیل کے سلسلہ میں عبارت مندرجہ الف، ”ظہر فیہ کی جائیں۔ نیز مندرجہ ذیل عبارت اس کی صریح دلیل ہے۔

لو ان سلطاناً ادن لقوم ان یجعلوا الرضا من اراضی بلدۃ حوائت موقوفۃ علی المسجد او امرہم ان یزیدوا فی مسجد ہم قالوا ان کانت البلدۃ فتحت عنوة یفد لانہا تصیر ملکاً للعالمین فیحوز امر السلطان فیہا و اذا فتحت صلحاً تنقی علی ملک ملاکھا فلا یفد امرہ فیہا او قلت ۶ و معاد التعلیل ان المراد بالمفتوحۃ عنوة الہی لہ تقسم بین العالمین اد لو قسمت صارت ملکاً لہم حقیقۃ فتأمل (رد المحتار ۲/۳۹۱) قلت مراد ۵۔ ان الارض اذا قسمت بین العالمین وصارت ملکاً لہم حقیقۃ لہ یفد امر السلطان فیہا من جهة انه تصرف فی ملک العالمین ولا یحوز لہ ہذا۔

(۱) مجموعہ فتاوی لکھنوی عی ہامش خلاصۃ الفتاوی، کتاب الوقف، ۴ ۲۶۱ محمد اکیڈمی لاہور

(۲) (البحر الرائق، کتاب الوقف، ۵/۲۰۳ ط بیروت)

(۳) (البحر الرائق، اوائل کتاب الوقف ۵/۲۰۲ ط بیروت لبنان)

(۴) (العالمگیریۃ، کتاب الوقف، کتاب الاول، ۲ ۳۵۳ ماحدیۃ)

(۵) (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی اوقف المسوک، ۴ ۳۹۱ ط سعید)

(۶) ہذا من کلام العلامة الشامی

(۷) ہذا من کلام المفتی الاعظم مصنف ہذا الکتاب

(ج) وقف کے سے متولی مقرر کرنا وقف کا حق ہے دوسرے لوگوں کو بھی حاکم کو بھی یہ حق نہیں کہ وقف کی مرضی کے بغیر یا اس کی مرضی کے خلاف متولی مقرر کر دے۔ ولایۃ نصب القیم الی الواقف ثم لوصیہ ثم للفاضل (در مختار) (۱)

(د) سجدہ متین اور حقیقت خدمت رشتہ و متین میں شہنشاہ قائم مقامی کا کام ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں نہ شہنشاہ وراثت جاری ہوتی ہے۔ نہ عقلاً ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے اہلیت و صاہیت ضروری ہے۔ اہلیت و صاہیت کے لئے ضروری شرائط یہ ہیں۔ شرط من یاخذ المبیعۃ امور (۱) احدا علم الکتاب واللسۃ واسما شرطاً للعلم لان العرص من البیعۃ امرہ بالمعروف وبہیہ عن المکر وارشادہ الی تحصیل السکینۃ الماطل وارالۃ الرذائل واکتساب الحمائد فمن لم یکن عالمًا کیف یتصور منه هذا (۲) والشرط الناسی العدالة والقوی فیجب ان یکون محتباً عن الکبائر غیر مصر علی الصعائر (۳) والشرط الثالث ان یکون راہدا فی الدیار عا فی الاحرة مواضاً علی الطاعات المؤکدة والادکار الماثورة فی صحاح الاحادیث (۴) والشرط الرابع ان یکون مواہل بالمعروف وناہیا عن المکر مستنداً برایہ ذامرۃ وعقل تام ليعتمد علیہ (۵) والشرط الخامس ان یکون صاحب المشانح وتادب بہم دہرا طویلا واحمدہم البور الماطل والسکینۃ (کدافی القول الجمیل للشیخ ولی اللہ المحدث المدھلوی طاب تراء باحتصار)۔ حق مرشد اور صاحب متین وارشاد کے لئے چند شرائط ہیں۔ (۱) شہنشاہ یا یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ کا مرہم ہو۔ (۲) مرہم ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ دست نیل میں صل غرض یہ ہے کہ مرشد امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرے۔ اور مریدین کو سکینت باطنیہ یعنی ایتقان قلبی اور مستلذذ طریقت بتائے اور ان کے ممانعت دہرہ دور کرے۔ اور اوصاف حمیدہ حاصل کرنے کی راہیں تعلیم کرے اور ظاہر ہے کہ جو شخص مرہم ہو اس سے یہ کام متصور نہیں ہو سکتے۔ (۳) شہنشاہ دوم یہ کہ مرشد یعنی صاحب سجدہ متین اور پرہیزگار ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ کبیرہ گناہوں سے مجتنب ہو اور صغیرہ گناہوں پر بھی اصرار نہ کرتا ہو۔ (۴) شہنشاہ سوم یہ کہ کام دین سے اندیش اور تخرت کی طرف راغب ہو۔ جن عبادتوں کو شہنشاہیت نے ضروری قرار دیا ہے ان کو موافقت سے ساتھ لائے اور گناہوں اور جو لاکار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں۔ ذکر ہیں ان کو پابندی سے پڑھتا ہو۔ (۵) شہنشاہ چہارم یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے اور اپنی مستقل رائے رکھتا ہو۔ ضعیف الرائے درکاروں کا کچنہ ہو۔ مردوں اور عتس کامل سے موصوف ہو کہ اس پر اعتقاد اور بھروسہ کیا جاسکے۔ (۶) شہنشاہ ہفتم یہ کہ نہاد و رازک مشائخ اہل خدمت میں رہ کر آداب طریقت سیکھے ہوں اور طمینان و سہبت حاصل کی ہو اور باطن کا استفادہ کیا ہو۔

(ه) متولی وہ شخص مقرر کیا جاسکتا ہے جو امین یعنی دیانتدار ہو اور انتظام و جہداشت وقف کی صاہیت رکھتا ہو۔ لایولی الا امین قادر بنفسہ او بانہ ویشترط للصحة بلوغه وعقله کذا فی المحررات (فتاویٰ

۱۰۔ میری (۱) یعنی وقف کا صرف ایسا ہی قسم متوق نہی ہے۔ جو اہل بیت اور اہل بیت کے ہوتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اپنے مال سے وقف نہ کرے۔
تہ قدرت رکھتا ہو۔ اور صحت تویت کے لئے متوق کا ہونا اور قیل ہونا شرط ہے۔

(۲) ارچہ محض فقہاء نے باقی پتہ کو متوق نہی دیا جائے تا یہ ہے کہ اس جوڑ کے سے شرط یہ ہے کہ وقف نے یہ شرط رکھنی ہو کہ متوق میری ہو۔ میں سے ہی ہو اگر نہ کا جو اس کی ہو۔ میں کو باقی موجود نہ ہو اور اس باقی کا نہ ہو۔ اور اس صورت میں اس کے باقی تک کی اہل بیت معتمد علیہ و متوق کی خدمت کے لئے اس کے لئے معین رہا۔ یہ ہو گا۔ باقی ہے۔ وقف کی شرط وصیت نہ ہو یا شرط وصیت کے موافق باقی متدین اور تنظیم متوق میں سے ہوں تو باقی و شخص وراثت کے طور پر متوق نامہ اطل ہے۔ یہ عند تویت میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ یہ بھی یاد رہے کہ وقف کے سوا کسی اور متوق کی وصیت کا باقی کے حق میں اعتبار نہ ہو گا۔
ولو اوصی الی صی فی وقفہ فہو باطل فی القیاس ولکی استحسن ان تكون الولایۃ الی ادا
کمر انہی۔ ۲۰۔ ویہذا تعلم ان ما شاغ فی رماسا من تقویض بطر الاوقاف لصعیر لا یعتل
وحکم القاصی الحقی بصلحۃ ذلك حصاء محض انتہی (کلمہ من رد المحتار) ۳۰ ان مقدمات
کو ذہن نشین کرنے کے بعد سوال کا جواب یہ ہے :-

(۱) خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کی وہ مموکہ چاندیہ دیون کے وارثوں پر باقاعدہ وراثت منتقل ہوتی چلی جاتی ہے
وارثوں کی مموکہ بنی رہے ہیں اور جب تک اس کے حصہ داروں میں سے کوئی حصہ دار اپنے حصہ مموکہ وقف نہ
کرے وہ کسی عام کی تجویز سے یا کسی ایک یا چند حصہ داروں کی تحریر سے کہ ہمیں عام کی تجویز منظور ہے۔ شرط
وقف نہیں ہو جائے گی۔ بعد و باقاعدہ وراثت حصص شرط عید اور سهام مقررہ پر تقسیم ہو کر ہم مستحق کو ملتی رہے
گیں۔ عام کی تجویز کی وراثت یعنی چاندیہ موروثہ کو وقف قرار دیا جائے گی۔ حتیٰ حصہ دار کے حق پر اس سے شرائع
نہیں کہ عام چاندیہ موروثہ کا ایک نہیں اور غیر ملک وقف صحیح نہیں۔ دیو مقدمہ حرف مذکور۔ ہاں انصاف
وارثوں کا یہ کہہ دینے کہ ہمیں عام کی تجویز وقف منظور ہے۔ صرف ان کے حصہ دار شرائع نہ ہو گا کہ ان کا حصہ
وقف ہو جائے گا۔ دیگر حصہ داروں کے حصوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ مقدمہ حرف مذکور۔ ہاں انصاف
کی دلیل ہیں۔

(۲) واقعات مندرجہ سوال سے ظاہر ہے کہ خواجہ احمد علی صاحب خف خواجہ علی قلی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے بعد ان کے دو صاحبزادوں یعنی خواجہ خدا بخش و خواجہ تاج محمد صاحب نے اپنے اپنے حلقہ ہائے
ارشاد و تحقیق چہ اجداد قائم کرتے۔ پہلے سلسلہ یعنی خواجہ خدا بخش کے سلسلہ میں حق سچوہ سبکی ان کی اولاد کو
میں خواجہ قطب الدین مرحوم تک بلا نزاع منتقل ہو جا رہا۔ خواجہ قطب الدین کی وفات کے بعد خواجہ احمد علی
خف خواجہ شریف محمد صاحب سچوہ نشین اور تویت کو وقف بعد کے اس لئے مستحق تھے کہ وہ سی ساسد میں

(۱) لغزای العالمگیریہ۔ کتاب الوقف، الباب الخمس فی ولایہ الوقف ولصرف تقیم فی الاوقاف ۲ ۴۰۸ ط محدثہ

(۲) رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی تولیۃ الصی، ۴ / ۳۸۱ ط سعید

(۳) رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی ما شاغ فی رماسا من تقویض بطر الاوقاف للصعیر، ۴ / ۳۸۱ ط سعید

خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ یہ نہایت سادہ و سلیس اور سہولت سے لکھے گئے تھے۔ یعنی لفظ و عبارت میں، اصل تھے اور تحریر میں سجادہ نشین یعنی خواجہ قطب الدین مرحوم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے مگر چونکہ وہ صغیر سن تھے اس لئے اصول و ارشاد (یعنی تقدیم اقرب) کو نظر انداز کرتے ہوئے خواجہ فیض احمد مرحوم کو جو تحریری سجادہ نشین خواجہ قطب الدین سے قرابت اعلیٰہ من حیث الیقات رکھتے تھے سجادہ نشین بنادیا گیا۔ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوال ثانی کا جواب یہ ہے کہ خواجہ فیض احمد مرحوم نے جد خواجہ احمد علی صنف خواجہ شریف محمد صاحب دہلوی متعدد سجادہ نشین اور توفیق کے مستحق ہیں۔

لول اس کے لئے کہ وہ حسب بیان مسائل ہر طرح اہل اور اہل اور صاحب ارشاد و متعین ہیں۔ دوم اس لئے کہ اس سلسلہ کے متوسلین بھی عن کوئی ارشاد و متعین کے لئے پسند کرتے ہیں۔ سوم اس لئے کہ وہ اس سلسلہ کے لایہ دوختی ہوئے بہت سے ایک رکن ہیں۔ چہرہ اس لئے کہ وہ اس سلسلہ کے آخری رکن ہیں۔ فیض احمد خواجہ قطب الدین مرحوم سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں کیونکہ محدثان بہت سے وہ خواجہ فیض احمد مرحوم کے مساوی درجہ میں ہیں اور قرابت امومت میں وہ خواجہ فیض احمد مرحوم سے اقرب و مقدم ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ خواجہ فیض احمد مرحوم کو اسی وقت بنا کر خواجہ احمد علی صاحب وان کا حق دے دیا جائے۔ مگر وقت خواجہ احمد علی باغ اور صانع ہو گئے تھے لیکن اگر ایسا نہیں کیا گیا تو خواجہ فیض احمد مرحوم ان وقت سے جد خواجہ احمد علی صاحب کی کوئی مزا امت نہیں کر سکتے۔ خواجہ فیض احمد مرحوم کا پتہ اگر حاصل سے نہ پید ہو چکا نہ کا تو قطعاً مستحق نہیں کہ اس میں وراثت تو جاری نہیں ہو سکتی اور ایک نو مود پید افشانی ہو، نہ کرنے ارشاد و متعین کرنے کی صوابیت ہی نہیں رکھتا اور شرائط سجادہ نشینی جو مقدمہ (د) میں مذکور ہیں اس سے نہ پائے جائیں یہ مقصود نہیں۔

اسی طرح توفیق کا بھی مستحق نہیں کہ واقف کی لول تو کوئی شرائط وصیت ملت نہیں اور واقف کسی متولی کی وصیت معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ سلسلہ لوں میں خواجہ احمد علی صاحب اس پتہ سے وہ اس ارشاد، اقرب اور اہل موجود ہیں اور اصول و ارشاد اس میں جاری نہیں ہو سکتے۔ خود خواجہ فیض احمد مرحوم زیادتہ استحقاق کی بناء پر سجادہ نشین نہیں بنے تھے بلکہ خواجہ احمد علی کی مسمیٰ کی بناء پر بنائے گئے تھے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ خواجہ فیض احمد صاحب کے پتہ کی کم سنی بلکہ لافعلی کی بناء پر خواجہ احمد علی صاحب کو سجادہ نشین بنے۔ منتخب کیا جائے حالانکہ وہ جوہر استحقاق میں لولی اور مقدم ہیں۔

خواجہ فیض احمد مرحوم کے حاکمی ہائیوں کا استحقاق کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ محدثان میں وہ سجادہ احمد علی صاحب سے اقویٰ نہیں اور قرابت امومت ان کو حاصل نہیں۔ لہذا ان کو ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

خداوند جواب یہ ہے کہ حاکمیت موجودہ نظر برداشت مذکورہ خواجہ احمد علی صاحب سجادہ نشین، توفیق کے مستحق ہیں۔ خواجہ فیض احمد مرحوم کا نو مود پید یا ان کے حاکمی ہائیوں کی موجودہ سجادہ نشینی، توفیق کی مستحق نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ ارباب رحمۃ مولانا محمد کائنات اللہ کان اللہ لاہ، دہلی ۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ
 الجواب صحیح فقیہ احمد سعید کان اللہ لاہ، خدا بخش غنی عنہ درس امینیہ، فقیر عبدالمجید غفرلہ ناظم
 جمعہ جمعہ، محمد عبدالاول رابع غفرلہ، دفتر جمعہ، ہندوستان، الحق غفرلہ مدرسہ امینیہ، خادمہ اعلیٰ سکن ممبئی
 مفتی عنہ مدرسہ تہذیبی دہلی، محمد شریف اللہ غفرلہ، مدرسہ تہذیبی دہلی، اشفاق غفرلہ مدرسہ مدرسہ تہذیبی مد
 سید حسین قلم خود مدرسہ تہذیبی، ہندوستان، محمد حسن شاہ مدرسہ مدرسہ رحیمیہ، احقر ترین محمد سراج الدین خف
 مہاراشٹری محمد آرام صاحب ذریعہ اہل خانی، حبیب الرحمن ملکن نائب مفتی مدرسہ امینیہ سکندر دین غنی عنہ
 مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ابھی رضا مندی سے ملے ہیں ہوامی بدو درست ہے
 (۲) شرائط پر عمل کرنے کو معاہدہ کی خلاف ورزی قرار نہیں دیا جاسکتا
 (سوال) رہنمون میں دو فریقوں نے باہمی مصالحت کے لئے بطور ذیل ایک معاہدہ لکھ کر اپنے اپنے دستخط
 کر دیئے۔

نقل معاہدہ۔ ہم دستخط کنندگان ذیل میں تحریر سے اصرار کرتے ہیں کہ ہم فریقین میں جو اختلاف
 چل رہا تھا اس کو جناب مولانا محمد اشرف صاحب نے پانچ میں پانچ فریقین میں حسب ذیل مصالحت کرادی۔
 دارالعلوم جہانگیر دہلی مدرسہ و کتاب متعلقہ جمعہ کے علمائے صوبہ برہانپور جمعہ کے جملہ اراکین و ائمہ
 داران اور سورتی محمد قربان ناموس کے دارالعلوم عربیہ کے جملہ منتظمین اور عہدیداران اس مصالحت کے
 بعد فریقین صلہ و آشتی کے ساتھ اپنے اپنے زیر تحت مدرسہ کا انتظام جاری رکھیں گے اور ہر ایک مدرسہ میں
 تعلیم کی غرض سے جن مدرسین کا تقرر ہوا ان کو دینیہ صوبہ کو دینیہ جمعہ کے دفتر ناموں و کسی ایک مدرسہ سے
 بھیجی نہیں لیا جائیگا۔ ایسے ہی کسی ایک مدرسہ سے جن مدرسین و طلبہ و دینیہ و خوارق یہاں سب کو فریقین
 آپس میں ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر اپنے مدرسہ میں داخل نہ کیا جائے اور نہ دینیہ خارج شدہ کو
 ملازم رکھا جائے۔ ختم شد۔

پس ارشاد ہوا کہ (۱) اس معاہدہ کا ورثہ کیا ہے؟ (۲) تعلیمی سال تمام کے بعد شروع و شروع سال
 تعلیمی میں کسی فریق کے مدرسہ کا طالب علم دوسرے فریق کے مدرسہ میں داخل ہونا چاہئے تو اس دوسرے
 فریق کو اپنے مدرسہ میں اس کو داخل کر لینا معاہدہ کو کوئی روئے اور شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوران
 سال میں ایسا کرنے کا کیا حکم ہے؟ (۳) کسی فریق کے مدرسہ کا طالب علم یا مدرسہ یا مدرسہ کے وقت میں بغیر
 خارج سے ہوئے خود بخود اس سے چھوڑ دیا جائے اور دوسرے فریق سے اس کو بھڑکایا بھی نہ ہو۔ پس کیا اس
 دوسرے فریق کو ہر وقت معاہدہ اور شرعاً یہ جائز ہے کہ اپنے مدرسہ میں اس کو رکھے۔ (۴) اگر کسی فریق کا کوئی
 طالب علم ایسا ہے کہ اس کا دل بوجہ عدم مناسبت یا خرابی تعلیم وغیرہ اس کے مدرسہ میں نہ رہتا ہو اور اس سے وہ
 دوران سال یا شروع سال تعلیمی میں اس مدرسہ کو چھوڑ دے اور فریق ثانی کے مدرسہ میں منتظمین سے اپنے
 داخل ہونے کی خواہش ظاہر کرے تب تک یہ منتظمین اس بناء پر اس کو اپنے یہاں داخل نہ کریں کہ فریق متبادل

انہ امتناع و معہدہ کے خلاف قرار دیتے ہیں اور یہاں تحقیق بھڑکانے کا الزام آگاتے ہیں بلکہ بھڑکانے سے قطعاً قطعاً مطلقاً فریق کا کسی واسطہ نہ رہے۔ میں رہیں ہاں کل معہدہ کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس طرح جو طالب علم پڑھتا ہے کہ وہ درجہ اول میں داخل ہو جائے۔ پس اس صورت معروضہ میں فریق اول کا اس طالب علم کو فریق ثانی کے مدرسہ میں داخل ہونے سے روکنا نہ درست ہے یا نہیں اور فریق ثانی کا یہ مدرسہ میں اس کو داخل کر لینا درست قرار نہیں دیتے۔

المستفتی نمبر ۲۳۳۲ حاق و دو باشم یہ نصف صاحب رحمون۔ مورخہ ۳۰ یقعد ۱۳۱۳ھ ۲۲

جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۹۹) یہ معاہدہ خود اباحت میں ہے مگر اس میں آخری فقرہ صریح طلب ہے۔ یعنی برائی صاحب ہم یاد رس کو ایک مدرسہ سے کسی طالب علم پر خارج کیا۔ یہ تو اس سے حق میں یہ معاہدہ صحیح ہے۔ مگر اس مدرسہ کی طالب علم یاد رس کو اپنی مالی ضروری کی بناء پر یا انسانی محنت کی بناء پر نکالے۔ تو اس سے حق میں یہ معاہدہ صحیح نہیں ہے۔ نیز جو طالب کہ کسی مدرسہ سے اس بناء پر اپنے انہیں کہ وہاں تعلیم کا نتیجہ حاصل کیا۔ نہیں ہے۔ ان کو دوسرا مدرسہ اپنے یہاں داخل کر سکتا ہے۔ اس میں معہدہ کی طرف دوزی نہیں ہے۔ یہ معاہدہ یہ ہے کہ دوسرا مدرسہ کے طالب کو کھینچنے لیا جائے۔ خود اس کے طلبہ اس میں شمول نہیں ہیں۔

محمد کفایت اللہ کائن اللہ۔ دہلی

اللہ یعلم المفسد من المصلح۔ (۱)

متفرق احکام متعلقہ تولیت و انتظام

(۱۵۲) قاضی ویہ فقیر نہیں کہ وہ ناظر وقف (متولی) کو صرف مستحقین وقت کی تکلیف پر معزول کرے۔ بلکہ وقتہ مستحقین وقت متولی کی خدمت نہ کرے وہ معزول نہیں ہو سکتا۔ لیس للنفاصی عزل الناطر بمجرد شکية المستحقين حتى يشترع عليه حيازة (رد المحتار بر حاشیة رد المحتار ص ۴۵۷ ج ۳)، قد صرح العلماء بأنه لا يجوز عزل الناطر ولا عزل صاحب وظيفة مانعاً من حيازة ولوعوله الحاكم لا يعزل بعير حجة، (حبرہ ص ۱۵۳ ج ۱) ان ضمن علیہ فی الامانة لا سعی احرارہ الا بحیانة طاهرة، (رد المحتار ص ۴۵۷ ج ۳) قال فی حراوقاف الحصاص منقول اب طعن علیہ فی الامانة فراى الحاكم ان يدخل معه حرا ويحججه من يده ويصبره الى عرفة قل اما حرا حة فليس ينبغي ان يكون الا بحیانة طاهرة مية، (الحوا الوافی ص ۲۵۲ ج ۵) متول کے ہوتے ہوئے قاضی کو وقف میں ولی تم نہ کرنے کا اختیار حق نہیں۔ لاسمیت

(۱) (سورة البقرة، الجزء الثاني، رقم لایة نمبر ۲۲۰)

(۲) (الذوالمختار، کتاب الوقف، مطلب لیس للنفاصی عزل الناطر، ص ۴۳۸ ط سعید)

(۳) (الفتاویٰ الحبریہ، علی حسن منصوصی الحمدیہ، کتاب الوقف، مطلب لا يجوز عزل صاحب، ضعه لایم لیس، والایم وکل ۲۵۱ ط قدہار، الامستان)

(۴) (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب لیس للنفاصی، ان يدخل مع الناطر غيره بمجرد الشکية ص ۴۳۹ ط سعید)

(۵) (الحوا الوافی، کتاب الوقف ۲۵۲ ط بیروت)

القاضي التصرف في الوقف مع وجود باطر ولو من قبله (رد المحتار ص ۴۱۵ ج ۳)
 ولاية القاضي متاحره عن المتروطة له ووصيه ۲۰ (رد المحتار ص ۴۱۵ ج ۳)
 متولی سے سزا حساب لینا نہ دینی نہیں ہے۔ یعنی متولی پر لازم نہیں کہ وہ سزا حساب پیش کرے۔ لائنرد المحتار ص ۴۶۳ ج ۳)
 متولی سے (بب کہ سزا خیریت محبت نہ ہو یا مستحب نہ ہو) اجملی حساب کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل پیش کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ ویکیفی القاضی مدہ بالا حوالہ لو معروفا بالامامة (رد المحتار ص ۴۶۳ ج ۳)

بب وقت۔ مصرف (یعنی من جبرہ وقت) معصوم نہ ہوں (قبائہ وقت کے شرع سے بے بن و جد سے) تو متولین سابقین کے دستور العمل کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ سنل شیخ الاسلام عن وقف متبہو و انتہیت مصارفہ و قدر ما یصرف الی مستحقہ قال یطر الی المعفود من حالہ فیما سبق من الرمان من ان قوامہ کیف یعملون فیہ والی من یصرفوہ فیسی علی ذلک لان الظاہر انہم کنوا یعملون ذلک علی موافقہ شرط الوقف وهو المظنون بحال المسلمین فیعمل علی ذلک اہ (رد المحتار ص ۴۴۰ ج ۳ سل فی وقف انتہیت مصارفہ کیف یفعل عن علته اجاب ان لم یوقف علی شرط واقفہ یعمل فیہ ما کانت تفعلہ القوام سابقا ۲۰ (حبرہ ص ۱۱۶ ج ۱) صرح علماء و اما ان الوقف اذا انتہیت مصارفہ بصیاع کماہ یطر الی المعفود من القوام فیما سبق فیسی علیہ ۱۰ (حبرہ ص ۱۶۷ ج ۱) و یعتبر تصرف القوام السابق ۱۱ (فتاوی حامدیہ ص ۱۱۰ ج ۱) فان لم یعرف له شرط یعمل ماعمل من قبلہ ۱۰ (فتح القدیر ص ۶۸ ج ۵) وان لم یعرف شرط الوقف ذلک یطر ہذا القیم الی من کان قبلہ فان کانوا یسترون من اوقاف المسجد الدہی والحصیر والحشیش والاحر و ما ذکرنا کان لنفسہ ان یفعل ذلک والا فلا ۱۰ (قاضی حاکم سوری ص ۳۰۰ ج ۴)

بب تن وقت کا متولی موجود ہو قوام وقت کا مقرر کیا جائے یا کسی اور کا (مشرقی شریعت کا مقرر یا

۱۰ (رد المحتار۔ کتاب الوقف۔ مطلب لا یست القاضی التصرف الخ ص ۴۷۴ ط سعید)

(۲) (و کذا فی ۴/۲۲۳ مطلب ولاية القاضي الخ)

(۳) (کتاب الوقف، مطلب فی محاسبة المتولی وتحلیہ، ۴/۴۸۰ ط سعید)

(۴) ایضاً

۵۰ (رد المحتار۔ کتاب الوقف۔ مطلب فی حکم وقف انتہیت المعفولہ بشرطہ و مصارفہ، ۴/۴۱۲ ط سعید)

۶۰ (غری الحبرہ، و کتاب الوقف، مطلب ادعی رجل مسجد ذلی وقف انتہیت مصارفہ، ص ۱۹۱ ط کتب

برنسٹ پریس، دہلی)

۷۰ (الفتاوی الحبرہ، کتاب الوقف مطلب اذا انتہیت مصارف الوقف یطر الی المعفود من القوام فیما سبق، ۱/۲۷۴ ط کمال برنسٹ پریس)

۸۰ (فتاوی احمدیہ، و کتاب الوقف۔ کتاب الاول فی وقف بقادم مرد الخ ص ۱۱۰ ط کمال برنسٹ پریس)

(۹) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ۶/۲۴۰ بیروت

۱۰ (قاضی حاکم علی مدنی التندیہ کتاب الوقف، و احزاب الرجال یعمل درو مسجد الخ ۳/۲۹۷ ط حامدیہ)

ہے۔ یا امین صاحب سے وارثوں سے گاؤں والے روپیہ وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

المستفتی محمد صفیہ خاں میاٹی۔ مقام: سیالکوٹ، غازی پور اسٹ ۱۹۵۲ء

جواب (۱۹۴) امین صاحب سے وارثوں سے یہ روپیہ حسب کرنے کا گاؤں والوں کو حق نہیں ہے۔ نہ وہ یہ رقم اکر کے ذمہ دار ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

کر دار اور واقف کے دور کے رشتہ دار کی بجائے امین اور قریبی رشتہ داروں کو متولی بنایا جائے۔
(المجمعیہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۵ء)

سوال (زیر مرہوم نے ایک حقیقت نمبر ۳۰ لے ۱۹ اپنی ذاتی مشق کے غیر منقسم درودہ ۳۳ وقف فی تیس اللہ نے پتی زوجہ و حیات اس کے متویہ مقرر کیا۔ ب متویہ کا بھی اللہ ہو گیا۔ وقف نامہ نہ شہ ہے کہ بعد وفات متویہ کے ایک بیٹا شخص صدیق بنی حنفی متولی یہ جاوے جس کو وہ وقت منتخب کریں۔ اس پر وہ شخص خالد اور بکر تویت کے خواستگار ہیں جن کی صفات ذیل میں درج ہیں۔

خالد۔ وقف کا حقیقی بیٹا ہے۔ وقف ولد تھا۔ یہ اچھا زمیندار و مال گذار ہے۔ اور نعمت سے ایک محرم و عہد و اعلیٰ خدمات و نیک چلنی کی، پر پٹنن پارہا ہے۔ سنی حنفی ہے۔ مسلم معززین اس کی دیانت قابلیت تمام ہارند اور صفات و وجہ سے اس کو متولی بنوے گا اس سمجھتے ہیں۔

بکر۔ اس کا وقف سے قریبی رشتہ نہیں ہے۔ وقف اس کے پھوپھا تھے۔ ذریعہ معاش اس کا یہ تھا۔ بی نہیں ہے۔ متولیہ مرہوم کی حیات میں ان کا کارکن رہا ہے یہ دوران کارکنی اس نے قریب چار ہزار راضی وقفہ میں درج نامہ بے پائے با تقسیم کر کے فروخت کر دی۔ وقف نے لکھا ہے کہ شخص اس مستحقین درجہ وقف نامہ میں سے جو جو جاوے اس کا روپیہ درودہ دیو بند کو بھیجا جاوے۔ تین شخص فوت ہو گئے عمر ۱۰ کا بیٹا ہوا روپیہ دیو بند نہیں بھیجا گیا۔ ایک یتیم خانہ کو چار سال سے اور ایک مدرسہ کو دو سال سے چھ نہیں دیا گیا۔ غائب کے لئے سارے رکھتے۔ روپ کا کبھی تیار نہیں کرایا۔ ایک سرائے موقوفہ مشق کے با تقسیم فروخت کر دی و مشق یان و قاضی کر لیا۔

جواب (۱۹۵) خالد تویت کا مستحق ہے اور اگر بکر وقف پر بعید تویت قاض ہو جیسا کہ اس کی صفات کے ن سے مترشح ہوتا ہے تو اس کو معزول کر دیا جب ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

احداث الدار قصی۔ نس غنی السنودخ غیر اصغر صمد المملع۔ هو الحاس۔ اس دار قاضی۔ ۴۱ من

بیت عمرو بن شعب عن ابیہ عن جلدہ

الابوئی الامین قدر نسہ و نسہ الہدیہ۔ کتاب الوقف۔ الباب الحامس فی ولاية الوقف ۲ ۴۰۸ ط۔ ماحدیہ

رخ و وجود غیر ماحدیہ۔ اندار المحتار۔ کتاب الوقف۔ مطلب یاتم مویلة الحاتن ۴ ۳۸۰ ط۔ سعید

کیا بذا اختیار معزول کئے ہوئے قاضی کو برقرار رکھا جائے؟
(المجموعہ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) متولی جامع مسجد اپنے ساتھیوں کی مدد سے غیر رسمی شرعی سبب کے قاضی کو معزول قرار دے دینے قاضی کا تقرر کرے تو اس شہ کو اس قاضی کا ساتھ دینا چاہئے؟ خصوصاً یہی حالت میں کہ پہلے قاضی تمام شہ نے منتخب کیا ہے اور اس سال سے قضاۃ کر رہا ہے۔ اور نیا قاضی بلا تعلق منتخب نہیں کیا گیا ہے۔

(جواب ۱۹۶) متولی جامع مسجد نے اختیارات میں قاضی کو معزول کر دیا اور اس کو تو عزم صحیح ہے لیکن اس نے بلا سبب معزول کر دیا تو وہ موقوفہ دار ہو گا۔ اور اگر اس کے اختیارات میں یہ داخل ہی نہیں تھا تو قاضی معزول نہیں ہوا۔ ورنہ صورت میں لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا ان امداد۔

(۱) اپنی اولاد کے لئے تولیت کی وصیت کرنے کی صورت میں میت کے بیٹوں کے بعد پوتے متولی نہیں ہوں گے

(۲) واقف کی شرط کے خلاف وقف کو استعمال کرنے والے متولی کا حکم

(۳) شراب خور نماز چھوڑنے والا تولیت کا مستحق نہیں

(۴) تولیت کی اہلیت نہ رکھنے والے کو متولی بنانے کی کوشش کرنے والا گنہگار ہو گا

(المجموعہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی چھ جائیدادوں وقف علیٰ اللہ کی۔ وقف نامہ کی ایک شرط یہ ہے کہ تہذیب، اپنی واقف خود اس جائیداد کا متولی ہو گا اور اس وفات کے بعد اس کی اولاد اور میں جو شخص شیعہ، متولی بنائی ہو۔ اور اسی طرح بعد ازاں وہ جائیدادیں متولی ہو جائیں گی۔ چنانچہ واقف کے انتقال کے بعد اس کا پہلا بیٹا، قریبیہ اس متولی بنائی۔ بعد متولی وقت کی اولاد میں سے کوئی شخص ہو چاہتا ہے یا متولی بنائی (واقف کے پہلے بیٹے کی اولاد میں سے؟ اور اگر متولی بنائی کی اولاد اس عہدہ سے مستعفی ہو تو عہدہ تولیت واقف کے پہلے بیٹے کے چاہئے؟ اس پر دوم کے بعد تولیت خود اس کی اولاد یعنی پہلے دوم میں منتقل ہونی چاہئے یا واقف کے پہلے بیٹے کے؟ کہ موجود ہیں۔

(۲) کیا کوئی ایسا شخص جو پہلے بیٹے کے انتقال کے بعد متولی کی وصیت کے خلاف اس کے مال منقولہ کو بیچا۔ مصرف خیر کے اپنے ذاتی تصرف میں لے جائیداد کو بیچا۔ کا متولی ہونے کا مستحق ہے؟ کیا ایسی صورت کا یہ نہ رہا نامہ میں خیانت ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص کہ شراب خور اور میتان (یعنی بد اعمال ہو) در سال بھر میں شاید بی بی میرین یا عورتوں کو نہ پڑھ لیتے ہوں جائیداد کا متولی ہو سکتا ہے؟

(۴) اگر آخر الذکر اشخاص میں سے ہر دو یا کوئی ایک متوں جائیداد ورنہ بہ سلتا ہے تو یہ شخص کی اہل (اس غرض سے کہ وہ متولی ہو جائے) کرنے والا گنہگار ہو گا نہیں؟

(حواص ۱۹۷) (۱) اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ توفیت واقف کی لوہ میں سدا بعد نسل و بطا بعد بن ہوئی رہے وراں کا متعلق یہ ہے کہ جب تک واقف کی سببی لوہ اور ہے متولی سببی لڑکا ہی ہو ناچاہئے۔ جب سببی ہو میں سے کوئی باقی نہ رہے تو دوسری نسل یعنی پوتوں کی باری آئے گی۔ جب پوتے نہ رہیں تو پڑپوتوں کی توفیت منتقل ہوئی اور ہر طبقہ میں واقف کی شرط موافق اہل ثانی سب سے بڑا ترتیب وار متولی ہو تاہب ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵

- (۱) چند چیزوں کی تعیین کر کے وقف کرنا
(۲) درگاہ شریف کے متعلق کاموں کا متولی کون ہوگا؟
(۳) کیا وقف کا متولی واقف کی غرض کے خلاف وقف کا مال استعمال کر سکتا ہے؟
(۴) وقف کی آمدنی خرچ کرتے ہوئے شرائط متولی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے
(۵) توہیت موروئی حق نسبت ہے ایک کمیٹی کو بھی متولی بنایا جاسکتا ہے
(۶) کیا ایک آدمی کا متون ہونا اور سارے کاموں کی نگرانی کرنا ضروری ہے؟
مفتاحہ درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ البیتہ شریف
(مجموعہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال ۱) شاہ جمال بلو شاہ نے یہ المثل سے چند مواضع ایک زرب فی درجہ شریف کے نام وقف ہے اور وقت نامہ میں اغراض وقت حسب ذیل معین ہیں۔ "صرف عس و غمروشنی و قروش و کتب و باب بہ و وظائف اصحاب استحقاق و حفظ و صادر و وار دوسا کرو جوہ خیرات و مبرات۔"

(۲) بلو شاہ نے صرف اور وقف نامہ کے بعد انٹیمی کے تقدار تمام مورث متعلقانے سہائی کے متعلق خواہ

١٠- أو شرط الوقت: كون السولي من أولاده أو أولاده ليس لصحي أن سولي غيره ولا حياة ولو فعل لا يتر مولا
 حتى أن نفسه من ذكر شروط بعد إلا أنه فيه حتى لو كان حيا سولي صحي حسب له يوجد فيه ابن لابن كذا بوقت
 نفسه من دل عليه في ذلك في نفسه . كتاب الوفاء: مقتضى لا يجعل الطر من غير الوفاء ٤٢٥ ح ١
 (١٢) في انتمائه ولا يولي: لا من قدر نفسه أو به . لا لا يولي به مقيدة بشرط الطر وليس من الطر بوجه نفسه
 لا به يعال بالمقصود (رد المحتار: كتاب الوفاء: مقتضى في شروط الطر) ح ٤ ص ٣٨٠
 (١٣) لا يعال ولا يولي: (٣) لا يولي ولا يعلو صورة المائدة . ح ٤ ص ٣٨٠

واقف اور ان کے جائیدادیں۔ جاگیرداروں کا خیال یہ رہا ہے کہ کل امور اپنے ہاتھ میں رکھے چنانچہ وقف اور اس کے جائیدادیں جاگیرداروں کے قبضے میں نہ رہیں۔ صرف درگاہ شریف کے محلہ انتھنی نامہ متون چارہ، پیشہ وغیرہ کا تقریباً نصف ان کے حقوق و معاش کا حقین بھی ان جاگیرداروں میں سے ہے۔ نیز ان کا درگاہ شریف کے مراسم، محافل، مناسبات، تقسیم نذورات وغیرہ جملہ امور کے متعلق ہدایات بھی دربار شاہی سے جاری ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس درگاہ پاک کے محلہ سے یا خادم اور کیا شاگرد پیشہ، فراش، ہارچی، رکابدار، سنگ زن ہر شخص جو کسی مستقل خدمت پر یا مورثہ اپنے تقریر و حقوق کی تائید میں شد شاہی سے استغلا کرتا ہے اور کسی حال بادشاہ، بی بی شاہنشاہی کے شوق مورثہ یا مورثہ کے ۱۸۲۷ء سے معذور ہو تا ہے جس میں لکھا ہے کہ ”تمام امور انتھنی درگاہ شریف و عزل و نصب مردان انتھنی و ان خبر گیری ہر کون امور از جانب حضور وہ اندہ۔“

(۳) محلہ انتھنی کے معدیدوں میں سے ایک معدیدہ درگاہ دروہ بغور خاندانی متون درگاہ کے نام سے بھی مقرر کیا ہوا ہے اور اس معدیدہ کے تقریر کے متعلق واقف کے ایک فرمان میں یہ لکھا ہے۔ دروہ بغور خاندانی متون درگاہ کے لئے کہ از سر کار مقرر شدہ۔ ”خاندانی واقف کی اس تصریح کے علاوہ خود واقف اور اس کے جائیدادیں جاگیرداروں کے قبضے میں نہ رہیں۔ صرف درگاہ شریف کے محکمہ سے یا خادم اور کیا شاگرد پیشہ، فراش، ہارچی، رکابدار، سنگ زن ہر شخص جو کسی مستقل خدمت پر یا مورثہ اپنے تقریر و حقوق کی تائید میں شد شاہی سے استغلا کرتا ہے اور کسی حال بادشاہ، بی بی شاہنشاہی کے شوق مورثہ یا مورثہ کے ۱۸۲۷ء سے معذور ہو تا ہے جس میں لکھا ہے کہ ”تمام امور انتھنی درگاہ شریف و عزل و نصب مردان انتھنی و ان خبر گیری ہر کون امور از جانب حضور وہ اندہ۔“

(۴) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۵) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۶) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۷) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۸) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۹) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۰) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۱) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۲) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۳) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۴) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۵) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۶) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۷) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۸) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۱۹) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔ (۲۰) خاندانی حکومت میں خاندانی متون یا خاندانی متون میں سے بھی چند فراموش ہو گئے ہیں جن میں سے معذور ہو تا ہے۔

انگریزی عدالت دیونی میں ایک دعویٰ آیا تو وہ بھی مع خرچہ خارج ہوا۔ اور پھر زندگی بھر ”تکبر“ اس مقدمہ پر سال ہونا نصیب نہ ہوا۔ یہ بحر موجودہ متولی ”زید“ کا دلو تھا۔

(۵) مرہنوں کے عدوانگریزوں نے اپنے دور حکومت کے لولہی میں تمام مساجد میں ماضی کی تحقیقات سے یہ معلوم کیا کہ درگاہ پاک اور اس کے وقفہ مذکور کا جملہ تقاضا و نیاز عہدیدر موصوم متولی کا عزل و نصب یا تنصیف قوم و خاندان و مذہب ہمیشہ سے والی ملک کے اختیار میں رہا ہے چنانچہ باب میں سرکل تشکیل دہن سے دوسرے ضلع کا مشترکہ جس میں یہ درگاہ پاک واقع ہے پٹی تحقیقات نے خدمہ کا اصرار اپنے روبرو مندرجہ ۲۹ء ۱۸۳۸ء میں حسب ذیل الفاظ میں کیا۔ ”الذی ثبت ہائے قانون بیان دو بیٹے و خدمہ در کاؤ کہ عمر اور بیکاری پر غنہ خانی مرقدہ ۱۲ فروری ۱۸۳۸ء میں حال رسیدہ حازین کردید کہ ہمیشہ برائے ہندوستان امور درگاہ متولی از طرف والی ملک مقرر شدہ عزل و نصب متولی باختیار والی ملک ماندہ رہا۔ موری بریں عہدہ تنصیف کد ام قوم و مذہب و خاندان ہر نبود۔“ اس تحقیقات کی بنیاد پر درگاہ و اف مذکور اور کل وقت متعلقہ کے انتظام و جملہ امور کی سرانجامی میں وقف و وقف اور وقف کے جائزین مساجد میں قائم مقامین حیثیت سے حکومت انگریزی نے براہ راست زیر کال ریکولیشن نمبر ۱۹۰۱ء اپنے ہاتھ میں لی اور اس درگاہ پاک و اس کے وقف کا انتظام نیز عہدیدر موصوم متولی درگاہ کا عزل و نصب خدمہ درگاہ و اف ریونیو کے فرائض میں داخل ہوا۔ چنانچہ درگاہ و اف ریونیو نے درگاہ پاک کی انتظامی خدمات انجام دیں اور چند مختلف اشخاص کو اپنے حکم سے عہدہ تولیت پر بھی مقرر کیا۔ جن میں سے وہ شخص موصوم متولی ”زید“ سے جدا بھی تھے۔ ایک برہمن اور ایک ہندو۔ لیکن درگاہ و اف ریونیو نے بھی ان انگریزی حاکم نے بھی کبھی یہ عہدہ کسی قوم یا خاندان کے لئے مخصوص نہیں کیا۔

(۶) ۱۸۶۳ء میں حکومت انگریزی نے ایک نمبر ۱۸۶۳ء ۲۰۱۱ء پاس کر کے عہدہ اوقاف مذہبی سے خوب تحقیقاتی اختیار کی و درگاہ مذکورہ کے تقاضا و نیاز کے لئے پٹی جملہ مسلمانوں کی ایک کمیٹی قائم کر دی جس کو درگاہ و اف ریونیو کا قائم مقام قرار دیا اور کل اختیارات تقاضا و نیازت امور و فرائض و وقفہ فرائض اختیار عزل و نصب عہدیدر موصوم متولی جو درگاہ و اف ریونیو و حیثیت قائم مقام اوقاف و جائزین مساجد میں ماضی حاصل تھے اس کمیٹی کو تفویض کر دیئے۔ اس موقع پر ”زید“ کے باپ نے وائشی کی تھی کہ کمیٹی قائم نہ کی جائے بلکہ وقفہ درگاہ پاک کی تولیت اس کے خاندان میں ہمیشہ سے سے موروثی قرار دے کر یہ وقفہ اس کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن درگاہ و اف نے یہ منظور نہ کیا۔ بلکہ عہدہ تولیت غیر موروثی قرار دے کر کمیٹی مقرر کی۔ یہ مبنی درگاہ و اف نے نام سے موصوم اس وقت تک موجود ہے۔ و اس نے بھی متعدد افراد کو کار تولیت مذکور دیا۔ پریسٹیجیو یا باب متولی نے قب سے مقرر کیا ہے جن میں خاندان قوم خاندان مذہب کی بھی تنصیف نہیں کرتی تھی ہے۔ اسی ذیل میں دو مرتبہ کمیٹی نے موجودہ متولی ”زید“ کو بھی مجز یا باب متولی مقرر کیا تھا۔ لیکن پہلی مرتبہ کمیٹی کے مقابلہ میں ترمو و رشتہ بنیاد پر اور دوسری مرتبہ حیثیت برہمن۔ برہمن میں سزا پانے کے باعث زید کو اس عہدے سے معزول کر دیا۔ پھر بھی ۱۹۱۵ء میں ۱۹۰۹ء نمبر ۱۰۰۰ء کے متعلق نے تیسری مرتبہ ”زید“ کو عہدہ تولیت پر مامور کر کے ۱۹۱۱ء میں کارور متعلق درگاہ و اف پٹی و دیہاتین نے زید کے تقرر سے ۳۷ برس پس زید کے بھائی ”نہد“ کو بھی

میں ہوا۔ اس کے لئے اس عہد پر مامور تھیں وہ ہاٹل حیات ہوئے اس لئے ہر طرف کر دیئے گئے تھے۔ اور ان کی جگہ متحدہ ہندو لور سداہن اور تاج پٹنئی کا وقت پر کیے حد و سیر ہوئے۔

(۷) ایک (۲۰) ۱۸۶۳ء میں نے وقت درگاہ پاک کا موجودہ تمام قائم ہے۔ اس کی رو سے وقت درگاہ پاک کی قبض، پنڈت و متصرف درگاہ کھیتی نہ رہے۔ اور اس میں کا مقرر کردہ عہدیدار جو عرف میں متونی سے سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اس کھیتی کے تحت، زمین و شیروانی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا فرض یہ ہے کہ صحیح طور پر حساب کتاب مرتب رکھے۔ اور کھیتی مذکور کے درو و حسبات پیش کر کے چانچ کرتا رہے۔ نیز جملہ امور انتظامی سے متعلق جو احکام مندرجہ درگاہ کھیتی صادر ہوں ان کی پابندی و اجرا کرے اور بلا حکم و منظوری متونی نہ کرے۔ ۵۰ کا جر۔ نہ وقت کی وئی رقم نصف کرے۔ ایک نمبر ۱۸۶۳ء سے قبل کمال ریکولیشن نمبر ۱۹ من ۱۰ء سے۔ تحت سب کے انتظام درگاہ شریفہ رافہ رافہ کے یہ وقت اس وقت و نیز سداہن و شریفہ کے دور میں اتنی یہ عہدیدار مامور سرکار شریفہ ہوتا تھا۔ اور سرکاری کاغذات و عدالتی فیصلہ بات و ریکارڈ میں اس عہدیدار وہ لازم۔ کرنی لگتا ہے۔ نیز خدمات شریفہ سے محض پہلے تدریج میں یہ ہمیشہ ڈیزھ سو روپے مامور مانتا تھا۔ چوتھ عہد سے موقوفہ میں سے ایک گاؤں آمدنی اس عہدیدار کے شریفہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔

(۸) درگاہ پاک اور وقت مذکور کے انتظام کے لئے جو کھیتی اس وقت موجود ہے وہ چانچ ممبروں میں سے تین ممبر قوم مذکورہ درگاہ سے و ایک خاندان سجادہ نشین صاحب کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور شریفہ صاحب و صاحب و صاحبان ہادی کا صرف ایک نمبر اندہ اس میں کھیتی میں جلد پر سیدنا شریف ہوتا ہے۔ ہر ممبر نہ مدت ممبر کی تاریخیت ہے۔ و سب تمام کوئی ممبر نہ چائے اس کی جگہ دوسرا ممبر منتخب نہیں ہو سکتا۔ تاہم اور متعدد عدالتی فیصلے شریفہ ہیں کہ چونکہ اس کھیتی میں کثرت امت و بول ہے جن کے ذاتی مالی و خد وقت درگاہ پاک سے ورتے ہیں۔ و انہیں مختلف خدمات سے محض حقوق و شہرات اس وقت کی آمدنی سے ملتے ہیں اس لئے یہ وہ وقت درگاہ پاک پر پہنچاتی تھیں و زچہ یہ ہیں اس کے باعث وقت درگاہ پاک ان کے ہاتھوں ختم۔ چنانچہ وہ ہی وہ دیا گئی کا تحت مشق کسی ہوئی ہے۔ و تمام نظم و نسق درہم برہم ہے۔ عہد و قیوت پر بھی مشق بندہ مصیبت و درہم قوم و قریبہ راہ نے کی پاسداری کر کے ان لوگوں نے اکثر کاہل شخص کو مقرر کیا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی جو شخص (زید) اس عہدے پر ان کا مقرر کردہ موجود ہے وہ وہ ہے جو عہدے پر تقررت پتہ اسی درگاہ پاک کے مال میں خیانت کے جرم میں عدالت سے ایک مقدمہ میں سزا پا چکا تھا۔ اور دوسرے مقدمہ میں خود درگاہ کا اس نعمت شریفہ راہی عدالت میں سب اصول و دیانت داری سے عدالت سے سزا پا چکا تھا۔

(۹) یہ محسوس کرتے ہوئے کہ درگاہ پاک مذکور اور اس کے وقت کی بد نظمی تہی و رہادی کا باعث موجودہ درگاہ میں کی ناقص تھیں ہے۔ نیز اس بد نظمی و دور برائے کے لئے وئی دوسرے چارہ کار نہ دیکھ کر ان کی جانب توجہ نہیں دیا۔ و اس نصف امت سے و اس مذکور میں ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے اس کا ترجمہ

ہذا ہے۔ اس قانون کے ذریعہ موجودہ قانون میں وہ اہم تبدیلیاں پیدا کرنا مقصود ہیں۔ اول یہ کہ خد میاں مولوی صاحب نے جن کے ذاتی مال کا وہ وقف درگاہ سے درست ہیں درگاہ کمپنی کے ممبران میں ان ممبروں کی شریعت پر اور محفوظ رکھنے کے لیے جو بے لوث و آزاد ہوں اور وقف سے ان قسم کا ذاتی مال قطع نہ اٹھتے ہوں۔ دوم یہ کہ موجودہ تازہ بہ مدت ممبران کی مسوغ فکر کے مسلمانوں کو حق دیا جائے کہ ہر چنانچہ وہیں سے درگاہ کمپنی کے ممبران کا منتخب کیا کریں۔

(۱۰) یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ درگاہ کی موجودہ دفعہ دور کرنے کی یہ فیصلہ بھی صورت ہے کہ کہ مسودہ قانون مذکور پاس کر لیا جائے اور اس قانون پاس کرنے میں مسلمانوں کی رائے کو مدد منوثر ہو سکتی ہے۔ حکومت سے خط و کتابت کا جواب بھی یہ ہے کہ صراحہ وقف مسلمانوں کی رائے کا مدد پر منحصر ہے وہ چاہیں تو کونسل سے اپنی مرضی کے مطابق مناسبت مسودہ قانون پاس کرائیں حکومت اس قانون کا قطعاً رد نہیں کرتی۔ جن ممبران میں یہ قانون پاس کیا جائے گا وہ بھی رائے عامہ سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور ان میں بھی مسلمانوں کی منتخب کردہ مسلمان ممبران کی رائے کا اس باب میں منوثر ہونا متصور ہے۔

(۱۱) مندرجہ بالا واقعات و حالات کی موجودگی میں حسب ذیل سوالات کا جواب مطلوب ہے۔ ۱۔ تو جہوں (الف) وقف مندرجہ بالا شہر وقف خاص ہے یا وقف عام؟ (ب) اب جب کہ اسلامی سلطنت موجود نہیں ہے وقف مذکور کے تحفظ و غرض کی تکمیل و اصلاح غم و غم و غم کے باب میں شہر مسلمانوں کا یہ حق ہے فرض ہے (ج) ان حالات میں جب کہ تجزیہ اور عدالتی فیصلوں کی رو سے وقف درگاہ مذکور کی تہاں وہ بدنی موجودہ تنظیمی تحفظ کے سبب پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور مسلمانوں کو جس بد تنظیمی اور بد بلائی کی اصلاح پر جمی قدرت حاصل ہے۔ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی اس قدرت سے صلاح کے واحد منوثر ذریعہ و استعمال کریں۔ یعنی جس قانون ساز سے مسودہ قانون پیش کردہ راجہ حفیظ علی خان کو حسب ضرورت و وصولیہ خود مناسبت ترمیم و رد و بدل کے ساتھ پاس کر لیں؟ یا شہر اس باب میں جس قانون ساز مطلق و جس غیر مسلمان اپنی قدرت و صلاح و وقت مذکور پر استغناء نہیں کر سکتے ذریعہ اصلاح کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ ذریعہ اصلاح غیر مسلم حکومت سے ہندو بھی قرار پائے تو یہ غرض مذکور کے لیے یہ استدلال کا حجت ہے نہیں؟ اگر مسلمان وقف مذکور کی تہاں کے علم و اس کی اصلاح پر قدرت کے باوجود سکتے ہیں اور کوئی صدیقی اقدام نہ کریں یا اصلاح کی قدم میں مزاحمت ہوں تو شہر خان کا یہ فعل کیا قرار دیا جائے گا؟ (د) یہ درگاہ کی پیش کردہ راجہ حفیظ علی خان مندرجہ میں کوئی ایسی بات موجود ہے جس کے باعث یہ بل مدد اٹھنے کی مددین قرار دیا جاتا ہے؟ (ه) شریعت اسلامی میں متولی بہ تنہا کا تصور کیا ہے؟ وہ وقف درگاہ مذکور کے حالات پیش نظر رکھتے ہوئے اس وقف کے شہر کی متولی کا مصلحتی کون ہے؟ درگاہ کمپنی یا وہ عہدیدار جو مفاصلی کہتا ہے اور جس کو وقف نے اور وہ بلغہ رخ نہ بھی کھتا ہے۔ نیز شہر درگاہ کمپنی کے متعلقہ میں اس عہدیدار (زیادہ) یا نہایت ہے جو حرف میں نہ درگاہ یا کہ کامتوں کہتا ہے۔ (و) یہ عہدیدار (زیادہ) نہ حرف میں متولی کہتا ہے اس درگاہ پاک کا

موروثی مہدی لڑتے اور یہ مہد تویت کی خاندان کا موروثی عہدہ ہے؟ (ز)۔ شرعاً خدمتِ تولیت میں قعدہ اور مہدی تولیت ہے یا چند افراد؟ کیا کمپنی بھی متولی ہو سکتی ہے؟ (ح) اصلاحِ وقف درگاہِ پاک کے سلسلہ میں نژاد حلال و باہر کی وچاری پیش کر رکھتے ہوئے یہ مناسب ہے کہ شرعی حیثیت سے تولیتِ وقف مذکورہ دستور کمپنی ہی کے سپرد کرے اور صرف قانون کے ذریعہ موجودہ کمپنی کی تشکیل اور مدتِ مہدی میں مناسب تبدیلی و ترمیم پر اکتفا کرے یا بالکل جیسے مسودہ قانون پیش کردہ راجہ غنیمت علی میں کیا گیا ہے۔ یہ یہ مناسب ہے کہ حق کو ایک دم منسوخ اور مسلمانوں و انتخاب مہدی کمپنی مذکور کے ذریعہ قومی مداخلت سے تعصب و حق محروم کر کے ہمیشہ کے لئے اس وقف کا انتظام صرف ایک شخص متول کے سپرد کر کے مہدِ تولیت کی حور پر نسا اہل نفس اس شخص کے خاندان میں محصور کر دیا جائے اور اس تولیت کے لئے شخص میں ”زیر“ معین کیا جائے جو خود بھی خاندان و رخانہ نبوت ہو چکا ہے اور جس کے محض اجداد کو بھی غنیمت علی کے نام میں معزوں ہو چکے ہیں۔ (ط)۔ آپ درمیان میں درگاہِ اہل پیش کردہ راجہ غنیمت علی میں کیا یا ترمیم و اصلاح مناسب ہے۔ جس کے باعث یہ بل بہتر اور مناسب صورت اختیار کر سکے۔ المستفتی مرزا عبدالقدوس بیگ عفی عنہ

(جواب ۱۹۸) (۱) وقت خاص اور وقت عام شرعی اصطلاح میں نہیں ہیں۔ اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وقت کے ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور ابتدا میں کسی خاص فرد یا مخصوص خاندان کے لئے اس کے فوائد و منافع محصور بھی کر دیے جائیں تب ہم ضروری ہے کہ آخر میں وہ جہت غیر متعلقہ کے واسطے وقت قرار دیا جائے اور عام فہم و مسامحہ کے ساتھ اس کے ساتھ یہ کہ گناہ ہر وقت کے لئے مآل عام ہو گا لازم ہے۔ و یجعل آخرہ لحیۃ قرۃ لا تقطع (تویر الا بصار) ۱۰ والصحیح ان التائید شرط اتفاقا لکن ذکرہ لیس بشرط عدد امی یوسف و عدد محمد لا بدان یص علیہ (رد المحتار) لیکن چونکہ قانونی طور پر موقوف مایہ کے مخصوص ہونا یا غیر معین ہونا نہایت سے وقت خاص اور وقت عام میں اصطلاح میں مشہور ہوئی ہیں تو اس جہت سے بھی اگر حسب بیان مسائل واقف نے وقت عام میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "صرف عرس و غم و روشنائی و فروش و گل و ارباب مسجد و خانقہ و خفاۃ و صابر و دار و ساز و جوہ خیرات و میرات" تو اس وقت سے وقت عام اور غیر منقطع جہت کے لئے ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

عاقبة مجزة (٢) ردالمحتار. كتاب الوقف. مطلب في الكلام على اشتراط النابذ ٤ ٣٤٩ ط سعيد

(۲) توقف کی فکر، اپنی اور حفاظت اور ان کو جانوں کی دستبرد سے بچانا اور مستحقین کو ملنے والی حقوق پہنچانا بہ شیعہ فقہاء اسلام کا کام تھا۔ اب اسلامی سلطنت قائم موجود نہ ہونے کی وجہ سے فقہاء اسلام بھی موجود نہیں اور ان حالت میں مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ خود یا حکومت موجودہ کی معاونت سے توقف کی حفاظت کریں۔

(١) تنوير الابصار، مكتب الوقف، مطب في الكلام على اشراط النابيد، ٤ / ٣٤٨ ط. مسجد.

کرنا وہ عمر تک فتنہ و فساد اسلام اور حکومت اسلامیہ کی غیر موجودگی میں مسلمانوں کے ہاتھ میں آتے ہیں۔ یقیمہا (الجمعة) امیر اللد ثم الشرطی ثم القاضي ثم من ولاه القاضي القضاة و نصب العامة الخطیب غیر معتبر (درمختار)۔ فلو الولاية كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة وبصير الناصی قاضیا بتراضی المسلمین و يجب علیهم ان يلتزموا والیا مسلما (رد المحتار ۲۶)

(۳) اگر وقف کی آمدنی کے متعلق اس امر کا تعلق غالباً یقین ہو کہ وہ غیر مصرف میں خرچ کی جاتی ہے یا اس میں خیانت اور تعصب ہو رہا ہے یا انتہائی کی وجہ سے وقف تباہ و برباد ہو رہا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ وقف کو غیر مصرف میں خرچ ہونے اور خیانت تعصب اور تباہ و برباد ہونے سے بچانے کے لئے جو پیشہ کرتے ہیں کریں۔ اگر اصلاح کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہے یا موثر نہ ہو تو مسلمان جس قانون ساز میں ایسا مسودہ قانون پیش کر کے پاس کرا سکتے ہیں جو وقف کی محافظت اور اغراض وقف اور شرائط وقف کی رعایت و تہمت و ضمانت ہو۔ جس کا مفاد صرف یہ ہو کہ وقف کے شرعی قانون کی تنفیذ کی قوت موجودہ و درغیبت سے حاصل کر لی جائے۔ ثمرائے مسودہ قانون میں مفصل ذیل موریہ پندہ کی ذمہ داری ہے۔

(الف) بل کی کوئی دفعہ لوقاف کے شرعی قانون سے متصادم نہ ہو۔ (ب) اس کی کوئی دفعہ غرض واقف اور شرائط واقف کے خلاف نہ ہو۔ (ج) وہ بل واقف اور موقوف علیہ اور دیگر متعلقہ اشخاص کے حقوق پر مداخلت نہ کرے۔ (د) وہ بل حکومت کا اقتدار اور تمامہ وقف پر قائم نہ کرے۔ (ه) قانون کے ذریعہ سے حکومت کو کسی تصرف کا حق حاصل نہ ہو تا ہو۔ جو واقف کی شرائط غرض یا تہمت یا تعامل قدیمہ کے خلاف ہو۔

(۴) کسی بل پر مداخلت فی الدین کا لزوم ہی وقت قائم کیا جاسکتا ہے جب کہ اس کی افہام میں سے کوئی دفعہ لوقاف کے شرعی قانون کے خلاف ہو۔ لیکن اگر اس کا مقصد لوقاف کے لئے غیر شرعی قانون وضع کرنا ہو بلکہ شرعی قانون متعلقہ لوقاف کی تنفیذ کی قوت حاصل کرنا ہو تو اس کو مداخلت فی الدین قرار دینا صحیح نہیں۔ راجع غرض شرعی خاں کا مجوز بل یا خود یہ کہ بہت سی جزوی ترمیمات کا محتاج ہے اور اس میں سے وہ حصہ جو حکومت کے لئے ایک طرح کا قدر اور تسہیلت سمجھا جاتا ہے حذف کر دینا واجب ہے۔ تاہم اس اصول پر کہ وہ شرعی قانون وقف کی محافظت کا اثر نہ نہیں کرتا اور اس کو صرف تحصیل قوت تنفیذ یہ تک محدود رکھا جاسکتا ہے اور معزز محرک ایک ترمیمات کو قبول کرنے پر آمادہ ہیں مداخلت فی الدین کے الزام کے تحت نہیں آتے۔

(۵) ان حالات و واقعات کی صحت کی بنا پر جو سوال میں ذکر کئے گئے ہیں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عمدہ توثیق تو قدیم و مروثی ہے اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ فقہاء لوقاف کے لئے ایک متون رہا ہے و درین چاہئے۔ خواہ اس متون کا ہاں یا دارو نہ یا غرض نہ یا نتیجہ یا اور کسی نقطہ سے موسوم یا منتخب کیا جائے اس شخص و شرائط وقف کے تحت وقف کی آمدنی کو صحیح طور پر جائز مصرف میں خرچ کرنے کا حق ہو گا۔ اور اس کے عزل

(۱) رد المحتار۔ کتاب الفلاحة، بعد مطلب فی حوزة لخطب ۲۰ ۱۴۳ طبع معیہ

(۲) رد المحتار، کتاب الفلاحة، بعد مطلب فی جواز استئانة الخطیب ۲/ ۱۴۴ طبع معیہ

نہ پکا اختیار وقت و حق و اس کے بعد اس کے مسکن یا نشتیوں و اور مسکن یا نشتیوں نہ رہنے کی صورت میں وہ مسکنین و یا ان کی مقرر کردہ جگہ میں رہے۔

(۶) درود و مندرجہ سوال سے ظاہر ہے کہ عہد و قیامت کسی فرد یا خاندان کے ساتھ مخصوص اور موروثی نہیں رہا ہے اور جب کہ شہابان اسلام کے زمانہ میں مختلف خاندانوں کے افراد ہی عہدہ پر مقرر ہوئے۔ معزوں بہتے ہیں تو اب اس عہدہ کی خاندان کے موروثی سمجھنا یہ عقول دوریہ ہے۔ یہ غیر مشروع ہے۔ قیامت کا عہدہ صرف واقف کے خاندان کے لئے جس کے لئے واقف نے شرط کر دی ہے وہ موروثی ہوتا ہے اور یہی شرط و باصلاح والدینیت ہے۔ اگر واقف کے خاندان کا کوئی متوفی بلکہ خود واقف بھی اس خاندان سے شرط یہ ہو متوفی بھی خاندان نہ ہو تو وقت کا اس کے ہاتھ سے کمال لینا اور سے قیامت سے معزوں پر ان کی غیر کو جو اصل و مقررین ہو متوفی مقرر کردہ و ذاب ہوتا ہے۔

(۷) متوفی کا فرد، حد بہت بڑا نہیں۔ فقیرات قیامت متعہ افراد کے سپرد ہوتے ہیں۔ (۸) شریعت میں نہ ناپ فرد واحد کی جگہ کمیٹی کا انتظام اصل و ملوک وقت ہوتا ہے۔ لیکن اس موقع پر وقت میں تعامل قدیم سے عہد و متوفی کا عہدہ رہنا ثابت ہے اس لئے کمیٹی کی تشکیل ہلورنگرائی اور مرابطہ وقت سے ہو اور متوفی درگاہ کمیٹی کی ترقی میں کام لے گا۔ یہ صورت اصل و وقت و ذاب ہے۔

(۹) راجہ غنیمت علی خاں کا پیش کردہ بل ترمیم و اصلاح کا محتاج ہے جس کے لئے جمعیت محمد بن عبد اللہ سب کمیٹی بنا دی ہے جو غنیمت علی خاں پر تفصیلی بحث و تنقید کر کے ترمیم و اصلاح کر دے گی اور راجہ صاحب اور دیگر ممبران و نسل ایک سلیب کی خدمت میں منجھدی۔ محمد غایت اللہ کان پور، ۱۳۰۳ھ

۱۳۰۳ھ

(۱) مسجد کی آمدنی پریٹنک سے سود لینے کا حکم

(۲) کیا اوقاف مساجد کھتم کرانا جائز ہے؟

(المکرمۃ موریہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال (۱) جامع مسجد مصطفیٰ کی آمدنی تک میں رنجی ہوتی ہے۔ اس کا سود یا جہے یا نہیں؟ (۲) اوقاف مساجد کے حساب چیک کرنے والے جو نہ کار کی طرف سے تاخیر مقرر ہیں ان کی طرف سے متولین مسجد پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ نہ کر اور نہ اس کے نقصان کا روپیہ تم کو دین پڑے گا۔

(جواب (۱) مسجد کی رقم جو جہوں میں جمع ہے اس کا سود تک سے لے لیتا چاہئے اور اس رقم کو فقراء و

(۱) ابو سمرطہ لوفیف کو بنی سولی میں ولادہ و ولادہ لوفکان حنا بنی احسی جہاں لم یوجد شہد لعل لامہ ذاک۔ لوفیف بنفسہ یعزل مالجبہ عبیرہ الاولیٰ اردالمحار، کتاب الوقف، مطلب لایجعل المظلم من غیر لعل الوقف ۴۲۵ ط. سعید

(۲) الوقف ارجسی علی قوم و جعل ولا یذکر کل ارض علی رجل ثم اوصی بعد ذلك الی وید فلربما ان بنوی مع المرحس (ردالمحار، کتاب الوقف، مطلب نصف متولیا ثم آخر اشترک، ج: ۴ ص ۲۳، سعید)

مسائیں کو دے دینا چاہئے۔ (۲) مسجد کے متولی یا ٹرسٹی پر لازم نہیں کہ وہ خود نقصان برداشت کرے۔ نہ کرانا جائز ہے لیکن اگر سرکاری طرف سے متولیان کو ذمہ کرائے پر مجبور کیا جائے تو وہ مجبوری میں کرا سکتے ہیں۔ ان کو نقصان کا ذمہ دار ٹھہرانا بھی مجبور کرنے میں داخل ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کا امداد۔

کسی نمازی کو مسجد کے انتظام میں بلا اجازت دخل اندازی کا حق نہیں ہے
(المجموعہ مورخہ ۱۰ سنی ۱۹۲۷ء)

(سوال) خاندان دوسرے محمد کا رہنے والا اپنے آب و اجداد سے ہے جمال ہمیشہ سے مسجد بھی ہے۔ اب خاندان دوسرے محمد میں آکر سلاور یہاں بھی مسجد ہے اور اس مسجد ورائے کے متعلق کسی کام میں خاندان دوسرے کو اس کے باپ دادا کے مطلقاً دخل نہیں ہے۔ اس بنا پر خاندان دوسرے مسجد میں نماز و عبادت کے۔ وہ تمام و اہتمام مسجد وغیرہ امور میں جو دخل دینے کا حق ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۰) اب کہ خاندان محلہ میں آباد ہو گیا تو محلہ دوسرے افراد اہل محلہ کے اس کو بھی اسی قدر حق ہو گیا جس قدر کہ اس محلہ کے کسی دوسرے شخص کو ہے اور جس چیز کو کہ متولی (۲) یا اکثر جماعت پسند کرے اس کی پابندی خاندان کو بھی کرنی ہوگی۔ کیونکہ ہر شخص کی ضد تو پوری ہو نہیں سکتی۔ اجماع اکثریت کی رائے کا اقتدار ہو گا۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

کیا متولی مسجد خادم و امام کو مسجد کی آمدنی سے قرضہ دے سکتا ہے؟
(المجموعہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) خدام مسجد مشامون و امام لا وقت ضرورت متولیان مسجد، مسجد کے وقفہ مال سے قرض نہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۲۰۱) متولی مسجد کو اختیار ہے کہ وہ مسجد کے خداموں کو ان کی ضرورت رفع کرنے کے لئے مسجد کے خزانہ سے روپیہ قرض دے دے لیکن یہ شرط ہے کہ قرض کی وصولیاتی کی طرف سے اطمینان ہو۔ واضح ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۵) محمد کفایت اللہ کا امداد،

مسجد کی آمدنی کے چوری ہو جانے کا ضمان محافظ کی غفلت کی وجہ سے اس پر آئے گا

(سوال) حفاظت خاں کو وٹوں نے ہانت دار سمجھ کر چھ رقم مسجد انجیر تر کے خرچ کے لئے جمع کیا۔ انہوں نے اس کو اپنے گھر میں نہیں رکھا بلکہ خارج مسجد میں ایک کمرہ وضو کرنے کیلئے بنا ہے اس میں ایک الماری بنی ہے

(۱) مذکورہ مسئلے کی تفصیل مذکور ہے دیکھئے، مسجد کی رقم بورڈنگ سے سویرن ص ۱۰۷۔ ۱۰۸ قال اللہ تعالیٰ ناعوا علی البر والحق ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورة المائدة، الحرة السادس، رقم الآیہ ۲)

(۲) فمن اضطر غیر باع ولا عا د فلا اثم علیہ ان الله غفور رحیم (سورة البقرة، رقم الآیہ ۱۷۳)

(۳) وقف له معلول ومشترک لا يكون للمصرف ان يتصرف فی مال الوقف لان ذلك معوض الى المتولی (العناية، کتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا، ۳/ ۲۹۷ ط. ماجدہ)

(۴) وان احتار بعضهم الا لرا واحدا بعضهم غیره فالتعبرة لئلا اکثر (الفتاویٰ العالمگیریة) کتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثاني، ص ۸۴ ج ۱ ط. ماجدہ)

(۵) کسب للمعولی اقرض من غلبه الوقف لو احرر ۵۱ للمعولی اقرض مال المسجد باسم القاضی (رد المحتار کتاب القضا، مطلب للقاضی اقرض مال الیهم وغیرہ ج ۵، ۴۱۷ ط. سعید)

جس میں روشنی کا سامان مانند شمعیں و تیل کڑوا دہنی بنانے کے لئے روئی وغیرہ رکھی جاتی ہے۔ اسی انداز میں وہ رقم رکھ کر تاکہ اگر اس کی کبھی کو مسجد کے دروازہ پر اندر کی جانب ایک طاق ہے جس پر تعمیر کرنے کے لئے مٹی کا ایک گولہ رکھا تھا اس کے نیچے رکھ دی۔ کسی نے تاکہ کھول کر رقم مذکور کو نکال لیا۔ ایسی صورت میں سخت خلاف پریشان آئے گا یا نہیں؟ المستعفی مولوی عبدالغنی خان جیلن پور ضلع فیض آباد (جواب ۲۰۲) اس نے مسجد کی رقم اپنی تنہا اور اپنی غفلت میں نہیں رکھی۔ بندگانِ مومن سے نہ واجب ہے۔ (۱) حمد کفایت اللہ کان اللہ،

کیا وقف کے دو متولیوں میں سے ایک دوسرے کو معزول کر سکتا ہے؟ (سوال) ہندہ نے اپنا مکان جو اس کو ورثہ میں ملا تھا تعمیر مسجد کے لئے وقف کیا۔ یہ تقسیم کے وقت ہندہ حصہ میں مکان مذکور پر انھیں آتا تھا۔ لیکن بقیہ ورثا کو معصوم بہ کہ ہندہ اس مکان میں مسجد بنانے کی قوانینوں نے تمام مکان ہندہ ہی کو دیا۔ ہندہ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو زید جو اس کی برادری کا ایک شخص ہے اس وقت کا منتظم کر دیا۔ اور تقریباً نصف مسجد زید کے اہتمام و نگرانی سے ہندہ کا روپیہ تعمیر مسجد میں خرچ ہوا۔ اس کے بعد ہندہ کے پاس روپیہ نہیں رہا۔ تو اس نے زید سے کہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے اب ہمیں اختیار دینی ہوں چاہے جس طرح تعمیر کرو۔ بقیہ تمام کام زید نے اپنی معقول رقم سے پورے کیے۔ جب ہندہ نے زید کو اس قدر مستعد اور اٹل دیکھا تو اس نے زید سے کہا کہ میرے بچے کے ساتھ مل کر تویت کے فرائض بھی ہمیں انجام دینے پڑیں گے۔ زید مسجد کے تمام کام کو باحسن و جود انجام دینے لگا۔ بلکہ جب زید نے یہ دیکھا کہ ہندہ نے بھوکا مسجد کا مستقبل متولی کر دیا ہے تو اس نے ایک مکان، اسی اس مسجد کے لئے وقف کر دیا جس کی آمدنی مسجد میں خرچ کرتا ہے۔ زید ہندہ کے سامنے برابر تویت کے فرائض انجام دیتا رہا ہے۔ ہندہ کے انتقال کے بعد بھی پانچ سال سے ہندہ نے نہ خدمت موقوفہ انجام دی۔ رہا ہے۔ زید باوجود متولی ہونے کے اس قدر احتیاط سے کام کرتا ہے کہ ہندہ کا کام میں نہ آئے۔ ہندہ بچے سے مشورہ کرتا ہے اور ان کے مشورے سے ہر ایک کام انجام دیتا ہے۔ اب چند روز سے موسم مختلف پڑا۔ خیر اثر و نفع ہو گیا جس کی وجہ سے ہندہ کا بچہ اپنی تویت کا دعویٰ کرتا ہے اور زید کو تعمیت سے ملنے دینا چاہتا ہے۔

(جواب ۲۰۳) حق تویت مسجد اصل ملتی اور وقف و ہوتا ہے۔ اگر وہ یہ حق اپنے لئے محفوظ رکھے تو اس سے کوئی مزاحمت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ اپنی زندگی میں یا بعد الموت کسی شخص کیلئے اس حق کو فروغ دے تو وہ متولی ہو جاتا ہے۔ اور ہائی کے مقرر سے بے متولی ہو کوئی شخص بدون ثبوت خیانت موقوف نہیں کر سکتا۔ صورت مسئولہ میں اگر زید نے تعمیر مسجد میں رعیت منتظم تعمیر کے اپنی بھی ایک معقول رقم خرچ کی ہے تو وقفہ میں وہ بھی مکن و جہ شریک ہے۔ اور پھر جب کہ ہندہ نے اس کو تویت کے اختیارات تفویض کر دیے تو وہ ہندہ کی جانب

(۱) سلم المودع الذرائعی فی ست مہا لودیعہ الی آخر لحفظہا ان کات الوداع فی بیت معلق حصص لا یسکن فحہ غیر مشفقہ لا یسکن ولا یسکن (عالمگیریہ، کتاب الودیعہ، الباب الرابع، ۳۴۳، ۴ ط ماحدہ)

سے متولی ہو گیا۔ مگر چونکہ بندہ نے اپنے بچے کو بھی تفویض اختیارات میں شریک کیا ہے اس لئے دونوں شخص سے حقوق تویت میں شریک رہیں گے اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو معزول نہیں کر سکتا۔

فلوما مو نا لم تصح تولیتہ غیرہ اشباہ (درمختار) (۱) لا يجوز للقاضي عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانة ولو عزله يصير الثاني متوليا ويصح عزل الناظر بلا خيانة لو منصوب القاضي اى لا الواقف (ردالمحتار) ۲، ففي الواقف يشارك وفي القاضي يختص الثاني الخ (ردالمحتار) (۳)

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صحیح۔ احمد علی غنی عنہ مدرس فقہاری دہلی۔ محمد اہم غنی عنہ مدرس فقہاری۔ بندہ احمد سعید
واعظ دہلوی۔ محمد الحق غنی عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی۔ محمد شفیع غنی عنہ مدرس عبدالرب دہلی۔ محمد میاں غنی
عنہ مدرس حسین بخش دہلی۔ نور الحسن غنی عنہ مدرس حسین بخش۔ محمد عبداللہ غنی عنہ مدرسہ حسینیہ دہلی۔

چھٹا باب جواز وصحت وقف

وقف کی آمدنی کو اپنے خرچے میں لانا

(سوال) اگر کوئی شخص وقف میں یہ شرط ٹھہرائے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کچھ
سب یا آدھی تمائی اپنے خرچ میں لایا کروں گا۔ تو یہ شرط درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۴) اس قسم کی شرط جائز ہے اور واقف جب تک زندہ ہے خود صرف کرے گا اس کے بعد جو
موقوف مال یہ ہو اس پر صرف کیا جائے گا۔ ولو قال وقف علی نفسی ثم من بعدی علی فلان ثم للفقراء
جاز عبد ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی الحاوی۔ (حندیہ) (۱)

(۱) کیا مسجد کا بصورت مسجد ہو نا اور اس میں لوگوں کا نماز ادا کرنا وقف کے لئے کافی ہے؟

(۲) قبرستان کے وقف ہونے کے لئے صرف مردوں کا دفن ہونا کافی ہے

(۳) عوض لے کر مردہ دفن کی ہوئی زمین کھودنے کا حکم

(۴) قبرستان کی پرانی مسار زمین پر اپنی ملک کا دعویٰ کرنا

(سوال) مسجد کا بصورت مسجد ہو نا اور وہ بھی ایسے مقام پر جہاں عام لوگ نماز ادا کرتے ہوں یا کرتے رہے ہوں
اس کے وقف ہونے کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ یا کسی اور تحریر کی ضرورت ہے۔ اگر وقف ہونے کے لئے صرف

(۱) (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثانی، ۲۰، ۳۷۹ ط ماحدینہ)

صورت مسجد کافی نہیں ہے تو ایسی مساجد کو کہ جو پرانی ہیں اور ان کے بانی بھی مدتناہت ہو ان میں فوت ہو چکے ہیں اور اب نہ کوئی بانیان کا قائم مقام موجود ہے نہ کوئی اور تحریر وقف موجود ہے تو اس کو وقف نہ کہ جائیداد کا یا معمولہ؟ مسجد کی طرح قبرستان کا بھی قبرستان ہونا اس کے وقف ہونے کے لئے کافی ہے؟ اگر نہیں تو مقدار و اسیلے مرام مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ عطاء الدین صابر کبیری و حضرت خواجہ قطب الدین تنہا کا کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جن کے جواریہ رحمت میں صد ہائوں کا خدا دور کے مدفن ہیں وقف سمجھے جائیں یا نہیں؟ اگر وقف سمجھے جائیں تو وقف کی کیا میں ہے؟ کوئی ملک جس نے بزرگ اس وقف میں مدفن ہو وہ موجود نہیں نہ کوئی تحریر ہے۔

(۳) ایک شخص اپنی مملوک اراضی میں معاوضہ یا معاوضہ غیر مردوں کو دفن کرتا ہے لہذا یہ زمین اس مملوک سمجھی جائے گی۔ اصل ملک کی یا وارثان میت کی؟ پھر اس زمین کو وارثان میت یا اصل ملک قبروں کے مسمار ہو جانے کے بعد بیع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ایک قبرستان جس نے آٹھ حصہ میں بٹریں ہیں پھر جزوی حصہ خالی ہے جس میں قبریں بہ سبب پرانی ہونے کے مسمار ہو چکی ہیں اور اس میں عام مسکین کے مردے دفن ہیں، ایک شخص اپنی مملوک بتا رہا ہے وہ وہی دیل سوائے دعاوائے زبانی اس کے پاس موجود نہیں جس سے مملوک ہونا معلوم ہو۔ ہذا ایسی صورت میں اس حصہ قبرستان کو مدعی کا مملوک سمجھا جائے گا یا موقوفہ؟ صورت اعلیٰ اس کو موقوفہ بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر ابو جروہ۔

(جواب) ۲۰۵ مسجد کا صورت مسجد ہونا اور اس میں باروک ٹوک نماز ہونا اس کے وقف ہونے کے لئے کافی ہے۔ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔ اور جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے پھر وہ کسی کی ملک میں نہیں آتی۔ وہ خدا کو ملے تعالیٰ کی ملک ہے۔ (۲)

مسجد کی طرح قبرستان میں بھی عام اموات کا باروک ٹوک دفن ہونا اس کے وقف ہونے کے لئے کافی ہے۔ پس کسی خاص قبرستان کے لئے جس میں عام اموات کو دفن ہونے سے روکا جاتا ہو تا وقت یہ کہ یہ بات ثبوت کو نہ پہنچی جائے کہ یہ وقف ہے وقف نہیں کہا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ کسی کی میت ان زمینوں میں نہ ہو۔ مکان زمین نے معاوضہ یا معاوضہ غیر اموات کو دفن کرنے کی اجازت دے دی ہو۔ (۴)

اگر کوئی شخص اپنی مملوک زمین میں معاوضہ لے کر اموات کو دفن کرتا ہے تو اگر وہ صرف دفن کرنے کا معاوضہ لیتا ہے تو اس کو اس قسم کا کوئی معاوضہ لینا جائز نہیں۔ (۵) لیکن اگر وہ قبر کے برابر زمین کو فروخت کر دیتا ہے اور اور جائے میت کو اس کا مالک بنا دیتا ہے تو اس کے مالک وراثت میں ہیں۔ مالک زمین کو اب اس میں تصرف کا حق نہیں۔

(۳، ۴) الوقوف التي تقدم امرها ومات ورثها ومات الشهود الذين يشهدون عليها نحن موقوفة فمن الت في ذلك حقا ففني له به (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب السادس، الفصل الثاني ۲ ۳۹ ط ماحدیدیہ)

(۲) إذا عرق المسجد واستوى أهله هو مسجد أبدا وهو لا يصح لوصار أحد المسجدين فلهذا و تأنی علی الخراب والعزیز علی قولی یوسف رحمۃ اللہ علیہ لا یعود الی ملک مملک أبدا کذا فی المصنوعات (عالمگیریہ کتاب الوقف الباب الحادی عشر، الفصل الاول، ۲/ ۵۵۸)

(۳) لا یجوز الا سطر علی الطاعات (عالمگیریہ، کتاب الاحازہ، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴ ۵۵۸ ط ماحدیدیہ)

اس شخص کا صورت مسئول میں بعض حصہ قبرستان پر دعویٰ کرنا کہ یہ میری ملکیت ہے بغیر ثبوت بے سود ہے۔ صرف اس دعوے سے کہ یہ زمین میری ملکیت ہے کسی کی ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی ہاوت یہ کہ وہ اپنے دعوے پر حجت پیش نہ کرے۔ واللہ اعلم (۱)

عنایت تویلت، لوروراشت اور اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوتی رہے کہنے سے زمین وقف ہو گئی۔

(سوال) منشی حسین خان کے ہم سات مواضع جاگیر میں تھے۔ انہوں نے اپنی جائیداد مملوکہ جس میں سرائے باغ و تالاب و مسجد و چند مکانات تھے مہیات خود ۱۲۹۸ء میں وقف کر دیئے اور ان سات مواضع کو وقف ضمیمہ کیا۔ بعد انتقال منشی حسین خان ۱۳۰۸ھ میں نواب شاہ جہاں دہلوی صاحبہ خند مکان نے تجملہ ان سات مواضع کا جائیداد کے چھ موضع ضبط فرمائے اور ایک موضع (یر کھیزی) کو ضبطی سے مستثنیٰ رکھ کر نجیب خاں صاحبہ اور حسین خاں صاحبہ کی پردی میں بدین الفاظ دے دیا۔ ("لہذا اے ۱۲۹۸ء سے عنایت تویلت نہ توریث نامہ نجیب خاں مستتم میگزین برادر حسین خاں جائیداد مر حوم واسطے افادہ اعانت جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ وقفیہ مندرجہ نقل وصیت نامہ منشی حسین خاں صاحبہ مر حوم مشمولہ مثل مرحمت کیا گیا۔ چاہئے کہ موضع مذکور قبضہ خانہ کور میں چھوڑیں اور طریقہ اس کا یہ ہو کہ رہائے دہلیہ کو حسن سلوک اپنے سے راضی و خوش رکھ کر وجہ حاصل اس ہی و صرف اعانت جائیداد وقفیہ مسجد و تالاب و سرائے وغیرہ میں، کہ ہمیشہ اطاعت و خیر خواہی و فرہار داری سرکار میں ساعی و مجتہد رہیں") اور آخر بند بذیل تفصیل افادہ اقرار نامہ مد قلم بچم میں یہ عبارت تحریر ہے۔ "قلم بچم یہ کہ محاصل دہلیہ کو اعانت جائیداد وقفیہ مسجد سرائے باغ و تالاب و مکانات و خیرات وغیرہ میں صرف کرتے رہیں کسی طرح کا عذر نہ کریں اور سوائے جائیداد مذکور کے اور کسی کام میں اس کو تلف نہ ہونے دیں فقط۔" عدئے دین سے سوال ہے کہ آیا یہ موضع یر کھیزی مجاہد نواب شاہ جہاں دہلوی صاحبہ خند مکان منقضائے الفاظ و عبارت مذکورہ شرعاً وقف ہو گیا یا نہیں؟ منتظم الوقف ریاست بھوپال کا خیال ہے کہ یہ موضع یر کھیزی منقضائے الفاظ مذکورہ مندرجہ مندرجہ غاصبہ ریسہ وقف ہو گیا۔ جو ذیل۔

- (۱) سرکار خند مکان سے الفاظ (عنایت تویلت نہ توریث) کوال ہیں کہ ہم نے یہ موضع نجیب خاں کے قبضہ میں اس حیثیت سے نہیں چھوڑا ہے کہ حسین خاں کی میراث نجیب خاں برادر کو منتقل کر دی ہے بلکہ ہم نے موضع مذکور کو بیاوقف کر کے نجیب خاں کو متولی قرار دے کر اس کے قبضہ میں چھوڑ دیا ہے۔
- (۲) سرکار خند مکان نے اس موضع کو برائے اعانت جائیداد موقوفہ مسجد وغیرہ دے کر نجیب خاں کی تویلت میں

(۴) الا وقف التي تقدم امرها و مات شهودها فما كان لها رسوم في دواوين القضاة وهي في ايديهم احرمت على رسومها الموحدة في دواوينهم استحصا ما ادنا راع احبها فيها، وما لم يكن لها رسوم في دواوين القضاة القياس فيها عبد الناصر ان من ثبت حكمه له (رد المحتار، كتاب الوقف مطلب، في الوقف اذا لقطع ثبوته ۳۹۶/۱ ط سعد) لا ثبت اليه في العار لا مالية (الا شهاب والطنطا كتاب القضاء والشهادات والدعاوى القاعدة التاسع واللباتين ص ۲۰۹، ط. ادارة القرآن)

فرمایا ہے۔ مائٹیری میں مرقم ہے۔ ولو قال جعلت حجرتی هذه لدهن سراج المسجد ولم يرد على ذلك قال الفقيه ابو جعفر تصير الحجرة وقفا على المسجد اذا سلمها الى المتولى وعلیه الفتویٰ کذا فی فتویٰ قاضی حان جلد ثانی ص ۱۱۶ ص ۱۲۔ یہ عبارت (۱) مائٹیری میں ہے کہ موضع مذکور منجیب سرکار غلہ مکان وقف ہو گیا۔ (۳) ۳۰۸ھ سے برابر موضع مذکور نجیب خان کی تویت میں رہا۔ بعد انتقال نجیب خان ان کے برادر زادہ عظیم اللہ خان فرزند حسین خان مرحوم کے قبضہ میں بطور تویت رہا۔ پھر سن ۱۹۱۵ء مطابق ۱۳۳۳ھ میں نواب سلطان جہاں نغم صاحب رئیس وقت نے کل جائداد موقوفہ حسین مرحوم مع اس موضع سے عظیم اللہ خان کے قبضہ و تویت سے اکال کر محکمہ لوقف قائم فرما کر محکمہ لوقف کے انتظام میں تمام جائیداد موقوفہ مع اس موضع کے فرمائی۔ ۱۹۲۶ء تک برابر یہ موضع موقوفہ حیثیت سے بانتظام محکمہ لوقف رہا۔ اب صرف ایک عالم کے فتویٰ کی بنا پر حکم مشیر المہام صاحب قس موضع ضبط کر لیا گیا۔ چھتیس سال کا عمل درآمد موقوفہ صریح نہیں اس کی ہے کہ سرکار غلہ مکان نے اپنی حیات تک اور بعد ان کے نواب سلطان جہاں نغم صاحب کے اپنے زمانہ ریاست میں ہمیشہ موضع کو موقوفہ ہی قرار فرمایا ہے۔ (۲) جب کہ سرکار غلہ مکان نے اس موضع کو برائے اعانت جائیداد وقفیہ مسجد و تالاب مکان وغیرہ فرمایا ہے۔ حتیٰ آمدنی واضع مصارف مسجد و مرمت شکست درگاہ جائیداد وقفیہ میں صرف ہوتی رہے دوسرے کام میں صرف نہ کی جائے تو یہ موضع بھی مثل جائیداد وقفیہ کے ہمیشہ کیے نور اس کی مرمت و مصارف کے لئے منجانب سرکار غلہ مکان مقرر و معین ہو گیا تو بالکل مثل جائیداد وقفیہ یہ موضع بھی موقوفہ ہوا۔

استثناء بذاتہ نہیں کر کے ہمارے دین سے سوال ہے کہ موضع پیر کھیزی مذکور موقوفہ ہے یا مال اور ضبطی اس کی خدو احکام شریعت ہوئی یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین خان منتظم لوقف اہل اسلام ریاست بھوپال؟ (جواب ۲۰۶) واقعہ مذکور ہوا۔ میں قابل غور یہ امر ہے کہ سرکار غلہ مکان کی عبارت میں لفظ وقف صریح نہیں ہے لیکن وقف کا مفہوم صراحتاً مذکور ہے۔ وہ یہ کہ موضع مذکور کے محاصل ایک موقوفہ مسجد کی اعانت و حفاظت میں صرف ہوں اور نجیب خان کا قبضہ قبضہ تویت ہو گا نہ قبضہ ملک۔ اس محل پر محاصل صرف اہل ضروری قرار دیا اس میں تاکید موجود ہے۔ پس جب کہ وقف کا مفاد اور اس کے آثار سب موجود ہیں اور شرائط اہل ذمہ (تایید علی رائی اہل یوسف و محمد اور تسخیم علی التثوی علی رائی محمد) متحقق ہیں تو لفظ وقف کی تصریح ضروری نہیں اور یہی عبارت صحت وقف کے لئے کافی ہے۔ بابت الوقف بالضرورة و صورۃ ان یوصی بعلہ هذه الدار للمساکین ابدًا او لعائلان و بعده للمساکین ابدًا فان الدار تصیر وقفا بالضرورة والوجه انہا کقولہ اذا مت فقد وقت داری علی کذا (رد المحتار (۲) بقلا عن الفتح) و ذکر فی الحر مہا (ای من الفاظ الوقف) لو قال اشتروا من غلہ داری هذه کل شهر بعشرة دارہم خیر او فرقوہ علی المساکین صارت الدار وقفا۔ (۳) وقد سئلت عن نظیر هذه المسئلة فی رجل اوصی بان یوخذ من

(۱) عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الاول، فصل فی الالفاظ الی یتبعہا الوقف ۲ ۳۵۹ ط ماحدبہ

(۲، ۳) رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب قد بیت الوقف بالضرورة ۴، ۳۴۰ ط سعید

غلة داره كل سنة كذا دراهم يشتري بها زيت لمسجد كذا ثم باع الورثة الدار و شرطوا على المشتري دفع ذلك المبلغ في كل سنة للمسجد فافيت بعدم صحة البيع وبانها صارت وقفا حيث تخرج من الثلث اه (رد المحتار) ۱۱ قلت و اشترط حروح الدار من الثلث لقرص المسئلة في الوصية ومسئلتنا هذه ليست في الوصية فصارت القرية وقفا لمحرد امر الرئيسة بصرف عليها على المسجد والمنازل الموقوفة ۲۰ قال المحشى نعم تعيين المسجد لا يعسر لانه مؤبد وسياتي تمامه (۳) والله اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

اجارہ یا عاریت پر لی ہوئی زمین وقف کرنے اور مسجد کے لئے خریدنے کا حکم (سوال) ایک قطعہ سرکاری زمین جو کہ ایک مسجد کے باغ میں متصل ہے نہ کار سے علاء ضرورت واپس لوٹا دینے کی شرط پر ایک شخص نے اس پر ایک مکان بنا کر ایک دوران مسجد پر جو اس مکان سے نصف میل دور ہے وقف کیا۔ یہ وقف شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ مکان آج کل باغی ویران پر ہے۔ دن بدن خراب ہوتا جاتا ہے۔ جس مسجد میں وقف ہے اس مسجد کو بھی اسے چھ فائدہ نہیں ہے اور مسجد متصل کو جس زمین پر یہ مکان ہے اس زمین کی سخت حاجت ہے۔ نہ اس کے جماعت خانہ کو نہ ہوتا چاہتے ہیں اور اس کا متولی اور وقف کنندہ اس سے فروخت کرنے پر راضی ہے تو اس صورت میں اس کو مسجد متصل کے لئے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۷) جب کہ زمین وقف کی مملوک نہیں بلکہ سرکاری ہے اور یہ وقت ضرورت واپس لوٹا دینے کی شرط سے لی گئی ہے تو اس نہ کار سے بلا معاوضہ دی ہے تو عاریت ہے اور معاوضہ دی ہے تو اجارہ ہے اور عاریت یہ اجارہ کی زمین پر عمارت کا وقف صحیح نہیں۔ لایحوز وقف النساء فی ارض ہی اعارة او احارة کذا فی فتاویٰ قاضی خان (نمبر ۱۰، جلد ۳ ص ۳۷۱) اور اگرچہ بعض روایات سے اس کی زمین پر جو سلطان سے اجارہ کے طور پر لی گئی ہو وہ کام نہیں بنا کر وقف کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ سلطان نے زمین سے مستاجر کو یہ فضل نہ کرنے کا قرار کر لیا ہو۔ اور صورت مسئلہ میں ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس مستاجر نے واپسی کا قرار کیا ہو ہے۔ پس یہ وقف ناجائز ہے۔ ذکر الحصاص ان وقف حیوانیت الا سواق یحوز ان کانت الارض باحارة فی ایدی الذین سواھا لا یخرجهن السطان علیہا (عالمگیری) ۱۱ اور اگر سلطان جتنی دور غنم سے یہ زمین باغی خریدی ہے جتنی معاوضہ خرید و فروخت کے نام سے ہوا ہے تو یہ فائدہ ہے اور اس صورت میں بھی وقف صحیح نہیں ہے کیونکہ وقف عمارت غیر وقف سبکی (یعنی زمین) صحیح نہیں۔ وفي الوقعات ذکر هلال الصری فی وقعه وقف النساء من غیر وقف الا صل لم یحرو هو الصبیح (عالمگیری) ۱۰ اور جب کہ یہ وقف صحیح نہیں ہوا تو مکان مذکور وقف کی ملکیت وہ اسے توڑ سکتا

(۳۱) (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب قد ینت الوقف بالضرورة ۴، ۳۴۰ ط سعید)

(۳۲) ہذا من کلام مصنف الکتاب، المعنی الا عظم الشیخ العلامة مولانا کبیر اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۳) کتاب الوقف، الباب الثانی، ۲/۳۶۲ ط۔ حاجتیہ۔

(۵) ایضاً (۶) ایضاً

ہیں۔ بہتر ہے کہ اس کو توڑ کر اسی مسجد موقوفہ عالیہ میں اس کی قیمت خرچ کر دیں۔ کیونکہ ویران اور خراب پڑے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

رہی زمین تو اس کی مالک اگر گورنمنٹ ہے (جب کہ زمین واقف مکان نے عاریت یا جرت پر لی ہو) تو گورنمنٹ سے مسجد متصل والی خرید کر وقف کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ خرید میں واپسی کی شرط نہ ہو۔ اور زمین کا مالک واقف اول ہے جس نے زمین کو بشرط واپسی گورنمنٹ سے خرید لیا تھا تو اگر اس نے زمین کو وقف نہیں کیا تھا صرف مکان وقف کیا تھا تو اس کا ختم مذکور ہو چکا کہ وقف صحیح نہیں ہوا۔ اور زمین کے فروخت کرنے کا اسے اختیار ہے کیا عندئہ فاسد میں مشتری قبضہ جمع کے بعد مالک ہو جاتا ہے۔ اور اگر زمین و مکان سب وقف کر دیا تھا تو مجموعہ زمین و مکان وقف ہو گیا اور اب انھیں بیع کرنے کا اختیار نہیں۔ رہی شرط واپسی وہ خود باطل ہوئی۔ پس دین لیا جائے کہ صورت مذکورہ میں سے کون سی صورت ہے۔ اسی صورت کے حکم کے موافق عمل کیا جائے۔
واللہ اعلم۔ مکتبہ محمد کثایت الدفنہ لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۳ محرم ۱۳۳۵ھ۔

مرض ذیابطس میں کرایہ پر لی ہوئی زمین کی عمارت کو وقف کرنا

(سوال) زید نے عرصہ تخمیناً پانچ سال مرض ذیابطس میں مبتلا رہ کر انتقال کیا۔ مرنے سے ایک سو سال قبل ذیابٹس کا خیال ہو کہ مرض وق ہو گیا ہے۔ وقت وفات زید نے تقریباً ۱۰۰ روپے کا بیڑا چھوڑی۔ مرنے سے پانچ ماہ قبل زید نے ایک عمدہ جائیداد قیمتی تخمیناً دہزار روپیہ جو لوہے پر ارضی سرکاری منسوب ہے اور سرکار سے نوے سال کے لئے کرایہ پر لی ہوئی ہے نام اللہ پاک برائے ثواب آخرت وقف کی۔ وقف نامہ میں کچھ دیا کہ جائیداد مذکور کی جو آمدنی وصول ہونے بعد اخراجات بلاؤں نہیں وغیرہ امور مذہبی میں صرف کر دی جائے۔ وقف نامہ خود پکھری پائمر ہسپتال کرایا۔ زید کی اولاد دو قبیلے سے ہے۔ قبیلہ لوہ کی اولاد اچھی ہے کہ یہ وقف ہو موجب شان شریف جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو زید نے مرض امومت میں وقف کیا ہے۔ دوسرے جائیداد کی زمین سرکاری ہے۔ قبیلہ دانی متا ہے کہ وقف شدہ جائیداد ایک ٹکٹ سے بہت کم ہے۔ دوسرے یہ کہ عمدہ اور عمدہ مذکور کی آمدنی وقف کی ہے۔ تیسرے وقف کرتے وقت اس کی حالت مرض امومت کی نہ تھی کیونکہ وہ خود پکھری گیا۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۱۔ محمد صدیق دہلی۔ ۹ اربع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۳ء، (جواب ۲۰۸) مرض ذیابطس امراض حرمہ ممتدہ میں سے ہے اور ویسے امراض اس وقت تک مرض اموت کے قسم میں نہیں آتے جب تک کہ ان میں اتنی شدت پیدا نہ ہو جائے کہ مریض اپنی زندگی سے محروم ہو جائے اور یہ سمجھ کر کہ اب میں چھنے والا نہیں ہوں تصرفات کرنے لگے۔ پس اگر زید کے مرض قدیم میں کوئی تخیل نہیں آیا تھا اور شدہ نہیں ہوا تھا تو وقف کرنے کے وقت مہموں پرانی حالت میں تھا تو اس وقت کو مرض

موت کا تصرف قرار نہیں دیا جائے گا اور مثل تصرفات صحت کے سمجھا جائے گا۔ (۱) اور اگر باغرض مرض موت بھی قرار پائے تو اگر مقدمہ موقوفہ ٹمٹ ترکہ کے اندر ہے تو وقف جائز اور نافذ ہو گا۔ (۲)

رہا یہ عذر کہ جائیداد موقوفہ سرکاری زمین پر ہے صرف عہد وقف کیا گیا ہے زمین وقف نہیں اس وجہ سے وقف جائز نہ ہونا چاہئے تو اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ اگر زمین کی طرف سے یہ اطمینان ہو کہ یہ ہمیشہ وقف کے متولی کے قبضہ میں رہے گی۔ تو کرایہ پر ہی رہے۔ ایسی زمین پر جو عملہ ہو اس کو وقف کرنا صحیح ہوتا ہے۔ اور وقف کی آمدنی میں سے اس کا کرایہ لایا گیا جاتا رہے گا۔ قولہ اوحارۃ۔ یستطیع مہ ما ذکرہ الخصاص من ان الا رص اذا كانت متفرقة للاحتکلو فانہ یجوز بحر۔ قال فی الا سعا فی و ذکر فی اوقف الخصاص ان وقف حواہب الا سواق یحوز ان كانت الا رص ناجارۃ فی ایدی الذین سواہا لا یحر جہم السطان عنہا من قل انا رأیہا فی ایدی اصحاب الساء تو ارثوہا الخ۔ قولہ فکذلک الوقف فیہا جائز ۵۱ (رد المحتار ۳) محمد کذبت اللہ کان اعدل مدرسہ امینیہ دہلی

اللہ کی نام پر دی ہوئی جائیداد واپس نہیں ہو سکتی

(سوال) اللہ کے نام پر دی ہوئی جائیداد واپس نہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المسئفتی نمبر ۵۳ تنہائی قی فاندلیس۔ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۹) اللہ کے نام پر دی ہوئی جائیداد واپس نہیں ہو سکتی۔ (۱) محمد کذبت اللہ کان اعدل،

(۱) مرض الموت میں محکمہ نزول کی زمین پر عملہ وقف کرنا

(۲) مرض الموت میں مشقہ کہ جائیداد اپنے پانچ بیٹے کے نام حصہ کرنا

(۳) مرض الموت میں حج و صیت کرانے کا حکم

(سوال) زید نے ایک جائیداد وقف نذر اللہ کی ہے بروقت مرض الموت اس جائیداد کا عہد زید کا تھا۔ اور زمین محکمہ نزول کی ہے۔ چنانچہ عہد ہی وقف کیا ہے۔ آیا یہ وقت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید نے دوسرے ایک جائیداد بروقت مرض الموت پر پانچ بیٹوں کے نام وقف کیا ہے۔ یہ مشقہ کہ جائیداد اپنے بیٹوں میں دوسرے شخص بھی شریک ہے۔ اور اس جائیداد پر قبضہ موبہوب الید کا جین دیت نامہ میں نہیں ہے۔ البتہ اس کے دیگر لواشیہ موجود ہے۔ لیکن یہ پانچ وجہ کے ساتھ مخصوص کیا وردیہ اور اوپر فراموش کر دیا۔

(۳) زید کے پاس نقد روپیہ تھا۔ معہوم ہو کہ زید نے نہ تنفیس ذیل وقت وفات وصیت کی دو ہزار روپیہ چاہی

(۱) الوقف والموقوف والاسلول۔ تطول ولم یقع فی الفراش کالمصحح درمختار۔ کتاب الوصایا باب العقی فی المرحی۔ ۶۷۹۶ بعد

(۲) فان کان فی الصحۃ فمن کل مالہ والا فمن ثلثہ (ایضاً بحوالہ بالا)

(۳) رد المحتار۔ کتاب الوقف۔ مطلب فی زیادۃ حرۃ الارض المحتکرۃ ۴۰ ۳۹۱ ط سعید

(۴) الفتوی علی قول ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نہ لا یعود الی ملک مالک امدا کذا فی المصبرات والعالمگیریہ۔ کتاب الوقف۔ الباب الحادی عشر۔ الفصل الاول ۲۰ ۵۵۸ ط۔ ماحدیۃ

میں اور دوہار روپے پر تاباغ کی تعمیر پر خرچ کئے جائیں۔ اور یہ وہی پندرہ ماہ ہے جس کے نام چاندیہ ہے۔
 ہے اور دوہار روپے پر تین سو وٹھیں پر خرچ کئے جائیں اور دوہار روپے تعمیر مسجد پر خرچ کئے جائیں۔
 یہ تمام امور مرض الموت کی حالت میں انجام دیتے ہیں۔ بقیہ لواحد سب امور کو تعمیر نہیں کرتی۔
 ابو القریول

المستفتی نمبر ۸۲ شیخ یحییٰ الدین صاحب دہلی ۳ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۳ء

۱۹۳۳ء

(جواب ۲۱۰) (۱) وقف امر مرض الموت میں ہو تو حکم وصیت ہوتا ہے اور ٹکٹ ترکہ میں جاری ہوتا ہے (۱)
 زمین کی طرف سے اگر یہ اطمینان ہو کہ وہ کسی وقت واپس نہ لی جائے گی تو ایسی زمین پر عہدہ چاندیہ کا وقف صحیح
 ہوتا ہے لیکن اگر یہ اطمینان نہ ہو اور زمین کی واپسی کا خیال بھی ہو تو چاندیہ اور عہدہ کا وقف صحیح نہیں
 ہوتا۔ (۲)

(۲) مرض الموت میں یہ بھی وصیت کا قہر رکھتا ہے اور چونکہ وصیت وارث کے لئے جائز نہیں ہے
 لئے یہ یہ شرط ہے کہ مرض الموت میں ہونا ثابت ہونا جائز ہوگا۔ (۳)

(۳) تمام وصیتوں کا تعلق ایک ٹکٹ مال میں سے ہوتا ہے اس لئے اگر حج بدل کے دوہار روپے اور
 قیہ مسجد کے دوہار روپے کل چارہار روپے (اس لئے کہ تین سو وٹھیں کے سے دوہار روپے وصیت غیر
 معقول ہے اور ٹکٹ کی تعمیر کے سے دوہار روپے وصیت وارث کے لئے وصیت ہونے کی وجہ سے ناپائز ہے)
 ٹکٹ ترکہ میں سے نکل سکے اور شرط ہے کہ وصیت کا ثبوت ہو تو یہ چارہار روپے حج بدل اور قیہ مسجد کے لئے
 دیئے جائیں گے۔ ورنہ وصیت کو تمام وارث تصیم نہ کریں اور ثبوت بھی نہ ہو تو وصیت غیر معتبر ہوگی۔
 محمد کفایت اللہ کا اللہ،

موقوف چیز کی اکثر آمدنی اپنے استعمال میں لانے کی شرط سے بھی وقف صحیح ہوتا ہے

(سوال) مندرجہ ذیل وقف نامہ شرعاً جائز و جائز ہے یا ناجائز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مدنی
 عبد الوحید خان کن کل محمد خان مرحوم بن ولد اعلیٰ خان مرحوم ساکن قادیان آباد محمد چہ ساکن حال محمد محمد

(۱) امر بضع وقف دار الفی مرض موہ فہو حاضر اذا کان بحرج من ثلث المال وان کان لم یحرج فاحرث الورثة فکذا لمت .
 وان لم یحرج واسطی فہو اذ علی الثلث . عالمگیریہ ، کتاب الوقف ، الباب العاشر ، ۴۵۱۲
 (۲) یحرج وقف العفار مثل الارض والدور والحوایث کدھ الحاروی ، وکذا یحرج وقف کل ما کان معاً من المسکون
 کمال الوقف ارضاً مع العبدو البیوت والا لات للحرج ، الفسوی عالمگیریہ ، کتاب الوقف ، الباب الانی ۳۶۰ ط
 ماحدبہ

ذکر الحصاص ان وقف حواصی الاسواق یحرج ان کانت الارض ماحرۃ فی ہدی الدین سو ہا لا یحرجہم السلطان علی
 وہ عرف حواز وقف النساء علی الارض المحککہ ، وکذا فی طہر الفائق (الہدیہ ، کتاب الوقف)
 (۳) لا یحرج الوصیہ للورث عند ۵۱ ان یحرجوا الورثہ عالمگیریہ ، کتاب الوصایا ، الباب الاول ، ح ۹۶ . ماحدبہ
 (۴) یعلق الوقف بوقت بان قال اذا مت فقد وقفت داری علی کذا انہ مات صح و لزم اذا حرج من الثلث وان لم یحرج
 من الثلث یحرج بقدر الثلث او یحرج الورثہ فان لم یحرجوا الورثہ نقسم العتہ بینہا ثلاث ثلثا للوقف والثلث للورثہ (الہدیہ ،
 کتاب الوقف ، الباب ۱۰۱ و ۳۵۱ ط ماحدبہ)

من محدث قصبہ دیہند ضلع سہارنپور کا ہوں من مقرر نے ایک قطعہ حویلی پختہ موجود ہے تیسرے قدم بحال نمبری ۸۶۸ معروف ہے چھوٹی حویلی متصل مسجد محمد محل مملوکہ و مقبوضہ اپنی باجی حقوق داخل و خارجی و پر مالہ بلوہ رو وغیرہ کو برضا و رغبت خود مالیتی حال مبلغ . جس کے نصف مبلغ . روپے سدا انگریزی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کی غرض سے اور اپنی بخشش و ثواب عجبی کی کارز میں مصروف مندرجہ ذیل کے لئے شرائط مندرجہ ذیل کے ساتھ آج بتا رہی . ۱۹۳۳ء مطابق ۱۳۵۳ھ بروز جمعہ وقف کر دیا اور اپنی تویت میں بایں شرائط و تفصیل لیتے ہوں کہ مجھے اپنی حیات تک پورا اختیار ہے گا کہ جس طرح چاہوں گا صرف کروں گا اپنے مصارف میں یا دیگر مصارف خیر میں۔ مصارف ! مجھے اپنی حیات میں ہمیشہ اختیار ہے گا کہ خود اس مکان میں سکونت رکھوں یا کسی اور شخص کو بلا کر یا فی سبیل اللہ رہنے کی اجازت دے دوں۔ (۲) اگر کسی وقت یہ مکان کرایہ پر دوں تو اس کی آمدنی کرایہ کو چھ حصے کر کے ایک حصہ مدرسہ عربی دارالعلوم دیہند کے ان مصارف میں جن کا ذکر عنقریب آتا ہے داخل مدرسہ مذکورہ کر دوں گا اور بقیہ پانچ حصے اپنے صرف میں لاؤں گا۔ (۳) کچھ وفات میری مدرسہ مذکورہ کا چھٹا حصہ بدستور قائم و جاری رہے گا اور بقیہ پانچ حصے میری زوجہ آمنہ بی بی بنت عبد اللہ خاں مرحوم ساکنہ میرٹھ کو دیئے جائیں اور بعد وفات مسماۃ موصوفہ کے میرے چھوٹے بہنوئی محمد عبد الحفیظ نامی کو دیئے جائیں۔ (۴) کچھ میری زوجہ موسومہ یا پسر موسوم کو اختیار ہوگا کہ تاحیات خود اس حویلی میں بلا کرایہ رہیں اور اگر کرایہ پر دیں تو آمدنی کرایہ سے حصہ مذکورہ مدرسہ موصوفہ میں داخل کرنا ان کے ذمہ میں بھی۔ زم ہوگا اور بقیہ پانچ حصے اپنے صرف میں لیں گے۔ زوجہ موسومہ یا پسر موسوم کے علاوہ کوئی اور دیگر لواحد میری پسری یا ختمی یا لالہ اور لالہ میں سے اگر اس میں رہنا چاہیں گے تو ان کو دو شت کرایہ کے ساتھ حق نقدیم دوسروں پر ہر زمانہ میں ہمیشہ حاصل رہے گا۔ (۵) پسر موسوم کو اپنے زمانہ اشتغال میں اختیار ہوگا کہ اپنے حصے مقررہ کل کو یا حصے کو اپنی بی بی بن میمونہ خاتون یا چھوٹی بی بی محمودہ خاتون کی طرف منتقل کر دیں یا اپنی زوجہ وغیرہ خاص رشتہ دار کو اپنے جائے مستحق بنالیں۔ (۶) پسر موسوم اپنے بعد کے وٹے اگر کوئی جدید تجویز نہ کریں اور اس طرح ان کی وفات ہو جائے یا پتہ ہو جائیں یا یہ اور ان کا قائم مقام تو ان کے حصص آمدنی کو بھی مدرسہ موصوفہ کے ان مصارف میں جن کا ذکر عنقریب آتا ہے صرف کیا جائے۔ (۷) حق تعالیٰ شانہ نے شریعہ پر وسعت فرمائی تو میں معتد بہ رقم جانب شمال پر بالائی کمرہ اور سانبان لور زینہ جانب شرق و شمال تیار کرانے کے لئے پیش کروں گا اور جانب غرب و جنوب بھی دکائیں درست و تیار کرائی جائیں بغرض یہ کہ ان سے آمدنی میں زیادتی متوقع ہو ورنہ یہ ضروری نہیں ہوں گی۔ اگر مدرسہ موصوفہ یا کوئی اور صاحب طالب خیرات و صدقات جاریہ بہ نیت توسیع وقف بذاتیہ امت مجوزہ میں امداد فرمادیں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ مدرسہ اس کی سعی فرمائے تو اس توسیع کی آمدنی خاص مدرسہ کا حصہ ہوگا۔ اور اگر میں یا پسر موسوم قیصر کریں تو اس توسیع کی آمدنی کو بخش سابق تقسیم کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر کوئی صورت نہ ہو تو مدرسہ کا حصہ جمع کر کے حسب موقع تحوزاتھو زامیری ان آرزوؤں کو پورا کیا جائے۔ حد تکمیں تعمیرات مجوزہ کے پھر آمدنی حصہ مدرسہ کو تعمیر قرآن شریف یا تجوید یا تعلیم علوم دینیہ مقصودہ میں یا کوئی نئی تعمیر مدرسہ میں خرچ کیا جائے۔ (۸) زمانہ کرایہ داری کی

آمدنی میں سے حصہ مقررہ و دوسرے کا بطور سرمایہ کے جمع ہو اور کوٹھ اندازنی و صفائی حدنس و شست و شست وغیرہ کے درست کرانے میں لونا خرچ کیا جائے اور بقیہ پس انداز کو خانہ نمبر ۷ کے قیہ ات بجوزہ میں صرف یہ چنانہ لازمی و مقدم ہوگا۔ بعد ازاں قیہ و غیرہ کا دورہ ہوگا۔ (۹) اگر کسی وقت مدرسہ ہذا اس طریقہ اسلامی پر قائم نہ رہے یا غیب و شمنان ٹوٹ جائے تو اس کی آمدنی کو بعد مصارف خانہ نمبر ۷، ۸ کے حسب رے متونی و متینم کے غریبائے دیہند یا مسافین غریب یا مساکین فقراء میں حسب مراتب صرف کیا جائے۔ (۱۰) پر موصوفہ سمہ و ہدایت و وصیت کرتا ہوں کہ میں نے اپنے موالے کریم کی خوشنودی کی آرزو میں اور اپنی بخشش کی امید میں اور تمہاری بھائی کی رعایت سے ایسا کیا ہے۔ تمہاری دیکھیں میں جن کا ذکر کر چکا ہوں۔ اگر خدا نخواستہ ان دنوں وقت چھ غربت و حاجت ہو جائے تو تم پر فرض ہوگا کہ تم اس مکان و نیز بڑی حویلی موقوفہ کی آمدنی سے بخشی ن دونوں کو قدر حصہ شرعی کے بعد زائد ہمیشہ ہمیشہ ضرور ضرور دیتے رہنا۔ میں انکو بھی ملاز و رواج راقصوس کہ ان کے شوہر ٹھیک نہیں ہیں جیسا کہ تمہارے بھائی مہدار شید مناسبات میں نہیں ہیں۔ نہیں و بدست ایسا کیا گیا۔ ورنہ یہ سب مستحق تھے۔ صرف تم کو اور تمہاری بہرنی نہیں تھی۔

شرائط۔ (۱) تادیب خود میں اس کا متونی و متینم رزوں کا اور مجھے مندرجہ ذیل اختیارات حاصل ہیں کے۔ الف۔ اگر چاہوں گا تو اس مکان کو کسی دوسرے مکان یا جائیداد سے جو اس کی قیمت میں نہ ہو بدل دوں گا۔ ح۔ قبل قیہ ات مذکورہ و بجوزہ کے۔ جب تک کہ مدرسہ موصوفہ یا کوئی خیر طلب صدر حقاریہ و اس میں حصہ نہ لیں گے۔ حد۔ شریعت غیر کے مجھے تھا و استبدال کا حق نہ رہے گا۔ ب۔ جو مصارف کہ میں نے اس کی آمدنی سے ان وقت مقرر کرتے ہیں اگر چاہوں گا تو ان سب کو بائیں بدل دوں گا یعنی کسی دوسرے مدرسہ اسلامی میں یا کسی اور مصرف خیرات میں منتقل و مقرر کر دوں گا۔ اسی طرح وارثین موصوفہ کے ہاں اور کو ان کے بچان ملاز و مقرر کر دوں گا یا مصارف مذکورہ کے حصوں میں چھ کی یا بڑھاتی کر دوں گا مجھ کو کوئی مانع نہ ہوگا۔ (۲) بعد وفات میری یہ اختیارات مذکورہ کسی دوسرے متونی و متینم یا وارث و حاصل نہ ہوں گے یہ صرف مجھ و واقف کے ساتھ مخصوص رہیں گے۔ البتہ حق اندمست شرعی یا فیس ضبط سرکاری و کل آمدنی و قیہ میں سے حسب حاجت مزاسب مقدمہ میں مقرر کرنا لازمی و مشروط قرار دیتے ہوں تاکہ وقف بذاتی و پاری رہے۔

توقیت۔ (۱) بعد وفات میری یا عدم موجودگی میری دیہند میں مدرسہ مذکورہ کے احکامات صدر مہتمم صاحب اس مکان موقوفہ کے بھی متونی و متینم ہوں گے۔ اور درجالت عدم تو بھی کے جس سے اس آمدنی و قیہ میں چھ نقصان نہ رہی ہو یا فیس خد مصارف و شرائط کرنے سے مہتمم صاحب موصوفہ کے بجائے کسی مسلمان ثابت دار سنی الذہب و تتبع اہل اسلام عموماً اور اہل دیہند خصوصاً تجویز و مقرر کر دیں یا اور نمٹ وقت سے ان میں بلا موصوفہ یا موصوفہ حق مذمت کے کل آمدنی سے اور اگر خدا نخواستہ مجھ ان مدرسہ مذکورہ یا اہل سلام اس کی طرف توجہ نہ کریں تو اور نمٹ وقت اپنے صیغہ لاقاف سے میرے اغراض مذکورہ کا باندہ فیس ضبط سرکاری کے کل آمدنی سے کسی مسلمان سنی الذہب شخص سے اپنی مگرانی میں انتظام کرے تاکہ میرے اغراض مذکورہ تا قیامت قائم و جاری رہیں۔ مجھ کو ثواب ہو تا رہے۔ (۲) مجھ کو اپنی حیات میں اس کا بھی اختیار

ہو گا کہ تویست کو بھی بدل دوں۔ کسی اور بہت یا شخص کو متوں و منتظم قمر دے دوں۔ اور اگر میں اپنی حیات میں کوئی تعمیر و تبدل نہ کروں تو تعصبات نہ کروں جہاں ہی لازم ہو رہا رہیں گی۔

چوحدی مکان موقوفہ ہذا معروف بہ چھوٹی حویلی۔ غرب۔ کلاں سڑک سرکاری ہے جس میں دوکانیں غرب روئے لور پر دوار متعدد پر نا۔ بائے قدیم جسکی حویلی ہذا کے چاری ہیں۔ شرق۔ کوچہ نافذہ سرکاری ہے جسکی بدردیا خانہ وغیرہ دوار متعدد پر نا۔ بائے قدیم جسکی حویلی ہذا کے چاری ہیں۔ شمال۔ زمین اقدہ واقع ہے۔ جنوب۔ کوچہ نافذہ ہے جس میں پر نا۔ بائے جسکی مکان ہذا کے چاری ہیں۔ بعدہ مسجد محمد محل واقع ہے۔ اسی جانب گوشہ دیوار میں سند تاریخ وقف بھی نصف کرا دوں گا۔ مجھ گنہگار نے یہ وقف نامہ کھدو دیا تاکہ وقت حاجت کام آئے۔

المسنفتی نمبر ۲۶ قری مولوی عبدالوحید صاحب دارالعلوم دیوبند ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ کلمہ مئی ۱۹۳۳ء (جواب ۲۱۱) (زمنی محمد شفیع صاحب) یہ وقف نامہ شرعاً صحیح اور نافذ لازم ہے۔ کیا ہو ظاہر کتب الذہب قطبیت والہ سبحانہ و تعالیٰ علم۔ کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ خدم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح۔ سکندر دین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

ننانوے سال کے لئے ٹھیکہ اور پٹہ پر لی ہوئی زمین پر عمارت کو وقف کرنا

(سوال) زید نے ایک ایسی جائیداد وقف کی جس کا عملہ زید کا ہے اور زمین سرکاری محکمہ نزول کی نوادہ سالہ فصد پر اور پٹہ پر وقف کی۔ الغرض اور ٹھیکہ کے شرائط ذیل میں لکھے جاتے ہیں تو ایسی صورت میں وقف صحیح ہوا یا نہیں؟

جو کہ عملہ پانچ دو کائیں مع زید دہلا خانہ چننے لی قول۔ اس واسطے من مقرر ہے کہ نظر ثواب و توسیع آخرت و درست عملہ جائیداد مندرجہ بالا کو جمیع حدود حقوق و اخصی و خارجی حالت صحت عقل و ثبوت نفس و بدست و دوش و حواس خوبا باجوہ و ترغیب دیگر سے برضا مندی تمام خود بنام اللہ پاک وقف کیا اور وقف ہذا کا نام وقف فیاض قائم کیا گیا۔

شرائط ٹھیکہ :- (۱) ابتدا کی قیمت ٹھیکہ ہے پھر سالانہ دو قسطوں میں بر شامانی پر۔ (۲) معدنیات تیل وغیرہ کی قسم سے اگر زمین کے تحت میں کوئی چیز برآمد ہو اس کی سرکار ملک ہے۔ اور بہ وقت نکالنے کا حق ہے۔ عمارت کو اگر نقصان پہنچے تو واجبی معاوضہ دے گی۔ (۳) میعاد پٹہ کے ختم پر یا اس سے قبل اگر سرکار کو ضرورت ہو تو زمین واپس لے لے گی اور عمارت بنانے والا اپنے خرچ سے منتقل کرے گا یا سرکار قیمت مختصہ اگر سرکار کو ضرورت ہو دے دی گی۔ (۴) میعاد کے ختم پر مزید توسیع بھی ہو سکتی ہے بتفصیل مقدمہ فیض۔ (۵) در صورت موت مقررہ کرایہ یا اور کسی شرط کے خلاف کرنے پر سرکار کو زمین پٹہ مع بتائے میعاد ٹھیکہ اور عملہ کے ضبط کرنے کا حق حاصل ہو گا۔

المسنفتی نمبر ۳۶ عبدالجلیل صاحب موتی وے۔ دہلی ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۸ جمادی الثانی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۱۲) وقف نہ کر صحیح ہو گیا۔ زمین اگرچہ وقف نہیں ہے مگر نزول کی زمین کا لول تو یہ نہ نونو۔ سال کا ہی اس قدر طویل ہوتا ہے کہ وہ مرض حشرہ میں شامل ہو جاتی ہے۔ پھر ختم مدت کے بعد بھی مزید توسیع ہو جاتی ہے اور شرائط انخفا جو پندرہ میں مذکور ہیں ان کا شاذ و نادر ہی وقوع ہوتا ہے اس لئے وہ قابل اعتنا نہیں ہے۔ ۱۱۔ محمد کفایت اللہ

- (۱) مشتری کے قبضہ میں دینے سے بیع کا نفع نقصان کے ذمہ بائع پر ہوتا ہے
- (۲) چھ ماہ تک قربانی نہ کرنے کی شرط لگانا جائز ہے
- (۳) تمام شرکاء کی رضامندی کے بغیر کسی شریک کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے
- (۴) بیع جس کے ضمان میں ہو اس کی رضامندی سے نیلام درست ہوگا
- (۵) گائے ہندوؤں کو دینا شعر اسلام کے خلاف ہے

(سوال) عرفہ کے روز شام کے وقت ایک شخص مسکی عبدالعزیز نے اپنی طرف سے اور اپنے شرکاء کی جانب سے ایک گائے قربانی کے واسطے خرید کی اور ایک روپیہ عینانہ دے کر کہا کہ کل یہ گائے ہمارے مکان پر پہنچو۔ چنانچہ قصائی کل کو گائے ان کے مکان پر پہنچانے چھے۔ راستہ میں ان سے چھوٹ کر ایک متول ہندو کے اصطبل میں ٹھس گئی۔ وہاں سے نکال کر لے چلے تو آگے جا کر ایک درخت کے نیچے چٹھ گئی۔ قصائیوں نے اس کو انخانہ لے جانا چاہا مگر ہندوؤں نے نہیں۔ جانے دیا۔ بہت سے ہندو جمع ہو گئے۔ آخر اطلاع یاہلی پرائیڈ کارپوریشن اس گائے کو تھانے لے گئے۔ بدحواس شب ذی الحجہ کو وہ گائے بے سبب اندیشہ بلوہ یا حکیم صاحب کلکتہ بہادر چندر برآورہ مسلمانوں کو اس شرعہ سے دی گئی کہ چھ ماہ تک قربانی نہ کی جائے۔ بعد کئی روز کے ان چند مسلمانوں نے جن کے گائے سپرد تھی باہر لے گئے۔ حکام ایک جلسہ منعقد کر کے مسکی عبدالعزیز سے جو بیعت شرکاء کے ایک حصہ دار تھے یہ کہا کہ وہ گائے ہم نے تم کو دی جو ہماری سپردگی میں ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مگر سے میں وقف کی۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ فوراً اس گائے کا نیلام انہیں چند سرب آورہ مسلمانوں نے شروع کر دیا۔ آخر مبلغ دو سو روپے میں وہ گائے ایک مسلمان نے خرید لی۔ اب دریافت طبع یہ امور ہیں کہ :-

(۱) بیع اول جو قصائیوں سے ہوئی شرعاً منعقد ہوئی یا نہیں؟

(۲) امام قربانی میں ان چند مسلمانوں کو ایسی شرط جائز تھی یا نہیں کہ چھ ماہ تک قربانی نہ کریں گے۔

(۳) وقف جانور اگر ایک مکان میں بند ہو اور ایک شخص یہ کہہ دے کہ میں نے وقف کر دیا اور مسلمانوں نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو بلکہ اس کو دیکھ نہ ہو اس صورت میں وقف ٹلے ہو گیا یا نہیں اور اس کا نیلام درست ہوگا یا نہیں۔

(۴) در صورت عدم جواز نیلام گائے کے مستحق کون لوگ ہیں؟

- (۵) اگر مشتری نیام اس گائے کو ہندوؤں کو دے دے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟
 (حواہ ۶۱۳) صورت مسئولہ میں وہ بیع جو کہ قصائیوں سے ہوئی وہ منعقد ہوگئی لیکن چونکہ مشتریوں نے بیع پر قبضہ نہ کیا تھا اس لئے بیع ان کے ضمان میں داخل نہیں ہوئی۔ اور جب تک کہ قصائی بیع کو مشتریوں کے قبضہ میں نہ دے دیں بیع کے ہر نفع نقصان کے ذمہ دار ہیں۔ (۱)
 (۲) اس شرط میں چونکہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور ایک شعار مذہبی پر صدمہ پہنچتا ہے اس لئے یہ شرط ناجائز تھی۔ (۲)
 (۳) یہ وقف صحیح نہیں ہوا کیونکہ واقف تمام گائے کا مالک نہیں اور وقف بدون ملک صحیح نہیں ہوتا۔ (۳)

- (۴) ابھی تک گائے کے مستحق قصائی ہیں کیونکہ وہ انہیں کی ضمان میں ہے اور نیلام صحیح نہیں ہو کیونکہ مالکوں کی رضامندی سے نہیں ہوا ہے۔ (۴)
 (۵) مشتری نیام کی خریداری ہی صحیح نہیں ہے۔ (۵) اور ہندوؤں کو دے دینا تو خریداری صحیح ہونے کی صورت میں بھی ناجائز تھا۔ کیونکہ اس میں ایک اسلامی حکم کی جگہ اور بے عزتی ہے۔ (۶)

رقم جمع سود کے وقف کرنے کا حکم

- (سوال ۱) زید مرحوم نے بزمہ حیات خود مسلمان طلباء کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے مسملیونڈور سٹی علی گڑھ کے احاطہ میں یونیورسٹی کی منظوری اور اجازت حاصل کرنے کے بعد وہاں تقریباً مبلغ تیس ہزار روپے اپنے پس سے صرف کر کے ایک عمارت، ہم نگار خانہ جس کو انگریزی زبان میں کچجر گیلری کہتے ہیں یونیورسٹی مذکورہ بالا کے زیر اہتمام تیار کرائی اور اس میں کافی ذخیرہ قدرتی منظر و دیگر قسم کی تصاویر فراہم کر دیا تاکہ خواہشمند مسلمان طلباء وہاں تماشائی کا فن سیکھیں اور نمونہ تصاویر سے مستفید ہوں۔ (۲) اس عمارت کے قائم و برقرار رکھنے اور نیز طلباء کو وظائف اعلیٰ دینے کی غرض سے زید مرحوم نے مبلغ پچیس ہزار روپے بھی وقف کیا اور بدین خیال کہ اصل سرمایہ محفوظ رہے زید نے مسملیونڈور سٹی کی بیرونی آن اور پچیس ہزار روپے کے باعوض جائیداد سسٹی آف زید برہن رکھی اور اس کا منفع (سود) اغراض بالا کے لئے چھوڑا۔

- (۳) اندر میں حالات امورات مندرجہ ذیل کا تصفیہ بروئے شریعت اسلامی ہونا ضروری ہوا۔
 الف۔ وقف کرنا رقم مبلغ پچیس ہزار روپے مع س کے منافع (حتیٰ سود) کے برائے عظیم اور سکھانے فن تماشائی

(۱) مشتری وعاء ہند، وهو النہ الحاتر، فی السوق فامر النہ بقلہ الی منزلہ فسقط فی الطریق فعلی النہ ان لم یبعہ مشتری، فہلک المبیع فی ید البائع یطل البیع لآلہ مصعون بالنہم فیسقط النہم (البرہانیۃ، کتاب البیوع، الفصل الثانی عشر ۴۹۹، ۵۰۰، علی ہامش الہندیہ ۴۹۹/۴ ط ماجدہ)
 (۶۲) قرینہ کریمہ چونکہ شعار مذہبی سے ہے اور مسلمان پر اسلام کے شعار کا احترام اور ان کو برقرار رکھنا لازم ہے نہ کہ اس پر کسی کا منہ کرنا، قرآن مجید میں ہے: "ومن یعظم شعائر اللہ، فہو من تلوٰی القلوب"، ترجمہ اور جو کوئی اللہ کے نام کی چیزوں کا وسوسہ کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

(۳) مہا، الملک وقت الوقف حتیٰ لو غصب ارجا، فہو فہما نہ افترھا من مالکھا ودفع النہم الیہ او صالح علی مال دفعہ الیہ لا ینکون وقفاً، سائنسگریہ، کتاب الوقف، الباب الاول، ج ۲، ۳۵۲، ماجدہ)
 (۵، ۳) البیع ہو مبادلۃ المال بالمال بالتراسی، کمر الدقیق، کتاب البیوع، ص ۲۲۷، اندامہ ملتان

وغیرہ مسلمان طلباء کو حق مسلم و مذہب شریعہ پر ہے؟ (ب) وقف مذکور جہاں شرط یہ کہ مبلغ پچیس ہزار روپے تک میں جمع ہیں اور اس کی باوجود آمدنی منفع (سود) سے علماء کو وظائف دیئے جائیں یا اس عمارت کی ترقی و مرمت پر صرف کیا جائے جائز ہے؟ اگر سوائے الف و ب کا جواب مثبت یا انکاری ہو تو صرف مبلغ پچیس ہزار روپے وقف کرنا پچیس ہزار روپے یعنی نگار خاند کے مصرف اور طلباء کے وظائف کے لئے جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۷۱ قاضی نجم الدین احمد صاحب (شہر میرٹھ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء (جواب ۲۱۴) روپیہ کا وقف کرنا عام، وصول وقف کے خلاف ہے اور رقم سود کی وقف کرنے کے تو کوئی معنی ہی نہیں کیونکہ وقف کے لئے شے موقوف کا موجود ہونا ضروری ہے اور رقم سود موجود نہیں بلکہ متوقع ہو جو ہے۔ دوسری بات یہ کہ شے موقوف کا تدارک نہیں ہے۔ اور سود کی رقم باقی نہیں رکھی جائے گی بلکہ خرچ کی جائے گی۔ پھر یہ کہ سود کی رقم غیر شرعی ہے۔ لہذا وقف جو ایک قسم کا صدقہ ہے مال حرام کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا بلکہ اسود کی رقم کے وقف ہونے کا تو کوئی موقع ہی نہیں۔ رہی اصل رقم پچیس ہزار روپیہ تو اس کا وقف مام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور بعض فقہاء نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے۔ (۱) اور اگر اس رقم سے کوئی جائیداد خرید لی جائے اور اس کو جائیداد موقوفہ قرار دے کر اس کی آمدنی کو صرف مبین کردہ واقف پر خرچ کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ (۲) یہ بات میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ سوائے جائیداد کی تصاویر کے اور ہر قسم کی نشانی تصویر کشی جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

ہندو عورت کی وقف کی ہوئی زمین مسجد میں شامل کرنا

(سوال) مسلمانوں نے پانچ سو سالوں سے زمین مسجد کے واسطے وقف کر دی ہے۔ مگر مسلمانوں کو رکاوٹ اس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔ ایسا کرنے والا مسجون شریعت کیسے ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے اور وہ زمین مسجد میں شامل کرنی جائز ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کو رکاوٹ ہے اس لئے مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ فیض

المستفتی نمبر ۱۲۶۶ اللہ دیا صاحب (میرٹھ) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱۵) از مولوی محمد مظفر احمد نائب امام مسجد فتح پوری دہلی، ہو المصوب۔ جب کہ یہ مسماۃ اپنے حصہ سے مسجد کے نام دے رہی ہے تو وہ زمین شامب سکتے ہیں اور مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ اس مسماۃ کے دعوے کو حق نہیں کہ وہ مسجد کے لئے زمین دینے سے روکے کیونکہ وہ مسماۃ اپنی زمین کی حق رہے خواہ بیع کرے یا ہبہ کرے یا وقف کرے۔ (۱) فتحدی اللہ تعالیٰ اعلم محمد مظفر احمد غفرلہ دہلی۔ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی (جواب ۲۱۵) (از حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کا فرقہ وقف اس کام کے لئے صحیح ہوتا ہے جو کام اسلام

(۱) ولو وقف در اہم اؤمکیلا اونی بالہم بحر وقیل فی موضع تعارہوا ذالک یعنی بالحوار (الہدیۃ) ولی حاشیہا . لم یعلم القائل من عبارة . ولی الاسعاف مانصہ ولی فتاوی الناطقی عن محمد بن عبد اللہ الانصاری من اصحاب زفرانہ یحوز وقف الدار الامرو الطومر الخ (الہدیۃ وحاشیہا کتاب الوقف اول الالباب الفاتی ۲/ ۳۶۶)
(۲) وقف وقفاً علی ما یدا واستقی لہم ان یلق من غلۃ الوقف علی نفسہ وعلیٰ ولہ وحشمہ مادام حیاً جاز الوقف . (علیٰ مگیریہ کتاب الوقف ج ۲/ ۳۹۹) ماجندیہ
(۳) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما . فان کنت لا بد لعلاً فاصح الشجر و مالا روح . فلیه مطلق علیہ . (مشکوۃ المصابیح . باب التصاویر . الفصل الاول . ص ۳۸۵) سعید
(۴) لان المثلث مام شامب ان یصرف فیہ بوصف الاختصاص . رد المحتار کتاب البیوع ج ۴/ ۵۰۲ . سعید

اور وقف کے مذہب کے اصول سے قرمت ہو۔ جیسے سرائے، کنوئیں، چٹانوں کی خوراک دلو کے لئے وقف ہو تو درست ہے۔ لیکن کافر کی طرف سے مسجد کے لئے وقف اس لئے صحیح نہیں کہ مسجد اسلام کے نزدیک قرمت ہے مگر ہندو مذہب کے اصول سے قرمت نہیں۔ اگر کافر مسلمان کو زمین ہبہ کر دے اور مسلمان مسجد کے لئے وقف کر دے تو جائز ہے مگر کافر کی طرف سے اور درست مسجد کے لئے وقف صحیح نہیں۔ اے محمد کفایت اللہ کان اللہ، والی

رفائی اخراجات کی خاطر ملک میں دی ہوئی زمین وقف نہیں ہے

(سوال) سرکار کی طرف سے ایک زمین میں ایک قطعہ زمین مویشیوں کو پانی پلانے کی جگہ رکھنے کے لئے اور اس میں پانی مہیا رکھنے کے لئے ایک شخص کو دی گئی تھی تاکہ وہ اس کی آمدنی کے عوض سب کام کرے۔ اس زمین پر پست کوئی ٹیلین نہیں تھا۔ لیکن چھ مہرہ بعد سرکار نے قانون بدل دیا۔ اور اس زمین کا اس شخص مذکور کو ایک ناویا اور زمین پر نہیں قائم کر دیا اور پانی کے عوض میں نقد روپیہ دیا شروع کر دیا۔ پھر اس شخص نے اس زمین پر قرضہ سے تمام زمین کو قرضہ میں منقول کر دیا۔ اور گاؤں والوں نے چندہ کر کے دو زمین بار قرض سے چھڑائی اور اس کو خرید لیا۔ اس کے بعد سرکار کی عقدہ لاندہ کو اور اس زمین کی آمدنی سے پانی کا انتظام ہو تا رہا۔ اور پھر جب سرکار نے امداد نہ کر دی تو منتقلی زمین کی آمدنی سے ایک مہرہ تک پانی کا انتظام قائم رہا۔ اور اس زمین کا ایک خاص حصہ جس میں فروخت کر دیا۔ اس کو خریدنے والے ایک صاحب تھے جنہوں نے حد کو اندر اس قائم کی۔ پھر سال نہ بڑھتا ایک شخص نے اپنے اخراجات سے ہمارے گاؤں میں وائرورس قائم کرنا چاہا اور گاؤں والوں سے کہا کہ میں گاؤں کے بڑے کنوئیں پر وائرورس بنانا ہوں تمام گاؤں میں بغیر کسی شخص کے مل لگا دوں گا جس سے تم کو اور مویشیوں کو کسی طرح کی تکلیف نہ رہے گی۔ چنانچہ گاؤں والوں نے اس کو بڑے کنوئیں پر وائرورس قائم کرنے کی اجازت دے دی اور شخص مذکور نے اپنی تجویز کو عملی صورت دے دی لیکن اس کے بعد اس نے کہا کہ مویشیوں کے لئے پانی کا انتظام میں اس وقت کروں گا کہ زمین مذکور کی آمدنی مجھ کو دی جائے اس کا تمام اختیار مجھ کو حاصل ہو۔ گاؤں والوں نے کہا کہ ہم نے گاؤں کے کنوئیں کو استعمال کرنے کی اجازت اسی لئے دی تھی کہ ہمارے مویشیوں کو بھی بلا کسی خرچ کے پانی وغیرہ ملے گا۔ اور ہم اس زمین کو تمہارے سپرد نہیں کریں گے بعد اس کی آمدنی کو دوسرے رفادہ کے کاموں میں صرف کریں گے۔ گاؤں والوں نے وائرورس بننے سے قبل ایک مرتبہ مختلف طور سے یہ طے کیا تھا کہ اس زمین کی آمدنی سے آگ بھٹانے کے لئے لورتا، آب پر جگا، ٹانگیں گے۔ لیکن پھر یہ کام جنگلہ کا سرکار کی طرف سے ہو گیا۔ غرض اس آمدنی کو پیسے بھی دوسرے کاموں میں لچا پنے کی تجویز ہوئی تھی اور اب بھی گاؤں والوں کا ارادہ ہے کہ اس سے تا۔ آب کو پختہ بنایں تاکہ اس کا آب ساتی پانی مہرہ

(۱) اما شرائط (فہما العقل والنوع) ومہما قرۃ فی دلتہ وعدہ النصرف، فلا یصح ولف المسلم والدمی غنی البعہ والکسبہ ولو جعل دمی دارۃ مسجداً للمسلمین، وساد کما می المسلمون وادن لہم بالصلۃ فیہ فصولۃ فیہ مات بصیر میراثلو رنہ، وهدا قول النکل، کدھی جواہر الاصلاحی (الہندیہ، کتاب الولف، الباب الاول، ص ۳۵۲ ط، ماحدیہ)

تک کار آمد رہے اور گاؤں کے لوگوں کو مستقل فائدہ پہنچے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ آیا یہ زمین جو گاؤں والوں نے خریدی تھی وہ شرعاً نقد پانی کے لئے وقف تصور ہوئی یا نہیں۔ نیز اگر وہ اس کی مدنی کو تالاب کے پختہ کرنے میں صرف کریں تو یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ یہ بھی بتایا جائے کہ جس شخص نے انور دس قلم یہاں اس کی یہ ضد کرنا شروع کیا ہے کہ میں موبیشیوں کے لئے پانی کا انتظام اس وقت تک نہ کروں گا جب تک گاؤں والے اس زمین کی آمدنی میری پر دہ کریں گے۔ اگر گاؤں والے اس شخص کو یہ زمین حوالہ نہ کریں تو اس میں شرعاً حرج تو نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۷۳۲ عبدالحی بنعلی و ابنعلی (ضلع سورت) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۱ جمادی الثانی ۱۹۳۷ء
جواب (از مولانا حبیب الرحمن نائب مفتی مدرسہ امینیہ) صرف پانی کے لئے زمین خریدنے سے زمین وقف نہیں ہو سکتی۔ بلکہ چند وہ ہندوگان و مشرکان کو اختیار حاصل ہو گا کہ اس کی آمدنی کو جس کار خیر میں صرف کر سکیں گے تو صرف کر سکیں گے اور مشرکان کو یہ شخص مجبور نہیں کر سکتا اس زمین کے حوالے کر دینے پر۔ لہذا واجباً و تہاً حبیب الرحمن نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار نے زمین کی تمینک کر دی تھی اور وہ مملوکہ زمین ہوئی۔ اور اس کی آمدنی موبیشیوں کو پانی پانے کے اخراجات میں صرف ہوئی رہی۔ مگر ملک کی طرف سے اس کو وقف کرنے کا ذکر نہیں۔ پس جب تک وقف ہو جائے نہ ہو اس وقت تک اس کی آمدنی کا مصرف ملک کی امر ضعی پر ہے گا۔ (۱) محمد غایت اللہ کالاندہ دہلی

ہندو کی عوالی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم

(سوال) دو بھائی ہندو مالدار ہیں۔ ان میں سے ایک بھائی نے ایک مندر بنوایا۔ دوسرے بھائی نے اپنی خوشی سے بغیر درخواست کسی مسلمان کے اسی مندر کے قریب اپنے ذاتی مال سے ایک مسجد بنوائی اور مسجد بنانے وقت کہہ کہ میں مسلمانوں کے لئے عوراتوں مسلمان اس میں نماز پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد باطل تیار ہو گئی تو مسلمانوں سے کہہ کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو ہمیشہ کے لئے اور اس مسجد کی تعمیر سے مسلمانوں پر کسی قسم کا نقص نہیں جتیا۔ نہ کوئی اختیار اپنا مسجد پر رکھا۔ لہذا اور یہ وقت طلب یہ امر ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۷۶۰ عبدالحقار (دہلی) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۸ جمادی الثانی ۱۹۳۷ء
جواب (از مولانا حبیب الرحمن نائب مفتی) جب اس ہندو نے مسجد تعمیر کروا کر مسلمانوں کے پروردگار کی نماز پڑھنے کے لئے ہمیشہ کے واسطے کو اس مسجد میں نماز پڑھنی جائز ہوئی اور یہ مسجد ہمیشہ کے لئے مسجد بنی رہے گی۔ نمازیوں کو اس میں مسجد بنی کی فضیلت کا ثواب ملے گا۔ (۲) فقط واللہ اعلم حبیب الرحمن نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) الاوصیٰ علیہ رجل بدعی لہالہ . اللہ فوہ علیہ ان فلاں و فلہا علیہم لہ یستحقوا شیئاً لا یلہ فذلک مالاً یملک

(۲) بوقت کی صحبت سے ہندو نے نہ صرف اپنے ذاتی مال سے ایک مندر بنوایا بلکہ اس میں مسلمانوں کے لئے مسجد بنوائی اور مسجد بنانے وقت کہہ کہ میں مسلمانوں کے لئے عوراتوں مسلمان اس میں نماز پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد باطل تیار ہو گئی تو مسلمانوں سے کہہ کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو ہمیشہ کے لئے اور اس مسجد کی تعمیر سے مسلمانوں پر کسی قسم کا نقص نہیں جتیا۔ نہ کوئی اختیار اپنا مسجد پر رکھا۔ لہذا اور یہ وقت طلب یہ امر ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۷) (۱) حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ اگر ہندو یہ مسجد مسلمانوں کو دے دے اور خود مسجد کے حق ملکیت، حق قویت اور حق نگرانی اور ہر قسم کے حقوق سے دست برداری کر دے اور مسلمان اس پر ہر طرح قابض و مختار ہو جائیں تو اس میں نماز جائز ہے اور وہ مسجد ہمیشہ کے لئے مسجد ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ

پڑوس کے مکان کے لئے مسجد کی زمین لینا ضروری ہے

(سوال) ایک مسجد کی قدر سے زمین مسجد کے پڑوس کے مکان میں مسجد کی بنا کے بعد دب گئی ہے۔ اور بغیر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حصہ پر (جو پڑوس کے مکان میں دبا ہوا ہے) مسجد کا قبضہ نہیں ہو اور اس وجہ سے غالب یہ زمین دبا گئی ہے اور اس مکان پر جو پڑوس میں ہے مختلف مکان ہندو مسلم بدلتے چلتے آئے ہیں۔ کافی حرمہ یعنی اب تک یہ علم نہیں ہوا یعنی واقعی جس قدر زمین موقوفہ مسجد کی تھی وہ فی الحال پوری مقبوضہ مسجد نہیں بلکہ چھ حصہ مسجد کی زمین کا پڑوس میں دبا ہوا ہے آیا اب اس صاحب مکان سے جو فی الحال ہے اس مسجد کی زمین کے ٹکڑے کی قیمت جو اس کے مکان میں دبا ہوا ہے یعنی جائز ہے یا نہیں۔ تاہم ثانی حکم بدیم مکان ہے یا کوئی اور صورت :-

(نوٹ) یہ زمین مسجد کی جس میں مسجد کی قبر ہے شہر کی جگہ کے وقت والی ریاست مسلم کی جانب سے دی ہوئی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۰۵ھ (۱۹۸۵ء) ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱۸) وہ زمین غالباً مسجد کی ماعتہ موقوفہ زمین ہے حتیٰ موضع جی لصلواتیں داخل نہیں ہے اور اس پر ۶ صہ دراز سے دوسروں کا قبضہ ہے اور ملک بدلتے چلتے آئے ہیں۔ ان حالات میں بدیم مکان اور چھوٹی زمین کا مطالبہ مشکل ہے بلکہ اس کی قیمت موجودہ ملک سے لی جاسکتی ہے اور یہ ملک سنن بائع سے لے سکتا ہے و علیٰ ہذا اصل غاصب تک یہ سلسلہ جاسکتا ہے۔ اس حاصل شدہ رقم سے دوسری زمین خرید کر وقف کر دی جائے۔ (۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

ہندوؤں اور مسلمانوں کے مشترکہ روپوں سے قبرستان کی زمین خریدنے کا حکم

(سوال) ملک برار ضلع امر اوتی میں مقام چاند بازار میں نوٹیفائیڈ ایریا کمپنی ہے مسلمانوں کی تعداد اس قصبہ میں تقریباً ایک ہزار ہے اور دیگر قومیں مردہ شہری تقریباً چھ ہزار ہو گئی۔ مسلمانوں کی حالت ہر اعتبار سے ناگشتہ ہے۔ سبہ قسمتی سے تمام مسلمانوں کے قبرستان کے لئے ایک جگہ حاصل کی گئی تھی جو اب قریب قریب پر ہو چکی ہے۔ قبرستان کے اطراف میں کوئی سرکاری جگہ نہیں ہے اور نہ ہی بسنی کے باہر کسی گوشہ میں کوئی سرکاری جگہ زمین ہے جو حاصل کی جائے۔ البتہ قبرستان سے ملحق کاشتکاروں کے کھیت ہیں۔ اگر ان کی قیمت لوائی گئی تو وہ

(۱) ان غصب الارض الموقوفة رجل قيمتها الف درهم ثم غصبها من الغاصب رجل آخر بعد ماصارت قيمتها الفی درهم فاقبض لا يتبع الغاصب الثاني، اذا كان الثاني ملياً يريد به اذا غصبها رجل آخر من الغاصب الثاني و تعذر استرداده من بد الثالث وان كان الاول املياً من الثاني يتبع الاول، و اذا اتبع القيم حذفت الضمان برى الآخر و اذا احذا القيمة من احدهما يشترى بها الرضا اخرى فيقضي ملكها، كذا في الدرحة (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب التاسع، ۲، ۴۴۸ ھ ماجلہ)

- (۱) بچوں کی موجودگی میں بھانجوں کا وقف صحیح نہیں ہے
 (۲) کیا مکان کو خانقاہ کے نام پر دینے سے وقف ہو جائے گا؟
 (۳) بلیب خاطر بشمول خانقاہ وقف کیا منے سے وقف ہو جائے گا

(سوال لایہ ایک شخص مکمل مکمل تھے جنہوں نے ایسی جگہ جہاں ان کا کوئی وارث نہ تھا، ملحقہ مکانات خریدے اور سہولت پذیر ہو کر اپنے مریدوں اور حاکمان حق کو عظیم طریقہ باطنی دی۔ بعد انتقال زید کے عمر و کی تحریک و ایم سے جو ضیفہ سند یافتہ زید کے ہیں، بحر قلم مرید زید کے جانشین ہوئے مکان زید کو پ وفور محبت و حسن عقیدت سب مریدیں زید کی خانقاہ سے قبیر کر گئے ہونے تک خانقاہ کے نام سے موسوم ہے اور جس میں پانچ سال تک بحر قلم و تحقیق کرتے رہے ان کی جانشینی کے زمانہ میں زید کے انتقال کے بعد زید کے دو بھائی و من زید سے آئے اور اپنے مورث زید کا سامان اپنے قبضہ میں لے کر ہر دو مکانات مذکور عمر و بکر کے سپرد کر کے اور مرد و ان کی شہادت و رسالت و بی ویشی کا اختیار دے کر وہیں وطن چلے گئے۔ اسی اجازت کی بنا پر منسلک ہر دو مکانات زید کا ایک قاعد مکان عمر و کے مشورہ سے فروخت کیا گیا اور بقیہ میں اور اضافہ کر کے دوسری راضی جو حق مکان زید تھی خرید کر اس میں ایک عمارت بکرائی گئی جس میں عمر و نے بھی چھوڑا اور بکر کو دی۔ بکر کے انتقال کے بعد خود عمر و سال یا زیادہ سال اس مکان میں قیام ہوئے اور مریدوں کو عظیم دی۔ عمر و نے بھی اس سال یا زیادہ سال کے قیام میں ایک دوسری راضی ملحقہ مکان زید موسومہ خانقاہ خرید کر مکان موسومہ مذکورہ خانقاہ میں شامل کر دی اور پھر خالہ کو جو زید کے دوسرے منشی مرید تھے جانشین کر کے اپنی خرید کر دوا راضی مذکورہ مشمولہ خانقاہ کے دھنامہ رجسٹری شدہ فی پست پر یہ عہدہ اپنی قلم سے تحریر کر کے کہ مکان ہم نے بلیب خاطر بشمول خانقاہ وقف کیا خالد کے حوالے کر دیا۔ خالد نے بیس بائیس سال خدمت عظیم و تحقیق انجام دی۔ خالد کی جانشینی کے زمانہ میں ایک اہل ثروت صاحب دولت و قبل کی آمد اس سے منہ عمارت مکان زید جو خانقاہ کے نسب سے موسوم ہے مندم کر ارازاہ فوقیہ کرانی آئی۔ بعد انتقال خالد مکان مذکور موسومہ خانقاہ پر عمر و نے بدستور قبضہ کر کے بقیہ حصہ عمارت منہ کو جو کر لیا تھا عمر و نے اپنے ذاتی مصارف سے زمرہ نو دوسرے وضع پر قیام کرا لیا۔ اور اس مکان مذکورہ موسومہ خانقاہ پر قبضہ رکھتے ہوئے زید مورث مکان کے حقیقی بچے جو جائز وارث زید کے ہیں۔ عمر و نے باضابطہ مکان مذکورہ کو خرید کر کے دھنامہ رجسٹری کر لیا تاکہ اپنی جائز تولیت میں مکان مذکورہ جو خانقاہ کے نسب سے موسوم ہے منہ کرا اس میں عظیم و تحقیق طریقہ باطنی کا سلسلہ قائم رکھیں۔ اب چند امور قابل استفسار ہیں :-

- (۱) یہ زید کے دو بھائیوں کی اور حامی نہائی پر دکر دینے سے یہ مکان وقف سمجھا جاسکتا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی وقف نامہ ہے۔ نہ ختمہ کو وقف میں اس کا اندراج ہے۔ باغرض اگر وقف من بھی لیا جائے تو بحر کی جانشینی کے زمانہ میں اس وقف سے ہمیں بیس سال پہلے اس مکان کا ملحقہ دوسرے قطعہ مکان جو بھی شہادت رکھتا تھا فروخت کیا جانا کیا اثر و حکم رکھتا ہے اور وقف کی تعریف شرعاً کیا ہے؟
 (۲) اس مکان کو جو مریدین نے بعد انتقال زید (ملک مکان) کے پ وفور محبت و حسن عقیدت خانقاہ کے نسب سے

موسوم کر دیا ہے اس عقب اور مسجد سے شرعاً وقف ہوئے کا استدلال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) عمرو نے تقریباً سال ذیہ سال کے قیام میں اراضی خرید کر کے شامل مکان مذکور غیر موقوفہ موسومہ خانقاہ کی ہے اور پھر خالد کو جائیداد کے بعد نامہ اراضی کی پشت پر یہ وغیرہ محبت اور عقیدت مندی لڑائے جے۔ یہ عہد ت تحریر کی ہے کہ ہم نے یہ مکان طیب خاطر بشمول خانقاہ وقف کیا۔ اس کا شرعاً کیا حکم و اثر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۸۲ جناب حکیم مولوی عبدالمعلی صاحب (کھوپال) ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ

۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۶۱) (۱) جب کہ زید مرحوم کا حقیقی بھتیجا موجود ہے تو بھائی وارث نہیں اور ان کا کوئی تعلق فہم نہیں۔ (۲) اس عمل سے مکان کا وقف ہو نا محال نہیں ہو سکتا۔ (۳)

(۳) عمر و کا اپنا ز خرید حصہ وقف ہو گیا خانقاہ وقف نہیں ہوئی۔ کیونکہ عمر و کا زوارث نہ تھا۔ زید سے بھتیجا ملک ہے (۴) اور اگر خانقاہ بھی بیع میں داخل تھی اور زید کے بھتیجے نے خانقاہ بھی پکڑ دی تھی اور پھر عمر و نے سب وقف کیا تو وقف صحیح اور جائز ہے۔ (۵) اور صرف عمر و کی یہ تحریر بشرط یہ کہ عمر و کی تحریر ہو نا محال ہو صحت وقف کے لئے کافی ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ العالی

سرکار سے عید گاہ کے لئے ماضی زمین کی بجائے مستقل ہمیشہ کے لئے قبول کرنا چاہئے

(سوال) ہر مسلمان رعایا کی درخواست پر سرکار نے بلا اخذ قیمت ایک قطعہ اراضی صرف سو پانچ روپے شکرانہ کے لئے کر قبلاہ عطا کیا جس میں حسب قانون جدید یہ شرط ذیل درج ہے اور ہر فرد قبلاہ میں یہ شرط ملکہ مطلوبہ موجود ہیں۔ اگر اس زمین کو فادہ م کے لئے ضرورت ہوگی تو کھری و دہرا اس کو واپس سے بیویں کے درپردہ وار و زمین و بیسی چھوڑنا پڑے گی۔ اس کے عوض میں اس کا معوضہ مندرجہ ذیل ہر طبقہ پر ملے گا۔ جو آخر تک نفس قبلاہ میں درج ہے۔ اس قطعہ اراضی کو مسلمانوں کے عام چندے کے خرچہ سے ہموار کر لیا گیا اور عرصہ تین چار سال سے نماز عیدین بمقتلہ اس قطعہ زمین میں لوائی جاری ہے۔ بلا وجہ قرب آبادی کے شمشان بھی یا م رکھتی صحرائیں ائے جانے کی تہاویز سرکاری قرار پانچی ہے۔ چنانچہ گزٹ میں اطلاع سرکاری شائع ہو کر عام اطلاع دے دی گئی۔ اور اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ سرکاری کو قبلاہ مذکور کو ظاہر کر کے اس سے استثناء نہ خدمت حضرات علمائے دین مع نقل قبلاہ ارسال خدمت ہے۔

(۱) سرکار میں حسرت کے لئے کہ وہ اب ارض عام قرار دے رہے ہیں۔ مذکور صورت میں بھتیجا صاحبان میں سے نہ انہیں ارض عام میں سے نہ انہیں قبلاہ کا حق ہے۔ نہ کہ بھتیجا کو ہے نہ کہ بھتیجا کو ہے۔ (۲) اما العصات فیہم اربعة وعشرون صفا فارلہم الاس اس الاحلاب و م و ما دوو لارحام فیہم اثنا و عشرون صفا اولاد الثنا و العلف فی العادی۔ کتاب الفرائض ص ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷ (۳) اس لئے کہ وقف ہے نہ ضروری ہے کہ وقف وقت شدہ چیز کا ملک ہو، صورت مندرجہ میں ملک مکان زید مرحوم نہ نہ مریدین ہاں سے وقف درست نہیں۔ (۴) و اما شرائط فیہا العالی

(۳) و اما شرائط فیہا العالی و اما الملك، عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الاول، ج ۲ ص ۳۵۲، ۳۵۳

(۴) لان الملك مانس شانه ان تصرف فیہ بوصف الاحصاء (رد المحتار، کتاب البیوع، ج ۴ ص ۵۰۲، ۵۰۳)

(۵) الکتاب علی ثلاث مراتب منسب موسوم ہو لیکون معوما و هو ان یکتب فی صدرہ مثلا ان لا یبیع ما جرت به العادة فهذا کالطلق فلزم حجة (رد المحتار، مسائل شریعی ج ۶ ص ۳۷ سعید)

صورت موجودہ مستفسر میں عید کاہ کے لئے دوسرا قطعہ اراضی ہم کوٹے توڑ خان کا قبول جائز ہے یا نہیں
۱۰۔ جب احکام شریعت مطہرہ مستفید نہ ہوں۔

المستفتی نمبر ۲۲۳۱ (بدیع احمد (جودھپور) ۲۲ ص ۵۵۳ تا ۵۵۴ پ ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۲۲) پٹنہ کی نقل دیکھتے سے معلوم ہوا کہ یہ زمین بطور تمسک دہائی کے نہیں کی گئی بلکہ شہر داہنی
فندہ اضروہ موجود ہے۔ اس لئے مسلمان آرائس کے مخصوصہ میں دوسری زمین سے اس کو مہیا ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کال اللہ، دہلی

صحت کی حالت میں وقف کی ہوئی چیز کو واقف کے وارث واپس نہیں لے سکتے
(سوال) مسماۃ سیکندہ بیگم بہت قاضی شمس الدین مرحوم اپنی جائیداد سخی دزری کو کن مسجد و مدرسہ کے نام وقف
کرنا چاہتی ہے تاکہ ثواب پارہ یہ رہے۔ جائیداد کو وہ سیکندہ بیگم کو اپنے والد و والدہ و شہیرہ حقیقی و دہلوی حقیقی سے
ترتیب میں بچتی ہے ورنہ شہر داہنی وقف کرنا چاہتی ہے کہ حاجت اس کی آمدنی اپنے اوپر ۱۰۰ روپے میں چاہوں گی
خرچہ مروانی۔ بعد میر کے متفہم مدرسہ فداں و مسجد فداں اس کے متولی رہیں۔ سیکندہ بیگم کی ایک لڑکی ریسہ بیگم
بہن کی عمر سات آٹھ سال کی ہے اور ایک شوہر قسمل الدین ہے۔ سیکندہ بیگم کی والدہ نے یہ وہ ہونے پر عقد
کر لیا تھا اس سے ایک لڑکی محمودہ بیگم اور سیکندہ بیگم کے والد مرحوم کے حقیقی چچا زاد بھائی کے تین لڑکے و
ایک لڑکی تھیں قاضی رفیع الدین و قاضی اشیر الدین و قاضی شرف الدین و مسماۃ سمیۃ بیگم۔ تو اس صورت میں
مندرجہ بالا حضرات وقف کے تمام ہونے کے بعد وقف کو توڑ سکتے ہیں یا نہیں اور سیکندہ بیگم اپنی حیات میں کل
جائیداد کو وقف کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۶ قاضی محمد رفیع الدین صاحب (میرٹھ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۵۸ھ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۲۳) سیکندہ بیگم اپنی حیات اور صحت میں اپنی کل جائیداد وقف کرنے کی مجاز ہے۔ اس میں صحت
کل جائیداد وقف کر دی تو جائیداد وقف ہو جانے کی اور پھر اس کی وفات کے بعد وارثوں کو وقف کے توڑنے کا
وکیل حق نہ ہوگا۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کال اللہ، دہلی

رضامندی سے وقف کی ہوئی چیز کو واپس لینے کا حکم جائز نہیں ہے
(سوال) ایک شخص مسک احمد بخش سائن جہر محمد ذمہ داری چھوٹی نے اپنا مکان اپنی خواہش پر رضامندی سے
مسجد کے نام وقف کیا اور وقف نامہ تحریری رجسٹری شدہ موجود ہے اور کئی مہینے تک یہ اپنے اقربا پر قائم رہا۔
اب اس نے مسجد کے نام بدلت میں دعویٰ باقہ عدو دریا ہوا ہے اور اب جامع مسجد کے نام بھی دعویٰ دائر کیا ہو

(۱) اہل فی العالمگیریہ رجل له ساحة لاء فيها امر قوما يصلوا فيها بحماة اعلان وقت الامر باليوه او الشہر
او النسبة في هذا الوجه لا نصير المساحة مسجد الموت پورٹ عہ (الفتاویٰ العالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی
عشر ۴۵۵/۲ ط ۱۹۵۱ء)

(۲) انھو حبسھا علی حکمہ ملک اللہ تعالیٰ و صرف منعینا علی من احب و لو عب قلمہ فلا یحور لہ اطفالہ و لا یورث عہ
و عبہ عنوی من الکماں و اس انتھہ (سور الاضار مع الدر المختار، کتاب الوقف، ج ۴ ص ۳۳۹ سعید)

ہے اور دعویٰ یہ تحریر کیا ہوا ہے کہ مجھ کو دھوکہ دے کر یہ وقت نامہ تحریر کر لیا گیا ہے۔ لہذا زور سے شہنشاہ نے یہ حکم دیا کہ جو شخصیں مسجد اور عمارتوں کے تعمیراتی کاموں کے حق میں یہ حکم ہے وہ چند شخصوں اس کے موافق ہیں اور اس کو دو دیتے ہیں۔ ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵: سید اہل اللہ صاحب دہلوی ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۴) اثر اس شخص نے اپنی خوشی اور رضامندی سے مکان وقت کیا تھا کسی نے اس پر جبر نہیں کیا تھا اور دھوکہ نہیں دیا تھا تو وہ وقت جائز اور صحیح ہو گیا اور اس کو واپس لینے کا اسے حق نہیں ہے۔ (۱) عمارتوں کے تعمیراتی کاموں کے حق میں یہ حکم ہے اور اس کے بعد ان کے لئے بھی سخت گہنگار اور ظالم ہوں گے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

وقت کے متعلق چند سوالات کی تصدیق

(سوال) نقل تحریر ناصر مینسٹری سکرٹری ریونیو ڈسٹرکٹ اور منسٹری یونی لکھنؤ

جناب عالی۔ یونی لکھنؤ کے گزشتہ اجلاس میں حرازہ بل کو ایک مجلس منتخبہ کے چار ممبران کی جانب سے ایک کو اس کا حق دیا گیا ہے کہ وہ اس بل کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرے۔ اور ۳۱ مئی تک جناب وائس مین کے سامنے دے دے۔ لہذا جناب وائس مین کے واسطے سے مجھ ان ممبران کی خدمت میں اس وقت اس بل کے متعلق جمعیت تحفظ اوقاف شریعت کے ممبران کو ضروری امور عرض کرنا چاہتی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ حرازہ بل پر ممبران مجلس منتخبہ غور کرتے وقت ان معروضات پر کافی غور کریں گے۔ معروضات حسب ذیل ہیں۔

(۱) موجب شریعت اسلام موقوفہ جائیدادیں انسانی عدلیت سے خارج ہو کر خاص خداوند تعالیٰ کی ملکیت کے حکم میں داخل ہو جاتی ہیں اور کسی کو اس پر مالکانہ دخل و تصرف رکھنے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔

(۲) مالکانہ دخل و تصرف تو ایک طرف اگر کسی فعل سے ملکیت کا شائبہ بھی پیدا ہو تا ہو تو شریعت اسلام نے اس کو بھی روا نہیں رکھا ہے۔ چنانچہ حرازہ ارضیات کو کسی حویلہ کی ملکیت کے لئے معہدہ کی رو سے کسی کو دینا جائز نہیں قرار دیا گیا ہے۔

(۳) موقوفہ جائیداد کے نظم و نسق کے لئے وقت نے جو شرائط و وقت نامہ میں قرار دیئے ہیں ان میں کوئی پابندی ضروری ہے اور (بجز خاص حالات کے) اسلامی حکومت کے عمل کو جائیداد کے نظم و نسق کا کوئی حق نہیں دیا گیا ہے۔

(۴) موجب شریعت اسلام وقت علیٰ ادا کی بھی وہی حیثیت ہے جو عام وقف کی ہے اس کی حیثیت میں بھانا کام کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔

(۱) امام حکیم مفتی صاحب الوقف لا یمکن بیعہ ولا یورث عہ (عالمگیریہ کتاب الوقف، ج ۱، ص ۲۵۲) (ماحولیہ)

(۲) ویحالی علیہ الکفر اذا شہد عمامہ اوقافہا من غیر سب (عالمگیریہ، کتاب السیر الی اللہ، مطب موحث لکھنؤ، ج ۱، ص ۲۷۰) (ماحولیہ)

اوقاف اسلامی کے متعلق مندرجہ بالا جو احکام و مسائل درج کئے گئے ہیں وہ اسلام کی مشہور مستند و مسلم کتب سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں۔ ہمسور اہل اسلام انہیں احکام کے پابند ہیں اور انہیں پران سے پابندی لازمی ہے اور ان میں خوانش کی ہو سکتی ہے۔ کہ ہندوستانی اوقاف اسلامی پر انہیں احکام کا نفاذ کیا جائے۔ فی الحال سلسلہ کمپنی سے ہماری خوانش یہ ہے کہ وہ اوقاف اسلامی کے لئے ہماری معروضات ذیل کو قبول کرے۔

- (الف) موقوفہ اراضیات پر کسی کا شکار کو حقوق کا نہ کسی حال اور کسی وقت میں نہ دیئے جائیں۔
 - (ب) موقوفہ اراضیات کو کاشتکاروں کے حقوق مہرٹی یا زمین دیتی کے نام حق سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔
 - (ج) موقوفہ اراضیات کے غنم و نسق کے جملہ اختیارات متولیت وقف ہی کے سپرد ہیں یہ نہ مینڈکاقتہ تشکیس و تخفیف و اتواء و معافی اگان و غیرہ جملہ مراحل متولی وقف بموجب احکام شریعت اسلام انجام دے۔ مسلمانوں کی ذمہ داریاں عین اس کی نگرانی کرتی رہیں۔
 - (د) اوقاف خواہ کسی قسم کے ہوں ان پر کوئی جدید ٹیکس حکومت کی جانب سے عائد نہ کیا جائے مجھے امید ہے کہ یہ معروضات پر کافی توجہ دی جائے گی اور ان کو قبول فرما کر اسلامی جماعت کو شکریہ کا موقع دیا جائے گا۔
- فتاویٰ المستفتی نمبر ۲۳۳۳ مو۔ نا محمد انیس صاحب، نظم جمعیت تحفظ اوقاف و متممہ رسالہ معدن العلوم نکرانہ ضلع لکھنؤ۔ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء
- (حواص ۲۲۵) اوقاف اسلامیہ کے متعلق جو احکام شریعہ تحریر بالا میں ذکر کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں اور ان احکام کی بن پر جو مطالبات پیش کئے گئے ہیں وہ معقول و درجہ قبول ہیں۔ محمد نجف اللہ کان احمدی، دہلی

شروط فاسدہ کے ساتھ وقف کرنا

(سوال) زید نے اپنا مکان غرض قیہ مسجد اس شرط پر وقف کیا کہ اس مکان پر خالد اپنے روپ سے مسجد قیہ کر دے اور اس کے دو مختلف حصوں پر دو کانیں قیہ کرے جس میں سے ایک دوکان کرایہ پر دی جائے اور اس کا کرایہ مسجد میں صرف ہو اور دوسری دوکان میں زید خود یا کرایہ اپنی زندگی بھر آباد رہے ورنہ اس کے بعد اس کے دو بڑے کرم ابی اور احسان ابی و چار روپے ہو اور پوری جائے اور کرایہ مسجد میں صرف ہو۔ لیکن ان دوکان سے عیدہ کرنے کا اختیار کسی دہ نہ ہو گا۔ اور اگر خالد اس مکان پر اپنے خرچے سے مسجد قیہ نہ کرے تو وقف نامہ ہادم ہو جائے گا اور میں خود اپنے مکان کا ایک ہوں گا۔ نیز یہ وقف نامہ سخت مریض ہونے کی حالت میں لکھا گیا ہے۔ اور اس مکان کے سوال کوئی مال بھی نہیں ہے۔

(حواص ۲۲۶) وقف اس نامہ شرط پر معلق کیا جائے تو وقف صحیح نہیں ہوتا۔ وان یکون محزوا عبیر معلق (تیسری) اس سورت مسئلہ میں کہ زید نے مکان اس شرط پر مسجد کے لئے وقف کیا ہے کہ خالد

اپنے روپ سے مسجد تعمیر کرائے ورنہ زید اپنا مکان واپس لے گا اور وقف نامہ کا عدم ہوگا۔ تو یہ وقت صحیح نہیں ہوا اسی طرح مکان کا ایک حصہ یعنی جس پر مکان تعمیر کیا گیا ہے اس سے باہر ایہ مخصوص رہا وقف مسجد کے متعلق ہے۔ اور چونکہ وہ حصہ مشاع ہے اس لئے مکان کا وقف المسجد صحیح نہ ہوا کیونکہ وقف مسجد کے لئے شیوع منافی ہے۔ واتفقا علی عدم جعل المشاع مسجدا او مقبرة مطلقا سواء کان مضافا یحتمل القسمة او یحتملها (ہکذا فی فتح القدیر، عالمگیری)۔ تعمیر کے لئے یہ کہ مریض نے تہذیب تبرع ثبت میں جاری ہوتے ہیں۔ پس جب کہ زید مریض تھا تو وقف علی المسجد ثبت میں جاری ہوا اور ثبت میں جاری ہونے کے وقت مشاع ہونا لازم تھا ہے پس تمام کا وقف باطل ہو گیا۔ مریض جعل دارہ مسجد اومات ولم یخرج من التبت ولم تجز الورثة صار کثلہ میراثا وبطل جعلہ مسجدا لان للورثة فہ حقا فلم یکن مقورا عن حقوق العاد فقد جعل المسجد جزءا شائعا فیسقط الخ (عالمگیری)۔ بہر حال صورت مسئلہ میں وقف صحیح نہیں ہوا۔ ورنہ زید کی ولایت میں باقی ہے۔ محمد غایت اللہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

مسلمان ہندو سے زمین خرید کر مسجد بنا سکتا ہے

(المجموعہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک ہندو سے زمین خرید کر اس زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) ہندوئی زمین مسلمان خریدے۔ تو پھر اسے اختیار ہے کہ اس پر مسجد بنائے اس میں ہتھیار نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ

ساتواں باب مصارف وقف

مسجد کی آمدنی قبرستان پر خرچ کرنا اور تہجدت کرنے کا حکم

(سوال) مختارانی صاحب (سرت) میں یہ قصصوں کی مسجد ہے اور اس مسجد کے متعلق اسی جماعت نے وصیت کیا ہے۔ یہ وہ جگہوں کی تہجدت کرتے ہیں۔ ان کے یہاں یہ تصور ہے کہ فی کوزی جتنی جس عدد و جری فروخت ہونے سے آئے مسجد کے نام سے کاتبوں سے وصول کرتے ہیں۔ اور نہ ان میں جو چاہوں گے ہوتے ہیں ان کے رو

(۱) عالمگیری، کتاب الوقف، باب لابی، فصل فی وقف مسجد ۳۶۵ ط ماحدہ،

(۲) عالمگیری، کتاب الوقف، الباب لحدی عشر، الفصل الاول ۴۵۶ ط ماحدہ،

(۳) مسلمان کے جب زمین خریدے اس کا وہ مال یا رقم یا جی امت میں ہر طرح کے تصرف کرتے کا اختیار ہے، لہذا ان حالات میں شریعہ ان تصرفات کو صرف مباح و حلال سمجھتا ہے۔ اگرچہ ان کے مال میں جو ۳۴ مسجد کا مال لے کر ذکر و سورت میں مسلمان چاہتے ہیں اور اسے دیتے ہیں۔

وے یعنی آتیں جو فروخت ہوتی ہیں اس کی قیمت اور جماعت کے مکان جو کرایہ پر دیئے جاتے ہیں اس کا کرایہ اور جماعت میں جب کسی شخص پر کسی قصور کی وجہ سے جرمانہ کیا جاتا ہے اور جماعت کے رتن جو تانبے کے ہیں کرایہ پر دیئے جاتے ہیں ان کا کرایہ۔ یہ سب اخراجات اسی مد میں خرچ ہوتے ہیں۔ مسجد کے پیشوا و مؤذن اور رمضان شریف میں حافظ کا اجرت ترویج اور مسجد میں روشنی و وعظ و افعال اور مسجد کی مرمت اور قبرستان کے حصار کی تعمیر اور جماعت کے اداک کی تعمیر و مرمت۔ اور قیاموں اور مساکین، یتیموں اور یتیم خانوں اور وارث میت کے اخراجات اور جماعت کا کوئی جعزہ اگر سرکاری کورٹ میں ہو اس کا خرچ۔ اور جو فشی اس مسجد کا دفتر لگتے ہے۔ اور بھی کبھی مسجد کے چندوں میں وغیرہ۔ اب اس رقم سے تجارت کا کاروبار ہے تو کیا جماعت والے اس رقم سے تجارت کر سکتے ہیں؟ اور یہ تمام مصارف شرع شریف کے مطابق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۲۲۸) فی کوزی بحری فروخت ہونے پر کچھ آنے مسجد کے لئے دینا۔ رودہ یعنی آتیں مسجد کے لئے دینے والوں کا تبرک ہے جب کہ وہ اپنی خوشی سے غیر کسی جبر کے دیں تو جائز ہے مکانات اگر مسجد کے وقف ہیں تو ان کا کرایہ بے شک مسجد کی ملک ہے اور اگر کسی شخص کی ملک ہیں تو اس کی خوشی اور اجازت سے مسجد میں نہ رہ سکتے ہیں۔ اور اگر کسی دوسری چیز کے وقف ہیں تو اسی چیز میں ان کا کرایہ نہ رہ سکتا ہے نہ کہ مسجد میں۔ اس کی شخص پر کسی قصور کی وجہ سے ہی جرمانہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱) مسجد وہ آمدنی جو کسی خاص جہت کے لئے مخصوص نہ ہو بلکہ مؤذن بقدر ضرورت و روشنی مرمت میں فرش کو نئے پانی وغیرہ میں خرچ ہو سکتی ہے۔ (۲) اس میں ترویج کے حافظ لازم کو دینا بقدر تناف مرمت اور حصار میں لگانا۔ قیاموں، یتیموں، مسکینوں، وارث اموات کے اخراجات، فقیر میں لگانا جائز نہیں۔ (۳) اگر مسجد کی ضروریات مقتضی ہوں تو دفتر کے لئے فشی رہ سکتے ہیں اور اس کو مسجد کے مال سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔ (۴) مسجد کا جمع شدہ مال تجارت میں لگانا جائز نہیں۔ کیونکہ تجارت میں نفع ہوتا ہے نہ نہیں۔ نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ اور ایسے تصرفات جن میں نقصان کا احتمال ہو ناجائز ہیں۔ (۵) بواۓہ اصحاب الصواب

(۱) فی الہدیۃ ص ۱۵۵ الدبیر فان بداعت حضانة المعبرة الى الحواص بصرى البها او الى المسجد قل الى ما هي وقف عنه (۱۶۶، ۲) من شمس لامة الحواص استعنى الحواص عن العمارة وهاك مسجد محتاج الى العمارة ها يجوز لمدعى صرف وقف ما استعنى عن العمارة الى العمارة ما هو محتاج الى العمارة قل لا كذا فى المحيط عالمگیریہ، كتاب الوقف، الباب الثانی عشر، الباب الثالث عشر ۴، ۵۷۶، ۵۷۸ ط حاجیہ (۲) لا باحد مال في المذهب، بحر، قوله لا باحد مال في المذهب، قل في الفتح وعى ابي يوسف يجوز لتعير لسلطان باحد المال، وعدهما وباقى الا لا يمحور، ومثله في المعراج، وطاهره ان ذلك رويہ ضعيف عى ابي يوسف قل في الشربلاية ولا يعنى بهذا لمانه من سبط الظلمه على احد مال الناس بما كلوه بالدر المحصر مع رد المحتار، مطلب في التعير باحد المال، ج ۴، ص ۶۱ سعيد (۳) مسجد له مستعلات، ووقف اراء المتولى ان يسرى من عنه الوقف للمسجد دف او حصر او حبيب، وحت لشر المسجد او حصى، فلو ان وسع الوقف ذللا لنفسه وفان فعل ماترى من مصلحة المسجد كن له بى شرى لمسجد منته، والهدية، (وقف)، ولم يتولى ان باخر من حده المسجد والهدية كتاب الوقف، الباب الحادى عشر، الفصل الثاني، ۴، ۶۱ ط حاجیہ

(۴) ليس لسيه المسجد ان بشرى حارة، وان ذكر الوقف ان القيم بشرى حارة، ولو اشترى القيم بعنه المسجد بوما او دفع الى المساكين لا يمحور وعليه صمد ما تقدم مال الوقف، كذا فى فتاوى صاحبان الفتاوى الہدیۃ، كتاب الوقف الباب الحادى عشر، ۲، ۶۲ ط حاجیہ

(۵) فى الہدیۃ ولم يتولى ان يستخر من بعده المسجد بكنهه ويحو ذلك باخر مثله او يباذ بعا من فيها وكتاب الوقف، الباب الحادى عشر، الفصل الثاني، ج ۴، ۶۱ ط حاجیہ

(۶) من المدعى الا انه سبب الاسلام محمود الا ورحمى رحمه الله تعالى عى المسجد بصره فى وقف المسجد بعى حررا لمسل وله متول قل لا يصح تصرفه، عالمگیریہ كتاب الوقف، الباب الحادى عشر ۲، ۶۳ ط حاجیہ

حالتِ صحت میں وقف کی ہوئی جائیداد سے محتاج وارشوں کو دینے کا حکم

(سوال) بندہ نے اپنی حیات میں کل جائیداد اپنے تین وارثین (مسا آئمہ، بھائی علیہ وینا زاد) پر تقسیم کر دی۔ جس میں سے ایک مکان کو وقف کر دیا اور اس کا متون زادہ و مقرر کیا۔ زادہ بالمدار ہے۔ بچہ بھی عدوفاً بندہ اس وقت کی آمدنی کی مدد موقع پر خرچ نہیں کرتا۔ بندہ کے بھائی ماسریت ہی غریب ہیں یعنی آئمہ و مساکین۔ اس وقت کی آمدنی میں ان دونوں میں سے کسی کا شراحت بھی ملتی ہے یا نہیں۔ وہ تو جواں۔

(جواب ۲۲۹) صورت یہ ہے کہ اس وقت کی آمدنی سے اس وقت کی آمدنی سے مساکین و محتاجین کو دینا جائز ہے۔ فان احتاج بعض قرانہ او ولدہ الی دلت والوقف فی الصحۃ فیہا احکام احدها ان صرف العلة الی فقراء القرابة اولی فان فصل مہاسی بصرف الی الا جانب الخ (ہدایہ) اور زادہ آمدنی کی مدد موقع پر خرچ نہیں کرتا تو اس سے اس کے کوئی دوسرا متون مقرر کیا جاسکتا ہے۔ ووسع وحوماً لو الواقف فعبودہ اولی غیر صوموعا جز الخ (در مختار) ۲۱

مسجد کی رقم دوسرے مصارف میں خرچ کرنے کا حکم

(سوال) مدرسہ اسمیت مسجد کے اہل جماعت اپنی اپنی تجارت کا بوسا میں فی ہزار روپیہ پر تین سو روپیہ مسجد کی خدمت کے نام سے ایک ہجرت میں سال سے جاری ہے اور ہر سال اس سے مسجد کے امور و فن و چراغ و حیر و پانی و مرمت وغیرہ خرچ ہوتی ہے اور اس سے مسافروں و غرباء کی آمد و آمد دینے اور خاص دینی مدرسہ اور اہل اسلام کے دینی و دنیوی تعلیم کو اچھن کو بہانہ چند دینے ہوتے ہیں۔ اور ۱۰۰۰ برین مجروحین و یتیمان کی آمد کیلئے بھی اور دیگر ضروریات و قضا و اہل اسلام کے موقع ہر موقع چھوٹا چھوٹا بھی ہے۔ یہ سب ہوتے آئے۔ اب دو سال سے وہ جماعت اپنے قواعد و قوانین و رجسٹری برائے روزگار و ہر چہ رہی تھی۔ اس میں یہ امر صاف رجسٹری شدہ ہے کہ اہل اسلام کے مذہب کی ترقی کے لئے اس سے فی ہزار روپیہ ہر روز سے مذہب و اہل جماعت کے بعض علماء دین میں یہ غرض پیدا ہوئے کہ مذکورہ سوا سال مسجد کے اخراجات کے لئے اس سے ہر خرچ کرنا مسجد کے نام پر وقت ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ اور بعض دیگر علماء دین بھی سمجھتے ہیں کہ مذہب و وقت کی ان اہم میں داخل نہیں ہوتی۔ مگر اس سے چھوٹا نہیں ہوتا۔ اس کے کو وقف نہیں کر سکتے۔ مگر ان کی نیت کہ سب امور محتاجہ مذہب میں خرچ نہ ہوں یہ تو بے فائدہ ہے۔ یہ نیت یہ مذہب و اہل جماعت کی آمد و مراد جدید ہے اور یہ مذہبی مقول و غیر مقول مسائل و فیہ مستحقین کی سبب میں آراء کی وقت میں ہو نہیں سکتی۔ اور اس میں مذہب کی نیت کا اعتبار ہے۔ اس میں فریقوں کو صواب پر ہیں یا فریق تہی

(جواب ۲۳۰) یہ صورت وقت کی نہیں ہے۔ یہ نیت کا ایک قسم ہے جو وقت سے جدا ہے۔ ثابت رہتا

(۱) والہدیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث، فصل خمس ۳۹۵ ط ۱۰۰ احمدیہ

(۲) الدر المختار، کتاب الوقف، مصنف ہانہ علیہ الحدیث، ۳۸۰ ط ۱۰۰ سعد

ہے اور دینے والوں کی نیت کا اعتبار ہے۔ اور جب کہ ان کی نیت اسلام کو ترقی دینے والے کاموں میں خرچ کرنے کی ہے جیسا کہ انہوں نے قوانین و قواعد کی رجسٹری میں لکھا ہے اور جیسے کہ پہلے سے اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے تو اب بھی انہیں جائز ہے کہ وہ اسلام کی ترقی کے اسباب پر اس رقم کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ صرف مسجد کے ساتھ اس رقم کا اختصاص نہیں ہے۔ وہ مسجد پر وقف ہے۔ واللہ اعلم

مسجد کے لئے چندہ کرنے کی ایک صورت

(سوال) یہاں ایک قدیمی مسجد ہے جو کہ عام مسلمانوں کے چندے سے بنائی گئی ہے۔ مسجد کے قیامیہ ہونے کے بعد ایک شخص بطور متولی مسجد کا کاروبار چاہتا ہے اور ضروری انتظام کیا کرتے تھے۔ متولی مذکور نے اپنے ذاتی مال سے یا کسی دوسرے شخص کے مال سے جو ان کے پاس ہو مسجد کا انتظام بہت عرصہ تک کیا۔ اس کے بعد تقریباً ایک سال سے اہل جماعت نے مسجد کے ضروری خرچے کرنے کے لئے یہ کیا کہ اہل بدعت تجارت پیشہ جس قدر مال فروخت کریں اس پر فی صدی چار آنے مان لینے والوں سے مسجد کے لئے مان جائیں۔ اور چار آنے فی صدی مال پختہ والے اپنی طرف سے دیں۔ اس طرح دوا آٹھ آنے فی صدی حق مسجد اہل بدعت لو آئیں۔ اس قرار داد پر سب کا اتفاق ہوا۔ اور سب لوگوں نے اس تحریری قرار داد پر دستخط کیے۔ دو تین مہینے یہ انتظام بہتر چل رہا۔ اور فیصدی آٹھ آنے ہر ایک سے وصول ہوتا رہا۔ چند روز کے بعد اہل بدعت کی رامیں آپس میں مختلف جوتیوں کے اس قسم کے انتظام سے ہر ایک شخص کی مالی حالت اور تجارت کے روز اور مین دین کی پوری کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس واسطے موجودہ قرار داد منسب نہیں ہے۔ بجائے اس کے ایسا کرنا چاہئے کہ اہل بدعت آپس میں اتفاق کر کے ایک عام چندہ مسجد کے ضروری خرچ چلانے کے لئے اور دوسرے کاموں کے لئے کریں۔ اس رقم سے ضروری خرچ چلانے کے علاوہ ہمیشہ فی آمدنی کی بھی کوئی صورت کرنی جائے۔ لہذا پہلی قرار داد بالکل باطل ٹھہر کر اہل بدعت میں سے ہر ایک سے ایک غیر معین رقم ایک دفعہ بطور چندہ کے وصول کی جائے اور اس سے کوئی ہمیشہ فی آمدنی کی شکل کرنی جائے۔ اس دوسری تجویز پر اہل جماعت کا اتفاق نہیں ہوا اور پہلا انتظام بھی ٹوٹ گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد دوسری تجویز بتانے والوں نے پہلی قرار داد کے موافق فیصدی آٹھ آنے کے حسب سے پھر رقم جمع کر کے مسجد کے متولی کو دینے چاہا۔ اس وقف متولی نے اس رقم کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا روپیہ مسجد میں نہیں لیا جائے گا۔ اب یہ روپیہ ان لوگوں کے پاس جمع ہے جو کہتے ہیں کہ اس مسجد میں خرچ کرنے کی نیت سے یہ روپیہ ہم کو کون الگ کر رکھا ہے۔ لیکن متولیوں کو مسجد میں لینے سے یہ طرح انکار ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں نے جو پہلا انتظام کیا تھا وہ از روئے شرع ٹھیک ہے یا دوسرا انتظام ٹھیک ہے۔ پہلا انتظام ہے کہ جب کسی ہرجا اپنے خریدار سے فیصدی چار آنے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور قرار داد سے بچر جانے کا منہ ہوا یا نہیں؟ اور اگر دوسرا انتظام ٹھیک ہے تو وہ لوگ جو اس دوسرے انتظام کو چاہتے ہیں انہوں نے پہلی قرار داد کے موافق جو روپیہ اسی مسجد کے خرچ کے لئے الگ کر رکھا ہے جس کو متولی لینے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ روپیہ کہاں خرچ کیا جائے جو متولی مسجد کے لئے یہ روپیہ نہیں لیتے ان کو اس نہ لینے سے کوئی منہ ہو کیا نہیں؟ اگر اس مسجد میں یہ روپیہ خرچ نہ کیا جائے ہندو کسی اور مسجد یا کسی کار خیر میں اس روپیہ کے

خرچ کیا جائے تو اوردے شرع شریف جائز ہو گیا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) ان الحکمہ الا للہ۔ اہل مسجد مسجد کے مصارف کے لئے جو چندہ جمع کریں ان کا خرچ ہے اور جس انداز سے جمع کرنے پر باہم قرار دوا کریں انہیں اختیار ہے بشرطیکہ وہ قرار دوا اصول شرعیہ سے منہ و منہ ہو۔ اور کسی پر جبر نہ ہو۔ پہلی قرار دہ مذکورہ سوال میں چار آنے فی صدی خریداروں سے مسجد کے لئے بخلاف شرع ہے اور شرط فاسد موجب فساد خرچ ہے اور چار آنے فی صدی اپنے پاس سے دینا جائز ہے۔ اور پہلی قرار دہ سے انحراف کرنا اس وجہ سے ہو کہ اس کی وجہ سے ایک مذکور شرعی کار اکابر لازم آتا ہے تو اس انحراف کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر اس سے پہلے یہ صورت ہو سکتی تھی کہ آٹھ آنے فی صدی اپنے پاس سے دینا دیتے۔ اور خریدار سے ہی اگر چار آنے وصول کرنے تھے تو ان چار آنے کو شمن میں داخل کر کے خرچ کیا کرتے۔ مثلاً سو روپے کی چیز خرچ کرتے وقت جنا۔ اس طور پر عقد کرنے کے کہ سو روپے اس چیز کی قیمت دو لاکھ چار آنے مسجد کے لئے دینے ہوں گے اس طرح خرچ کرتے کہ ایک سو روپے چار آنے اس چیز کی قیمت ہے تو پھر کوئی خرائف نہیں رہتی۔ لیکن پہلی قرار دہ کو اپنی تجارتی مصلحت سے توڑنا بھی کوئی گناہ نہیں سوائے اس کے کہ ایک عہدہ عہدہ کا خلاف ہے۔ تو جب کہ وہ مسجد کو اسی قدر یا اس سے زیادہ فائدہ مجموعی چندہ سے پہنچانا چاہتے ہیں تو اس میں چندہ خلاف وعدہ کی کا بھی مضائقہ نہیں دوسرا انتہا بہ تردد جائز ہے۔ پہلے انتہا کے موجب جو چندہ جمع کر رہا ہے وہ ابھی تک مسجد کی ملک نہیں ہوا ہے۔ ماموں کو اختیار ہے کہ جس کار خیر میں چاہیں صرف کر دیں خواہ کسی دوسری مسجد میں یا کسی دینی مدرسہ میں یا کسی دوسرے نیک مقصد میں لگا دیں متونہ لیا کا مسجد کے لئے روپیہ نہ لینے موجب مواخذہ ہے۔ رجل اعطی درهما فی عمارة المسجد او نفقة المسجد او مصالح المسجد صح لا نہ وان کان لا یمن تصحیحہ تملیکاً بالہیۃ للمسجد فالتات الملك للمسجد علی ہذا الوجه صحیح فیتم بالقض کذا فی الواقعات الحسامیہ۔ ولو قال وھب داری للمسجد او اعطیتا لہ صح ویکون تملیکاً فیشرط التسلم کما لو قال وقفت هذه المائۃ للمسجد یصح بطریق التملیک اذا سلمہ للقیم کذا فی فتاوی العتانیہ ولو قال هذه الشجرة للمسجد لا نصیر للمسجد حتی تسلم الی قیم المسجد کذا فی المحيط (عالمگیری) (۱) ان تمام روایات سے ظاہر ہے کہ دور قلم اب تک ماموں کی ملک میں داخل ہے مسجد کی ملک نہیں ہوئی۔ انہیں اختیار ہے جس کار خیر میں چاہیں صرف کریں۔

مدرسہ کے چندہ کو واپس لینے یا خاص مد پر خرچ کرنے کا حکم
(سوال ۱) ایک انجمن اسلامیہ نے زمانہ مدرسہ کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا اور اس سے کچھ سامان خرید لیا۔ لیکن انجمن مدرسہ تعمیر نہیں کر سکی اور نہ آئندہ اس کی تعمیر کی کوئی امید ہے۔ ایسے سامان کے متعلق دریافت ہے کہ

اس کو انجمن فروخت کر کے کسی دوسرے اسلامی مدرسہ کی مدد تعمیر میں خرچ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتی تو انجمن اس سامان کو کیا کرے۔ ایسی صورت میں کیا جائز ہے کہ اہل چندہ اپنا چندہ واپس لے کر اپنے ذاتی مصرف میں لائیں یا کسی دیگر نیک کام میں صرف کریں۔ یعنی بصورت عدم تعمیر مدرسہ کیا اہل چندہ کو حق واقعی چندہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۲) جو چندہ کہ لوگوں نے زمانہ مدرسہ کی تعمیر کے لئے دیا ہے وہ ابھی تک ماموں کی ملک میں داخل ہے۔ انجمن کے کارکن ان کے وکیل ہیں۔ اگر زمانہ مدرسہ کی تعمیر کسی وجہ سے ملتوی ہو گئی تو چندہ اہل چندہ و واپس دیا جائے یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے کام میں صرف کیا جائے۔

صدق کے جانور کو فروخت کر کے اس کی رقم مدرسہ پر لگانے کا حکم

(سوال) مدرسہ اسلامیہ اور یتیم خانوں میں اکثر مسلمان لوگ بکرا بھیڑ بطور صدقہ طلبہ کے لئے دیتے ہیں۔ بعض وقت مدرسہ میں اس قدر گوشت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بجائے اس جانور کے بیچ کر کے منہم مدرسہ یہ چاہے کہ اس کو کسی نیک قصب سے فروخت کر دوں اور اس کی قیمت طلبہ کی روزانہ کی خوراک میں صرف کروں یہ اس منہم کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور صدقہ کا جانور جو مدرسہ میں آئے اس کا فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پروا تو چروال

(جواب ۲۳۳) اگر دینے والوں کی طرف سے صراحت یا دلالت اس کی اجازت ہو تو جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اگر ان کی طرف سے اس امر کی اجازت نہ ہو تو منہم مدرسہ جانور کو فروخت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ دینے والے کا وکیل ہے اور وکیل کو تصرف کا اختیار اسی صورت سے ہوتا ہے جس طرح منوکل معین کر دے۔ اور ممکن ہے کہ دینے والے نے جو جانور بھیجا ہے وہ غدر کا ہو یا کسی اور وجہ سے اس کا مقصد و تقرب باری راقہ ہو۔ محض گوشت تقسیم کرنا منظور نہ ہو۔ ورنہ ممکن تھا کہ بجائے جانور بچنے کے وہ گوشت خرید کر بچے دیتے اور ایسی حالت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ منہم کا یہ تصرف خلاف اہل الخیر ہے۔ کیونکہ تقرب باری راقہ اور چیز ہے اور طلبہ کو ان کی حاجت نے لوقت میں حل دینا اور چیز ہے۔ حاصل جب تک جانور دینے والوں کی صراحت یا دلالت اجازت نہ ہو منہم واپس کرنا جائز نہیں۔ (۲)

نیا منقولہ مومن کیلئے جمع کئے چندہ کو مدرسہ یا مسجد پر خرچ کر سکتے ہیں؟

(سوال) اہل اسلام نے چندہ اس غرض سے جمع کیا تھا کہ مظلومان آردہ پر تقسیم کیا جائے۔ اب ان لوگوں کی تقسیم کے بعد چھ روپیہ باقی ہے اس کا کیا کیا جائے۔ آیا مسجد یا تعمیر مدرسہ یا عیال دینی میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں ب وروپیہ کس کام میں لائیں؟

(۱) سال عن وقف الہند ولم یکن له شئی بعمر مہ، ولا امکن احزانہ ولا تعمیرہ، ہا ناء لہ منہ من حجر و طوب و حنٹ
احاب اذا کن ال امر کلک صبح یعہ ما مر الحاکم، ویشتری شمنہ و یحف مکانہ، و دالم یحک و دہ الی ورنہ الوقف ان وحدوا
ولا یصرف لفقراء (رد المحتار، کتاب الوقف، مظاہر فی الوقف اذا جرب ولم یحک عمارتہ، ح ۴ ص ۳۷۶، سعید)

(۲) ناسطہ الوقف ان لا یوخر اکثر من سئہ، فیس لیسہ، یوخرھا اکثر من سئہ، (رد المحتار، کتاب الوقف ۴ ۴۰۰، سعید)

(جواب ۲۳۴) یہ لوگ جن کے پاس چندہ جمع ہے چند دینے والوں کے وکیل ہیں اور دینے والوں نے انہیں یہ چندہ مقصودین آرد پر خرچ کرنے کے لئے دیا ہے ان سے انہیں بزم ہے کہ انہیں مقصودوں پر خرچ کریں ورنہ ہر جو اس کے کہ مظلومین بیمار کو اس روپے کی حاجت ہو دوسرے موقع پر خرچ کرنے سے یہ ضامن ہوسکے۔ بالبت اگر چندہ دینے والے دوسری جگہ خرچ کرنے کی اجازت دے دیں مظلومین بیمار کو احتیاج کانت نہ رہی ہو تو پھر یہ لوگ اس روپے دوسری جگہ کے مسکین یا طلبہ پر خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن قیہ مسجد و مدرسہ پر خرچ کرنا کسی طرح جائز نہیں (۱)۔ (۳)

بدکاری کی اجرت سے زمین وقف کرنا

(سوال) ایک عورت بد افعال بذاری تھی اس نے چھ زمین خرید کر مسجد کے اخراجات کے لئے وقف کر دی۔ حرمہ بارہ سال کا ہوا اس حرمہ میں مسجد کا خرچ اسی کے ذریعہ سے پورا ہوتا رہا۔ اب اس کے وارث کہتے ہیں کہ یہ زمین چونکہ اسی چہرے سے متوفیہ نے خریدی تھی جو کہ زمانے کے پیشہ سے اس نے پیدا کیا تھا اور متوفیہ کی ولی آمدنی سوائے اس کے نہ تھی۔ اب یہ زمین آیا مسجد کے صرف کے لئے جائز ہے؟

(جواب ۲۳۵) ہوزمین کے متوفیہ نے خرید کر مسجد کے لئے وقف کی ہے ظاہر ہے کہ خود وہ زمین زمانے کے بد سے حاصل نہیں کی ہے بلکہ خرید کر اس کی مالک بنی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین کی خرید میں بوقت عقد کسی مخصوص مشرالیہ روپے کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ نیز ذرا ہم دو تاخیر عقد جمع غیر متعین ہوتے ہیں پس جمع سے متوفیہ اس زمین کی مالک تو ہوئی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر بوقت عقد خاص حرام روپے کی طرف اشارہ کیا ہو کہ ان روپوں سے خریدی ہو یا اس کی نیت میں یہ بات ہو کہ حرام روپے سے قیمت لوار کروں گی تو ملک میں ثبت آگیا اور اگرچہ متوفیہ کی اور کوئی حلال کمائی ظاہر اور معلوم نہ ہوتا ہم ممکن ہے کہ اس نے زمین کی قیمت لوار کرنے کے لئے کسی سے روپیہ قرض سے لیا ہو جیسا کہ اکثر حرام کمائی والے نیک کاموں میں خرچ کرنے کے وقت کرتے ہیں اور قرض سے حاصل کیا ہو اور وہ زمین کی قیمت میں ڈال دیا ہو۔ پس ان صورتوں میں ضمیر یہ ہے کہ اس زمین کے وقف کی صحت کا قضاء تصم دیا جائے گا اور حکما کوئی اس وقف کو باطل نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دینے پر غمہ ظاہر یہی ہے کہ حرام کمائی کے ذریعہ سے وہ زمین حاصل کی گئی ہے اور اس میں بھی ایک قسم کا غمہ ہے اور غیبت چیز کو عبادت و عبادت کی جگہ صرف کرنا مذموم ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ روپیہ مسجد میں نہ آگایا جائے۔ لیکن اگر مسجد کی ولی اور آمدنی نہ ہو صرف اسی روپے سے اس کی ضروریات پوری

(۱) مسجد له مستعلات و اوقاف اراذ المتولی ان بشری من عنة الوقف للمسجد دھا اوحصر ا او حبشیا ان وقع الوقف دائل للفقیم و ان لم یوسف ولكنہ وقف لساء المسجد و عمارة المسجد لیس للفقیم ان بشری ما ذکرنا والهدیة ، کتاب الوقف ، الباب الحادی عشر ، الفصل الثانی ۱ / ۶ ط ۱۶۹ ط (ماجدیة) وقلت علم بهذا ان الوکیل لا یجوز له الخلاف فیما امره الموکل

(۲) ولو ان قوما یؤوا مسجد ا وفضل من حبشهم شی قلو ا یصرف الفاضل فی سانه و لا یصرف الی البع و الحصر ، هذا اذا سئموه الی المتولی لیس به المسجد و لا یجوز الفصل لهم یصعون به ما شاء و الھدیہ ، کتاب الوقف ، الباب الحادی عشر ، ۱ / ۶ ط ۱۶۹ ط (ماجدیة)

(۳) ولو استثنی فقال لا یجوز اکثر من سة الا اذا كان ابع للفقراء ، فلنقیم ذلك اذا راہ حیرا ملا دن القاصی (رد المحتار ، کتاب الوقف ۴ / ۱۰۰ ط. مسجد)

ہوتی ہوں تو اس کے خرچ کرنے کی گنجائش نکلتی ہے اگرچہ کمزور ہے۔ قال تاح الشریعة اما لو انفق فی ذلك مالا حیثا او مالا سببه الحیث والطیب فیکره لان الله تعالى لا یقبل الا الطیب فیکره تلویث بیئته بما لا یقبلہ ۱۰ شربلالیہ (رد المحتار)

مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو دوسری مساجد پر خرچ کرنا (سوال) کسی مسجد میں آمدنی اس قدر زیادہ ہو کہ اس کی حاجت مسجد مذکور میں سمجھی نہیں ہوئی بلکہ حاجت سے از حد زیادہ ہے اور دوسری مسجد میں بہت تنگ حالت میں ہوں اس قدر کہ اگر ان مسجدوں میں خرچ نہ کیا جائے اور مرمت نہ ہو تو یہ مسجدیں بالکل خراب ہو جائیں اور مسجد لول الذکر تو ٹکڑا کاروپہ ان مسجدوں میں نہ میں تو دو مادہ و درجہ پیش ہوتے ہوں۔ (ظلم و اہل غیر عبادت اور غیر نیک کام میں ضائع ہو جائے۔ لہذا صورت مذکورہ میں تو ٹکڑا مسجد کاروپہ دوسری حاجت مند اور مفلس مسجدوں میں خرچ کرنا درست اور نیک ہے یا نہیں ۱۱) ۱۲

توجروا۔ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۷ء

(جواب ۲۳۶) حنفیہ کا اصل مذہب تو یہی ہے کہ ایک وقف کامل دوسرے میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے اور یہ حکم تمام متون و شرح و فتویٰ میں موجود ہے۔ لیکن فقہاء کی بعض تصریحات اور فتویٰ کی بعض جزئیات سے اتنی گنجائش نکلتی ہے کہ اگر کوئی وقف زمین یا مکان یا مسجد ویران ہو جائے اور اس کی حاجت بھی نہ رہے تو اس کے مال و اسباب کو کسی دوسری محتاج مسجد میں نقل کیا جاسکتا ہے۔ قال فی رد المحتار بعد ما نقل عن شمس الانمۃ الحلوانی و غیرہ جو از نقل اوقاف المسجد اذا خرب المسجد ووقع الاستغناء عہ الی مسجد اخر مانصہ والذی یغنی منابغہ المشائخ المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد او حوض کما الحنی بہ الا امام ابو شجاع والا امام الحلوانی وکفی بهما قدوة ولا سیما فی زماننا فان المسجد او غیرہ من رباط او حوض اذا لم یقل یا خد انقاضه اللصوص والمتقلبون کما هو مشاهد وکذا لک اوقافہ، یا کلہا النظار او غیرہم ویلزم من عدم النقل خراب المسجد الاخر المحتاج الی النقل الخ۔ انتہی (رد المحتار) (۱) اور صورت مسئلہ میں اگرچہ یہ صورت نہیں ہے کہ مسجد موقوف علیہ ویران ہوئی اور اس کی حاجت نہ رہی۔ لیکن اس کا غنی ہونا اور جمع شدہ مال کی طرف محتاج نہ ہونا اور جمع شدہ مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہونا۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے جواز نقل کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ قلت ومما یتناس بہ لجواز النقل فی هذه الصورة ما فی الدر المختار لا یاس بقضہ حلا محرابہ بجص وماء ذهب لو بما لہ لا من مال الوقف فانه حرام وضمن متولیه لو فعل القش او البیاض الا اذا خیف طمع الظلمۃ فلا بأس بہ کافی انتہی مختصراً (۲) و فی رد المحتار قوله الا اذا خیف ای بان اجتمعت عنده، اموال المسجد وهو مستغن عن العمارة والا فیضمنہا کما فی الفہستائی عن النہایۃ انتہی۔ (۳) پس جب کہ مسجد موقوف علیہ کامل اس قدر جمع ہو جائے کہ مسجد کو نہ فی الحال اس کی

(۱) رد المحتار کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد، ۴ ۳۶۰ ط۔ سعید

(۲) الدر المختار کتاب الصلاة، مطلب کلمۃ لا یاس دلیل علی ان المستحب غیرہ لان الباس الشدة ۱/ ۶۵۸ ط۔ سعید

(۳) رد المحتار، کتاب الصلاة مطلب کلمۃ لا یاس دلیل علی ان المستحب غیرہ ۱/ ۶۵۸ ط۔ سعید

ضرورت ہو اور نہ آئندہ ضرورت پڑے گا اندیشہ ہو اور جمع رہنے میں مال کے تحفہ ہو جائے گا لیکن غائب خوف ہو اور دوسری مسجد کو قیہ کی حاجت ہو کہ بغیر قیہ اس کی ویرانی کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں مسجد اول اندر کا مال اقرب المساجد المحتاجة الى العمارۃ میں لگا دینا جائز ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ خانہ۔ مدرسہ امینیہ سہری مسجد دہلی (ممبر) "را" قدم در۔ امینیہ عزیہ اسلامیہ (دہلی) الجواب صوب۔ اندہ محمد امین غنی عنہ مدرسہ امینیہ علی۔ الجواب صحیح۔ اندہ نیہ الحق غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد عبدالغفور دہوی۔ محمد قاسم غنی عنہ مدرسہ امینیہ۔ الفکار حسین غنی عنہ مدرسہ امینیہ۔ احمد سعید عفا اللہ عنہ۔

مسجد کی زائد از ضرورت آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ پر خرچ کرنے کا حکم (سوال) اس طرف بعض مساجد کے وقف کی آمدنی اس قدر زیادہ ہے کہ مسجد میں کبھی خرچ نہیں ہوتی۔ مثلاً مسجد کا خرچ سو ۱۰۰ روپے ہو اور بے در آمدنی پندرہ روپے ہو اور ہے۔ اس بخت سے بڑا مال۔ جنوں روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اس جمع شدہ روپے سے اور جائیداد خریدی جاتی ہے حالانکہ اس جمع شدہ روپے اور خرید کردہ جائیداد کی مسجد کو فی الحال حاجت ہے اور نہ لیکن غائب فی الحال۔ اور اکثر اوقات متوق یا پورائش اس جمع شدہ مال کو صائر اچات میں اور ہے۔ کسی دینی یا فادہ عام کے کام میں خرچ ہونے کے ان کا پانچواں بشت میں یہ مال خرچ ہو جاتا ہے۔ پس ان اموال کے متعلق سوالات میں جواب طلب ہیں۔

(۱) کیا یہ اموال زائد از حاجت کسی دوسری مسجد محتاج میں خرچ ہو سکتے ہیں؟
(۲) کیا یہ اموال فاضلہ کسی ایسے دینی مدرسہ میں جس میں علوم مذہبیہ قرآن مجید، تفسیر، حدیث فقہ وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں صرف کئے جاسکتے ہیں؟

(جواب ۲۳۷) ان الحکمہ الا للہ رعایہ شرط الواقف ضروریۃ حتی قال الفقہاء شرط الواقف کنص الشارع کما فی الاشاہ والدر المختار ۱ وغیرہما وفعوا علی ہذا الاصل فروعا کثیرہ مہمہ ثم الشرط قدیست صراحۃ کما ان الواقف وقف شیئاً علی مسجد مثلاً ونص علی انہ لا یصرف فی غیرہ وقد یثبت دلالة بحکم العرف کما انہ سمي فی الوقف المسجد المعین ولم یص علی انہ هل یصرف فی غیرہ ام لا۔ وهذا حکم ظاہر علی من له نظر فی کتب الفقہ ثم رابا ہم اختلفوا فی فاضل الوقف انہ هل یصرف الی موضع اخر

(جواب ۲) ان الحکمہ الا للہ۔ شرط واقف کی رعایت ضروری ہے۔ یہاں تک کہ فقہانے فرمایا ہے۔ "شرط واقف مشن نفس شرع کے ہے۔" اسی طرح اشیہ اور درخت وغیرہ میں مذکور ہے اور اسی قاعدہ پر فقہانے بہت سے احکام جزئیہ مجملہ متفقہ میں ہیں۔ پھر شرط کبھی تو سرائے عمارت ہوتی ہے۔ مثلاً واقف نے ایک مسجد کی مسجد معین پر وقف کر کے فقہانے کر دی کہ دوسری چیز پر صرف نہ کی جائے۔ اور کبھی شرط کا ثبوت دینا لازم

عرف ہوتا ہے جیسے واقف نے کسی مسجد معین پر چاہید اور وقف کر دی اور یہ تصریح نہ کی کہ کسی دوسری چیز میں صرف کی جائے یا نہ کی جائے۔ اور یہ حکم ہرین فقہ پر ظاہر ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ لوقف کی زائد از حاجت آمدنی کے بارے میں کہ آیہ فاضل آمدنی کسی دوسرے مصرف میں خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں فقہاء کا اختلاف !

ام لا فمنہم من منع مطلقاً ومنہم من اجاز لكن بشرط اتحاد الوقف والجهة ومنہم من قال بالجواز بحسب ما يراه الا امام من المصلحة . فيؤلا ثلاث فرق احتلفوا على ثلثة اقوال۔

فالفرقة الاولى اخذت بالقاعدة المذكورة وعضت عليها بالواجب فلم تجوز خلافها والفرقة الثانية اوسحت العان لكن مراعية للمجهتين اى رعاية القاعدة المارة وصيانة الفاضل عن الصباغ والفرقة الثالثة اطلقت الا مر فللامام وراعت غرض الواقفين اذ لا شك ان غرض الواقفين انه تصرف اوقافهم فى امور الخير وفى سبيل الله ولا تترك سدى فتنصيع ربا كلها المتغفلون۔

وما ذهب اليه الفرقان الاولى والثانية لا خفاء فى انه امر جلى و مذهب قوى بحسب الروايات الفقهية ماحدهما اقوى من الاخر . فمن ادلة المانعين مطلقا ما فى الاشباه حيث قال صرح فى البرازية وتبعه فى الدور والغروبانہ لا يصرف فاضل ہے۔ بعض فقہاء تو مطلقاً منع کرتے ہیں اور بعض اس شرط سے اجازت دیتے ہیں کہ دونوں وقفوں کا واقف اور جہت متحد ہو تو ایک کی فاضل آمدنی دوسرے پر خرچ ہو سکتی ہے۔ اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ امام جسی مصلحت دیکھے اس کے موافق خرچ کر سکتا ہے تو فقہاء کے یہ تین کردہ اور ان کے یہ تین قول ہو گئے۔ فرقہ کوئی نے قواعد مذکورہ بال کو لیا اور اس پر نہایت سختی سے عمل کیا اور اس کے خلاف کی اجازت نہ دی اور فرقہ ثانیہ نے ذرا نرمی برتی لیکن دونوں جانب کی رعایت مد نظر رکھی جتنی قواعد مذکورہ کا بھی لحاظ کیا۔ اور محاصل لوقف کو ضائع ہونے سے بھی محفوظ رکھنے کا خیال کیا اور فرقہ ثالث نے امام اور حاکم اسلام کو محاذ بنادیا کہ وہ غرض واقفین کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاں مناسب سمجھے خرچ کرے۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقف کرنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے کہ ان کے لوقف امور خیر اور خدا کی راہ میں خرچ ہوں اور متغفلین کے حکمانے کے لئے یا ضائع ہونے کے لئے نہ چھوڑ دیئے جائیں۔ فرقہ اولی اور فرقہ ثانیہ کے قول کو نہایت صاف اور ظاہر ہیں اور روایات فقہیہ کے لحاظ سے نہایت قوی و مستحکم۔ اور پھر ایک قول دوسرے سے اقوی ہے۔ مانعین کی دلیلوں میں سے شبہ کی یہ عبارت ہے کہ تہ از یہ میں تصریح ہے اور دروغر میں بھی اس کا اتباع کیا ہے کہ ایک وقف کی فاضل۔ وقف لوقف اخر۔ اتحاد واقفہا او اختلاف۔ انتہی (۱)

ومن ادلة المحوزين بشرط اتحاد الوقف والجهة ما فى الدرالمختار حيث قالى اتحاد الوقف والجهة . و قل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف احدهما جار للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه لا نهما حينئذ كثنى واحد انتهى۔ (۲)

(۱) الدر المختار . کتاب الوقف . مطلب فى نقل انصار المسجد و نحوہ ۴ / ۳۶۰ ط (معد)

(۲) تبویق الابصار مع الدر المختار کتاب الوقف . ج : ۴ / ۳۶۰

ومن ادلة المحورين مطلقا اى اتحد الوقف والجهة او اختلفا للامام بحسب ما رآه من المصلحة ما فى حاشية الحموى على الا شبه حيث قال ويعارضه ما فى فتاوى الامام قاضى حان من الناظر له صرف فانض الوقف الى جهات برحسب ما رآه انتهى.

وتبين بهذا ان المسئلة خلافية اختلف فيها الفقهاء لكنا اذا معا الطر عن لنا وجه بجمع هذه الا قوال وهو ان المانعين لعلهم يمتعون اذا احتاح الموقوف عليه الى العمارة وغيرها كما يشير اليه ما فى الحاشية الحموية حيث قال

آمدنى دوسرے میں خرچ نہ کی جائے خواہ دونوں کا وقف ایک ہو یا مختلف۔ انتہی۔ اور جو لوگ کہ اتنے وقف و جہت وقف کی صورت میں اجازت دیتے ہیں فقہ ان کی دینوں کے درمیان یہ عبادت ہے۔ تو وقف اور جہت وقف متحد ہو اور ایک وقف کی آمدنی ہم ہو جائے اس کے موقوف ملکہ کا ذخیرہ ہے جو عام ہو جائز ہے کہ دوسرے وقف کی حق ہوئی آمدنی سے خرچ کر دے۔ کیونکہ اس صورت میں دونوں وقف سبب واحد کا حکم رکھتے ہیں۔ انتہی۔

اور جو لوگ کہ ہم کو مطلقا اجازت دیتے ہیں ان کی دینوں میں سے حاشیہ حموی علی الاشہاد یہ عبارت ہے "اور اس حکم منع کا معارض وہ حکم ہے جو قنوی قاضی خاں میں ہے وہ یہ کہ ناظر کو اجازت ہے کہ وقف کی فاضل آمدنی کی جہات غیر میں جس طرح مناسب سمجھے خرچ کر دے۔" انتہی

اس تمام بیان سے ظاہر ہو گیا کہ مسئلہ اثباتی ہے۔ لیکن جب ہم نے اس پر انجمن صریح نور یا قوت اقوال مختلفہ کو جمع کرنے کی ایک صورت ہماری سمجھ میں آئی۔ وہ یہ کہ مانعین غالباً اس صورت میں منع کرتے ہیں کہ مسجد موقوف ملیہ تعمیر کی محتاج ہو (خولو فی اہل یا فی المال) جیسا کہ حاشیہ حموی میں اس کی طرف اشارہ پیدا ہوا ہے۔ حاشیہ مذکور کی عبارت یہ ہے کہ "اور انھوں نے کہا کہ تاہم خانیہ میں یہ مذکور ہے کہ قاضی

وقال بعضهم الذی فیہا (ای فی التاتارخانیہ) لا یصرف القاضی الفاضل من وقف المسجد ا۔

ثم قال والظاهر ان ذلك لحواز احتیاج المسجد الى عمارة كثيرة فینعی ان بعدلہا ما صرف الیہا بشراء مستغل وینعی ان یکون اوقاف المدارس والرماط فی حکمہ بحلاف مالیس من هذا القلیل . انتہی

قلت . فانظر کیف علل حکم المانع باستطہار ان ذلك لجوار احتیاج المسجد بہ فہو لہ ینعی یشیر الی ان لا عداد امر مستحسن لا واجب . وذلك لان الحاجة وان کانت مسکنة الوجود ما لا فانیہا معدومة حالا والا لم یکن المال فانضابل مشغولا

وان المنجوزین یجوزون اذا استعنی الموقوف علیہ ثم اختلفوا فعضہم (ای الفرقة الشیعة) الی تعتبر اتحاد الوقف والجهة) اجاز لکن مع رعاية شرط الوقف بحسب ما امکن وذلك هو المراد بقولہم اتحد الوقف والجهة (الی) لا مہما جسد کشتی واحد وعضہم

وقف مسجد کی فاضل آمدنی خرچ نہ کرے۔ پھر بحث نے یہ کہ ناظر یہ ہے کہ ممانعت کا حکم اس سے ہے کہ مسجد

کے محتاج قیہ ہونے کا امکان ہے اس سے مناسب ہے کہ عمارت مکہ کے لئے اس قدر روپیہ خرچ کیا جائے کہ وقت ضرورت صرف یہ باتیں اور مناسب ہے کہ اس اور رباط سے وقف بھی اسی حکم میں ہوں۔ مخالفین لو قاف کے جو اس قسم کے نہیں۔ انتہی

خاکسار کتاب ہے کہ دیکھیں اس عبارت میں مراعت کے حکم کو عمل باحتیاج مسجد بنوئیان کیا ہے۔ پھر کئی کا یہ قول "من سبب" اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ عمارت مکہ کے لئے روپیہ جمع رکھنا امر مستحسن ہے و سبب نہیں۔ کیونکہ حاجت امر ہے مآ ممکن اوجو ہے نہیں فی حال تو معدوم ہے ورنہ وہ مال فاضل نہیں بعد مشغول ہوگا۔ اور مجوزین جو اجازت دیتے ہیں وہ اس صورت میں کہ وقف مستغنی ہو۔ پھر ان میں دو فریق ہوئے۔ ایک فریق نے بصورت استغناء اجازت تو دی لیکن اتنا وقف و جہت وقف کا لحاظ نہ نظر رکھا، تاکہ حتیٰ امکان ثمرہ وقف کی رعایت ہوئے اور دوسرے فریق نے حاجت سے وقف کے خیل کو مقدم سمجھا و غرض واقف ان رعایت کی کہ اس کا مال خدا کی راہ میں خرچ ہو اور فاضل برہانہ ہو جائے۔ اور اس صورت میں بعض اقل و بعض پر ترجیح دینے کی حاجت نہیں کیونکہ ہر فریق کی نظر ایک خاص شرعی امر پر ہے۔

قدمه حجة الصيانة وراعى عرضه الذى هو لا يفاق فى سبيل الله وعلى هذا لا حاجة الى ترجيح بعض هذه الاقوال على بعض فكل يعمل على شاكلته ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات.

فللمعنى ان يفتى بالجواز فى واقعة السئوال صيانة لا موال الله عن الضياع واقادار لها عن ايدى الظلمة المتعلية الذين يا كلون اموال الله ولا يبالون

ومع ذلك ان اشتبهت معرفة ما يستاس به للقول الثالث فليكن بهذه الروايات الحديثية والفقهية.

قال السيد الحموى فى حاشية الاشباه بعد مناقش قول المانعين و يعارضه مافى فتاوى الامام قاضى خان من ان الناظر له صرف فانقض الوقف الى جهات بحسب ما يراه انتهى

وفى الهدية اصالة الرد التنديد فى الطريق فذ خل مسجداً فيه حشب العيرو لولم يوفد دار ايهلك فحشب المسجد فى الايقاد اولى من غيره انتهى

قلت لما حار صرف مال المسجد لضرورة احياء نفس واحدة فلان
لہرہم ایک کا قبضہ تو جب تک امر مستحسن ہے تو بھائی اور خیر کی طرف سبقت کرو۔ پس مفتی کو حجابش ہے کہ وہ واقعہ سوال میں جو از نقل کا فتویٰ دے تاکہ خدا کے مال ضائع ہونے سے نہیں اور خالین متغلبین کے ہاتھ سے محفوظ رہیں جو کہ واقف نے اس خیال سے انحصار رجحان میں اور ذکر بھی نہیں لیتے۔ پھر اگر تم چاہتے ہو کہ فریق ثالث سے قوس سے مودیت معلوم کر دو تو ان روایات حدیثیہ اور فقہیہ کو غور و محاطہ کرو۔

روایات فقہیہ

سید حموی نے حاشیہ شبہ میں، زمین کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حکم مراعت کے معارض

وہ حکم ہے جو قادی قاضی خان میں ہے کہ تاخر وقف کو اختیار ہے کہ وقف کی فاضل آمدنی کو بہت خیر میں بیٹے مناسب سمجھے خرچ کرے اتنی اور قادی عالمگیری میں ہے کہ کسی کو راستہ میں سخت سردی کی وہ کسی مسجد میں داخل ہوا مسجد میں کسی شخص کی مگڑیاں رکھی تھیں اس کی حالت یہ تھی کہ اگر آگ نہ لگائے تو برباد ہو جائے تو مسجد کی مگڑیاں ساگانوں ہے اس سے کہ کسی غیر شخص کی مگڑیاں جلائے۔ اتنی۔ خاکسار کہتا ہے کہ جب ایک شخص کی بہن چائے کے لئے مسجد کی مگڑیاں ساگانے کی اجازت دے دی گئی تو اُن ایک جماعت مسلمین کی جان چائے کے لئے اموال مسجد خرچ کئے جائیں تو بدرجہ لوثی

بحوز لضرورة احياء نفوس جماعة من المسلمين اولیٰ

وفی الہدیة يجوز ادخال الحبوب واثاث البیت فی المسجد للخوف فی الفتنة العامة کذا فی القیہ . انتہی (۱)

قلت فانظر کیف حار استعمال المسجد عند الضرورة لعرض لم یس له
وفی الدر المختار لا یاس بقضه حلاً محرابه بحص وماء ذهب لوسالہ لا من مال الوقف
فانہ حرام وضمن متولیه لو فعل النقش او البیاض الا اذا خیف طمع الظلمة فلا یاس به کافی انہی
مختصراً (۲)

وفی رد المختار قولہ الا اذا خیف ای بان احتمعت عدہ اموال المسجد وهو مسعر
عن العمارة والا فیضمہا کما فی القہستانی عن الہایة انتہی
قلت . فانظر کیف اباح صرف الاموال المحتمنة فی وجه محذور حین الا استعاء عیہ
وطمع الظلمة فیہا .

وفی رد المختار عند ما نقل عن شمس الائمة الحلوانی وغیرہ جوار نقل اوقف المسجد
اذا خرب المسجد ووقع الاسقاء عہ الی مسجد احرو وصدہ والذی یضی
چاہز ہوگا۔ اور قادی عالمگیری میں ہے کہ عام فتنہ کے وقت چاہز ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کے سامنے مسجد
مسجد میں گھس جائیں کذا فی القیہ۔ انتہی

خاکسار کہتا ہے کہ دنیا میں ضرورت شدید کے وقت مسجد کو ایک ایسے کام کے لئے استعمال کرنا چاہز ہے یا نہ
مسجد کے خلاف ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ "مسجد میں نقش و نگار سوائے محراب کے اور چاہز میں نہ
مضاقتہ نہیں ہے۔ چونے سے یا سونے کے پانی سے۔ شرط یہ کہ نہ انوار اپنے مال سے نہ مال وقف سے
کہ یہ حرام ہے۔ اور اگر متولی مال وقف سے نقش و نگار ہوئے یا سفیدی کرائے تو ضامن

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاة، مطلب کلمة لا یاس دلی علی ان المستحب غیرہ لان الناس البعدہ ۶۵۸ ۶
سعد
(۲) ایضاً بحوالہ بالا

ہو گا ہاں اگر خاموشی طبع کا خوف ہو تو مضائقہ نہیں (کافی) انتہی۔ اور رد المحتار شامی میں ہے کہ مصنف کا یہ قول کہ طبع کا خوف ہونا یعنی جب کہ متولی کے پاس مسجد کا مال جمع ہو جائے اور مسجد کو تعمیر کی حاجت نہ ہو اور نہ متولی ضامن ہو کا جیسا کہ قبرستانی میں نہایت سے منظور ہے۔ اتنی۔ خاسد بتا ہے کہ دینامو مسجد کے استغناء عن العمارة اور مال کے ضائع ہونے کے خوف کی صورت میں ایک ایسے کام میں خرچ کرنے کی اجازت دے دی جو صورت ہر خوف پاک اس میں خرچ کرنے سے متولی ضامن ہو تا تھا۔ اور رد المحتار شامی میں ہے شمس مہ سوائی وغیرہ سے نقل کیا کہ جب کوئی مسجد ویران ہو جائے اور اس کی حاجت نہ رہے تو اس کے اوقاف دوسری میں

متابعة المشايخ المذكورين في جوار القل بلا فرق بين مسجد او حوض كما افتي به الامام ابو شجاع و الامام الحلواني و كمي بهما قدوة ولا سيما في رماسا فان المسجد او غيره من رياض او حوض اذا لم ينقل ياخذ انقاضه للصوص و المتعلون كما هو مشاهد و كذلك اوقافه يا كلها الطاراً و غير هم و يلزم من عدم النقل خراب المسجد الاخر المحتاج الى النقل الى انتهى۔) وفي الهندية مال موقوف على سبيل الخير و على الفقراء بغير اعيانهم و مال موقوف على المسجد الجامع و اجتمعت من عليهما ثم نابت الا سلام نائبة مثل حادثة الروم و احتيج الى العقدة في تلك الحادثة اما المال الموقوف على المسجد الجامع ان لم يكن للمسجد حاجة للحال فللقاضي ان يصرف في ذلك لكن على وجه القرض فيكون دينا في مال الفئ . و اما المال الموقوف على الفقراء فهذا على ثلاثة اوجه . اما ان يصرف الى المحتاجين او الى الاغنياء من اساء السبل او الى الاغنياء من غير ابناء السبيل۔

مسجد کی جانب منتقل کرنا جائز ہے۔ پھر فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ جو مال نقل میں مشغول نہ ہو اور نہ کاپاں کرے اور مسجد اور حوض کا فرق نہ کیا جائے جیسا کہ امام مولائی اور امام ابو شامی نے فتویٰ دیا ہے اور ان دونوں کی افقہ کافی ہے یا خصوص اس بارے میں۔ کیونکہ مسجد یا باطل یا حوض خراب شدہ کا اسباب اگر نقل نہ کیا جائے تو پورا اور متعلقین اسے بھٹے جاتے ہیں جیسا کہ مشہور ہو رہا ہے اور اس کے اوقاف کو خود متولی یا اور شخص خاص حاصل جاتے ہیں اور اس کا اسباب نقل نہ کرنے سے دوسری محتاج مسجدیں بھی ویران رہ جاتی ہیں البتہ انتہی۔ اور فتویٰ حلیہ میں ہے کہ چھ مال ہے جو کھیل خیر کے لئے اور غیر معین فقراء کے لئے وقف ہے۔ در چھ مال مسجد جامع کے لئے وقف ہے اور ان دونوں کی آمدنی جمع ہے۔ پھر اسلام کو کوئی حادثہ پیش آیا جسے کہ روم کا حادثہ اور اس حادثہ میں خرچ کی حاجت ہوئی تو مسجد جامع کا جو مال ہے اس کا حکم یہ ہے کہ مسجد کوئی مال اس کی حاجت نہ ہو تو قرض و اختیار ہے کہ اس مال کو اس اسلامی حادثہ میں بے طور قرض خرچ کرے اور پھر مال خیریت میں نہ لے کر دے اور مال موقوف حلیہ اسقہ ان تین صورتیں ہیں کہ یا تو وہ محتاجین میں صرف کیا جائے یا اغنیاء مسافرین میں یا اغنیاء غیر مسافرین میں۔ پہلی اور دوسری صورت میں بغیر لحاظ قرض خرچ کرنا جائز۔

بے لور تیری صورت

فقہی الوجه الاول والثانی حازلا علی وجه القرض وفي الوجه الثالث المسئلة علی قسمین اما ان رأى قاص من قصة المسلمين جواز ذلك او لم ير فقہی القسم الاول حار الصرف لا بطریق القرض وفي القسم الثاني يصرف علی وجه القرض فيكون دینا فی مال الفنی کذا فی الوقاعات الحسامیه انتہی۔ (۱)

قلت يستأنس بقوله ان لم تكن للمسجد حاجة للحال انه ان لم تكن له حاجة للحال ولا فی المال جار الصرف لا علی وجه القرض ایضا وكذا جواز صرف وقف الفقراء الی الا عیاء یدل علی ماقلنا . وكذا جوازه برؤية قاض یدل علی ان المسئلة مجتهد فیها وكل ذلك عند الصرورة الشدیده والنواب العظيمة والله اعلم۔

اما الروایات الحدیثیة فمنها ما اخرجه الامام مسلم فی صحیحه عن عائسه رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لولا ان قولك حذیف عهد حاهلیة اوقال بكفر لا نفقت كثر الكعبة فی سبیل الله (۲)

میں پھر دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی قاضی انقیاء فیہ مسافرین میں خرچ کرنا جائز سمجھتا ہو تو اسے جائز؛ قرض خرچ کرنا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ قاضی اسے جائز سمجھتا ہو تو بطور قرض خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ دین رہے (واقعات حسامیہ) انتہی۔

خامس رہتا ہے کہ اس قول سے کہ مسجد کو فی الحال حاجت نہ ہو یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ اگر مسجد کو فی المال بھی حاجت نہ ہو تو بداندیہ قرض بھی خرچ کرنا جائز ہو گا۔ اسی طرح وقف فقراء کا غنیاء پر خرچ کرنا بھی اسی کا مؤید ہے۔ نیز کسی قاضی کے جائز سمجھنے سے خرچ کرنے کی اجازت دے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ مسئلہ مجتہد فیہا ہے مگر یہ سب باتیں ضرورت شدیدہ و لورنا بہ عظیمہ پیش آنے کی حالت میں ہیں۔

روایات حدیثیہ

مجموعہ روایات حدیثیہ سے یہ روایات ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ اگر تمہاری قوم ابھی فریب العہد تکفر نہ ہوتی تو میں عجب کا خزانہ کبیل خدا میں خرچ کرتا۔

لور مجموعہ ان کے دو روایات ہے جو امام بخاری نے سے

و منها ما اخرجه البخاری فی صحیحه عن اسی وائل قال جلست

مع شبة علی الكرسي فی الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر فقال لقد هممت ان لا ادع فیها صفراء ولا بیضاء الا قسمته الحدیث (۳)

(۱) (الانصارى الهدية كتاب الوقف، الباب الحادى عشر، الفصل الثانى ۴۰، ۴۶ ط ماحدیه)

(۲) (اروہ مسلم فی کتاب الحج، باب نفس الكعبة وسانها، ۴۲۹ ط قدیمی كتب حانہ)

(۳) (صحیح البخاری، كتاب المساك، باب كسوة الكعبة ۲۱۷ ط قدیمی)

قلت ارادة القسم من عمر رضى الله عنه يدل على تعيين معنى قوله عليه السلام في حديث مسلم لا نفقت كنز الكعبة في سبيل الله.

وبه ابراح ما يعرض لبعض الاوهام ان محض الهم من عمر لا يقوم حجة فانه نفسه رضى الله تعالى عنه ترك هذا الهم لما قال له شعبة رضى الله تعالى عنه صاحبك لم يفعل فقال عمر رضى الله تعالى عنه هما المرون يقتدى بهما فدل ذلك على ان ترك التقسيم هو المرضي المنلفى عن الشارع عليه السلام والتقسيم كان محظورا ولذا تركوه.

وجه الاذاحة ان هذا ترك من السی صلی اللہ علیہ وسلم كان لعله خاصة هي حدائنه عهد القریش مکفر كما نص عليه في حديث مسلم فهم عمر يحدو همه عليه السلام و تركه.

اپنی صحیح میں یہ واقعہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں شیبہ کے ساتھ نجد میں تری پر بیٹھا تھا تو انہوں نے کہا اے امی متا پر حضرت عمرؓ بیٹھے تھے اور فرمایا تھا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ اس میں نہ چاندی چھوڑوں نہ سونا سب تقسیم کر دوں گا۔

خامس یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا تقسیم مال حبہ کرنا پہلی حدیث کے منافی نہیں رہتا ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ حبہ کا خزانہ راد خدا میں خرچ کر دیتا۔ اور اس تقریر سے یہ وہم بھی دور ہو جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا ارادہ مختص جنت نہیں کیونکہ انہوں نے خود اس ارادے کو چھوڑ دیا جب کہ شیبہ نے کہا کہ تمہارے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ دونوں شخص ابے ہیں کہ ان کی قتلہ ان جاتی ہے تو حضرت عمرؓ کا یہ فرمان اس پر دال ہے کہ تقسیم کرنا ہی فعل پسندیدہ اور شہدائے اسلام کی مرضی کے موافق تھا اور تقسیم کرنا ممنوع تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے بھی تقسیم نہ کیا۔ وجہ اس وہم کے دور ہونے کی یہ ہے کہ ترک اتفاق آنحضرت ﷺ نے ایک خاص علت سے کیا تھا اور وہ قریش کا قریب آمد بخیر ہونا ہے جو سب مسلمان روایت میں اس کی قہر ہے تو حضرت عمرؓ کا ارادہ آنحضرت ﷺ کے ارادہ کے مطابق اور ان کا ترک آنحضرت ﷺ کے موافق واقع ہوا۔

ترکہ . فقط بقا ہما وترکا وان کان ترک السی صلی اللہ علیہ وسلم لمصلحة لم نکس موحودة فی زمان عمر رضى الله تعالى عنه فترك عمر لم یکن الا شدة حرصه علی افشاء اتدہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قال العلامة العیسی قال ان الصلاح الا مرفیها الی الا امام یصرف فی مصارف بیت المال یعطاء و احتج بما ذکره، الا زرقي ان عمر رضى الله تعالى عنه كان یزع کسوة الکعبة کل سنة فیقسمها علی الحاج انتهى

قلت اما کان یقسمها عمر رضى الله تعالى عنه لان الکعبة کانت مستعینة علیها فبها کانت نکسی کل سنة کسوة جدیدة ولو لم تقسم کسوتها المنزوعة لضاعت او باعنها الحجة

فر. حوائجہم والمراد بالصقراء والبضاء فی قول عمر رضى الله تعالى عنه هو الكبر
الذى كان مدفوناً فی الكعبة من الاموال التى كانت تهدى اليها فتصرف عليها وما زاد على
الحاجة دفعوا فيها كما نص عليه العيني نقلاً عن القرطبي رحمة الله عليه
وهذا فی اوقاف المساجد وما فی حكمها. اما فی اوقاف غير ها فالأمر فيها واسع
للالمام كما هو ظاهر على المتبع

فہذا ما یسأس بہ للقول الثالث من الا حادیت والروایات الفقہیہ وبہ یسوغ للممتنی
ان یفتی بهذا القول اذ ارادہ اصلح للوقف وانفع للعامة.

کما قال العلامة السامی محوار نقل انقاص المسجد اتاعاً للحلوائی وابی شجاع
رحمہما اللہ مع تصریحہ بخطرہ علی الراحح من المذهب وما ہذا الا لضرورۃ دعب الیہ واللہ
اعلم۔ (۱)

اگرچہ آنحضرت صومے کے ترک کی وجہ اور حتیٰ اور وہ وجہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں موجود نہ تھی۔ لیکن
انہوں نے وجہ شدت شوق کتابت اور تخیل بچتے آپ کا بیان کیا۔ کہ میں فرماتے ہیں کہ ان صومے نے فرمایا
کہ اہم و اختیار ہے کہ (نافع ہو) پختہ یا نسی مسلمانوں کو خط و کتابت اور انہوں نے استدلال کیا ان وقت
سے جو اذوقی سنہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ ہر سال نافع عجب اتارتے اور حجاج کو تقسیم کر دیتے تھے۔ انہی
خامس کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ نافع عجب کو اس نے تقسیم کر دیتے تھے کہ عجب کو اس نے حاجت نہ
تھی یہ نہ اس پر تو ہر سال یہ نافع چڑھایا جاتا ہے تو ازہر اناف اگر تقسیم نہ کیا جاتا تو ضائع ہو جاتا یا درہان بیع
نہ پڑی حاجتوں میں خرچ کر دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں چاندی سونے سے وہ خزائن
ہے جو نہ عجب میں نہ ہوتے۔ عجب و بومل دیکھے جاتے تھے وہ اس پر خرچ ہوتے تھے اور جو چھتا تھا وہ اس میں دفن
ہو یا پاتا تھا بیساکہ۔ کہ میں نے قصبی سے نقل کیا ہے۔ یہ تو اوقاف مساجد اور اس کے مشاں کا حکم تھا۔ رہے
اور اوقاف تو اس میں عام اسلحہ کو ذرا اختیار وسیع ہے جیسا کہ محتق پر ظاہر ہے۔

یہ تھیں وہ روایات حدیثہ و تنبیہ بنی سے قول ثالث کے لئے استدلال و استنباط یہ جاسکتا ہے اور ہی وجہ
سے مفتی و کتبائش ہے کہ وہ اس قول پر قوی۔ (۲)

شرط یہ کہ اس اوقاف کے لئے اصل اور عامہ مسلمان کے لئے دفع تھے۔ جیسے کہ کہہ میں شہر رزمہ
اللہ نے مابین خلتہ مسجد کے نقل کرنے سے پہلے میں اہم مغربی اور مابہو شہن کے قول و قبل اثبات تہا ہے
بازو یہ کہ اصل مذہب مذہب جو نہ نقل ہے۔

اور یہ کیوں! صرف ضرورت شدید کی وجہ سے اواند اعلم

(نوٹ) مذہب و جہا۔ ترجمہ اصل قوی میں موجود ہے۔ و انفع حتی عنہ

مذکورہ بالا تحقیق کی بنا پر ایسی حالت میں کہ مسجد کے اموال کثیرہ جمع ہوں اور مسجد کو نہ فی الحال ان کی حاجت ہو اور نہ ظن غالب فی المال۔ اور ان اموال کے اسی طرح جمع رہنے میں ضائع ہو جائے اور متغلبین سے حاجت زاجانے کا اندیشہ ہو تو یہ زائد از حاجت اموال جمع شدہ کسی دوسری محتاج مسجد میں خرچ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی ایسے دینی مدرسہ میں جو موم شریعت تفسیر حدیث فقہ وغیرہ کی تعلیم دیتا ہو خرچ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کسبہ الراجی عفو مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ ربہ الی ما یرضاه۔ ۳۰
 ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ۔ الجواب حق صحیح عزیز الرحمن غنی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند ۸ محرم ۱۳۳۱ھ ہندہ محمود غنی عنہ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ اذوار العلوم دیوبند۔ ہندہ محمد مرتضیٰ حسن غنی عنہ خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند۔ عبد الباقی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ سراج احمد غنی عنہ خادم طلبہ دیوبند خادم الطبلہ محمد اعجاز علی غفرلہ۔ محمد سوں غفرلہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد عبدالغفور عارف دیوبند کان امداد۔ نظر حسین مدرسہ مدرسہ مینیہ دہلی۔ شمیم احمد عفا اللہ عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد یونس عفا اللہ عنہ مستمداً انجمن ہدایہ الاسلام دہلی۔ محمد بدیع نقوی (دہلی) محمد عالم مدرسہ فقہری دہلی۔ محمد عبدالمنان مدرسہ مدرسہ فقہری۔ قطب الدین غنی عنہ مدرسہ دومین پوری۔ مشتاق احمد حنفی غنی عنہ۔ محمد شفیع حنفی عنہ مدرسہ مدرسہ عبدالرب دہلی۔ عبد الرحمن غنی عنہ دہلی مدرسہ عبدالرب رحمۃ اللہ علیہ۔

مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو دوسری مساجد پر خرچ کرنا

(سوال) ارے سینا (نئی دہلی) میں بہت سی مسجدیں قدیمی وارث ہیں۔ بعض مسجدوں کو کورنمنٹ نے شیعہ بن دیا ہے۔ اس وقت تک تھینا تیس مسجدوں کی لٹل شدہ سے مرمت کر کے ان میں امام مقرر کر دیئے ہیں۔ مسجد فتح پوری کی طرف سے پچاس روپے ماہوار برائے تحفہ محلوخان مساجد مقرر ہوئے ہیں۔ ایک درخواست جامع مسجد میں بھی دی گئی ہے کہ پچاس روپے ماہوار جامع مسجد سے بھی مقرر ہو جائیں تاکہ یہ مسجدیں ہمیشہ آباد اور محفوظ رہیں۔ جامع مسجد کی آمدنی تقریباً ہزار روپے ماہوار ہوئی۔ خرچ نصف آمدنی سے پورا رہ جاتا ہے۔ نیز دہلی میں جامع مسجد اور مسجد فتح پوری کے علاوہ اور کوئی وقت ایسا نہیں ہے جو اس خرچ کا ثقیل ہو سکے۔ کراچی شہر سے کہا جائے کہ یہ ہر قسم چاند سے لے کر توشیحہ رس چاند تک دے کر دوا لگا کر کر دیں۔ مگر یہ دونوں واقف اس بار کے ہمیشہ نہیں رہ سکتے ہیں۔ جامع مسجد کے ایک معبر نے ان مسجدوں کے بارے میں کہا۔ یہ مسجدیں یہ غیر محفوظ رہیں گی۔ ہمیں کو محفوظ نہیں کرتے۔ اگرچہ بالفعل جامع مسجد کو خود مرمت کی ضرورت ہے چنانچہ پانچ سو روپے ماہوار ختمہ کمینی نے ایک سال کے واسطے مرمت کے لئے منظور کئے ہیں۔ یہ رقم بہت کم منہا مرمت کے بعد بھی چار پانچ سو روپے ماہوار کی بہت ہو سکتی ہے۔ اب دریافت حسب یہ مرمت کہ کتنی جامع مسجدوں کی حفاظت اور سرپرستی لازم ہے یا نہیں۔ اگر جامع مسجد کے ممبران مسجدوں کی حفاظت کا ذمہ میں ان سے شرعاً کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا۔

(جواب ۲۳۸) اس صورت میں کہ مسجد جامع کی آمدنی اس کی ضروریات موجودہ اور متوقعہ سے زیادہ ہے اور

کی وقت اس کو یہ خطرہ نہیں کہ روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی ضروریات کو پورا کرنا مشکل ہو گا جب تک کہ اس کی فاضل مقدار آمدنی سے ان محتاج مسجدوں کی معاونت کی جائے جو بوجہ بھاری کے قریب باشندہ میں یا متعلقین ان کو منہدم کرنے کی تاک میں ہیں۔ وقف کا اسباب اور مساجد مستغنی عنہ کمال دوسری مساجد محتاجہ قریبہ میں سخت حاجت و ضرورت کے وقت خرچ کرنا جائز ہے۔ کما صرح الفقہاء باحارۃ نفس المسجد من مال المسجد اذا خیف ضیاعہ للتغلب الاولیہ فاذا جاز صرفہ لصیانة المال فحواز صرفہ لصیانة المسجد اولی۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ،

مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی دوسری مساجد کی تعمیر میں لگانے کا حکم (سوال) انجمن اسلامیہ و اوقاف کے پاس جامع مسجد کوہ چنروہ کی آمدنی حسب ذیل طریقہ پر ہے۔ چار روپیہ جامع مسجد کی جائیداد کی آمدنی سے۔ اور چار روپیہ بھاری چندہ سے وصول ہوتا ہے اور انجمن کے تعلق میں تین چار مسجدیں اور بھی ہیں۔ لیکن ان مسجدوں میں کسی قسم کی آمدنی نہیں ہے اور وہ مسجدیں پہاڑی۔ قد میں ویران چڑی ہوئی ہیں۔ وہاں پر پیش آمدنی کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ بہت غریب ہیں۔ اس سے انجمن کو پورا چاہتی ہے کہ جامع مسجد کوہ چنروہ کو جو چھ سو نہ آمدنی ہوتی ہے اس آمدنی میں سے جامع مسجد ہ خرت نکال کر کافی روپیہ پاتا ہے اس میں روپ کوٹ ویران مسجدوں پر صرف کر دیا جائے یا اس روپ سے ان مسجدوں میں پیش آمدنی کو بڑھا جائے تو اس سے لئے شرع کیا تعمیراتی ہے؟

(جواب ۲۳۹) انجمن اسلامیہ و اوقاف جو روپیہ بھاری چندہ سے وصول کرتی ہے اگر وہ خاص جامع مسجد کے نام سے وصول نہیں کرتی بلکہ مصارف خیر یا مساجد زیر نگرانی، انجمن کے نام سے وصول کرتی ہے تو اس آمدنی و ان غیر آباد مساجد کے تباہ کرنے پر بلا تکلف خرچ کر سکتی ہے۔ لیکن اگر خاص جامع مسجد کے نام سے وصول رتی ہے تو آئندہ ان کو روپ کے وصول شدہ رقم مساجد زیر نگرانی پر بھی خرچ کی جائے گی۔ اور دونوں صورتیں نہ ہوں اور نہ ہو سکیں تو بشرط یہ کہ جامع مسجد کو پتے ہوئے روپ کی فی الحال بھی حاجت نہ ہو اور مستقبل میں حاجت نہ ہو کا اندیشہ بھی نہ ہو فاضل رقم ان غیر آباد مساجد پر بندہ ضرورت خرچ ہو سکتی ہے۔ ۱۰

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو بنیادی اور بنیادوں پر خرچ کرنے کا حکم (سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی چاہیہ وقت ہو اور اس کی آمدنی مسجد کے اخراجات سے بہت زیادہ ہو تو یہ کھول روپیہ کا ایک چار چھ روپتا ہو مسجد کو اس روپ کی فی الحال حاجت ہو اور آئندہ بھی احتیاج کا اندیشہ نہ ہو تو یہ

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مصعب کلمہ لا مان ذلیل علی ان المستحب غیر ولا لایس البندہ ۱ ۶۵۷ ح سید (۲) شمس الایمان الحویمی عن مسجد و حوص حرب ولا محتاج الیہ لتعرق الناس من لفافی ان یصرف مرقافہ فی مسجد آخر او حوص آخر "ف بعد" الفتاوی العالمگیریۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث عشر ۲ ۱۷۸ ح مدحدہ،

کسی دینی ضرورت اور اسلامی مصیبت میں مثلاً آج کل ترکوں کے مجرمین و چٹائی و نیکان کی اعداؤں میں اسے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

دوم یہ کہ مسجد کے اصل وقف کی آمدنی سے متولیان وقف نے کچھ جائیداد کو اور خرید لی تھی جو اصل واقف کے وقف سے زیادہ اسی وقف کی آمدنی سے خرید ہوئی ہے تو مذکورہ بالا ضرورت میں اس زائد از اصل جائیداد کو فروخت کر کے اس کا روپیہ وہ دین جائز ہے یا نہیں؟ یہ تو جواں

(جواب ۲۴۰) اگر مسجد کا مال اس قدر جمع ہو کہ مسجد اس کی کافی الحال محتاج ہو اور نہ بظن غالب فی الحال۔ اور اس رقم کے اسی طرح جمع رہنے کی حالت میں طمع طمعین اور تصرف متعینین کا اندیشہ ہو تو بے شک یہ رقم موجودہ ضرورت میں جو اسلام اور مسلمین کے لئے ایک حادثہ عظمیٰ اور ناپید کبریٰ ہے خرچ ہو سکتی ہے۔ مگر ترک مجرمین و چٹائی و نیکان کی اعداؤں سے بچنی چاہی جاتی ہے۔ رقم مذکور کے سے ان روایات فقہیہ سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اصابہ الرد الشدید فی الطریق فد حل مسجد افیه خشب العیر و لو لم یوقد ناراً یہلک فخشب المسجد اولی فی الا یقادم غیرہ انتہی (عالمگیری) اقلت لما جار صرف مال المسجد لضرورة احياء نفس واحدة فلان يحوز لا حياء نفوس جماعة من المسلمين اولی وفي الهدية ايضا يحوز ادخال الحبوب واثاث البيت فی المسجد للحواف فی الفتنة العامة کذا فی القیة انتہی وفي الدر المختار لا باس ببقشه خلا محرابه بجص وماء ذهب بماله لا من مال الوقف وضمن متولیه لو فعل القش او البیاض الا اذا خیف طمع الظلمة فلا باس به کافی انتہی مختصراً (۳) وفي رد المحتار قوله الا اذا خیف الح بان اجتمعت عنده اموال المسجد وهو مستغن عن العمارة والا فیضمها کما فی القهستانی عن الہدایة انتہی (۴) قلت الحکم بحوار الصرف عند خوف طمع الظلمة وضیاع المال فی وجه محدود ذیل علی ما قلنا واللہ اعلم . وفي رد المحتار والذي ينبغي متابعة المشايخ المذكورين فی حواز النقل بلا فرق بین مسجد او حوص کما اثنی به الا امام ابو شجاع والا امام الحلواني وکفی بهما قدوة ولا سيما فی زماننا فان المسجد او عبره من رباط او حوص اذا لم یقل یا حدا بقا صه اللصوص والمتعلون کما هو مشاهدو کدائک اوقافه یا کتلها البطار او غیرهم ویلزم من عدم النقل حراب المسجد الاخر المحتاح الی النقل الیه انتہی (۵) وفي الهدية مال موقوف علی سبیل الخیر و علی الفقراء غیر اعیانهم ومال موقوف علی المسجد الحامع و اجتمعت من غلتهما ثم نالت الا سلام نائبة مثل حادثة الروم واحتیح الی العققة فی تلك الحادثة اما المال الموقوف علی المسجد الحامع ان لم یکن للمسجد حاجة

(۳) الدر المختار، کتاب الصلاة، مطلب کما لا باس ذیل علی ان المسجد محدود لان المال لشدة ۱ ۶۵۸ ط (مسجد)

(۴) ایضا

(۵) رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی نقل بعض المسجد ونحوه ۴ ۳۶۰ ط (مسجد)

للحال فللقاضی ان یصرف فی ذلك لكن علی وجه القرض فیکون ذبنا فی مال الفنی واما المال الموقوف علی الفقراء فهد اعنی ثلثة اوجه اما ان یصرف الی المحتاجین اوالی الا عیاء من ابناء السبیل اوالی الا عیاء من غیر ابناء السبیل ففی الوجه الاول والثانی جاز لا علی وجه القرض و فی الوجه الثالث المسئلة علی قسمین اما ان رای قاض من قضاة المسلمین جواز ذلك اولم یر فی القسم الاول جاز الصرف لا بطریق القرض و فی القسم الثانی یصرف علی وجه القرض فیصیر ذبنا فی مال الفنی کذا فی الوقفات الحسامیة انتہی ، والہ اعلم۔

(۲) مسجد کے مسئلہ وقف نہ آمدنی سے جو جائیداد خریدی گئی ہے اسے وقت ضرورت فروخت کر دینا جائز ہے۔ (القیمہ اذا اشتری من علة المسجد حانوتا او دارا ان یستعمل و یباع عند الحاجة جاز ان کان له ولاية الشراء و اذا جاز ، لہ ان یرفعہ کذا فی السراجیۃ انتہی - عالمگیری) ۱۲۸۱ھ امامہ انصواب تہذیب ارباب رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ - اصاب الحیب محمد ناصر حسن مدرس چشتی ضلع باند شہر - باندہ عزیز الرحمن عثمانی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ - محمد انور عثمانی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند - شبیر احمد عقائد عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند - باندہ محمود عثمانی عنہ مدرس اعلیٰ دارالعلوم دیوبند - باندہ محمد امین عثمانی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی - مر مولانا محمد ضیاء الحق صاحب مدرس مدرسہ امینیہ - مر مولوی محمد قاسم مدرس مدرسہ امینیہ - مر مولوی سید انکدار حسین مدرس مدرسہ امینیہ۔

ویران غیر آباد مسجد کو دوسری مسجد پر لگانے کا حکم
(سوال) ایران اور غیر آباد مسجد کے سامان مثلاً ایٹھ پتھر وغیرہ کو کسی آباد مسجد کی تعمیر میں لگانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶ محمد عبد المجید خاں۔ سرحد کچھواہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ بمکرم اُست ۱۳۳۳ھ
(جواب ۲۴۶) آراء اس مسجد میں کام نہ آئیں جس کی انہیں ہیں تو کسی دوسری حاجت مند مسجد میں لگانی درست ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ

مسجد کے فنڈ سے قادیانی جماعت کو دینا جائز نہیں
(سوال) آٹرو کی جامع مسجد شہنشاہ بند شاو جہاں صاحب قرآن ثانی کی صاحبزادی کی تعمیر کر دو ہے۔ شہزادی مرحومہ سنی مذہب عقائد پر پندہ تھیں۔ مسجد مذکور کی زمین دکانات کی آمدنی قیام و تنائے مسجد و دیگر اخراجات مسجد کے کام آتی ہے۔ اس آمدنی سے مبلغ پانچ سو روپے متولین مسجد نے قادیانی مٹن کو دیئے جو یورپ میں تبلیغ اسلام کا دعویٰ ہے۔ یہ فعل متولین کا کس حد تک جائز ہو سکتا ہے؟

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ ، کتاب الوقف ، باب الحادی عشر ، الفصل الثانی ۲ / ۴۶۱ ط (ماجدیہ)

(۲) فتاویٰ عالمگیریہ ، کتاب الوقف ، باب الحادی عشر ، الفصل الثانی ۲ / ۴۶۲ ط (ماجدیہ)

(۳) سال شمس الائمة الحوائی عن مسجد او حوصی حرب ولا یحتاج الیہ لنعرف الناس هل للفقہی ان یصرف اوقفہ الی مسجد غیرہ و حوصی آخر ؟ قال نعم (فتاویٰ عالمگیریہ ، کتاب الوقف الباب الثالث عشر ۲ / ۴۷۸ ط (ماجدیہ)

المستفتی نمبر ۷۰ محمد نواب مرزا اگر وہ ۲۵ جمادی آخر ۱۳۵۲ھ ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۲) قادیانی فرقہ جمہورِ عمائے اسلام کے نزدیک کافر ہے۔ اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنے عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت سے کسی حالت میں نہیں چوتے۔ اس لئے مسجد کے فنڈ سے کسی قادیانی آدمی مرزائی جماعت کو روپیہ دینا جائز نہیں۔ اگرچہ وہ سنی اطمینان دلائل کہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کے مفہوم میں مرزا غلام احمد کو نبی یا کم از کم مجدد اور مسیح و صمدی مانا بھی داخل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کفر و ضلال کی تبلیغ ہے۔ اس صورت میں کمیٹی خود اس رقم کی ضمانت ہوگی۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ

مسجد کی بے کار چیزوں کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگانا

(سوال) مسجد کی کوئی چیز مثلاً، بچہ، مکاری وغیرہ بائیں کھجی پڑی ہوئی ہو اور کام میں نہ آسکتی ہو تو اس کو بیچ کر وہ روپیہ مسجد میں لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۸ محمد عبدالعزیز کانہیاواڑ۔ جو ماہ ۱۱ اشوال ۱۳۵۲ھ، ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب) مسجد سے نکلی ہوئی اشیاء اور اسباب جو مسجد کے کام میں نہ آسکے فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں ان اشیاء کے مشابہ کام میں خرچ کر دی جائے تو جائز ہے۔ ونقصه یصرف الی عمارتہ والایصح و صرف ثمنہ۔ (۲) محمد کفایت اللہ۔

مدرسہ کی آمدنی سے ہندوؤں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرنا

(سوال) قصبہ موکنا تھہ بھجن ضلع اعظم گڑھ میں ایک مدرسہ دارالعلوم نامی صرف قرآن پاک اور دینی تعلیم کی غرض سے صدقات اور قربات پر ماضیہ و مفلس روپے اس غریب مدرسہ مسلمانوں کی پاک نمائی سے جاری ہے۔ اگرچہ چند روز سے بطور امداد منتخب سرکاری انگلشیہ بھی مبلغ پچاس روپے ماہوار اور وہ بھی خاص عربی تعلیم کے لئے ملتے ہیں۔ اب اس کے اندر تھوڑے روز سے چند تاجرت اندیش مسلمانوں کے مشورے سے ایک ہندو آریہ مدرسہ کھلایا ہے اور کفار اشرار کے بیسیوں لڑکے ہندی حساب کتاب کی تعلیم پاتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۴۴) چندہ کاروپہ اسی کام میں صرف ہو سکتا ہے جس کے لئے دینے والوں نے دیا ہے۔ اس کے علاوہ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ جو خرچ کرے گا وہ ضامن ہوگا۔ حسب کتاب وغیرہ کی تعلیم مسلمانوں اور کافروں کے لئے دینا جائز نہیں۔ اس کام کے لئے وہ روپیہ خرچ نہیں کیا جاسکتا جو خاص دینی تعلیم یا خاص مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے دیا گیا ہو۔ مدرسہ کے کارکن چند دینے والوں کے وکیل ہیں اور وکیل اگر اپنے منوکل

(۱) ولو اشتری الثمن بعنہ المسجد لوما ودفع الی المساکین لایحور وعلیہ ضمان مانقہ من مال الوقف۔ کذا فی فتاویٰ قاضیحان والعداوی الہندیۃ۔ کتاب الحادی عشر۔ الفصل النہی۔ ۱۶۶/۲ ط۔ ماحدیۃ

(۲) عبارت "میں صاحب" اپنی عبارت سے جو کہ بعض عبارت سے ہے۔ اصل عبارت اس ہے۔ و صرف نقصہ الی عمارتہ اب احتج والا حفظہ لاحتاج لا اذا حلف صیاحہ فیہ وسمعت ثمنہ لاحتاج (تویر الاصل مع الدر المختار، ج ۴ ص ۳۶۷، ۳۶۷) (مسجد)

کے تعمیر اور اجازت کے خلاف خرچ کرے تو خود ضامن ہوتا ہے۔ الوکیل اذا حالف ان حلالا الى خبر في
الجنس كبيع بالف درهم فباعه بالف وعامة نقد ولو بمانه دينار لاولو حبرا حلاصه ودر در محار۔
جمعیت علماء ہند کے مسودہ میں دفعہ ۳۲ حرف ”و“ کا مطلب

(سوال) ”مذہب عام سے ہند کا ترمیم کیا ہوا مسودہ قانون اوقاف اخبار مدینہ منورہ میں شائع ہوا۔ دفعہ ۳۲ حرف و
میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن اوقاف کا روپیہ تحویل میں موجود ہے وہ کسی منفعت میں لکھا یا سکتا ہے۔ اگر اگر
آپ اس دفعہ میں مناسب ترمیم کی و شش فرمائیے کہ ہم لوگ جو اوقاف جائیدادیں اور متون بھی ہیں اور جن کی
غرض اور احتیاج مسند سونی تمیزات سے پتہ چلتا ہے۔ دفعہ ۳۲ حرف و کا مطلب آپ احکامات سے ان میں یہ
ہے اور کیا اس دفعہ کے موجود رہنے سے آئندہ اس کا احتمال ہے کہ رقم محفوظہ جو اخراجات وقت سے۔ مہربانی راتی
ہے وہ بینک میں جمع کرنے سے ناظر اوقاف متولیان کو سود لینے پر مجبور نہیں کریں گے؟

المستفتی نمبر ۳۰۹ ید میہ اند وائیں احمد۔ لبر پر شائع ہوا ۲۱ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۲۴۵) دفعہ ۳۲ حرف و کا مطلب ہمارے پیش نمبر یہ تھا کہ اگر کسی وقت سرمایہ وقف کافی ہو جائے اور
متولی مناسب سمجھے کہ اس میں وقف اور مستحقین وقف کے لئے کوئی تبدیلی کرے تو ناظر یا سرکاری یا مدونی
اجازت سے کر سکے۔ رہا سودی معاملہ تو وہ مسلمان کیسے کر سکتا ہے۔ اور کوئی تصرف جو احکام شریعہ کے خلاف ہو
وہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کی آمدنی مدرسے کے لئے خرچ کرنے کا حکم

(سوال) مسجد کا روپیہ یا ایسے مکانات کا کرایہ جن کو مسجد کے روپے سے تعمیر کیا گیا ہے وہی تعمیر کے مدارس میں
صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۰ محمد حسین سیمانی یکاتیر ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۲۴۶) اگر کوئی تعمیر اسی مسجد میں ہوتی ہو جس کا روپیہ ہے تو وہی تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے اور نہ
وہی تعمیر کا مدرسہ اس مسجد سے حیدرہ بدھ میں ہے تو اگر مسجد کے وقف میں اس کی اجازت واقف نے دی ہو یا یہ
مسجد مستحق ہو کہ اس روپے کی اسے فی الحال یا فی المال حاجت نہ ہو تو خرچ کرنے کی سختی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) الدر المختار، کتاب الوکالۃ، أحرار مال الکاالۃ بالشرء، ۵۲۱ ط (ابج ایم سعید)

(۲) فی الدر المختار (بقرص الفاضی مال لوقف والعائف) والنقطۃ حیث لا وصی ولا من یفله مصادرة وفي رد
المحتار، ان للموتولی اقرص مال المسجد بامر القاضی الخ رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب للقاضی اقرص مال الیتیم
ونحوه، ۱۷/۴ ط. سعید

رقلت من الدلیل التفصیلی فی ما من

(۳) فی الدر المختار لا بأس بنقله خلا محرابه بعض و ما ذهب لو بما لا من مال الوقف فانه حرام، وضمن متولیه لو
فعل الفش او لیاض الا اذا جف طمع الظلمۃ فلا بأس به او محتصر اوفی رد المحتار (قوله الا اذا جف) ای مان
اجتمعت عنده اموال المسجد وهو مستعفی عن المعارة والا فیضمها کما فی القہستانی عن الہیاء (۵) کتاب الصلاۃ،
مطلب کلمۃ لا بأس دلیل علی ان المستحب غیره ص ۱/۶۵۸ ط. سعید

مسجد میں ضرورت سے زائد قرآن پاک دوسری مسجد یا مدرسہ میں منتقل کرنا

(سوال) بہار سے یہاں کا نمبر ۱۰ میں ایک مسجد میں محدثی ضرورت سے زائد قرآن مجید موجود ہیں۔ رمضان مبارک کے مہینہ میں بھی قرآن مجیدوں کے پڑھنے کا نمبر نہیں آتا ہے۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہیں کہ جب قرآن مجید پڑھنے میں نہیں آتا تو اب یہ کہیں۔ اس لئے دریافت طلب یہ ہے کہ زائد قرآن مجید کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہ دے سکتے ہیں۔ اس رقم کو مسجد کے خزانہ میں جمع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اگر مسجد میں اس قدر روپیہ ہو جس سے تمام ضرورت رفع ہو جائے اور پھر بھی کافی روپیہ بچتا رہے تو ایسی صورت میں دوسری ان مسجدوں میں جن میں پیسے کی بہت کمی ہے اور خرچ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد خیر تہا ہے مثلاً امامغیر پیسے کے نہیں رہتا یا پانی کی تکلیف ہے تو اب دولت مند مسجد کا روپیہ بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ دوسری مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۸۸ ح. عبدالحی سوڈا گرامر امین الخاں ۱۰ رجب الاول ۱۴۵۳ھ ۲۰۳۱ھ ۱۴۳۲ھ (جواب ۲۴۷) زائد قرآن مجیدوں کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں پڑھنے کے لئے دے دیا جائے کیونکہ ان کے وقف کرنے والوں کی غرض یہی ہے کہ ان قرآن مجیدوں میں تلاوت کی جائے۔ ایسی حالت میں کہ مسجد کا یہ مستفتی ہو متولی دوسری مسجد میں زائد روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ (۲)

عید گاہ کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر لگانے جائز ہے

(سوال) عید گاہ واقع رنگون کے وسیع رقبہ میں جو جگہ مشرب نمازیان عید دورے خطبہ عید سننے سے محروم رہتے ہیں اور بجز معدود چند اشخاص ضررین سے نہ جاتے ہیں۔ لہذا ان نمازیان عید گاہ کو کھانا دیا جائے کہ اگر شہر گنج کش ہو تو کھانہ، بمبئی کی طرح۔ لاؤڈ اسپیکر لگائیں تو عید گاہ کو کھانا کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر دوسرے اصحاب ہمت اپنے پاس سے خرچ کر کے لگادیں تو درست ہو گیا نہیں؟ اور اگر جہول۔

المستفتی نمبر ۳۴۹ مولوی عبدالحی ق رنگون۔ ۳ رمضان ۱۴۵۳ھ ۱۴۳۲ھ (جواب ۲۴۸) خطبہ عید کے لئے لاؤڈ اسپیکر لگا کر خطبہ پڑھنے میں کوئی وجہ مانع جوڑ نہیں ہے اس کے ذریعہ سے دور و قریب کے تمام ضررین خطبہ سن سکیں گے لیکن شرعی طور پر یہ کوئی لازمی بات نہیں ہے کہ تمام حاضرین کو خطبہ سننے کا انتظام ضرور کیا جائے۔ اگر کوئی شخص اپنے صرف سے لگواوے تو اس میں تو کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ مسجد کے مال میں سے ایک غیر ضروری چیز پر صرف کرنے میں شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں یہ

(۱) وقف مصحفاً علی اهل المسجد لقرآن بحضور حار، وان وقف علی المسجد حار وقرآن فیہ ولا یكون محصوراً علی هذا المسجد، وہ عرف حکم نقل کتاب الاوقاف من محالہا لا تنافع بها، (الدر المختار، کتاب الوقف، مطلب می ذکر للوقف مصر ۳۶۵ ط. سعید)

(۲) الدر المختار، لا بأس بقتله حلاً محرماً بحض و ماء ذهب لو معالہ لا من مال الوقف فانه حرام، و حسن متولیہ لو فعل القش او البیاض الا ان حیف طمع الظلمة فلا بأس به او مختصر اوفی و المختار: (وقوله الا اذا حیف)۔ ی مان اجتماع عدہ اموال المسجد و هو مستع عن العمارۃ والا فیصفا کما فی القیاسی عن النہایۃ ۱۵ (کتاب اصلاح)۔ مطلب کلمۃ لا بأس دلیل علی ان المستحب غیرہ ص ۱/۶۵۸ ط. سعید

تفصیل ہے کہ اگر وہ مسجد یعنی حیدر گاہ ملدہ بنو اور اس کی رقم اس کے ضروری مصارف سے فاضل رہتی رہے اور اس خرچ سے اس کے کسی ضروری انصرام میں نقصان نہ پہنچے تو یہ خرچ اس میں سے بھی کیا جاسکتا ہے جس طرح برقی بجے اور فرش وغیرہ کے مصارف سے جات ہیں۔ اور اگر عید کا دکن رقم ضروری مصارف سے زیادہ نہ ہو تو یہ خرچ اس کی رقم میں سے نہیں کیا جاسکتا۔ (۱) والہ الامم۔ محمد کاغیت مد

سلور جوہلی منانے کے لئے مساجد کو ان کی مدنی سے مزین کرنے کا حکم . . .
(سوال) مکہ معظمہ کی ۸۰ جوہلی کے سلسلہ میں مسجد و مسجد نور، نانائو، جس کا صرف خود مسجد کی رقم موقوفہ سے ہو یا عامتہ المسلمین کے ہندو سے یا کسی شخص کی ذیبت خاص سے ہو جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو مسجد جن متونیوں نے مسجد میں روشنی کا تنظیم کیا اور خوب چراغاں منایا اور حاجم ہونے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۸۷ھ محمد چیمہ (رنگون) ۲۸ عفر ۱۳۵۴ھ ۲۵ مئی جون ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۴۹) سلور جوہلی یا ولڈن جوہلی اور کسی ایسی تقریب میں جس کا منشاء، نکلنے تو حیدر شہر شہر اسامہ نہیں بلکہ کسی خاص شخص کے بتائے اقدام اور امتداد حکومت کی خوشی میں منظرہ کرنا ہو۔ ایسی تقریبات میں مساجد کا رد پید صرف رونا جائز نہیں۔ اور نہ مساجد اس قسم کے مظاہرات کے لئے موزوں ہیں۔ متونیوں نے مساجد کو اس منظرہ کے لئے استعمال کرنے میں غلطی کی اور روشنی کے مصارف کے بھی، خود ان میں ہوں گے۔ (۲) محمد کاغیت اللہ کاں اللہ،

کیا مسجد کے پودوں کے گیلے متولی اپنی مرضی سے استعمال کر سکتا ہے؟
(سوال) مسجد کا سامان زینت مثلاً پودوں کے گیلے وغیرہ (در اصل جائیداد کی آب پاشی اور وغیرہ وقف مہا سے ہو) یا اور کوئی ایسا سامان یا متولی پنی رائے سے، نے سے جانے یا کسی کو مانجا نہ دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم وحید حسین (باندھہ) ۱۹ اگست ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۵۰) گیلے اگر مسجد کی ملک ہیں تو ان کو متولی اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ ان زینت کیے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ (۳) اور اگر متولی کی ملک ہیں تو ان کا مسجد میں رکھنا اور مسجد کے پانی سے سیراب کرنا جائز نہیں۔ (۴) محمد کاغیت اللہ

(۱) اجماع الفقہاء لا بأس بنفسہ حلالا محرراہ بحض واء ذہب لو سئلہ لا من مال الوقف ۵۰۰۰ حرام وضمن موبہ نو
ھن النفس او الباص اذ حلف طمع الظلمہ فلا یاس بہ محتضرا وفي رد المحتار (قوله الا اذا حلف) ای بان استمع
عده احوال المسحود ہو مستع عن العارۃ ولا قضیہا رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مظہر کلمہ لا بأس بدین عینی
ان المستحب غیرہ ۱/ ۶۵۸ ط. سعید

(۲) لا بأس بنفسہ حلالا محرراہ بحض واء ذہب لو سئلہ لا من مال الوقف ۵۰۰۰ حرام وضمن متولیہ لو فعل النفس او
الباص رد المحتار، کتاب الوقف، مظہر کلمہ لا یاس دلیل علی ان المستحب غیرہ ۱/ ۶۵۸ ط. سعید
(۳) متولی المسحود لیس بہ اذ یحمل سراج المسحود الی ینہ و عالمگیری، کتاب الوقف الباب لحدی عشر، الفصل
الثانی، ۲/ ۶۶۲ ط. عاحدیہ

(۴) اذا وقف لموصو لا یجوز لشرک مہ وکل ما اعد لشرک حتی الحیاض لا یجوز مینا التوضو کذا فی حرامہ
المفتین، (الفتاویٰ عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر ۲/ ۶۵ ط. عاحدیہ)

کیا وقف کی آمدنی سے دیئے ہوئے دیوان واپس لئے جائیں گے؟

(سوال: زید نے اسماعیلی وقف کو (جس پر واقف کے اہل خاندان قابض ہو کر تخفیف و وقف کی کوشش کر رہے تھے) مسلسل سولہ سال مقدمہ ہارنے کے بعد وقف غایت آرایا۔ اور اگرچہ مصارف مقدمہ کے لئے اپنے محض اسباب سے چند بھی لیا تاہم خود زید کے بھی بڑا باروپ پیروی مقدمہ میں صرف ہوئے اس کے بعد مقدمہ کی مصروفیت و اشہاک کے باعث زید کے کاروبار کو بہت نقصان پہنچا۔ بعد فراغت مقدمہ زید جائیداد موقوفہ پر بنیائیت متولی قابض ہو کر اس کی آمدنی وصول کرنا بہا۔ چونکہ سولہ سال مقدمہ چلتا رہا اس دوران میں جائیداد وقف کی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی۔ زید نے آمدنی وقف سے اس کی مرمت و درستی کرانی اور دو ٹنگ پائنتہ از سر نو تعمیر کرائے اور ایک مکان بھی تعمیر کرایا۔ جس وقت جائیداد وقف پر زید کو قبضہ ہوا ایک سو تیس روپے مابور آمدنی تھی لیکن زید کی سہمی و تدبیر سے پانسو تیس روپے مابور آمدنی ہوئے تھے۔ زید نے آمدنی وقف سے نہ مصارف مقدمہ وصول نہ اپنے کاروبار کے نقصان کا کوئی معاوضہ لیا۔ بلکہ باوجود ہدایت وقف نامہ وقف سے اپنی تنخواہ لینا بھی گوارا نہ کی، اور چونکہ زید نہایت رقیق القلب اور نیک نفس واقع ہوا ہے اس لئے واقعی اور مصنوعی اہل حاجات اس کے پاس آکر اپنے دردناک حالات بیان کر کر کے اس کی ذاتی چھ سات سو روپے مابور آمدنی کا ایک ہوا حصہ اور آمدنی وقف اس سے وصول کرتے رہے لیکن اس نے ان مصارف و حساب وقف میں شامل و درج نہیں کیا، جس کے باعث وقف کی ایک بڑی رقم زید کے ذمہ واجب الادا ہو گئی، بالآخر زید عہدہ توہیت سے مستعفی ہو گیا، اور مسلمانوں نے زید کی جگہ عمر و کو متولی مقرر کر دیا، اب زید کی عمر و سے یہ جانقی ہے کہ وقف کی جو رقم زید کے ذمہ واجب الادا ہے اس میں سے تخمیناً پانچواں حصہ عمر و کے وصول کرنے اور کمی نہ کی تو زید کے حالات نازک ہو جائے گا اندیشہ ہے ماحور پر قرض خولاد یوں کے حقیقتات و خصوصیات و ملحوظ رکھ کر کمی پر معاطف کر لیتے ہیں، عدالتوں میں اس قسم کے فیصلے ہوتے رہتے ہیں، اگر متولی راضی ہو کر حاکم سے رضا ظاہر کر دے تو وہ بھی مال ہے گا، ان حالات میں عمر و زید سے کسی کمی پر مصالحت کر لینی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۹ محمد خلیل الرحمان مطیع ٹھہری کانپور۔ ۲۴ یقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۸ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۳۵۶) ذاتی دیوان میں دائر کا دیوان سے کمی پر فیصلہ کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے۔ مگر وقف کا معامہ اور متولی کے اختیار پر بدگمانہ نوعیت رکھتے ہیں۔ اس کو حق نہیں کہ متولی سابق کے ذمہ وقف کی جو رقم ہے اس میں سے کچھ چھوڑ دے۔ (۱) ہاں صورت مذکورہ میں اگر بیان ساکلی صحیح ہے تو متولی سابق نے جو رقم خرچ کی ہیں وہ خرچ تو مصارف وقف میں ہیں مگر ان کو اپنی نیک نفسی کی وجہ سے وقفہ کے حساب میں نہیں لکھا۔ متون حال ایسی رقم کو وقف کے حساب میں شامل کر کے مطابہ میں سے منہا کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کانائڈلہ،

- (۱) امام کا مشاہرہ بھی مصالح مسجد میں داخل ہے
- (۲) خیانت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں متولی کو معزول کرنا
- (۳) کیا متولی مسجد متولیان الوقف کی مرضی کے مطابق ہی خرچ کر سکتا ہے
- (۴) خطیب کی تنخواہ اجرت یا وظیفہ
- (۵) کیا خطیب کے پاس مسجد کی آمدنی کا حساب دینا ضروری ہے؟
- (۶) کیا خطیب کی تنخواہ متولی روک سکتا ہے؟
- (۷) امام اور خطیب کی حیثیت
- (۸) امام اور خطیب کو قدر کفایت دینے کا مطلب
- (۹) ماہوار قرب للعمارۃ و احکم لمصلحت کی بنا پر مقدم کون ہوگا؟
- (۱۰) ماہوار قرب للعمارۃ کی تفصیل
- (۱۱) امام اعم لمصلحت میں داخل ملے اقرب للعمارۃ میں؟

(سوال) شہ میں ایک مسجد جو زمانہ شہری نہ قیہ شدہ ہے اور بڑی مسجد ہے ورنہ وہ شہ پر پر فضا مقام پر واقع ہے بانی نے اگرچہ اس کو بنیت جامع مسجد نہ بنایا تھا لیکن جب شہ کی آبادی زیادہ ہوتی تو بعد میں باشندگان شہ نے اس کو جامع مسجد قرار دے لیا اور اس میں وقت فوقتاً بہت سی توسیعات بھی کی گئیں۔ اس مسجد کو جامع مسجد کے سب سے عقب کرنے والے اس شہ کے ایک بزرگ معتبر عام تھے۔ وہ اپنے زمانہ حیات میں مسلمانوں کی توجہ اس مسجد کی طرف منعطف کرانے کی کوشش فرماتے رہے اور وہی وجہ آمدن امت ہی فرماتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے بیٹے صاحبزادے رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے صحیح چاشین تھے اپنے والد بزرگوار کی جگہ لیا مت و ماہ انتظام فرماتے رہے ۱۹۶۶ء کے کائنات سے جن میں جنس رجسٹری شدہ بھی ہیں یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اس مسجد کا کام بنیٹ متولی کو نامدوح کے نام اور یہ بھی کرتا رہا ہے جو اس وقت تک زندہ ہے۔ یہ ہاؤس صاحب و پادشہ جملہ خدمات مسجد میں فراہمی ضروریات تعمیر و آبادی رولر فرماتے رہے۔ اس مسجد سے متعلق چند وقف ہیں جن کے متولی بیحدہ پیچیدہ ہیں۔ بعض الوقف کسی جہ کا متولی کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ ہاؤس مالک اور امدان کی آمدنی تحصیل وصول فرماتے تھے۔ اور چند وقف کامتون و قسین کی طرف سے زیادہ ہے۔ بقیہ وقف سے متعلق یہ لور مالک کے ہاؤس میں لوگ ہیں جن وان کے واقفین نے یہ دستور العمل یہ ہے کہ دیگر الوقف کی آمدنی جن کا جزو مسجد نہ ور کے لئے ہے ان کے متولی کی بطور خود صرف کر دیتے تھے اور جن کی زیادہ متون دے دے کرتے تھے وہ ہیں۔ اور میں دوسرے تھے وہ ہیں کہ جزو آمدنی متعلقہ مسجد مذکور زیادہ کو دینے وقت وئی ہدایت منجانب متولیان نہیں ہوتی تھی۔ اور کبھی اس کے مصارف خاص کر دینے جاتے تھے کہ یہ رقم فدا چار میں صرف کی جاسے۔ چنانچہ حسب ہدایت متولیان مذکور زیادہ اس کو صرف کیا کرتا تھا اور یہ۔ اس الوقف مذکور پر قسم پر ہوئے۔

(۱) جن کی تحصیل وصول نہ ہو۔ ہاؤس مالک علیہ فرماتے تھے۔ (۲) جن کا بقا قدر متون زیادہ ہے۔ (۳) ہاؤس

جن کے متولی دیگر صاحب ہیں۔ (۴) وہ جن کے متولی یا ضابطہ زیر امر ہے، ہر جمعہ اللہ صلی علیہ وسلم کے بعد وہاں مولانا مدوح کوئی شخص یا ضابطہ حقیقت متولیانہ ان کا قلم تمام نہیں ہوا۔ البتہ ان کی وفات کے بعد تقریباً پڑھ سال تک ان کے خلف آج ہر جمعہ صبح اور وقت نہایت ایک کا کام جو اللہ فرماتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے علم پر رولر مدفعہ، دودھی اپنے فضل و مال میں مروجہ طریق میں۔ مثل خلف آج ہر جمعہ صبح مولانا مدوح صاحب مسجد لودھ فرماتے رہے۔ لیکن چونکہ چیرانہ سالی اور ضعف کے اصولوں نے اس خدمت کی انجام دینی ہے۔ اور زانو کے سپرد کر دی۔ اب ہر جمعہ جس سال سے یہ سہ کو انجام دیتے رہے ہیں اور اہمیت نماز جمعہ بھی ان کے متعلق ہے۔ ہر جمعہ وقت نہایت ایک کی تحصیل و وصول فرما کر زیر متولی کے حوالہ بھی بھیجی کرتے تھے۔ چنانچہ ہر جمعہ آج امام صاحب مدوح نے اپنی ضروریات دنیوی سے مجبور ہو کر تلاش معاش کے لئے بہام جانے کا ارادہ فرمایا۔ فرمایا کہ زیر متولی کے لئے چاہئے کہ انہما خداوندان امام مدوح کی خدمات و ضروریات جانتے ہوں۔ مبلغ بیس روپہ ماہانہ رقم کو ازمنہ فی وقت مقرر کر دی اور مبلغ بیس روپہ دوسری جمعہ سے مقرر کر لیں اور بہام جانے سے ان دروہ لیں۔ اور یہ بھی اس کے ساتھ عرض کر دیا کہ جس طرح آپ کے والدہ جد کا یہ معمول تھا کہ جمعہ نماز جمعہ تا مسر و عطا اور رمضان المبارک میں تبرکات میں قرآن پاک سننا ان دونوں امور کا احترام بھی آپ کے ذمہ رہے گا کہ آپ بذات خود اس کو انجام دیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جس جائیداد کا متولی زیر ہے اس کی ہر آمدنی کل ۵۰ روپہ ہے۔ مسجد میں ۱۰ روپہ، دیگر مصارف مثل چٹائی لوانا اور پانی کا انتظام و حرمات مسجد دیگر ترمیمات ضروری چند ماہانہ زمین و تنخواہ بھی ہے جو حسب ذیل ہیں۔ ایک ماہ بعد ایک ماہ ہنگامہ۔ چار روپہ شش و فراش و ستہ و بیس روپہ و سوختہ وغیرہ۔ بیس روپہ تنخواہ خدیب و دیگر ماہانہ زمین و دیگر ضروریات مصلحتہ بال۔ بیس ۲۰ روپہ مقررہ طور سے صرف میں آتے ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خدیب صاحب مدوح نے بیس روپہ ہر ماہ کے ۱۰ روپہ آمدنی وقت نہایت دون کے قبضہ میں ہے وصول کی اور زیر متولی کو ہر جمعہ سے بیس روپہ کی اور ان اس کا کوئی حساب معلوم ہو گا۔ اب چنانچہ ہر جمعہ سے خدیب صاحب مدوح نے جامع مسجد فنڈ کے نام سے ہر جمعہ کو جامع مسجد میں ایک ۱۰ روپہ فراموشی چندوں غرض سے۔ چنانچہ ان کی آمدنی بھی خدیب صاحب نے اپنے ہی پاس رکھی اور ان کی آمدنی میں صاحب مدوح نے ہر جمعہ زیر متولی نے خطیب صاحب کی خدمت میں یہ خواہش پیش کی کہ مجمع عام میں اپنے حسابات و پیش کر کے اپنے ان تقدس و جو خدیب اور ہر ماہ کے سے ضروری ہے صاف فرمیں تاکہ وہی ہر ماہ کی موقوفہ نہ سے بینوں نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ چنانچہ ہر جمعہ انتظار کے بعد زیر متولی مدور نے ان کا ہر جمعہ ۱۰ روپہ ہر ماہ اور ہر جمعہ ہر ماہ دیا کہ جب تک مدور ہوا۔ آمدنی جو آپ کے قبضہ میں رہتی ہے اس کا حساب و پیش نہ کریں گے اس وقت تک موقوفہ شریعی سے پہنچنے غرض سے میں وہ مقررہ تنخواہ آپ کو دوں گا۔ لیکن حالت کو پیش کرنے کے بعد مصلحتہ ذیل امور قابل دریافت ہیں۔

(۱) زیر متولی آمدنی وقت متذکر ہوا۔ آمدنی روپہ کو جب کہ وہ زمین کے مصارف متعین نہ سے نہ تو

عنایت مذکورہ اس تفصیل سے خراج کرنے کا ذمہ دار ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اگر وضو فرش و صحنی وغیرہ کا بندوبست نہ ہو تو مسجد کی موجودہ رونق اور نمایاں کی کثرت نہ رہتی ہو تو اس صورت میں یہ مصارف مقدم ہوں گے یا امام کو مشاہرہ دینا؟

(۲) زید متولی موجودہ امام کے والد کے زمانہ سے نیز ان کے ابا کے حکم سے اس وقت تک زید نے موقوفہ متذکرہ پر ایک مصرف میں صرف کر کے اس کا حسب باضابطہ رہا ہے اور کسی قسم کی اس میں خیانت اس وقت تک ظہور میں نہ آئی تو کیا ایسی صورت میں اس کو خیانت کے ساتھ مقیم کر کے اس انکم کو دوسرے کے سپرد کرنا حق بجانب ہوگا؟ یا نفسانیت پر محمول ہوگا اور اس تفویض کا اختیار بھی ہوگا یا نہیں؟

(۳) دیگر متولیان الوقت جن بدایات سے اپنی اپنی آمدنی زید متولی کو دیں یا زید انہیں بدایات کی پسندی سے ساتھ خراج کرنے کا ذمہ دار ہے یا ان کو بطور خود خراج کرنے کا مختار ہے؟

(۴) زید نے جو تنخواہ مبلغ ۲۰ روپے وقف سے خصیب کی مقرر کی تھی وہ اجراء ہے یا خفیہ؟ اگر اجراء ہے تو زید کو اختیار زیادتی و کمی و منسوخ حسب پابندی یا خدو و زنی شرانظہ کو رد حاصل ہیں یا نہیں؟

(۵) زید کا مطالبہ دربارہ چنانچی خصیب صاحب سے مطابق شرعی ہے یا نہیں؟ اور خصیب صاحب اس کا پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور جو کوک خصیب صاحب کے مدد و معاون ہیں کہ خصیب صاحب حساب نہ دیں اور اس طرح سے وہ خراج کرتے ہیں خراج کرتے ہیں۔ یہ وک حق بجانب ہیں یا نہیں۔ تو ان کا شریعت میں یا صحت ہے اور اسے لوگوں کا امام موجود دیا دوسرے کسی امام کے متعلق رائے دینا شرعاً معتبر ہوگا یا نہیں؟

(۶) اگر خصیب صاحب وقتاً بہ وقتاً پورا نہ فرمادیں تو زید پر ان کی تنخواہ کا دینا ضروری یا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) امام بنیوقت پر خصیب صاحب مبنی امام جمعہ میں مصارف وقت کے حساب سے کون مقدم ہے یا انوں مساوی ہیں؟

(۸) کتب فقہ میں جو یہ مذکور ہے کہ امام و خصیب کا مشاہرہ قدر کاغذ یہ ہونا چاہئے اور فی زمانہ امامہ یا امام و خصیب کی تنخواہ حسب رضامندی امام و خصیب مقرر کی جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ قدر کاغذیت ہوں یا تو۔ یہ تعامل عبارت فقہیہ کے موافق ہے یا مخالف؟ اور اس صورت میں امام و خصیب ایچ و ایم ہوگا اور شرعاً یا کچھ بد ہوگا؟ یا امام نہ سمجھا جائے گا چاہے وہ پابندی کرے یا نہ کرے جیسے کہ امام مذکور پابندی نہیں کرتے تو کچھ مشاہرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۹) امام ماہو اقرب للعمارة و امام للمصلحة میں سب المصارف کون مقدم ہوگا؟

(۱۰) امام ماہو اقرب للعمارة کی تفصیل کیا ہے؟

(۱۱) امام للمصلحة کلام میں امام اعم للمصلحة میں داخل ہے یا اقرب للعمارة میں؟

المستفتی نمبر ۸۳۹ حنفی محمد بنی محمد مد (مر لا آباد) ۱۹ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۲ اپریل ۱۳۶۱ھ

(جواب ۲۵۲) (۱) امام و خصیب بھی مسجد کے مصارف و ضروریات میں ہے۔ کئی آمدنی کی صورت میں تمام

مصالح کا لحاظ رکھنا اور حصہ رسدی سب کو صیاً کرنا مناسب ہو گا۔ (۱)

(۲) غیر ظہور ذیانت و قابلیت معزوں کے بارے میں۔ مگر یہ جب کہ متوفی کا تہہ رواقف کی شرط یا وصیت کے تحت ہو۔ اور اگر یہ بات نہیں ہے اور عام مسلمانوں نے کسی کو متوفی بنایا ہے یا وہی شخص خود مسجد کی خدمت میں حاضر رہا ہے تو اس کو قہر ضمن ضروری نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ خواہ مخواہ اس کو مسجد کے رہائشی زیبا نہیں۔ (۴)

(۳) دیگر لو قف کے متولیان جو روپیہ کے زیادہ نوے کر پائید کریں فلاں مصرف میں صرف کروا کر وہ پائید می شہادہ وقف کے ماتحت ہو یا وقف نے متولیوں کو پائید کرنے کا حق دیا ہو تو ان کی عائدگی کی ہوئی پائید می لازم ہوئی ورنہ لازم نہ ہوئی۔ (۳)

(۴) اگر متوفی کا روپیہ کسی خاص وقت سے شہادہ وقف کے موجب دی جاتی ہو تو وہ خیفہ ہے ورنہ اجارہ قہر پائید می۔ اور اس میں جہود کے حکم جاری ہوں گے۔ بشرط یہ کہ امام نے بھی اس حیثیت کو منظور کیا ہو۔ (۱۰)

(۵) اگر خلیفہ صاحب کے طرز عمل اور ان کی صاحت پر مسلمانوں کو بھروسہ ہو اور ذیانت کا شہدہ ہو تو خلیفہ صاحب سے تفصیل حساب طلب کرنا نہیں چاہئے۔ (۵)

(۶) اگر مقدمہ اپردہ تھا تو خام ہے کہ کام نہ کرنے کی صورت میں متخاؤ کا استحقاق نہیں۔ اور اگر وہ خیفہ تھا تو اس کو روکنے کا متولی کو حق نہیں۔ (۶)

(۷) یہ دونوں ضروری ہونے میں مساوی ہیں۔ وید خل تحت الامام الخطیب لا بد امام الخاص۔ (۷)

(۸) بقدر کفایت ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا مقرر کیا جائے جو اس کی معاشی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے لوہا و درخت کے لحاظ سے کافی ہو۔ اور معاشی ضرورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کی پچاس روپے میں چری ہو سکتی ہیں اور کسی کی اتنی روپے میں اس سے کسی رقم سے اس کی تعیین ہونی مشکل ہے۔ اور اگر

(۱) ابوالمادی پندانہ من ارتفع الوقف ای من علته عمارتہ شرط الوقف اولاتہ ما هو القرب الی المعارة۔ واعم للمصلحة كلامام للمسجد۔ والمدرس للمدرسة بصرف اليهم الی قدر کتابتہم ورد المختار۔ کتاب الوقف، مطلب بيدا المعارة بما هو القرب اليها ۴/ ۳۶۷ ط۔ سعید

(۲) لا يجوز للقاضي عزل الحاكم المشروط له، لظن ملا حمانه ولو عزله لا يصير القسي متوليا، ويصح عزله لو منصوب لقاضي في البحر أحد مہ عدد العزل لصاحب وطبعة الا بحجة او عدم اهلية۔ ورد المختار۔ کتاب الوقف، مطلب ليس للقاضي عزل الحاكم ۴، ۴۳۸ ط۔ سعید

(۳) شرط الوقف كص السارع في المفهوم والدلالة وجوب العمل۔ والبر للمختار كتاب الوقف مطلب في قولهم شرط الوقف كص ۴، ۴۳۳ ط۔ سعید

(۴) ليس للقاضي ان يقرر وطعة في الوقف مع شرط الوقف ولا يحل للمقرر الا ان يقرر عني الوقف باحد مثله قبة۔ والبر المختار، كتاب الوقف مطلب ليس للقاضي ان يقرر وطعة في الوقف ۴، ۴۳۵، ۴۳۶ ط۔ سعید

(۵) لا يفرق المحسنة في كل عام، ويكتفي لقاضي مہ بالا حسان لو معروف بالا مائة۔ والبر المختار كتاب الوقف، مطلب في محاسبة المتولي وتحليفه ۴، ۴۴۸ ط۔ سعید

(۶) لا يصح عزل صاحب وطعة ملا حجة او عدم اهلية۔ ورد المختار، مطلب لا يصح عزل صاحب وطعة ۴، ۳۸۲ ط۔ سعید

(۷) ورد المختار، كتاب الوقف، مطلب بعد المعارة ما هو القرب اليها، ۴، ۳۶۷ ط۔ سعید

مدرسہ میں خرچ کرنا ایک طرح مسجد کی تعمیر معنوی میں داخل ہے۔ اور اگر مسجد سے خارج مدرسہ تمام ہوتا
مقابلین مسجد کی اس مسئلہ سے خرچ ہو سکتی ہے کہ مسجد اس سے مستغنی ہے فقہاء کا محمد کا بیت اللہ

کیا مسجد کی آمدنی سے بھی ضرورت مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے؟

(سوال ۱) قصبہ سندھو کے محلہ میں ایک مسجد ہے جو محمد امینی پورہ مسجد کے نام سے موسوم ہے جس کی
میں منور حضرت پرچہ ہے۔ چونکہ یہ مسجد ہے۔ یہاں پر ایسٹ گارڈن جو زانی کی روٹی پر چاہنے کا
پائندہ ہے۔ فرش پتھر کا ہے۔ حضرت مذکور کی حالت کی طرح محدود نہیں ہے جس سے اس کے مندرجہ
ہونے کا اندیشہ ہو۔ مسجد کا ٹائیل جس میں اس کی لمبائی اور چوڑائی وغیرہ دیگر ضروری کیفیت مفصل طور پر درج
ہے مفصل تحریر ہے۔

(۲) کاری کا خدات یعنی اس کے خدات ۱۹۶۹ء کے نقشے ہونے والے ہیں۔ یہ کتاب کے ایک
صفحہ رقبہ چوٹی کی زمین کا خلیق مسجد مذکور کا ہے۔ مرچ ۱۹۶۲ء ۱۹۶۳ء میں جدید خدات سے اس
میں رقبہ کم ہو کر صرف ۳۱۷۷ مربع فٹ رقبہ کا خلیق رہا۔ خدات سرکاری سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ یہ
زمین کب اور کس نے اور کن شرائط پر وقف کی تھی۔

(۳) ۱۹۱۸ء کے قبل یہ مسجد کا چھوٹا سا حصہ کوئی آمدنی کے ذرائع تھے۔ صرف سائیکل ۲۰ روپے سالانہ کی آمدنی
تھی اور اس کا ختم رمضان شریف میں صرف ہو جائیگا یا باقی۔ مرچ ۱۹۱۹ء سے رقبہ مذکور اس قدر سے کم
آمدنی کے ساتھ باقاعدہ ختم قسم کیا گیا جس کا باقاعدہ ریکارڈ ہے اور آمد و صرف کا حساب بھی قاعدہ کے مطابق
تیار کیا جاتا ہے اور وقت ایکٹ نمبر ۳۲ کے مطابق اس کے حق صاحب کے اجلاس میں سالانہ حساب پیش
ہوتا ہے۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۹ء تک کا حساب پیش ہو چکا ہے۔

چند بات یہ ہے کہ زمین کے کٹاؤں سے ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کے حق پر سالانہ (۱) لکھ ۵۰۰۰۰
تھیں۔ ان کے قائم کیا گیا۔ چند بات یہ ہے کہ موقع موقع کے سے وہ روپے یہ ہے کہ وہ قریش میں حاصل کیے۔ وقت
فوتی کی خلیق مسجد میں نہیں تھا۔ یہاں یہ چوٹی کی زمین کی وجہ سے نہایت اہمیت کی تھی یہ موتیں انہی
قریش میں یہ ضروری مسکن تھا۔ لکھ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی روٹی نہ تھی صرف ۲۰ روپے
۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی آمدنی کے ساتھ زمین کے کٹاؤں سے نہ تھیں۔ یہاں یہ خلیق کا یہ ۵۰۰۰۰
۱۹۳۹ء تک تعمیر ہوتے تھے۔

۱۹۳۹ء میں اس مسجد کے خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ
۱۹۳۹ء میں خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ

۱۹۳۹ء میں خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ
۱۹۳۹ء میں خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ
۱۹۳۹ء میں خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ
۱۹۳۹ء میں خلیق کے یہ ۵۰۰۰۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ کی صورت میں ۲۰ روپے سالانہ

فہرست چندہ بھی مرتب ہو گئی۔ لیکن ۱۹۲۰ء تک مالہ ۱۲۰ روپے وصول آئے جو سرمایہ مسجد کے ساتھ اس وقت تک کاروائی میں جمع ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں اہل محمد نے مسجد کمیٹی سے بذریعہ تحریری درخواست استدعا کیا کہ پیش امام صاحب کا ۱۰ روپے ماہوار پر حال میں تقرر عمل میں آیا ہے وہ تاقیمہ مسجد ملتوی کر دیا جائے۔ بمقام محمدنی پنجابیت کے چندہ وصول کرنے کی جہد کو پیش کریں گے تاکہ قیمہ مسجد کا کام جلد جاری ہو سکے۔ اس درخواست کی ایک معزز دوستی نے بھی تائید کی اور پیش امام صاحب علیحدہ کر دیئے گئے اور فہرست چندہ مرتب ہوئی اور یہ سب ہو گیا کہ موجودہ مسجد کے رقبہ کے ساتھ دس فٹ چوڑی زمین اور شامل کر کے یہ کل ۱۰۰۰ فٹ مربع مسجد قرار دیا جائے اور مسجد کی مغربی سمت کی زمین اس پر میر نجان کا قبضہ متاثر کر لیا۔ زمین شیت سے حاصل کر کے اس پر مسجد قیام کی جائے۔ ان تمام مصارف کا اندازہ کسی حالت میں بھی بڑا روپے سے نہیں ہو سکتا۔ مخرج صاحب کے پاس ۱۹۳۴ء کے وعدوں کا چندہ جمع ہو رہا ہے انہوں نے ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء ۱۰ جہد جمعہ مسجد میں بطور امان یہ فرمایا کہ ان کے پاس تقریباً ۵۰ روپے جمع ہوئے ہیں۔ چندہ لاء میں مسجد کمیٹی کا یہ حیران کن ہے کہ سرمایہ مسجد کی رقم ان صاحب کو جن نے ۱۹۳۴ء کے وعدوں کا رد یہی جمع کر رہا ہے ایک ہندو کے اندر دے دیا جائے۔ دو ہندو لاء قیمہ مسجد کا کام شروع کر دیں۔ حالانکہ ابھی تک قیمہ مسجد کے لئے کوئی خاص جہد مخصوص کی گئی ہے نہ اتنے بڑے کام کا کوئی نقشہ ۱۰ فٹ مرتب ہو کر مسجد کمیٹی میں پیش ہوا ہے نہ عام کوئی سرمایہ کی تکمیل ہے۔ یکم مئی ۱۹۳۶ء کو مسجد کے سرمایہ کی رقم کے ۳۶ لاکھ چندہ وصول شدہ ۱۹۳۰ء میں ۲۳۱ روپے تھے۔

(۵) نقشہ مسئلہ نیز کیفیت مندرجہ نقشہ کے ملاحظہ سے مسجد کی موجودہ وسعت اور نمازیوں کی تعداد نیز نمازیوں کے قریب و تکلیف کا اندازہ ہو گا۔ ان نکالنے اور وقتوں کو محسوس کرتے ہوئے جو خصوصاً نماز جمعہ رمضان شریف میں نماز تہنوں کی بدعت میں بعض اوقات دھوپ و بارش کی وجہ سے نمازیوں کو ناہوشی ہے جس کی وجہ سے بدعت بھی شش ہے مسجد کمیٹی میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ مسجد کے جنوب کی طرف جو ۱۹ فٹ زمین ملتی ہے جنوب قریب ہی ہے اس مکان مسجد سے ملحق کر کے دو چھتے مسجد کی توسیع کریں گے۔ اس میں بہت زیادہ مصارف ہوں گے اور مسجد کی بنیاد کے محاصل سے نہ ہوں بلکہ اس رقم سے ہوں جو ۱۹۳۲ء میں چندہ سے جدید قیمہ مسجد کے فراہم ہوا تو۔ اور قبیل رقم ہونے کے سبب اب تک سرمایہ مسجد کے ساتھ ملتا جمع ہے۔ ان دونوں سے چندہ کی رقم دی ہے اس میں سے چارے اس کام میں صرف کر دینے کی خوشی تحریری اجازت دے دی ہے۔ اس سے یہ توسیع کا کام کر لیا جائے۔ اور اس کام میں زیادہ سو سو سو روپے خرچ ہوں گے۔ جدید قیمہ مسجد کا کام جاری ہونے کی تجویز اب تاہم اس سے اس توسیع کے کام میں یہ روپیہ صرف کیا جائے اور چندہ و ہندوگان کے صراحت کے ساتھ یہ خوشی کہ ایک موبو میا دیانیاں ہوں اور جدید چندہ کی فہرستیں بھی مرتب ہوئیں لیکن آج تک ایک بھی تحریک نہ تکمیل کو نہیں پہنچی ہے مگر توسیع کا کام نہ روکا جائے اور ہر دیا ہو چندہ اس توسیع کے کام میں صرف کر دیا جائے۔

واقعات مندرجہ بالا پیش کرنے کے بعد اہم مسائل کے حسب ذیل سوالات کے جوابات شائع

مطابق تحریر فرمائے جائیں۔

(الف) توقف جائیدادوں کی ترقی آمدنی کے لئے جو ذرائع اختیار کئے گئے تھے جن کا ذکر فقرہ نمبر ۳ میں ہے آیا وہ شرائط جو تھے یا تاہم؟ اور آئندہ دو طریقہ جاری رکھ جائے یا بند کر دیا جائے یعنی ترقی آمدنی کے لئے جدید قیام مکانات کی بغرض فراہمی کرایہ جاری رکھی جائے یا نہیں؟

(ب) مسجد مذکور جو کسی طرح مخدوش حالت میں نہیں ہے جس سے اس کے مندرم ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اس کو شہید کر کے اس کی عمارت کو وسیع اور شاندار بنانا چاہیں اور اس میں وہ رقم صرف کریں جو چاہیں اور مختلف مسجد مذکور سے وصول ہوتی ہے جس کا ذکر فقرہ نمبر ۱، ۲، ۳ میں ہے کیا جدید قیہ میں محصل مسجد کی رقم صرف میں لانے کی شرعاً اجازت ہے؟ غایہ ۱۔ اوپر جلد دوم ص ۵۲ میں ہے کہ مسجد کے متعلق ہو وقف کی جائیدادوں کے ذریعہ سے جو آمدنی ہو اس کو پہلے وقف کی مرمت میں خرچ کیا جائے۔ اس کے بعد جو عمارت سے نزدیک ہو جیسے مسجد کا مہر وغیرہ اور بعد ان عمارت۔ زم نہیں مگر جب خوف ہو وقف کی ویرانی کا۔ اور قیہ دسی قدر مستحق ہے جس صفت پر واقف نے وقف کیا تھا اور اس سے زیادہ قیہ کرنا مستحق نہیں۔ اس عمارت کی تانیہ اردو ترجمہ فتاویٰ فقہیہ جلد چہارم ص ۱۷۱ میں بدین الفاظ ہے۔ "اس مسئلہ کی تکمیل یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہنا ہو۔ اس محمد کا نہ ہو اور اگر محمد کا ہو تو محمد والوں کو اختیار ہے کہ اگر جدید قیہ سے ان کو وہ دین میں یا کافر شہنشاہیں اور قد ملیں لگائیں۔ لیکن اپنے ذاتی مال سے ایسا کریں گے اور اگر مسجد کے مال سے ایسا کرنا چاہیں تو ان کو یہ اختیار نہیں ہے یعنی جو مسجد برو وقف ہے اس کے حاصل سے صرف نہیں کر سکتے۔"

(۲) راکین مسجد کمیٹی یا اہل محلیہ کہ وقت جائیداد متعلقہ مسجد مذکور کو بیع پاد بن کر کے رقم حاصل کرنے کے بعد موجود مسجد کو شہید کر کے مسجد کی عمارت کو حسبِ ائمہ اہلناکین کو تیسرا عمارت دیا کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے قیمر جدید کے لئے ۱۹۲۰ء میں چند دیا ہے اور اب تک ہانت جمع ہے وہی وہ اپنی حق و رقم و توسیع مسجد کے کام میں صرف کرنے کی خوشی اجازت دیتے ہیں اس میں سو سو سو سے زائد صرف ہوا۔ تفصیل فقرہ نمبر ۵ میں درج ہے۔ کہ اور رقم توسیع مسجد کے کام میں صرف ہوا صرف ہو سکتی ہے ۵

المستفتی نمبر ۱۰۰۰ عبد العزیز خان عقیملار (کھنڈہ ضلع ممباز) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ میں ۱۹۳۶ء (جواب ۲۵۴) (الف) ان خرچ و اختیار کرنا جائز نہ ہو گا جو جاری رکھنا بھی جائز ہے۔ (ب) اگر کوئی شخص اپنے روپ سے جدید قیمر مسجد مانا چاہے یا جو چندہ جدید قیمر بنانے کی غرض سے دیا جائے اس روپ سے جدید قیمر بنانی جائز ہے لیکن جب تک جدید قیمر کے اقل رقم نہ ہو جائے موجودہ عمارت منہدم نہ کی جاتی۔ جائیداد مسجد سے جو رقم وصول ہوتی ہے اس کو ضروریات مسجد میں خرچ کرنا چاہئے۔ (ج) اگر تجدید قیمر ضروری نہیں ہے تو جائیداد موقوفہ مسجد کو بیع یا ہمن کرنا جائز نہیں۔ (د) اگر تجدید قیمر ضروری ہو جائے مثلاً مسجد منہدم

(١) لا نصور احازرة الوقت لا ماحزرة المش كد في محيط السرحسي (عالم المغيره). كتاب الوفاء، ج ٢، ١٩٩٠، ص ١٠٠، ماحديه، روى عن محمد رحمه الله تعالى انه يرون الناس البارز سذوا اخر سذوا اخر ويرون من اخره عالم المغيره، كتاب الوفاء (اللب التالز)، ج ٢، ١٩٩٠، ص ١٠٠، ماحديه.

(٤) أما أهل تلك المنطقة فيجب أن يعلموا ويحددوا ما له لكن من مال أنفسهم وما من مال المسجد فليس لهم ذلك الفتاوى العبدية. كتاب الوقف الباب الحادى عشر. الفصل الاول ٢ ٤٥٧ ط ماحديده

(٣) المؤلف: د. هـ. الوقيلى، لا يصح، الهاديه، كتاب الوقيلى، الباب الخامس، ٢، ٢٤٢ ط. محدثه.

مسجد کے سہلہ کو مسجد کی آمدنی سے تنخواہ دینا اور صدقہ جاریہ میں مصرف کیا ہے
(سوال ۱) جو سہلہ مسجد میں پانی بھر تا ہے نمازیوں کے وضو وغیرہ کے لئے اس کو آمدنی وقف میں سے متون
معاوضہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کسی مرحومہ کی لمانت صدقہ جاریہ میں کسی مدرسہ میں کس مدرسہ میں دینی
چاہئے۔ (۳) چھ وقف علی الاولاد میں اور چھ صدقہ جاریہ میں اور چھ تمل بستی وغیرہ میں اپنی طرف سے اور
والدین اور اشیرگان کی طرف سے کسی مدرسہ میں دینا چاہتا ہوں تو اس کی نیت کر لین کافی ہے یا تحریر میں لانا بھی
ضروری ہے اور اس مذکورہ وقف میں سے کس مدرسہ میں دینی چاہئے؟

المستفتی نمبر ۲۶۱ احادیث مستند علی صاحب۔ موضع جزوہ (ضلع میرٹھ) ۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۲۴ م

دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۷) (۱) پانی بھرنے کی اجرت آمدنی وقف میں سے دینی چاہئے۔ (۲) صدقہ جاریہ کی رقم
مدرسہ کے لئے دینیات کی تہذیب و تہذیب کی صورت میں خرچ ہو سکتی ہیں۔ (۳) صدقہ جاریہ تو دہشتہ ہوتی ہیں
جن میں وہ چیز باقی رہے اور اس سے غلہ اٹھایا جائے مسجد کے لئے فرش، مدرسہ کے لئے تہذیب اور فرش،
کنواں، حوض سرانے۔ یہ چیزیں صدقہ جاریہ میں داخل ہیں۔ وقف علی الاولاد میں اس کی تہذیب و تہذیب
ہے۔ (۴) کفایت اللہ کان اللہ دہلی

قیموں پر وقف کی ہوئی آمدنی سے واقف کے محتاج بھانجوں کو دی جاسکتی ہے

(سوال) مسعود حافظ علی بنی است اسمعیل داؤدی قبیل نے پٹی حیات میں اپنی جائیداد کو حسب ذیل امور پر صرف
کرنے کے لئے وقف کیا۔

(۱) مکان موقوفہ آمدنی کا ایک چوتھائی حصہ جمع رکھا جائے۔ باقی آمدنی جو رہے اس کو حسب ذیل امور پر صرف
کریں۔ (۲) چھ رقم ایک مسجد خاص میں دی جائے۔ (۳) چھ رقم ایک مخصوص مدرسہ میں دی جائے۔ (۴)
چھ رقم داروٹ کی تہذیب و تہذیب میں صرف کی جائے۔ (۵) چھ رقم داروٹ کی مدد میں صرف کریں۔ (۶) چھ
رقم شہید و مساکین کو دی جائے۔ (۷) دار مسکن البدرک میں غربا کو پانچ ۵۰۰ روپیہ تقسیم کیا جائے۔ (۸)
مذکورہ الصدور امور پر مخصوص رقم دیتے ہوئے جائیداد کی آمدنی میں بہت ہو تو مذکورہ الصدور امور پر حسب خصوص
ہوئی رقم کو تقسیم کیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ مسعود کی حیات میں ان کے عزیزوں میں کوئی غریب نہ تھا۔ عمر ان وفات کے بعد ان
کے بھانجے غریب ہو گئے۔ انمول کے جائیداد کے ٹرسٹیوں سے درخواست کی کہ مسعود کے موقوفہ میں سے

(۱) الحدیث فی وصی المصالح فیہ واما حطت والنود یعز الشعاع التي تقدم شرط ام لم بشرط بعد العمارة ہی عام
وحضیب و مدرس و نس ریت وھا ذیل وحصص و ما و صوء کلفة نقله للمصنف (الدر المنثور) کتاب الوفاق، عید
مطلب ید بعد العمارة یما هو القرب البیاء، ۴/ ۳۷۶ ط. سعید

(۲) قال لشارح فی شرحه عن ائمتنا قد بطم سیحا السبح عبدالقی الحلبي المحدث ثلاثة عشر من بحری علیہ
الاجر بعد الموت علی ما جاء فی الا حدیث - فقال -

ادامات من ادم جاء بحری ، علیہ الا جرا عدد ثلاث عشر علوم بنها و دعا نحل ،

و غرس الخیل و الصدقات تحری و رائة مصحف و رباط ثغر ، و حجر المیز و اجراء بہر ،

(در المنثور ، کتاب الجہاد ، مطلب فی بان من بحری عظیم الاجر بعد الموت ، ج ۴ ص ۱۲۶ ، سعید)

ہمیں حصہ نہ چاہئے۔ عمر نہ سنیں لوقف کہتے ہیں کہ جائیداد موقوفہ میں سے آپ لوگوں کو دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ مذکور اصرار امور میں جو مخصوص رقم ہے اس میں تخفیف کر کے بھانجوں کو دینا چاہیئے ۵۰۰ حصہ روپیہ غریبا کو دینے کے ہیں ورنہ رقم خاص بھانجوں کو دے دی جائے تو شرط لوقف میں کوئی شرعاً نقض آتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۷ محمد سیمیان ٹہیل ناخدا صاحب (دریاض صنع سورت) ۶ ربيع الثانی ۱۳۵۶ھ

۲۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۸) مرحومہ واقعہ کے محتاج بھائی اس وقت میں سے مدد لپانے کے مستحق ہیں اور وہ نمبر ۶ اور نمبر ۷ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ نمبر ۶ میں یہ فرقہ ہیں۔ کچھ رقم عتیقہ و مساکین کو دی جائے۔ مساکین میں وہ بھی شامل ہو سکتے ہیں اور اس مدد میں سے ان کو رقم دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح نمبر ۷ میں رمضان کے مہینہ میں ان کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مسجد کے فاضل روپیہ کو دوسری مسجد پر خرچ کرنا

(سوال) ایک مسجد مالدار ہے اس کی آمدنی خرچ سے بہت زیادہ ہے اور خرچ سے باقی ماندہ روپیہ انھوں کی تعداد تک پہنچ گیا ہے اور اب کوئی کام مسجد میں ایسا باقی نہیں جس میں روپیہ صرف کیا جاسکے۔ کیا اس مسجد کا فاضل روپیہ کسی دوسری مسجد کی مرمت یا دیگر ضروریات کے لئے صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر صرف کیا جاسکتا ہے تو کس حد تک؟

المستفتی نمبر ۱۷۸۶ راغب حسن (کولہو) ۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۹) جب کہ مسجد کی جمع شدہ رقم مسجد کی حاجت سے زیادہ ہو اور آئندہ بھی مسجد کو کچھ غائب اس رقم کی حاجت نہ پڑے گا تو دوسری محتاج مسجد پر یہ رقم صرف کی جاسکتی ہے۔ اس اجازت میں وہ مقدار شامل ہوگی جس سے مسجد کا ہوتا مستغنی ہو۔ (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مسجد میں کم آمدنی پر رکھے ہوئے ملازم کی جگہ زیادہ آمدنی والا ملازم رکھنا

(سوال) یہاں ایک شری مسجد ہے جو بہت سی عیاشانہ عہدہ ہواشہ عازمی، تعمیر راجہ کی ساخت شدہ ہے۔ مسجد بڑا کے نیچے پانچ ۵۲ دکانیں ہیں۔ ان میں سے پانچ اہل بنود کے قبضہ میں ہیں۔ بقیہ سینتالیس کے ۳۷ دکانیں مسجد بڑا کے تحت میں ہیں۔ مسجد کی کمینہ پودہ نمبر ۱۱ پر مشتمل ہے۔ پریذیڈنٹ شہر بڑا کے جمسٹریٹ میں خواہاں بنود ہو یا ان اسلام۔ اب سوال یہ ہے کہ کمینہ کے ایک نوکندہ مقرر پانچ روپے ماہوار میں کیا ہے۔ مسجد کا حساب آمد کرایہ

(۱) ادا جعل ارضا صدقہ موقوفہ علی الفقراء والمساكين فاحتاح بعض قرابته او بعض ولده الي ذلك والوقف هي الصلحة وفيها احكام ، حدھا ان صرف العلة الي فقراء القرابة اولي (الهدية ، كتاب الوقف ، الباب الثالث ، اوائل الفصل الثامن ۳۹۵/۲ ط . ماجدية)

(۲) وضمن متوليه لو فعل الفش الوالباس ، لا اذا حيف طبع الطعنة فلا بأس به قوله الا اذا حيف بان اجتمعت عدة اموال المسجون هو مستغن عن العماز فلا يقسمها (الذم المحتار مع رد المحتار ، مطلب كلمة لا بأس دليل على ان المستحب غيره ح : ۶۵۸/۱ ، سعيد)

نامہ وغیرہ نکھرتا ہے۔ اب نوہندہ نمبر ۱۰ روپے، ہولر طلب کرتا ہے۔ چنانچہ قابل معتبر نوہندہ پانچ روپے، ہولر میں کام کرنے کو تیار ہے۔ پتہ نمبر ان نوہندہ مقررہ کو ۱۰ روپے ماہوار دینے پر تیار ہیں اور چھ نمبر ان خلاف میں اور وہ کہتے ہیں کہ جب پانچ روپے ماہوار میں قابل نوہندہ رہے اور کام کرنے کو تیار ہے تو ۱۰ روپے کا نوہندہ دینا ہے یا ناجائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۷۸۸ اسید عبدالغفور صاحب مہتمم کمیٹی (ہروز) ۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء (حوالہ ۲۶۰) مسلمانوں کو لازم ہے کہ پانچ روپے کا نمبر جو غیر مسلم افراد کے وقفہ میں ہیں ان کو مسجد کے لئے حاصل کرنے کی سعی کریں خود ان کی قیمت کو امرنی پڑے۔ اور یہ بھی سعی کریں کہ کمیٹی کا صدر (پریذیڈنٹ) بھی مسلمان ہو اگر غیر مسلم نہ ہو۔ اور جب کہ پانچ روپے، ہولر پر حساب مختصراً مل سکتا ہے تو ۱۰ روپے دینا جائز نہیں ہے۔ (۱) ہاں اگر پانچ روپے کا کام ٹھیک نہ کر سکتا ہو اور ضرورت ہو کہ دوسرا لازم رکھا جائے اور دوسرا ۱۰ روپے سے کم نہیں ملے تو اس وقت دس روپے دینا جائز ہو گا فقط۔ محمد غایت اللہ کان امداد، علی

مسجد کے لئے دس آنے پر مزدور میاں ہوتے ہوئے ایک روپیہ پر مزدور مقرر کرنا (سوال) ایک مسجد لوہاں سے ملحقہ بنیاد کے نرسٹی مسجد یا مسجد کی بنیاد دینا حرام ہے۔ کام کے لئے اپنی قوم کے غریب مزدور مقرر کرتے ہیں مگر ان کو دیگر قوم کے مزدوروں کی نسبت زیادہ مزدوری دیتے ہیں۔ مثلاً اگر دیگر اقوام کے مزدور دس آنے ہارہ آنے روزانہ سے کر کام کرتے ہیں۔ تو وہ نرسٹی اپنی قوم کے مزدوروں کو ایک روپیہ یا ایک روپیہ دو آنے روزانہ دیتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ وقف کی ملکیت کا سرفا ہے تو وہ ایک جواب دیتے ہیں کہ یہ قوم پروری ہے تو کیا از روئے شرع شریف وقف کے مال سے اس طرح ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو پس اور امر ناجائز ہے تو ایسے خرچ کرنے والوں کے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۹۲۸ محمد حسین صاحب معینی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء (حوالہ ۲۶۱) قوم پروری اپنے مال سے کی جاسکتی ہے۔ مسجد کا مال قوم پروری کے لئے نہیں ہے۔ جسٹی مزدوری پر مزدور مل سکتے ہیں اس سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے۔ اپنے مال سے خود اس رقم کے نام سے ہولر دینا زیادہ دینی جائز ہے فقط۔ محمد غایت اللہ کان امداد، علی

چھوٹی مسجدوں کو ختم کر کے ایک بڑی مسجد بنانے کا حکم

(سوال) چند مسجدوں کو توڑ کر ایک جگہ ایک بڑی مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں اور فائدہ دینا بھی ہے اور صورت جائز بھی ہے اور جائے مسجد علیہ اوشیں اگر ہر جگہ بھی نہ ہو تو فیما فیہ خلعت کافی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب۔ اسمہ ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(۱) قرآن مجید میں ہے: مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى النَّاسِ عَنِ الْإِسْلَامِ بِالْكُفْرِ. سورة التوبة رقم الآية: ۱۷
(۲) کوئلہ مولیٰ ان یستاجر من مخدم المسجد باحوار علیہ اور اداۃ بتغافل فیہ، ویضمن لو دفع من مال الوقف (عالمگیریہ، کتاب الوقف ج: ۲، ۴۶۱/۲، ماجدیہ)
(۳) کوئلہ مولیٰ ان یستاجر من مخدم المسجد باحوار علیہ اور اداۃ بتغافل فیہ، ویضمن لو دفع من مال الوقف (عالمگیریہ، کتاب الوقف ج: ۲، ۴۶۱/۲، ماجدیہ)

(جواب ۲۶۲) مساجد آر ایسی حالت میں ہو جائیں کہ ان میں پہنچانہ جماعت نہیں ہوتی اور نہ نماز میں نہیں رہی تو ان کو محفوظ و متعلق کر کے چھوڑ دیا جائے اور یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اس کا سامان چارے کر کے چاہیں گے۔ ایسی چیزوں کو جو چرائی جاسکتی ہوں دوسری قریب ترین مسجد میں منتقل کر دینا چاہئے۔ اور جب تک کوئی مسجد محفوظ رہے کاموں میں لائی جاسکے اس کو منہ نہ کرنا درست نہیں۔ ۱۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

مسجد کی آمدنی یا قیاموں کے جمع کی ہوئی مدد رسد پر خرچ کرنا

(سوال ۱) مسجد کی موقوفہ جائیداد کا روپیہ کسی قسب یا مدرسہ پر خرچ کرنا جائز ہے؟ (۲) زید نے ایک قسب قائم کر رکھا ہے اور روپیہ و غلہ قیاموں اور مسکینوں کے نام سے وصول کرتا ہے۔ جائیداد قسب میں دینی قیاموں مسکین حاسب ہر نہیں ہے۔ چنانچہ قسب قسب قسب اور دوست پر خرچ کرتا ہے۔ ایسے شخص کو چند روپیہ دے دینا جائز ہے؟

المسئفنی نمبر ۲۵۴ شہادت بنو محمد مصطفیٰ سلطان پور (۱۹۱۰) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۶۳) مسجد کا روپیہ ان شخصوں کی ملکیت پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ مدرسہ اور اسی مسجد میں نہ اور روپیہ وافر ہو تو اس پر خرچ ہو سکتا ہے۔ ۱۲ ایسے شخص کو چند روپیہ دے دینا جائز نہیں جو قیاموں کے نام سے وصول کرے اور خود چاہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

بے سید و مسجد کی لکڑیاں دوسری مسجد کے لئے وقف شدہ مکانات پر لگائی جاسکتی ہیں

(سوال ۱) ایک مسجد جو کہ لکڑی ہو اور اس کی لکڑیاں بیکار پڑی ہوں تو وہ لکڑیاں ایک دوسری مسجد کے لئے وقف شدہ مکانات میں (جن میں کرایہ دار غیر مسلم بھی رہتے ہیں) استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

المسئفنی نمبر ۲۵۷ ۲۰ فرزند علی صاحب (بر) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۶۴) مسجد مندرجہ شدہ میں اگر وہ لکڑیاں کام میں نہ آسکیں تو دوسری مسجد میں مسجد کے موقوفہ مکانات میں استعمال کی جاسکتی ہیں خواہ مکانات میں کرایہ دار مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) مساجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو کہاں صرف کیا جائے؟

(سوال ۱) یہاں پر بعض مساجد کی آمدنی قدر زائد ہے کہ ضروری اور غیر ضروری مصارف کے باوجود سوائے کافی رقم نہ پخت ہوتی ہے اور سال بہ سال اس قدر اضافہ ہو رہا ہے تو کیا اس باقی ماندہ رقم سے چادر رقم کو کسی اور

(۱) اہل رتہ المختار: ادب الحرب المسجد ووقع الاستعاء عند اہل المسجد آخر ما یصلہ واندی یصلہ متابعہ المساجد المکتوبین فی حوزہ الشرف: کتاب المسجد: کتاب التمسک بالحدود: کتاب الوقف: مطب فی بعلباق: القاص المسجد ۳۶۰/۴ ط: سعید

(۲) اہل رتہ المختار: ادب الحرب المسجد ووقع الاستعاء عند اہل المسجد آخر ما یصلہ واندی یصلہ متابعہ المساجد المکتوبین فی حوزہ الشرف: کتاب المسجد: کتاب التمسک بالحدود: کتاب الوقف: مطب فی بعلباق: القاص المسجد ۳۶۰/۴ ط: سعید

(۳) اہل رتہ المختار: ادب الحرب المسجد ووقع الاستعاء عند اہل المسجد آخر ما یصلہ واندی یصلہ متابعہ المساجد المکتوبین فی حوزہ الشرف: کتاب المسجد: کتاب التمسک بالحدود: کتاب الوقف: مطب فی بعلباق: القاص المسجد ۳۶۰/۴ ط: سعید

اسلامی کاموں پر صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ گریہ جاسکتا ہے تو وہ کون سے امور ہیں؟
 المستفتی نمبر ۲۳۲۸ چند واز مسجد۔ راندیر (سورت) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۱ جون ۱۹۳۸ء
 (جواب ۲۶۵) جب مسجد کی آمدنی اس قدر کثیر ہو کہ مسجد کو اس کی نہ فی اہل حاجت ہو اور نہ فی المال تو یہی
 حالت میں جمع شدہ زائد رقم کو کسی دوسری محتاج مسجد میں یا دینی تعلیم میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
 محمد کفایت اللہ کا لہجہ، دہلی

مسجد کی ضرورت سے زائد آمدنی کو مساجد پر ہی خرچ کیا جائے
 (سوال) ہندوستان کی اکثر مساجد جن کے مصارف کی کفایت اسلامی حکومت کرتی تھی لیکن اسلامی حکومت
 کے زوال کے بعد مسجدوں کے مصارف غیر اسلامی حکومت کے خزانہ سے بند کر دیئے گئے ہیں اور مسجد کے
 قریب رہنے والے مسلمانوں نے مسجد کی تباہی و فریضہ اسلامی سمجھ کر مصارف کا انتظام اپنے ذمہ سے لیا
 اور مصارف مسجد کے لئے ذرائع آمدنی پیدا کرنے کی یہ ترکیب نکالی کہ مسجد کے آس پاس کی زمین پر جو نماے مسجد
 کے بعد بر سنا س سے خالی پڑی تھی اور جس کا کوئی مالک نہ تھا یا مسجد کے قریب بعض مسلمانوں کی آبادی زمین پر
 دوکانیں تعمیر کی تھیں اور غیر اسلامی حکومت نے ان دونوں قسموں کی زمینوں سے اس لئے کوئی واسطہ نہیں رکھا
 اور اعتناء کیا کہ وہ غیر قوموں کے معبود اور مذہبی امور کے انتظام و انصرام سے ریاضی روش اختیار کرتے ہوئے
 تھے۔ رفتہ رفتہ تعمیر شدہ دوکانوں کے کرایہ سے اس قدر آمدنی ہونے لگی کہ امام و موزوں کی تنخواہ، جائے نمازیں،
 روشنی، پانی، مکتے، بدھنے، رمضان شریف میں ختم قرآن پر حافظ کے وقت کی اجرت، تقسیم شیرینی، مسجد کی قفلی
 اور مرمت مسجد کی جائیداد کی مرمت کے بعد روپیہ پس انداز ہونے لگا۔ حتیٰ کہ بعض مساجد میں اس روپیہ کی
 تعداد کئی ہزار تک فوجت پہنچی ہے۔

مذکورہ بالا قسم کی آمدنی سے ضروریات مسجد کی تکمیل، جائیداد کی مرمت، نئی جائیداد کی خریداری اور
 مدارس کی حفاظت و تحویل اہل محلہ کی ایک مجلس انتظامیہ کے سپرد ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا قسم کی آمدنی سے جو ضرورت مسجد کی تکمیل اور تحفیل کے بعد باقی رہتی
 ہے یہ نیت تبلیغ و توسیع علم دین (۱) تعمیر (۲) حدیث (۳) فقہ (۴) کام (۵) سیر۔ (۶) تاریخ (۷) خلق (۸)
 تصوف کی کتابیں خرید کر عادت المسلمین کے لئے ایک دارالافتاء اور کتب خانہ کا قیام جائز ہے یا نہیں قرآن
 شریف اور مسائل ضروریہ کی تعلیم کے لئے اہل محلہ کے بچوں کے واسطے کسی معصوم و مقرب کے مذکورہ بالا
 آمدنی سے متخولو دینا جائز ہے یا نہیں؟

اور اگر مذکورہ بالا احکامات پر یہ رقم صرف کرنا ضروریہ شرع جائز نہیں ہے تو بتایا جائے کہ مسجد کی
 ضروریات سے غنی ہوئی رقم و دولت کا مصرف خیر فی زمانہ کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ہر سال ربیع الاول سے مہینہ میں دو
 تین سو روپے خرچ کر کے مولود شریف پڑھوایا کریں یا خرم، انصرام کے مہینہ میں تعزیہ، عوامر شیعہ خوانی کی

ایک مزید گزارش

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بمبئی کی مسجد کی رقوم بیچوں میں یا نہ کاری مسجدوں کی صورت میں رہتی جاتی ہیں اور ان کا سود نہیں لیا جاتا۔ یہ بات بڑی خطرناک ہے یہ تو رقوم بیچوں میں رہتی نہ جائیں اور نہ نہ کاری تمک خریدے جائیں یا پھر ان کا سود ضرور وصول کر لیا جائے تاکہ وہ مسجدی مشینوں کے ہاتھ نہ لے کر جیسائیت کی تبلیغ میں کام نہ آئے۔ اس سود کی تمام رقوم کو آپ تعلیمی وظائف میں خرچ کر دیں۔ اس رقوم میں سے مسجد میں ایک چپہ بھی خرچ نہ کریں۔ سب خیراتی اور تعلیمی امور پر خرچ کر دیں مگر ایک نئے پاس یا سرکار کے پاس ہرگز نہ چھوڑیں۔ محمد کفایت اللہ کان اٹولہ، دہلی

مسجد کی فاضل آمدنی سے علوم مغربی و مشرق سیکھنے والے طلباء کو وظیفہ دینا

(سوال) شہر بمبئی و منصفیات میں متعدد اہل مسجد ہیں جن کے ساتھ عرصہ مدید سے ایسے مدارس قائم ہوئے ہیں جن میں دینیات کے علاوہ علوم تاریخ جغرافیہ، حساب، منطق، کیمیا، اردو، انگریزی اور بعض میں صنعت و حرفت جیسے خیملی و کاری کی تعلیم مفت غریب مسلمان بچوں کو دی جاتی ہے اور ان تعلیم کے تمام یا بعض مصارف مسجد کی ان فاضل رقوم سے برداشت نہ جاتے ہیں جو مساجد کے تمام لازمی و غیر لازمی اخراجات واجب، مسنون، مستحسن اور شرعی اخراجات کے بعد باقی رہ جاتی ہیں لیکن اس کے بعد بھی ان مساجد کے اوقاف کی آمدنی کی ایک بہت بڑی رقوم ہر سال بچ جاتی ہے جو دیکار اور معطل رہتی ہے اور مسلمانوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میرا یہ فرما کر یہ بتائیے کہ

(۱) اس فاضل رقوم سے غریب مسلمان طلباء کو سائنس، صنعت، علوم مغربی و مشرق کی تعلیم کیسے وظائف دیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟
(۲) یہ فاضل رقوم اگر تعلیمی وظائف کیسے نہ دی جائیں تو پھر کسی اور شکل سے غریب مسلمانوں کے تعلیمی امور میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۸۲ حاتی خدام حسین بمبئی ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۶۸) یہ فاضل رقوم جس کی مسجد کو نہ فی الحال حاجت ہے نہ فی المال اندیشہ احتیاج ہے تعلیمی وظائف میں دی جاسکتی ہے۔ علوم شرعیہ کے طلباء اس کے مستحق ہیں اور علوم معاشیہ جو شرعی نہ ہوں ان کے طلباء و بھی وظائف دیے جاسکتے ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اٹولہ، دہلی

آل لواء پر وقف کی صورت میں کون سی لواء زیادہ مستحق ہے؟

(سوال) ایک شخص سنی مذہب مسلمان نے اپنے ایک وقف نامہ میں مندرجہ ذیل عبارت تحریر کی ہے: "مرد"

(۱) (صرف الی عمرۃ المسجد و حصرہ واداعی هذا المسجد بصرف الی فقراء المسلمين فیجوز ذلك کذا فی الظہریۃ (عالمگیریہ) کتاب الوقف، ج: ۲، ص: ۴۶۰، ماحدلیہ)

از حاجت رقم سے اور اگر متولیان مسجد کے لئے سخت ضرورت کے وقت جائز ہے۔ (۱) محمد خاتیت اللہ

کسی مسجد کو کوئی چیز کم قیمت پر یا مفت میں دوسری مساجد کو دینے کا حکم

(سوال) ایک چیز تقریباً چار سال سے ایک مسجد میں بیکار ہے اور اب بھی اسی مسجد کی۔ یہ متولیان مسجد اس چیز کو وہاں سے منتقل کر سکتے ہیں۔ ایک چیز سو روپے کی ہے اس کو کم قیمت پر دوسری مسجد میں یا دوسرے میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اب چیز کی اس مسجد میں ضرورت بھی نہیں۔ اگر روپیہ ہو کسی مسجد کا تو اس کو بھی کسی دوسری مسجد یا دوسرے میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جواب۔

المستفتی نمبر ۲۹۱۵

(جواب ۲۷۱) جس مسجد کی وہ چیز ہے اگر اس مسجد میں کام نہیں آسکتی اور نہ اس کی قیمت کی اس مسجد کو ضرورت ہے کہ مسجد مالدار ہے تو اس چیز کو کسی دوسری مسجد میں دے دینا جائز ہے۔ (۲) اگر جس مسجد کی ہے اس کو قیمت کی حاجت ہے تو پھر وہ چیز پوری قیمت سے فروخت کر کے اسی مسجد میں قیمت خرچ کی جائے۔ (۳) اگر کسی مسجد کا روپیہ ہے اور اس کو اس روپے کی باطل حاجت نہیں ہے فی اصل، آئندہ حاجت پڑے گا لہذا یہ قرآن پر یہ کسی غریب مسجد کے کام میں لایا جاسکتا ہے۔ (۱) محمد خاتیت اللہ کان اللہ اعلم

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۷۲) تم دو بڑی بنی جہانگیر کے حد درست نہیں۔ اگر وہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا چاہتے تو چھوٹی بنی میں پڑھتے اور اپنے حق چاہتے اور بات درست۔ (۱) محمد خاتیت اللہ کان اللہ اعلم

امام مقرر کرنے میں نمازیوں کی رائے کب معتبر ہوگی؟

(سوال) (۱) علی بن ابی طالب کے مقرر کرنے میں اس وقت کی جائے گی۔ (۲) مسجد کے مال وقف سے پیش امام کے وارثوں کو وغیرہ یا پادریوں یا قہیم کے واسطے (ہر جو یہ یکہ واقف نے وقف نامے میں اس کا حق ذکر نہ کیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۵۷۷۷۷ (آرڈر) ۲۶ مارچ ۱۳۵۶ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۷۳) اگر متولیان وقت فہم و قہم نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا مناسب ہے۔ (۱) اگر وقت نے تصریح کی ہو اور متولیان سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پادریوں یا قہیم کے لئے وغیرہ وقت کی

(۱) اوصاف متولہ لو فعل النفس او انما لا اذ حلف بضم نصد ولا ناس۔ قولہ لا اذ حلف۔ یعنی بانضمام عدد امون لصدقہ وهو لمصرح بغيره لغير لصدقہ مع رد لصدقہ کتب لصدقہ مصب کتبہ لانس دلائل علی المستحب وغیرہ۔ ج ۶۵۸۱ (معید)

(۲) محالہ سابق ص ۲۷۹

(۳) حد لوقف۔ محلیہ۔ حر لحد۔ حد۔ تصرف من وصل الوقف لاحقر علی لایحد۔ حد کسی واحد۔ سورہ الا بصر مع المر المختار۔ کتاب لوقف۔ ج ۴۔ ۳۶۰ (معید)

(۴) لوقف علی ذلک السراج للمصادر لایحد۔ ص ۵۵۵ جمیع حسن بن بکر حیدر بن بکر۔ کتاب لوقف ج ۲ ص ۵۵۹

(۵) قولہ حیف حدہ۔ محض فی۔ حسن بن بکر مسجد لایحد۔ فی العود۔ محلیہ لایحد۔ حدہ۔ کتاب لوقف ج ۱ ص ۸۳

آمدنی میں سے نہ دیا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان ائد للہ، دہلی

وقف کی آمدنی سے خریدی ہوئی جائیداد کو فروخت کرنے کا حکم

(سوال) مسجد کے الوقف کی آمدنی سے خریدی ہوئی جائیداد کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۴) مسجد کے الوقف کی آمدنی سے خریدی ہوئی جائیداد کو فروخت ضرورت ہو سکتی ہے۔ وہ

صل وقت میں داخل نہیں ہوتی۔ فی الہدیۃ متولی المسجد اذا اشتری بمال المسجد حیوانا

او دارانہم باعہا حاز اذا كانت له ولاية الشراء هذه المسئلة بناء علی مسئلة اخرى ان متولی

المسجد اذا اشتری من عدة المسجد دارا او حیوانا فہذه الدار وهذه الحیوان هل یصح

بالحوایث الوقوف علی المسجد؟ ومعناه هل یصبر و قفا؟ اختلف المتأخرحمہم اللہ قل

الصدر الشہید المختار انہ لا یلتحق ولكن یصیر مستغلا (للمسجد کذا فی المضمرات اسپی

و کذا فی الاشیاء والظائر والغنای السراجیة والناظر خانیة (کما یقل عنها العلامة الشامی) والدر

المختار واللہ اعلم وعلمہم واحکم۔ (۲)

محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ

مسجد کی آمدنی سے اظہار شوکت اسلام کی خاطر مسجد میں چراغاں کرنا

(۱۶ شعبان ۱۲۸۷ھ ۱۸ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) کیا ایسی ضرورت ہے وقت حاتمہ المستمین علیہ السلام کی یادگار کے قیوم و ائمہ کی خوشی بہ بیت اللہ۔

شانت اسلام اپنے حرموں میں چراغاں کرے تو آمدنی وقف جو آرائش و روشنی مساجد میں روزانہ خرچ کی جاتی

نہ اور با۔ موقع پر بھی روشنی کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک تقریب پیش کی گئی کہ حضرت

محمد بن قاسم یادگار عرم آمد بند کی خوشی میں وقف کی آمدنی سے چراغاں کیا جائے۔

(جواب ۲۷۵) حق اسلامی قوی خوشی کی جامع تقریب میں حد اعتدال کے اندر روشنی کرنا تو مباح ہے لیکن

روشنی کرنے والے اپنے روپ سے کر سکتے ہیں۔ وقف کاروپہ ایسے کاموں میں خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں

واقف نے صرف ائمہ متبویٰ کو اس کی اجازت دی ہو تو جائز ہوگا۔ اور یہ تقریب جس کا سوال میں ذکر ہے یہ قوی حق

محض حق روشنی کرنے کا نہیں ہے۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ

محمد کفایت اللہ کان ائد للہ، دہلی

(۱) اوس اختلاف العیہ دکات اوقاف مبرلین احدہما لیسکی والاخر للاستعمال۔ ولا یصرف احدہما للاحر وہی

واقعة القنوی۔ (رد المختار، کتاب الوقف، ج: ۴، ۳۶۰، سعید)

(۲) لغتاری الہدیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس، ۲، ۴۱۷، ۴۱۸ ط (ماجدیہ)

(۳) الا ناس یقتضی حلا محرمہ بعض و ماء ذهب لو بمالہ لا من مال الوقف فہو حرام و صمن متولیہ لو یعمل لخدمہ

کتاب الصلاة، مطلب کلمہ لا یاس دلیل علی ان المستحب غیرہ ۶۵۸/۶ ط (سعید)

آنحوال باب تصرف فی الوقف

مدرسہ کے لئے وقف شدہ زمین کو فروخت کر کے کسی دوسرے کار خیر میں بدلنا (سوال) زید نے ایک قطعہ زمین واسطے قیہ مدرسہ حق عمر و دیگر غفلان وقف کی آیا عمر و بحر اس قطعہ زمین کو بلا مہربانہ مندی زید کو فروخت کر کے زر قیمت کی دوسرے کار خیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (جواب ۲۷۶) جب کہ زید نے وہ زمین مدرسہ کے لئے وقف کر دی اور متولیوں کے سپرد کر دی تو اس زمین کا وقف صحیح ہو گیا اور زید کو کوئی حق تصرف یا ملک کا اس پر نہیں رہا۔ اب متولیوں کو لازم ہے کہ اس زمین پر مدرسہ قیہ کریں۔ لیکن اگر مدرسہ قیہ کرنے کے لئے روپیہ نہ ہو یا وہ کسی وجہ سے قیہ مدرسہ غیر ممکن یا غیر مفید ہو تو ایسی حالت میں جائز ہے کہ اس زمین پر کوئی عمارت بنا کر کرایہ پر دی جائے اور اس کا کرایہ کسی دوسرے اسلامی مدرسہ پر صرف کیا جائے تا کہ حتیٰ امکان جنت وقف کی رعایت رہے۔ (۲) اور جب تک کہ کسی صورت سے جس موقع یا عید کے کام میں آتے یا اس کے فلاح میں ملحق ہو۔ لے اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

کیا مکان موقوفہ کو بعد وکانوں سے بدلایا جاسکتا ہے؟

(سوال) زید نے اپنی جائیداد کو اپنی اولاد کے لوہے وقف کیا۔ خواہ وقف مہر ہے۔

میں چونکہ علم طبعی کو پہنچ چکا ہوں اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنی جائیداد کو جو کہ میری مملکت ہے اور جملہ دین شریعی و قانونی سے پاک و صاف ہے۔ اس کا ایسا انتظام کروں جس سے اللہ و رسول کی رضا مندی حاصل ہو۔ اس سے جائیداد کو محدود و مصلحت دہل کو وقف دوام گرفتہ اللہ تعالیٰ کرتا ہوں جس سے اجراء امور خیر کا اور پرورش لوہے کی ہمیشہ ہمیشہ ہوتی رہے تاکہ میرے لئے اجر ہو اور بعد میرے نژاد و ارکان میں نہ ہو اس لئے میں نے ضرور غنیمت فہم و حواس فرما بلا جبر و اگر اقدار جائیداد کو وقف کر کے ملکیت میں قادر حقیقی حق التیوم کے کر دیا۔ اور میں بذات خود تاحیات اس کا متولی رہوں گا اور با اختیار خود جس طرح مناسب خیال کروں گا اس جائیداد کی آمدنی صرف کروں گا اور مجھ کو یہ بھی اختیار رہے گا کہ اگر کوئی جائیداد اس سے زیادہ آمدنی کی کہیں فروخت ہوتی ہو تو اس جائیداد کے جزویا کل کو فروخت کر کے خریدوں تاکہ آمدنی وقف میں اضافہ ہو جائے۔ عمر جائیداد جو یہ خرید کر وہ بھی وقف ہی رہے گی اور جملہ اختیار شکست و رخصت میرے اختیار سے حیثیت متولیانہ ہوں گے اور بعد میرے میرے بیٹے عمر و دیگر کو ہوں گے۔ امکان مسکن واقع محلہ چاہتر جس پر اختیار محض بحر کو جملہ اقسام کا ہے گا۔ وہ اس مکان میں موجود نسل سے جس کو چاہیں رکھیں یا نہ رکھیں۔ اور بعد میرے اپنی حیثیت تک

یہ دونوں متولی رہیں گے ان کے بعد وہ شخص جو ان کی لوازم میں ہو متولی ہوگا۔ جس کو یہ شرط دین متولی نامیں ہر
ان ورکن و بیع کا اختیار نہ ہوگا اور بیعت جائیداد کو وقف ہی ہو۔ دوا لہ رہے کی اور اس وقت نامہ مورجہ جزی بھی مر
دیا گیا۔ اس کی چند مدت بعد زید نے مکان مسکونہ کا جس کو خاص بکر کے اختیار میں بذریعہ وقف نامہ مورجہ جزی شدہ
مذکور دیا دے دیا تھا جس کو بکر کی ذاتی دکانات سے تہاولہ کر لیا اور تہاولہ نامہ کا صلہ یہ ہے۔

مجھ کو وقف نامہ مذکور میں حق حاصل ہے کہ مکان مذکورہ کو بیع کردوں اور کوئی دوسری حقیقت
خرید لوں۔ لہذا میں نے صاحب بیع بہادر سے اجازت حاصل کرنی ہے کہ جائیداد موقوفہ کو بیع کر سکے اور کوئی
دوسری حقیقت خریدی ہو جسے جو ہی حیثیت کی ہوگی۔ مکان کا کرایہ مبلغ چھپیس (۲۵) روپے ہے اور دکانات کا
مبلغ پینتیس روپے آٹھ آنے ہے اور مکان دکانات آپس میں ہم حیثیت ہیں۔ اس لئے حالت ثبوت متولی و
حکومت نہ اپنا نقل نیل کر کے میں نے مکان دکانات سے تہاولہ کر لیا جو موقوفہ متصور ہوں گی۔ پھر بیچے عدو
اور تہاولہ نامہ میں تحریر ہے کہ دکانات جس کو میں نے اپنے قبضہ میں لیا ہے جو معمزلہ مکان موقوفہ ہیں۔ اب
چونکہ یہ دکانات قائم مقام مکان کے ہیں اور مکان فقط بکر کے واسطے ہی وقف تھا لہذا دکانات بھی بکر ہی کے واسطے
وقف ہوئی چائیں اب سوال یہ ہے نہ

(۱) یہ دکانات حسب قسم تہاولہ نامہ مورجہ جزی شدہ معمزلہ مکان موقوفہ کے قائم مقام بحق بکر ہی وقف رہیں
گیں جیسا کہ تہاولہ نامہ سے بحق بکر ہی صدف ظاہر ہے یا وہ مثل دیگر لوگ قاف زید کے متصور ہوں گی۔

(۲) زید نے بکر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کے مکان مسکونہ کو جس کو زید نے بکر کی رعیت اور انتظام میں
رہے دیا تھا بذریعہ وقف نامہ اپنی رائے سے فروخت کر دیا۔ اس لئے زید نے مرض الموت میں بحق پدرانہ اپنے حق
میں قرض تصور کرتے ہوئے بکر کو اور ذریعہ روپے و سلفے خرید مکان کے دینے چاہیے جس میں آٹھ ہزار نقد و ایہ
در پانچ ہزار روپے کا غلطیات اپنی یاد دہ کیا مگر عدو فوات زید و روائے اس رقم کو جس بکر کے حق میں چاہیہ قرار
دیا۔ ایسی صورت میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶ حاجی عبدالاحد عبدالرحمن (مر لا آباد) از محرم ۱۳۵۵ھ ۴ اپریل ۱۳۶۶ء
(جواب ۲۷۷) تمام کاغذات نقل وقف نامہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۷ء اور نقل تہاولہ نامہ مورخہ ۹ نومبر
۱۹۳۳ء نقل زید بنی آٹھ ہزار روپے مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء اور نقل یادداشت مورخہ ۲۵ دسمبر
۱۹۳۳ء میں نے دیکھے۔ ان کے نام کے امور ذیل معلوم ہوئے۔

(۱) وقف نامہ میں جو جائیداد وقف کی تھی اس میں مکان مسکونہ محمد چوہدری جس بھی شامل اس سے وہ
بھی وقف ہوا۔

(۲) حیثیت وقف ہونے کے وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتا۔ (۱)

(۳) کو وقف نامہ میں حاجی عبدالاحد کو مکان مسکونہ کے انتظام اور مسکونہ کا حق دیا گیا تھا۔

(۴) اس بنا پر یادداشت مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء میں یہ لکھنا کہ "بیکال تمہاری ملکیت و انتظام"

میں دے دیا تھا۔" غلط ہے۔ کیونکہ ملکیت میں دینے کا نہ وقف نامہ میں ذکر ہے اور نہ وقف ہونے کے بعد کسی کی ملکیت میں دینا متصور ہے۔

(۵) تپا، لہ نامہ میں جب مکان و بعض دکانات مملوکہ حاجی عبدالحق فروخت کیا گیا تو اس سے عیلت بہ کہ مکان عبدالحق کی ملکیت نہ تھا۔ ورنہ عبدالحق کی ملکیت کو عبدالحق کی دوسری ملکیت سے بدلنے کے کیا معنی؟

(۶) نیز تپا لہ نامہ میں یہ ظاہر کیا گیا کہ اس تپا نہ میں واقف یا وقف کا فائدہ ہے کہ مکان کا کرایہ کم ہے اور دکانوں کا زیادہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دکانیں وقف میں شامل ہوئیں اور ان کا فائدہ موقوف عیلم کو پہنچے گا۔ اگرچہ عبدالحق کو یہ فائدہ پہنچتا تو تپا لہ بیکار ہو جاتی ہوتا۔

(۷) یہ تپا لہ وقف کی شرط تپا نہ کے ماتحت صحیح ہو گیا۔ اس سے مکان مسکونہ عبدالحق کی ملکیت ہو گیا اور دکانات وقف میں شامل ہو گئیں۔

(۸) انتھام کا جو حق کہ وقف نامہ میں مکان مسکونہ پر عبدالحق کو دیا گیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ یونکہ اب مکان مسکونہ وقف میں داخل نہیں رہا۔

(۹) دکانات وقف میں شامل ہوئیں اور ان کا فائدہ موقوف عیلم کو پہنچے گا اور تپا نہ نامہ میں ان کی تصریح نہیں کی گئی کہ اس کا انتھام بھی عبدالحق ہاتھ میں رہے گا اس سے دستورین وقف کے زیر انتھام آجائیں گی۔

(۱۰) آٹھ ہزار روپے کا بیہ جو عبدالحق کو یادگار مرض اموت میں ہوا ہے تو بدون رضامندی دیگر ورثہ کے درست نہیں ہوا۔ نیز اس بیہ کی یادداشت اس مرض کی بھی نہیں ہے کہ عبدالحق کے مکان مسکونہ کا انتھام جو ان کی رضامندی سے واپس یہ گیا اس قطع کے قلم متادم دکانوں کا انتھام نہ قطع نہیں ہوا ورنہ وقف میں متعلق کرے اور اس کو پہنچانہ قرض سمجھنے کی تہہ نہ کرے۔

بہر حال اس تمام رد واد پر سوالات مذکور کا جواب یہ ہے کہ دکانات واقف کی موقوفہ جائیداد میں شامل ہوئیں اور متوالین وقف کے زیر انتھام آجائیں۔ حاجی عبدالحق کا وہ مخصوصی اختیار بدوین پان ویا گیا تھا ان دکانوں کے ساتھ متعلق نہیں رہا۔ آٹھ ہزار روپے کا بیہ مرض اموت میں ہوا ہے قطع نہیں ہوا۔ یہ نامہ مرض اموت کا بیہ وصیت کے ضمن میں ہوا ہے۔ وارث کے لئے وصیت بدون رضامندی دیگر ورثہ کے درست نہیں۔ محمد نجف اللہ

مسجد کے لئے وقف حیات کو دوسرے حیات سے تبدیل کرنے کا حکم
(سوال) کسی شخص نے ایک حیات مسجد میں وقف کر دیا اور اس کو کسی نے ناجائز دباؤ دیا۔ دوسروں کے کہنے سے وہ

(۱) وما الا مسفل ولو لمسا کس ل بدون اسرط فلا یحکمہ الا القاضی والدر المنجر کتاب الوقف، ج ۲۸۶

مسعد
۱۲۱ اولو وصی نورثہ ولا حسی مع حصہ لاحسی ووصی فی حصہ الورث علی حدیۃ المورثہ ل چارو حورو لہ
بحرر واصل (عالمگیریہ، کتاب الوصایا، ج ۹۱، ۶۱) (ماجدیہ)

شخص کتابت کی کھیت کے بعد مسجد میں دوسرا کھیت دیا۔ اس دینے والے کو چھ سو روپے دیے گئے۔
 المستفتی نمبر ۷۱۱۱ (۱۱۱۱)۔ شیخ الحدیث (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اس کی روایت ۱۲۱۱ھ میں ہوئی ہے۔
 (جواب ۲۷۸) جو کھیت مسجد میں وقف کرو یا دو وقف ہو گیا۔ اس کے بدلے میں دوسرا کھیت نہیں بنا دینا
 کھیت دینا چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا بیان ہے۔

اہم کو خیانت ظاہر ہوئے، غیر امامت سے معزول کرنے کا حکم
 (سوال) ایک شخص آزادی کا بی ایک مسجد میں متعین ہے اور اس کے متعلق چھ تعلیم دین بھی ہے بعد میں وہ
 خطبہ بھی دیتا ہے۔ فلاہین میں عرواں بن سنانیت سوز مظالم سے متاثر ہو کر وہ حکومت کے خلاف مظالم و
 ہے اور شہ کا بعد و تعلیم سے آگاہ رہے۔ فلاہین کے مضموم عرواں کے ساتھ بھڑائی پر اتحاد کتابت وزیر تان پر
 مظالم کا۔ پناہ مسجد کے لئے، سب سے پہلے وہ خطبہ فرمایا کرتا ہے۔ اور مسئلہ خون کی روایت ہے۔ اس کی کتابت
 پر اشک ہے اور ظالموں و نیرت کی نعرے دیتا ہے پیٹ و اس صدمہ میں ایک خطبہ کتابت۔ غریب بن
 بھڑائی میں سرمایہ دار بن کر یہودیوں کی شہادت کرتا ہے۔ اور غریب کو اس کے حقوق سے آگاہ کرتا ہے اور
 حکومت کے رویے پر نرم نہایت چٹنی کرتا ہے اور مسلمانوں کو بھڑاتا ہے کہ وہ ہر انسان کی حق سے کٹ کر اہل حق کی
 حامی کریں اور جہاں انسان اور خدا کے احکام میں سر ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔ کانگریس کا مجھ بن چکا ہے۔
 جمہوریہ، جمہوریت، مجلس خبر، امام کے مقاصد اور اس کے عمل سے اس کو بھڑائی ہے اور ان میں کاسیٹی کا سامنا ہے۔
 جس مدرسہ سے اس کا تعلق ہے۔ اہمیت ہے اس کا بیانیہ زندگی ہے۔ اس نے چھ چاندی اور اخراجات مدرسہ کے لئے وقف
 کی ہوئی ہے اور وقف نامہ میں یہ حق اپنا سمجھتا ہے کہ اس وقف کو روک لے یا دوسرے کسی اور سے اس وقف
 منتقل کر دے اور امام کو روک دیا جائے۔ اہمیت کے سبب مدرسہ مسجد کی اہمیت سے منہ دے کر دے اور چاہتا
 ہے کہ نوک اس وقف اور بیانیہ میں۔ بھڑائیوں میں وہ زور زور سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا ایسے امام و
 مدرسہ کو روک دے اور جواب ہے: ہاں مسجد کی اہمیت و اہمیت سے منہ دے کر دے اور شہ کا بیانیہ مسجد کو روک دے
 حق حاصل ہے۔ نیز یہودیوں کی حق کو محض اس وجہ سے صرف سے روک سکتا ہے اور یہ اس وقف و
 اس دوسرے کے لئے میں منتقل کر سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۱ (۲۰۳۱)۔ شیخ الحدیث (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اس کی روایت ۱۲۱۱ھ میں ہوئی ہے۔
 (جواب ۲۷۹) امام کے لئے وقف دینا چاہیے اس کو امامت یا اہمیت سے منہ دے کر دے اور شہ کا بیانیہ مسجد کو روک دے
 اس دوسرے کے لئے میں منتقل کر سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا بیان ہے۔

(۱) ابونکول مسجد فی مسجد حقیقی عیہ ولا یسجدہ اب بریدہ قال سئلہ بعض الحیران ان یجعلوا ذلک المسجد
 لہدین فی دارہ و یعطیہ مکہ عیہ ما ہو حیر لہ فیسجد فیہ ہاں المحلہ قال محمد رحمۃ اللہ علیہ لا یسجد ذلک
 کذا فی الدحیرۃ، والکفرۃ کتاب الوقف، کتاب الحدیث عشر ۱۵۷ ط (ماجدیہ)
 (۲) اسناد میں عدہ صحیحہ عن ابی ہریرہ ولا حجة عندہ لیسحاب وطیفہ فی وقف بغیر حیدہ وعدہ اہلہ من لاسہ و
 السطہ مدراسیہ من لہ شیخ بولہ۔ ہاں لا ہاں لہ یعزل وصرح الرازی فی الصبح بان لسطہ ان احضی غیر
 لسطہ فقد صم مرس بعد لسطہ و اعطیہ غیر لسطہ (رد المحتار) کتاب الوقف، مقصد لا یصح من
 صاحب ریفہ ولا حیدہ وعدہ فیہ ۳۸۲ ط (بعد) سال خمس لاسہ الجنوبی عن مسجد ابو حویس وقف
 مسجد مدح لی الغیار۔ اوغنی العکس ہاں یحوز للذاتی مدح وقف ما سئل عن الغیارۃ الی عبدہ و مدح مدح
 الی عمارہ و قال لا کذا فی لسطہ، کتاب الوقف، کتاب الحدیث عشر ۱۷۸ ص (ماجدیہ)

قبرستان کی خرید و فروخت کا حکم

(سوال) قبرستان کا خرید و فروخت ممنوع ہے چنانچہ ہدایہ وغیرہ میں مسطور ہے کہ اگر کسی نے قبریں فروخت کیں تو شریعت محمدی نے اس کے لئے کیا تعزیر مقرر فرمائی اور بعد خشک ہونے کے لئے کئی قدم فاصلہ محدود کر کے بنایا جائے قبرستان سے۔

المستفتی نمبر ۲۴۳۶۔ م مصطفیٰ صاحب (مرحد) ۲۴ ذی قعد و ۱۳۵۵ھ ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء (جواب ۲۸۰) قبرستان اور ہر موقوفہ شے کی بیع و شراہ جائز ہے۔ بائع اور مشتری دونوں قابل تعزیر ہیں۔ (۱) بعد قبرستان سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ اس کی ٹرمی اور پیر قبرستان تک نہ پہنچے۔ (۲) محمد کا بیت اللہ کاں اللہ لہ علی

تولیت کی ترتیب، وقف میں رد و بدل اور وقف کے ایک سے زیادہ مصارف کا حکم (سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی جائیداد کو وقف کیا اور وقف نامہ میں اغراض وقف یہ تحریر ہیں کہ ایک مدرسہ جاری کیا جاوے جس میں مسلمان بچوں کو تعلیم دین کے ساتھ علم معاش کی بھی تعلیم دی جائے۔ جو ضرورت وقف کے لحاظ سے ضروری ہو آئندہ جائیداد موقوفہ سے مدرسہ کی مرمت و مدرسین کی تنخواہ و طلبہ کے مسکن و خائف، کتابوں کی فراہمی کی جائے۔ ان اغراض کے بعد وہ وقف نامہ میں تحریر کرتا ہے (الفاظ وقف) اگر کسی وقت اس کی یا اس میں سے بعض کی ضرورت نہ ہو تو کل آمدنی موقوفہ یا اس کا جزو چھٹی کی صورت ہو جائے فقراء مساکین، مریشوں اور مسافروں کے لئے صدقہ ہے جو ان کی امداد و حاجت روائی میں صرف کی جائے۔ وقف ہونے کے بعد وقف نامہ مدرسہ جاری کر دیا جو کہ چل رہا پھر وقف نے اپنے مرنے سے قبل یہ تنظیم جدید کیا کہ مدرسہ بھی چلتا رہے اور بقیہ آمدنی موقوفہ سے فقراء مساکین، مریشوں اور مسافروں کے لئے بھی انتظام کر دیا۔ بعد اس کے وقف نے جو اپنی وفات سے قبل یہ انتظام کر مدرسہ بھی چلے اور بقیہ آمدنی فقراء مساکین، مریشوں، مسافروں کی امداد میں صرف کی جائے گی لہذا یہ فعل اور انتظام وقف کا کرنا شرعاً جائز اور درست ہے یا نہیں؟

(۲) وقف نے ایک وقف کی اور موقوفہ کا متولی بنی رہی تو مقرر کیا اور وہی کے بعد ایک عاقل فرد موقوفہ مقرر کیا جتنی یہ کہ اپنی زندگی تک وہی متولی رہے اور وہی کی وفات کے بعد یہ لڑکا متولی موقوفہ کا ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک وقف کیا کہ جس نے اپنی جائیداد تک متولی موقوفہ کے مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳) ایک وقف نے ایک وقف کیا اور وقف نامہ میں تولیت کے متعلق یہ تحریر کیا۔ (الفاظ وقف) "تولیت اس وقف کی میری میت تک مجھ سے متعلق رہے گی اور میرے بعد جس شخص پر یہ حق میری متولی مقرر کر دیں اور پھر اس سے جس کو وہ مقرر کرے۔" چوتھے وقف نے ایک شخص زید کو اپنی زندگی میں متولی موقوفہ کا

(۱) ارعده، حسن العی، حمہ مدت اللہ تعالیٰ علی و بعد منعه الی العاد فیلزم ولا یغ ولا یوہ ولا یورث
الفتاویٰ علی قولہما (علما حکمہ، کتاب الولف، باب لا ۲ ۳۵۰ م صاحبہ)
(۲) مکتوبہ بیت شریف میں۔ (۳) انیسویں مولا کی داد فی جائتہ مرقۃ ۱۹۸۲

مقرر کیا اور پھر چارہ حصہ ایک شخص عمر کو زید کی وفات کے بعد متولی ہو گا۔ یہ تاریخ کر دیا جتنی کہ (زید) اپنی حیات تک متولی رہے گا، زید کی وفات پر عمر متولی ہو گا۔ اب واقف تو مر گیا ہے۔ اب زید یہ بتا ہے کہ میں موجود متولی ہوں اور اب شہادہ واقف نامہ جیسا کہ الفاظ واقف نامہ میں تحریر ہیں۔ (الفاظ واقف) جس کو میں بذریعہ تحریر متولی مقرر کروں اور پھر وہ جس کو متولی مقرر کرے (عمر) یہ کہتا ہے (زید) سے کہ تمہارے بعد واقف نامہ جو متولی مقرر کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ زید موجود متولی کا مقرر کردہ شخص زید کی وفات پر متولی ہو گا یا واقف کا۔ زید کی وفات پر عمر مقرر کردہ متولی ہو گا۔

(۴) ایک وقف نے جو شہ کا ایک نقطہ متعینیت کے دارے میں وقف نامہ میں مقرر کیا ہے کیا اوقف اپنی زندگی میں اس کو تبدیل یا رد و بدل کرتا ہے یا نہیں؟

المستغنی بہ ۲۶-۲۷ حسین صاحب انصاری (آورد) ۲۷ محرم ۱۳۵۸ھ ۹ مارچ ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۸۶) (۱۰) ب۔ م۔ جی جاری تہ تحقیق حاض مقدمہ بھی پورے پورے ہیں اور ان کے ساتھ اداویاتی وساکین بھی جاری آ رہی تو یہ تصرف جائز ہوا۔

(۲) تہیت کی ترتیب معین کر سکتا ہے اور اگر کوئی بات صریح طور پر مفادوقف کے خلاف نہ ہو تو اس کی معین کرنا ترتیب قائم رکھنے کے لیے ہے۔

(۳) اکتفائی تقریری اور بہا تقریری تجویز میں پس ہو گا۔ پہلی تحریر آخری تحریر سے منسوخ ہوئی۔ (۳۱)

(۴) شراہ و قف میں سے جو شرائط کے قیادت پر مرتب کے متعلق ہوں ان کو واقف بدل سکتا ہے۔ (۴)

الجواب صحیح فقیہ محمد یحییٰ - غفرلہ - مدرسہ امینیہ دہلی

کیا منشاء واقف وقف میں روپوں جو سکتا ہے؟

(سوال) حسب فحش و اوقات بایہ موقوفہ سے نذرانہ جمعہ اور اس امر ضروری ہے یا خلاف فوق مضامین و نہ وقت کا حکم کرے رویداد کی انجمن تنظیم و کارکنان کو مسئلہ کیا نہیں؟

المسقطی نمبر ۳۶۸۶ محمد رفیق الدین صاحب سیدہ شریف (پندرہ) ۲۵۱ و ۱۳۷۱
۱۴ اربل ۱۹۳۹ء

(١) جعل داره اوسى داراً وجعلها لطفه انعمه و لطفه بـ واستمر عليه اليه و بعد ذلك و لطفه بـ سكونه قبله حاتم سب في
الغناء في كتاب الوقف ص ٣١٩

١٢) ولما صبغتم إلى الوقيف به لوعنه: سور لاشتر: كتاب الوقيف: ٤٦٩ ط سعد: وفي لعمري لاشترط
 الوقيف كـوب لستوي من ولادو: ولما به ليس لندعي: بـوني غيرهم ملاحية: ولو فعل لا بشر موب: ادود
 تحجاز: كتاب الوقيف: مصنف لأبجعا الأسماء: مع: هذا الوقيف: ٤٧٥ ط سعد:

١٠٣. د لمؤلفي قلمه غرود مقدمه في حداث كتاب التفسير بعد ما صحح، ولا يملك غرله (الفرد المحرر)، وعلى التمام قوله ولا يست غرله شيء. محال في الوقت. فان له غرل القلم وان لم يستر طه. وانصه لا يصحكه كما لو كان. د. البحث: كتاب الوقت، مضطرب الباطن ان كانا غرود ٤١٦٥ طه بعد.

(جواب ۲۸۲) منشاء واقف کا لحاظ ضروری ہے۔ ایسا تغیر و تبدل جو اصول منشاء واقف سے خلاف نہ ہو جائز ہو سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ، دلی

(۱) مسجد اور مدرسہ کی آمدنی سے زمین خرید کر اپنی اور اپنے لولاد کے تولیت کا قبالہ لکھوانے سے وقف صحیح ہے

(۲) مسجد شرعی میں نماز پڑھنے سے روکنادرست نہیں

(سوال) سواتھ افریقہ میں ایک بزرگ نے مسلمانوں سے چندہ فراہم کر کے ساؤتھ افریقہ کے اکثر مقامات میں مساجد و مدارس بنائے۔ کئے لئے زمین اپنے نام پر خریدی اور اس میں اسی پیسہ سے مسجد و مدارس بنائے اور قبالہ اس طرح کا تحریر فرمایا کہ مذکورہ مسجدوں اور مدارس کے متولی خود ہیں۔ بانی مسجد کے انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے پھر بڑے صاحبزادے کے بعد پوتے علی بذالقیاس آئندہ سب صاحبزادے۔ کوئی نہ کوئی نہ رہے تو اس وقت مسجد کے اطراف تین میل کے سنی مسلمانوں کو یہ حق ہوگا کہ وہ بانی مسجد یا دیگر اولاد کو مسجد کی تولیت کے لئے منتخب کریں خواہ چنے پوتے تو اسے ہوں۔ بہر حال قبالہ کی رو سے تولیت کا حق موصوف اور سنی موصوف کو ہے تاہم اکثر مسجدیں اور مدارس قبالہ کی تبدیلی کے بغیر مسلمانوں کے سپرد ہیں۔ متولی صاحب اس میں کچھ تعرض نہیں کرتے۔ جس مسجد کے متعلق فساد برپا ہے وہ مور بہرگ (ناناں) سے متعلق ہے۔ مسلمانوں کا یہ اعتراض ہے کہ چونکہ قبالہ اس صورت کا ہے اس لئے مسجد وقف نہیں اور موصوف کی بنائی ہوئی مسجدوں میں نماز صحیح نہیں اٹخ مذکورہ مسجد کے علاوہ دوسری سب مسجدوں میں نماز ہوتی ہے۔ اب اس کے متعلق چند سوالات مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) اس صورت کا قبالہ ہونے سے مسجد وقف ہے یا نہیں؟

(۲) اگر وقف نہیں تو وقف کی کون سی صورت ہے؟

(۳) مذکورہ طریقہ کا قبالہ ناانازدوئے شرع درست ہے یا نہیں؟

(۴) اس مسجد کی نسبت ایسی کارروائی کرنا جو مسجد کے شایان شان نہ ہو یعنی عام مسلمانوں سے مسجد کے خلاف دستخط کرانا اور ان کو مسجد میں آنے سے روکنا اور یہ کہ نہ کہ بانی مسجد نے قبالہ میں جتنی نرسٹ ڈیڈ میں خود اور اپنی اولاد کا حق تولیت رکھا ہے اس لئے یہ بانی مسجد کی ملکیت ہے جب تک دوسرے مسلمانوں کو تولیت میں شامل نہ کریں اس وقت تک اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں اور مسجد کا باریکات کریں۔ یہ ہے ان کا مطالبہ چنانچہ معدودے چند دن ہیں جو صرف جمعہ کو آتے ہیں۔ مخالف بھی معدودے چند ہیں لیکن مخالفوں نے عام مسلمانوں کو ہتھکا کر دستخط کرائیے ہیں تو ایسی حرکات کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

(۵) مذکورہ قبالہ مطالبہ جتنی قبالہ کو مطلق بدل دیا جائے تو صحیح ہے یا نہیں؟

(۶) مسجد ہی کے متصل مسجد کی زمین میں گھر بھی ہیں جس میں متولی صاحب رہتے ہیں تو متولی صاحب رہنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟

(۷) بانی مسجد کا انتقال ہوئے بچپن میں تیس سال کا عمر ہو گیا اب ان کے بڑے صاحبزادے متولی ہیں جو بعد میں متعین ہیں۔ موصوف نے دوسرے بھائیوں کے زیر نگرانی بعض مسجد میں ہیں۔ اور بعض مسلمانوں نے یہ ہیں۔ اور پر لکھ دیا ہے۔ اس طرح کی نگرانی کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۸) ان مسجدوں کے متولی مستقل آمدنی نہیں ہوتے تاکہ اگر مسجد اور مدرسہ کی ضروریات کو بھی پورا کر سکیں۔ متولی صاحب اپنے اہل و عیال پر بھی صرف کریں۔ چنانچہ قبائلیں میں بھی یہی حکم ہے کہ یہ مسجدیں اور مدرسہ مسلمانوں کے مذہبی امور کے لئے ہیں اور چندہ سے جو آمدنی ہوگی وہ مسجد اور مدرسہ کے کام میں صرف کریں اور کسی سے اپنا نفع نہ بھی پور کریں تو متولی صاحب اس آمدنی کو اپنے اہل و عیال کے لئے صرف کرنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اگر آپ قبائلیں دیکھ کر دیکھتے ہیں تو جواب ملتے ہی فوراً خدمت میں بھیج دوں گا۔

نوٹ۔ ہم مسجد اور مدرسہ بانی شہر پر مسجد کے تمام کاروبار مسلمانوں کو دینے کے لئے تیار ہیں، لیکن وہ خدا کے رہے ہیں کہ قبائلیں کو بھی بدل دیا جائے جب لیس گے ورنہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۷ عبد المجید صاحب (افریقہ) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ۱۲ جون ۱۹۳۹ء (جواب ۲۸۳) مسجد اور مدرسہ اور اس کے متعلقہ مکانات وغیرہ کے قبائلوں میں اگر اس کی قسم کر دی جاتی ہو کہ یہ تمام وقف ہیں کوئی ذاتی ملکیت کا ذکر نہ ہو ورنہ یہ اندیشہ ہو کہ ذاتی ملکیت کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے تو اس صورت میں قبائلیں نہ زمین ہوگا صرف اثبات سے کہ توہیت کا حق واقف یا مال کی لوار کے لئے رہا ہے وقف میں کوئی خرابی نہیں آتی۔^(۱)

چندے کی رقم میں سے متولی اپنی تنخواہ یعنی عمل کی اجرت لے تو جائز ہے۔ مسجد کے متعلق وقف مکان میں متولی رہ سکتا ہے مگر یہ بھی اس طرح کہ گویا مکان کا کرایہ اس کی تنخواہ میں شامل ہے۔^(۲) لیکن اگر قبائلیں اس قسم کا ہو کہ اس کی وجہ سے کسی ذاتی ملکیت کا دعویٰ ہو سکتا ہو اور قبائلیں بطور رعیت کے پیش کیا جاسکتا ہو تو پھر قبائلیں کو بدل لوار ضروری ہوگا اور جب کہ یہ تمام اشیاء مسجد، مدرسہ، مکانات کی الحقیقت وقف ہیں تو قبائلیں کو بدل دینا میں کیا مائل ہے۔

متولی کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے اطمینان کے لئے قبائلیں کو تبدیل کر دے۔

محمد تقی اللہ کان ائدہ، دہلی

لامت سے معزول ہونے کے بعد مسجد کی زمین سے نفع اٹھانے کا حکم

(سوال) جامع مسجد محمد قاعدہ واقعہ قصبہ دیوبند جو کہ سلطان سکندر شاہ بن بھلول شاہ کے زمانہ کی تعمیر شدہ ہے

(۱) لا یجعل القیم فیہ من الاحباب ما وحده فی ولد الواقف و اهل بیته من یصلح لذلك (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب لا یجعل الناطر من غیر اهل الواقف، ۴/۲۴ ط. سعید)

(۲) اما المناظر بشرط الواقف فله ما عہد له الواقف، ولو اکثر من احر المثل کما فی البحر لو عہد له اقل فلما عہد الیکمیل له احر المثل بظنہ (رد المحتار، مطلب المراد من العشر للمعتولی احر المثل، ۴/۳۶ ط. سعید)

جیسا کہ اسکی پیشانی کے اندر پتھر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی زمانہ سے کچھ زمین کی مال سڈاری سرکاری جس کی مقدار ^{۳۵} سائے ہے اس مسجد کے اخراجات کے سے وقف ہے۔ اس مسجد کا احاطہ بہت بڑا وسیع تھا۔ اسی احاطہ میں جنوبی جانب کو کسی زمانہ میں کسی اہل خیر یا اہل محلہ نے کچھ حجرے لام و موزن کے سے تعمیر کر دیے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان حجروں کا پردہ کر کے صورت مکان بنا کر کسی لام کو مقرر کر کے رکھ دیا گیا۔ وہی نامت برجہ اور مکان میں رہائش کرتا رہا اور اس زمین کی ^{۳۶} سائے نے آمدنی اور کچھ اہل محلہ کی خیر و خیرات کے سے بذریعہ اوقات رہتا رہا۔ مسجد کا خرچ اہل محلہ کو نے، صف و غیرہ کا برداشت کرتے رہے۔ جب امام مقرر کر دیا گیا انتقال ہوا تو مسجد کی جنوبی جانب ہی میں اس کو دفن کر دیا گیا جو درگاہ کے نام سے موسوم ہے۔ نامت اسی خاندان میں سید احمد نسل چلتی رہی۔ اور رہائش اسی مکان میں رہی۔ اس درمیان میں جو کچھ نامت سرکاری ہوا اس زمین میں امام کا نام سلسلہ توحید و اجتہاد درج ہو تا رہا جس کی بنا پر اسی وقف ہے۔ مسجد کی جنوبی جانب متصل درگاہ و بعد وہ کان حلی کسی صاحب خیر نے تعمیر کروائی جس کی آمدنی بھی امام بھر فخر و اہتمام ایک وقت کیا گیا۔ امام سابق کی لوار میں سے کوئی نامت یا کار توحید کے قابل نہ رہا بعد سرکاری نامت اختیار کی گئی تو اہل محلہ نے درجہ عربی کے طالب علم کو امامت کے سے مقرر کر لیا اور طبع محمدی یکے بعد دیگرے امام ہو تا رہا۔ باقی تمام اہل محلہ کے سے کرتے رہے۔ لیکن اہل محلہ کی فحش و سستی سے اس مکان میں امام سابق کی لوار ہی رتی رہی اور زمین میں ان کا ہی نام درج ہو تا رہا۔ اگرچہ تمام انتظام اہل محلہ کی سعی و اجتہاد سے مسجد کا ہو تا رہا۔ امام سابق کی لوار میں سے ایک شخص نے جو مکان پر قابض تھا ان خیرات کو جو شکل مکان بنائے گئے تھے توڑ پھوڑ کر اور کچھ زمین اور احاطہ مسجد سے شامل کر کے ایک بہت بڑا مکان از سر نو بنایا۔ تمام طلبہ سابق و بھی اس میں آگیا۔ اگرچہ بعض اہل محلہ نے کچھ تعرض بھی کیا لیکن بعض دوسروں نے اس کا ساتھ دیا اور مکان، عویہ امام سابق کی لوار و درجہ عربی مکان میں رہتی ہے زمین میں جس کی مال سڈاری وقف ہے انیس کا نام چلا آ رہا ہے۔ ^{۳۷} سائے میں سے تنہا ایک جب بھی مسجد کے کسی کام میں صرف نہیں ہوا۔

اور اہل محلہ کی سعی و اجتہاد اور چندہ سے مسجد کی شہلی جانب چند دکانات تعمیر کروائی گئیں جن کی آمدنی سے مسجد کا انتظام اور تملہ اخراجات پائے جاتے ہیں اور یہ اہل محلہ نے تمام سید و بھائیوں کے سے چندہ کر کے غرضی جانب میں ایک بہت بڑا وسیع درجہ تعمیر کر کے اس میں تین درجہ بنائے۔ جس سے مسجد بہت شاندار ہو گئی۔ صحن مسجد بڑا صاف کی اگرچہ ضرورت ہے لیکن یہ مکان متنازعہ صحن کے وسیع کرنے میں خارج ہے۔

۳۸ میں اس سابق امام کی لوار نے اس مکان اور درگاہ اور دو عدد دکان متصل درگاہ اور زمین وغیرہ کی ملکیت کا اور اپنی توحید کا دعویٰ کر دیا اور محلہ کے بڑے بڑے سربراہ اور دہو کوں کو مدعا علیہ قرار دیا۔ اہل محلہ کی سعی تمام سے وہ مقدمہ بعد ملاحظہ کر کے احاطہ مسجد کے سدا پور کی بجلی سے موافق مسجد کے فیصل ہو گیا۔ اور توحید مسجد سے اس کا کوئی تعلق نہ رہا مکان مسجد کا قرار دیا گیا۔ اس کا جلیل مخالف نے الہ آباد میں وہاں سے بھی خارج ہو گیا۔ اس کے بعد جو اہل محلہ کی فحش و سستی سے بدستور سابق وہی قابض و ساکن رہا اور اب تک ہے۔

نہی زمین مسجد کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی ہے۔ اب دوبارہ اہل محلہ کی طرف سے اس پر دعویٰ کیا گیا تو وہ بھی موافق مسجد کے فیصل ہو گیا لیکن اس نے پھر اہل الہ آباد کو دیا اور یہ بھی چاہتا ہے کہ فیصلہ کر لیا جائے جتنی صلہ۔ تو اب آنجناب سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ از روئے شرع کس طرح فیصلہ کیا جائے کہ جس سے کارکنان مسجد پر کوئی بار اخروی نہ رہے۔

ان امور کا خاص طور سے لحاظ فرمایا جائے۔

(۱) جب سے کہ امامت و توحید سے کوئی تعق نہیں مکان مسجد میں کہ جس کی زمین تو یقیناً وقف ہی ہے باا کر یہ رہتا۔

(۲) زمین مسجد کی آمدنی اب تک مسجد میں صرف نہ ہوتا جس کو تقریباً پچاس سال پہلے چھ زامہ ہوئے ہیں۔

(۳) مکان سابق سے طلب امامت، کزی، کیوزو فیہ و غیرہ کو شامل تعمیر مکان کر لینا۔

(۴) مسجد کے محکم کی توسیع اور مسجد متنازعہ نہ ہو سکتا۔ فقط والسلام

المستفتی نمبر ۲۵۲۳ سید اختر حسین عقدہ۔ دیوبند یکم جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ ۱۵ جون ۱۹۴۲ء
(حوا ۲۸۴) مسجد کے ساتھ اس کے احاطہ میں جو زمین موضع میاں مصلوہ کے علاوہ ہوتی ہے وہ بھی مسجد پر وقف ہوتی ہے۔ امام جب تک امامت کے فرائض ادا کر رہا اس وقت تک اس مسجد سے نیز مسجد کے دوسرے وقف کی آمدنی صلیب سالانہ سے انقطاع اس کیلئے جواز کی حد میں آسکتا تھا۔ (۱) لیکن جس وقت سے کہ امامت کے فرائض ادا کرنے چھوڑ دیئے اس وقت سے وہ اس آمدنی کا مستحق تھا اور نہ مسجد کی زمین سے سونٹ کا فائدہ حاصل کر سکتا تھا۔ اس وقت سے اس کے ذمہ کرایہ لیا بھی لازم ہے اور صلیب سالانہ بھی مسجد کو واپس کرنا لازم ہے۔ (۲) نیز مسجد کی زمین کو خالی کر دیا اپنے مکان کی قیمت (جو مندرجہ موقوفہ عامان و طلبہ کی قیمت ہو)۔ کہ مکان مسجد کو دیدیتا۔ لازم ہے اس میں سے اس سامان و طلبہ کی قیمت وضع ہو جائے گی۔ جو خود مسجد کا تھا اور اس نے اپنے مکان میں لگا لیا تھا۔ (۳) جب اس کا تعق مکان سے منقطع ہو جائے تو اہل مسجد مکان کو مندرجہ موقوفہ و وسیع کر سکتے ہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) ابید اس عتہ بعمارتہ تم ماہو اقرب لعمارتہ کما م مسجد و مدرس مرسۃ یعطون بقتل کما یتیم والدہ المحتار۔ کتاب الوقف، مطلب یدابعد العمارة بما هو اقرب الیہا، ۴/ ۳۶۷ ط. سعید

(۲) اسکہ المتولی ملاہر کات علی، السکک احقر المثل ولو غیر معتدلاً لستعال بہ بقتی والدہ المحتار (قرنہ کات علی السکک احقر المثل) ودخل مالو کون الوقف مسجد او مدرسہ سکک فی فتح احقرہ المثل (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب سکن المشتري دار الوقف، ۴/ ۴۰۸ ط. سعید)

(۳) فان کات العاصب را دقہ لازم من عتہ کتاب الرماۃ مالا منقوما کالساء والشحر یومر العاصب برفع الساء و قلع الاشجار ورد الارض الہ بصر دالت مال الوقف وان کات اصر مالوقف لم یکن للعاصب ان برفع الساء او قلع الاشجار الا ان القیم تنص دالت مالوقف و قیمة الساء مرفوعاً (ہذا وی عالمگیری، کتاب الوقف، الباب التاسع، ۲/ ۴۴۷ ط. ماحدیہ)

(۴) فی الکبری مسجد را دقہ ان یجعلوا الر حہ مسجد والمسجد حہ فلیهم ذائق عالمگیری، کتاب الوقف الباب الحادی عشر، الفصل الاول، ۴۵۹۲ ط. ماحدیہ

وقف کردہ چیز کو اپنے قبضے اور تصرف میں لانے کا حکم

(المجموعہ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) کو وقف کردہ چیز کو اپنے قبضہ میں لانا اور اپنے تصرف میں لانا تصرف کرنے سے باز نہ آنا کیسا ہے۔ جو شخص تصرف نہ کرتا ہے اس کا حقیقی بھائی سودی کاروبار بھی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (جواب ۲۸۵) مال وقف میں خلاف شرط و اوقف تصرف کرنا حرام ہے۔ اور جو شخص کہ مال وقف کو اپنے تصرف میں ناحق لانے اس کے ذمہ ضمان واجب الاداء ہوگا۔ (۱) سود خور شخص سے زجر ترک تحقیقات کرنا جائز ہے۔ جب تک وہ توپ نہ کرے اس وقت تک مقلعہ جاری رکھنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی

کیا متولی مسجد مؤذن اور امام کو مسجد کی آمدنی سے قرض دے سکتا ہے؟

(المجموعہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) خدامین مسجد (مشر مؤذن و امام) وقت ضرورت متولیان مسجد مسجد کے وقف مال سے قرض منہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۲۸۶) متولی مسجد کو اختیار ہے کہ وہ مسجد کے خاموشوں کو ان کی ضروریات کے وقت مسجد کے فنڈ سے روپیہ قرض دے دے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ قرض کی وصولیائی کی طرف سے اطمینان ہو۔ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین پر سڑک بنانا

(المجموعہ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) میں مور نمٹ بائی اسکول (امراؤٹی) کو گورنمنٹ نے ایک قطعہ زمین اس غرض سے عطا فرمایا تھا کہ اس میں مسلمان اپنے خرچ سے مسجد بنائیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے چندہ کر کے ایک عظیم الشان مسجد بنائی ہے مگر مسجد کے ارد گرد و افتادہ زمین بھی ہے جو مسجد کی ملک اور قبضہ میں ہے۔ اور اس کا احاطہ بھی کر لیا گیا ہے۔ اب میونسپل کوئی سڑک کے لئے کچھ زمین کی ضرورت ہے تو اس افتادہ مخرم مملوکہ و احاطہ شدہ زمین سے کچھ حصہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۸۷) اگر یہ افتادہ زمین مسجد کی ملک ہے اور مسجد کے کام آسکتی ہے تو اسے سڑک کے لئے معمولاً یا بلا معمولاً دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وقف مسجد کے ابدال یا بیع یا ہبہ کا حق متولی کو نہیں ہوتا۔ (۲) محمد کفایت اللہ

(۱) متولی المسجد ليس له ان يحمل سراح المسجد الى بيته لو اشترى القيم بعله المسجد لوبا و دفع الى المساكين لا يحوز (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر، الفصل الثاني ۲/ ۴۶۶ ط. ماحدبہ)

(۲) مال موقوف علی المسجد الجامع و اجتمعت من علائها لم يات الا سلام دابة و احيى الى العقبة في تلك الحادثة ان لم تكن للمسجد حاجة للحال فللقاصي ان يصرف في ذلك لكن علی وجه القرض (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الحادی عشر، الفصل الثاني ۲/ ۴۶۴ ط. ماحدبہ)

(۳) (واما) الاستبدال و لو للمساكين آل (بدون الشرط فلا يملكه الا القاصي) دور و شرط في الحر و حره عن الاتباع بالكلية و كون البدل غفار او المستبدل قاصي الحجة المصغر بذی العلم و العمل (الدر المختار کتاب الوقف، مطلب في شروط الاستبدال ۴/ ۳۸۹ ط. سعید)

نوال باب وقف علی الاولاد

اپنی بعض اولاد پر وقف کرنے کا حکم

(سوال) جائیداد کو وقف علی الاولاد کرنا اور کسی وارث کو محروم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۳۱ محمد ابراہیم صاحب (آراء) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸۸) جائیداد کو وقف علی الاولاد کرنا جائز ہے۔ مگر وقف میں بعض وارثوں کا حصہ مقرر کرنا اور بعض کو محروم کرنا جائز نہیں ہے۔
محمد حنفیہ بدکان اللہ لاہور

کیا وقف شدہ جائیداد وقف کی موت کے بعد شرعی اعتبار سے ورثہ میں تقسیم ہوگی؟

(سوال) زید نے اپنی جائیداد میں سے کچھ حصہ وقف کیا۔ زید کے تین لڑکے چار لڑکیاں ایک زوجہ ہے۔ وقف اولاد میں ان کا حق دار حصہ شرعی قرار دیا نہیں اپنی حیات میں حصہ مساوی دیتا رہا اور کبھی حیات میں اندران بھی کرنا ہر بار خود تقریباً پانچ سال تک متولی بھی رہا۔ اپنی حیات میں ہی اپنے متولی ہونے سے بعد دوش ہزار لڑکے کو متولی بنادیا۔ وہ بھی مساوی حصہ دیتا رہا اور اندران کبھی حیات میں مساوی حصہ کرنا رہا۔ جائیداد کو وقف اولاد کرنے سے پیشتر زید کے تین لڑکیاں فوت ہوئی تھیں۔ زید نے ان کی لاد کے لئے اس جائیداد کی آمدنی میں کچھ حصوں کے لئے جس میں دو لڑکے اور چھ لڑکیاں جانچ میں تھیں روپے یعنی کل ۱۰ سو روپے ۱۰ لاکھ تین سو روپے لڑکیوں کی لاد کے ساتھ حیات مرگومیر کی لاد کے لئے بھی نکھاب زید کا انتقال ہو گیا۔

(۱) زید کی حیات میں حصہ شرعی جائیداد میں یا مساوی جائیداد؟ (۲) زید کے انتقال کے بعد حصہ شرعی رہے یا مساوی۔ (۳) مرگومیر لاد کے لئے جو ماہوار مقرر کیا ہے کہ مرگومیر کی لاد جب تک زندہ رہے فی کس روپے ماہوار اس وقف اولاد میں سے دیا جائے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۳۵ حاجی محمد یعقوب صاحب (دلی) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۸۹) زید اپنی زندگی میں جس طرح دیتا رہا زید کے بعد اس کا لڑکا زید کی حیات میں دیتا رہا۔ اس کا حصہ اور مرگومیر لڑکیوں کی لاد کو فی کس چھ سو روپے اسی طرح زید کی وفات کے بعد بھی دیتا رہا۔ جب کہ جائیداد کو وقف ہوئی تو اب اس میں بقاعدہ میراث حصہ جاری نہ ہوگا۔ بلکہ شرعی حصہ سے برابر حصہ ہی مرگومیر ہوگا۔ (۲) کفایت اللہ کان اللہ لاہور

وقف شدہ جائیداد میں تقسیم کرنے کا طریقہ

(سوال) زید نے اپنی جائیداد کا کچھ حصہ وقف اولاد کیا۔ زید کے تین لڑکے چار لڑکیاں ایک بیوی ہے۔ وقف

(۲۰۱) رجل قال لوصی صدقة موفقة علی ولدی ولسلی فانوقف صحیح بدخل فیہ الذکور والا ناث من ولده و ولد ولده ومن قرنت ولا تہ ومن بعدت و مستوی فیہ ولد النس و النث و النکیرة، کتاب الوقف، الباب الثالث الفصل الذانی، ص ۳۷۵/۲ ط ماحدہ

لو دین تھریر کیا ہے کہ سب کو شرعی حصہ دیا جائے اور خود متولی ہو کر لڑکے سے لڑکے کو دو چند دیتا رہا۔ کچھ حصہ حق دار لینے رہے۔ کچھ حق داروں کو بھی کھاتے میں جمع کرتا رہا۔ تقریباً چار سال تک خود متولی رہا۔ اپنی حیات ہی میں اپنے لڑکے کو متولی کر دیا۔ حیات میں چونکہ شرعی حصہ مساوی ہوتا ہے اس لئے متولی کا لڑکا تقریباً تین سال تک مساوی دیتا رہا اور کھاتے میں بھی مساوی اندراج کرتا رہا۔ جائیداد وقف کرنے سے پہلے زید کی تین لڑکیاں فوت ہوئیں۔ تینوں فوت شدہ لڑکیوں نے آٹھ سو چھوڑے جس میں دو لڑکے چھ لڑکیاں باغلی۔ زید نے ان آٹھ بچوں کے لئے مندر جبایا۔ وقف لواد جائیدادوں آمدنی میں سے دو سو روپیہ، باہور مساوی حصہ ان بچوں کو یعنی پچیس روپ فی کس تقسیم کر کے دینے کو بھی لکھا ہے۔ اب زید کا انتقال ہو گیا۔

(۱) زید اپنے متولی ہونے کے زمانہ میں لڑکوں کو لڑکیوں سے دو چند دیتا رہا۔ وہ رقم جو زید لڑکوں کو پہنچی ہے لڑکیاں اب ان سے لینے کی حق دار ہیں (یعنی لڑکوں سے) کیا نہیں۔

(۲) زید کا لڑکا متولی ہونے کی صورت میں زید کی حیات میں اپنے بھائی بیٹوں کو حصہ مساوی دیتا رہا اب کیونکر دیا جائے۔

(۳) زید کی فوت شدہ لڑکیوں کے آٹھ باغلی بچوں کو دو سو روپے باہور مندر جبایا وقف جائیداد میں سے مساوی یعنی فی کس پچیس ۲۵ بچیس ۲۵ روپے، باہور دینے کو لکھا ہے وہ دیتا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۳۳ جناب محمد یاقوت صاحب دہلی۔ ۱۳۳۱ھ ۲۶ جنوری ۱۹۳۹ء (جواب ۲۹۰) زید نے وقف نامہ میں اگر یہ لکھا تھا کہ لواد ذکور واثات کو شرعی حصہ دیا جائے تو موقوفہ جائیداد میں شرعی حصہ وہ ہونا چاہئے جو واقف اپنی شرط سے معین کرے۔ اگر واقف نے وقف نامہ میں کوئی شرط اور تصریح نہیں کی تو اس کے طرز عمل سے تعین کی جائے گی۔ اس کا عمل اس سوال میں یہ بتایا گیا ہے کہ لڑکوں کو دو برابر اور لڑکیوں کو آخر لواتے تھا اور اسی واقعہ کے متعلق اس سے پہلے جو سوال کیا گیا تھا اس میں یہ بتایا تھا کہ لڑکوں لڑکیوں کو برابر دیتا رہا۔ یہ بات دونوں سوال یکساں ظاہر کرتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں اپنے لڑکے کو متولی بنا لیا اور لڑکا اپنے بھائیوں کو برابر دیتا رہا اور لڑکیاں کو برابر دیتا رہا اور ظاہر یہ ہے کہ زید کو اس معاملہ کی خبر ضرور ہوئی۔ پس اگر اسے خبر تھی اور اس نے اپنے لڑکے کو برابر برابر دینے سے روکا نہیں تو یہ دلیل اس بات کی ہوگی کہ اس نے لڑکوں لڑکیوں کو برابر برابر دینا آخر الامر قرار دیا۔ پس اس کے انتقال کے بعد بھی وہی عمل جاری رہے گا اور اس سے نواسوں اور نواسیوں کو بھی اسی طرح روپے برابر ملتا رہے گا۔ زید کے انتقال کے بعد اس کا ترکہ لواد ذکور واثات میں دو برابر تقسیم ہوتا مگر جائیداد موقوفہ کی آمدنی اب ترکہ زید نہیں ہے کہ اس میں میراث سے قاعدہ سے شرعی حصہ قائم کیا جائے وہ تو وقف ہے اور وقف میں شرعی حصہ وہ ہے جو واقف کی تعین قوی یا فعلی یا تقریری سے ثابت ہو اور زید کی آخری حالت میں برابر حصہ دیا جاتا تھا نہ اوہی جاری رہنا چاہئے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کائن اللہ، دہلی

(۱) ولی الوقف علی القریب نفس العلة علی الرؤس الصغیر والکبیر والذکر والانی والفقیر والعی سوء لمساواة الكل فی الاسم (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثالث، ۳۷۹/۲، ط ماجلیہ)

دسواں باب متفرقات

شہیدوں کی قبروں کو مسجد میں شامل کرنا

(سوال) ایک مسجد کے حوض کے کنارے پر دو قبریں شہیدوں کی ہیں۔ اس کا محن کشہ نہ کرنے کے لئے زمین برابر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۷ محمد طہر محمودی صاحب۔ قصہ کڑی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۲۹۱)۔ اگر قبریں، بناء مسجد سے پہلے کی ہیں تو ان کو برابر کرنا جائز نہیں کیونکہ خارج یہ ہے کہ ان کی زمین وقف مسجد میں شامل نہیں اور بناء مسجد کے بعد مسجد کی زمین میں شہیدوں کو دفن کر دیا تھا تو ان کو مسجد میں ملا لیا جاتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ، دہلی

زمین کھودنے سے انسانی ہڈیاں نکلیں تو ان کا حکم

(سوال) (۱) ذیہ ایک خریدی ہوئی زمین میں کنواں ٹھکانے کی خاطر کھدوائی شروع کرتا ہے اور چارپانچ فٹ گہرائی سے ایک سالمہ انسانی خنجر برآمد ہوتا ہے۔ دوسرے خنجر کی کھوپڑی کی ہڈی۔ دو تین دانت اور بازو کی ہڈیاں بھی نکلتی ہیں۔ دوسرے خنجر کا بتایا حصہ نا حال نامکمل کنویں کی مٹی دیوار میں موجود ہے اور کھائی دیتا ہے۔ یا ایسے ناقص کنویں کو مکمل کیا جانا اسلامی شریعت کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) جو انسانی ہڈیاں برآمد ہوئیں ان کا کوئی احترام نہیں کیا گیا بلکہ گوزا کر سٹ سمجھتے ہوئے باہر پھینک دی گئیں۔ کنواں ٹھکانے والے نے خود دیکھیں اور اس کو اس کا علم ہے۔ اس آدمی کے بارے میں شریعت کیا حکم رکھتی ہے۔ شخص مذکور اہل سنت و اجماع کے زمرے میں خود کو تسلیم کرتا ہے۔

(۳) اگر استغاثہ نمبر ۱۲ کا ذیہ دو دانستہ مرتکب امام مسجد اور خطیب ہو تو اس کی لامت میں نماز ادا کرنے کے بارے میں شریعت کیا حکم رکھتی ہے۔ دراصل حامی وہ ایسے جرم سے دیدہ و دانستہ توبہ نہیں کرتا۔ بدھ سے جائز نکلتے ہوئے اپنی ضد پر قائم ہے۔

(۴) کیہ وہ لوگ جو اس بات سے معنی شاہد ہیں ورنہ جس کو اس کا علم بھی ہے کسی ذریعہ سے اس امام مسجد کو خطیب کو کنواں ٹھکانے سے باز رکھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے دنوں میں اس بے حرمتی کا تذکرہ نہ کرنا ہے۔ کیا کوئی قانونی صورت ایسی ہے جس کی رو سے کنواں لگوا لیا جائے نہ ہو سکے فقط۔

المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مبلغ علی صاحب (ضلع کجرات) ۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۲۹۲)۔ یہ زمین اگر معمول کے تواس میں یہ قبریں ایک معمول کے زمین میں دفن واقع ہونے کے طور پر

(۱) دافع المیت فی ارض غیرہ بعد اذن مالکھا فالعالمک بالعبار ان شاء باحراج المیت و شاء سوی الارض و دفعہ فی کذا فی الحبس (علمگیریہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون، الفصل السادس، ۱، ۱۶۷ ط، ماحدیہ)

سی ہوں گی۔ اس صورت میں مالک زمین کو یہ حق ہوتا ہے کہ جب ایشیں یا نکل مٹی ہو جائیں تو اس زمین کو اپنے کام میں لے آئے۔ (۱) لیکن اگر پیسے سے عہد نہ ہو کہ یہاں پر قبریں نہیں لور! مٹی میں زمین کھودی گئی اور ایشیں نکلیں تو لازم تھا کہ زمین کو لور دیا جائے یا زمین کو اتار لیں۔ اس کے ساتھ دوسری جہد دفن کر دیا جائے (۲)۔

پس اگر اس امر کا ثبوت موجود ہو کہ قبریں مسلمانوں کی نہ تھیں اور ایشیں کفار کی ہیں تو ان کا وہ احترام جو مسلمان کی لاش کا ہوتا ہے۔ واجب نہیں۔ ہندوستان کے کفار اپنے مردے دفن نہیں کرتے جلتے ہیں۔ عربیہ کی دفن کرتے ہیں۔ بہر حال اگر معاملہ مشتبہ ہے تو لزوم ہے کہ اس جہد کو اس نہ کھدوا لیا جائے (۳)۔

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ بوجل

آمدنی میں لوگوں کی سمولت کے لئے سے درہنہ ناکار خیر ہے

(سوال) زید چنانچہ معذور ہے اس کے پاس اراضی زرعی ہے۔ وہ اولد بغیر زوجہ بھی ہے۔ زید اپنی تمام اراضی زرعی بحر کے حق میں جو زید کا حقیقی چچا ہے عوض زید بدل منتقل کر کے اس زید بدل سے شریعت عام پر غرض حصول وثاب دارین ایک مکان سے درہنہ زود چہ آدو شئی۔ بنادیا۔ جس میں آئندگان و رونندگان عام موعود مگر ماہر باور ان میں آرام پاتے ہیں۔ آیا یہ عمارت عام وقف منجانب زید ہے فروختی جائیداد خود شریعت جائیداد میں حسنت ہے؟

المستفتی نمبر ۴۱۸۳ امیر خاں صاحب (پنپال) ۳۱ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۲۹۳) زید کو اختیار تھا کہ اپنی مملوکہ جائیداد کو اپنی زندگی اور صحت میں کسی نیک کام میں لگا دے اور مسافروں کے آرام کے لئے سے درہنہ ناکار بھی کر خیر ہے اس لئے زید کا یہ فعل جائز ہے اور سے درہنہ وقف عام ہو گیا۔ اب اس کو واپس لینے کا زید کو بھی حق نہیں ہے۔ ارادان يجعل ماله فی جهة القرية فبما الرباط للمسلمين افضل (الی قولہ) ولو كان مكان الدار صبة فالوقف افضل (عالمگیری) (۴) محمد کفایت اللہ بوجل

کیا آمدنی وقف کرنے کے لئے لفظ وقف بولنا ضروری ہے؟

(سوال) ایک شخص حیات اور صحت کی حالت میں اپنے دوست کو ملکا ایک ہزار روپیہ نقد دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک تحریر دیتا ہے کہ مذکورہ روپیہ سے شیئر (عہد) خرید کر اس کی آمدنی میری حیات تک مجھے دے۔ میرے بعد میری بیوی بیٹی کو دے۔ اس کی وفات کے بعد آمدنی مذکورہ میرے چھوٹے بچوں کو دے۔ اس تحریر میں یہ ظاہر نہیں کرتا کہ روپیہ مذکورہ وقف ہے۔ وہی شخص ایک وصیت نامہ لکھتا ہے کہ میرے بعد میرا مال میرے درخواہ پر شرعی طریقہ سے تقسیم کیا جائے۔ اب انتظار طلب امر یہ ہے کہ وہ ایک ہزار روپیہ اور اس

(۱) ابوی بعضی مراح العیت من لقرالا اداکاب الارض معصومة ادا دفی العیت فی ارض غیرہ بعیر ادت مالکھا و لسانک بالحدیر ان شاء امر مراح العیت و ان شاء سوی الارض و درع فیھا (عالمگیری) کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون، الفصل السادس، ۱/۶۶۷ ط. ماحدیه

(۲) مقبرة كانت للمسلمين ارادوا ان يجعلوها مقبرة للمسلمين فان كانت آثارهم قد اندست فلا بأس بذلك وان بقيت آثارهم بان بقي من عظمهم شيء بشئ ثم يجعل مقبرة للمسلمين إلخ (الهدية، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر ۲/۶۶۹ ط. ماحدیه)

(۳) مدینہ شریف میں ہے کسر العظم العیت ککسره حیا قول العیسی إشارة الی انه لا یبای العیت کمالا بیان الی عربی ص ۵۸۲

(۴) کتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتعارفات، ۲/۴۸۱، ۴۸۲ ط. ماحدیه

کی آمدنی مرحوم مذکور کے ترکہ میں شمار کر کے تمام درختاء پر حصہ رسد تقسیم ہو گیا اس کی تحریر کے موافق اس کا انتظام کیا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۱۹۳ مولانا عبدالخالق صاحب (سورت) ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۲۹۴) اگر مرحوم نے اس تحریر میں یہ نہیں لکھا کہ چھوٹے بچوں کے نہ رہنے کی صورت میں فترا، ودی جائے اور تحریر میں غلط وقت بھی نہیں آیا تو اس کے انتقال کے حدیہ رقبہ یا شیر ذرکہ میں شرم ہو کر روئے، پر تقسیم ہوں کے حق وقف قرار نہ دیئے جائیں گے۔ (۱) محمد غایت اللہ کان امدلہ، دہلی

مسجد، مدرسہ، میا وقف جائیداد پر ٹیکس کا حکم

(سوال) میونسپل بورڈ جموں نے جملہ عمارات و مکانات و اراضیات پر پانچ روپیہ ماہور کی حیثیت سے ٹیکس کے مکان پر حسب ذیل باؤس ٹیکس تجویز کر کے غرض رائے ماہ مشتر کیا ہے۔

(۱) جملہ مکانات و عمارات و اراضیات پر جن کی کرایہ کی حیثیت پانچ روپے ماہور ہے شرح تین روپے سارے چودہ آنے فی صدی ٹیکس عائد کیا جائے گا۔

(۲) جملہ مکانات و عمارات و اراضیات جو صرف عہدوت کے لئے استعمال ہوتے ہیں بشمول کراچہ مندر، مسجد، امام بارگاہ، محلہ دروہہ مستثنیات میں سے ہیں لیکن ان کے متعلق ایسی اراضیات مکانات عمارات جن سے وئی آمدنی شکل کرایہ حاس و بیارباغ وغیرہ پیدا کرتی ہے ان پر بشرط یہ کہ وہ حیثیت مندر جہاں میں آتی ہوں ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ چونکہ مسجد کے مکانات و اراضیات موقوفہ جن کی آمدنی سے مسجد کے پانی، چٹائی و سونے روشن و دیگر اخراجات پورے ہوتے ہیں ٹیکس سے بری نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہی نقطہ نظر سے جائیداد موقوفہ پر یہ ٹیکس چارے یا چارے اگر چاہے تو مسلمانوں کو اس کے خلاف کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۲۹۳ عبدوحید ایڈیٹر اخبار الواحد جموں۔ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۱ - ۱۲ - ۱۹۳۸ء (جواب ۲۹۵) تمام موقوفہ ٹیکس سے مستثنیٰ کرانے کی حق کرنا چاہئے۔ کسی وقف جائیداد پر بعد وقف ہونے کے کوئی جدید ٹیکس عائد نہ ہونا چاہئے۔ (۱) محمد غایت اللہ کان امدلہ، دہلی

کفار کی بنی ہوئی مسجد کے عوض دوسری مسجد بنانا

(سوال) یہاں جو جامع مسجد کے دروازہ کو مسخ کرنے پر فائرنگ ہو اس کی بات اسٹیٹ کے حکام یا یعنی خان بہادر عبدالعزیز خاں یہ فرماتے ہیں کہ راجہ بہادر نے یہ عرضی ہے کہ مسلمانان بے پور کے لئے ایک اچھڑ روپیہ ۵

(۱) ارحل قال ارضی صدقة موقوفة على نفسی بحور هذا الوقف على المختار كدافي، الحرة المفی ولو قال وقف على نفسی لم یعدی علی ذلک لم یعدی الفقراء حاز عبد ای یوسف رحمة الله علیه (الهدیه، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثاني) ۳۷۶ ط. صاحبہ قال فی ششامیه لو وقف علی الاغنیاء وحدهم لم یحر لا نه لیس بقربة، اما لو جعل احره لفقراء فانه یکون قره فی الحصة الشامة، کتاب الوقف، مطلب علی الاغنیاء وحدهم لم یحر، ۳۳۸ ط. سعید

(۲) ارحل قال ارضی الحرة موقوفة او حذا لعلها او مسکلتفقراء سقط الجراح عالمگیری، کتاب الوقف، باب السابع، ۲۰/۲۴۲ ط. ماجدیه

کردوسری مسجد بنادی جائے۔ شریعت سے اس کی کثرت کیا حکم ہے۔ کہ کھاراجہ کے پیر سے مسجد بنی ہوئی میں نماز پڑھے یا نہیں۔ اور اس مسجد کے موقوفہ میں دوسری مسجد بھی جائز ہے یا نہیں۔ اس پر ۵۵۰ احادیث و روایت جلد جواب طلب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۴۵ صاحب مسجد لوبارہاں (بے پور) ۲۲ محرم ۱۳۵۸ھ ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء (جواب ۲۹۶) اس مسجد کے موقوفہ میں دوسری مسجد ۱۶۰۰ کے کافر مطلب یہ ہے کہ موجود مسجد سے مسلمان دست بردار ہو جائیں اور یہ مسجد ریاست کو دیدیں اور دوسری مسجد بنوائیں تو یہ قطعاً ناجائز اور مسلموں و ایسی تبدیلی منظور کرنا حرام ہے (۱) اور اگر یہ مسجد قدیم قائم رہے اس کی مسجدیت میں کوئی فرق نہ آئے اور ریاست دوسری مسجد کسی وسیع مقام پر بنائے اور مسلمانوں کو دے تو اس نئی مسجد میں نماز پڑھو کی شرط یہ کہ اس نئی مسجد کی عمارت یا زمین سے ریاست کے حقوق، کاند یا تبدیلی و تعمیر کے اعتبارات متعلق نہ رہیں اور ابھیہ مسلمانوں کو دے دی جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

خاص جگہ کے فقراء کے لئے وقف کی ہوئی آمدنی کا حکم (سوال) ایک شخص نے اس طور پر وقف کیا ہے کہ اپنے وقف کی آمدنی کے ایک سو حصے لئے ہیں جس میں مکہ شریف کے لئے بچیں حصے، مدینہ شریف کے لئے بچیں حصے، بغداد و شریف کے لئے دس حصے اور اپنے وطن اصلی کے لئے دس حصے اور جہاں وہ شخص اس وقت تجارت کرتا تھا اور وفات پائی وہاں کے لئے تیس حصے شہر مدینہ و ایسے ان مقامات میں غریب پر یہ رقم آمدنی کی خرچ کی جاوے اور وطن اور جہاں وفات پائی وہ حصے آمدنی کے اقربا و غربا پر خرچ کی جائے۔ جب جائیداد وقف کی تھی آمدنی تم تھی اور اب اس وقت آمدنی بہت بڑھ گئی ہے، مرحوم واقف کے اقرب بہت زیادہ غریب ہیں متولیوں کا ایسا خیال ہے کہ مکہ، مدینہ، بغداد کی رقوم سب جگہ کی یا محض ان موقوفہ کر کے خوش و قرار پر خرچ کریں کیونکہ وہ بہت حدت مند ہیں۔ مرحوم واقف بعد وقف کرنے کے بہت مدت تک حیات تھا اس نے بغداد بھی رقم نہیں بچائی۔ سوال یہ ہے کہ کیا محض مقامات کی رقوم موقوف کر کے اقارب پر خرچ کرنے کا متولیوں کو اختیار ہے یا کل آمدنی کے لئے جیسا واقف نے کھا ہے ویسا ہی کرنا لازم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴۷۷ محمد حسینہ۔ رائدر (سورت) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء (جواب ۲۹۷) جیسا کہ واقف نے کھا ہے ویسا ہی کرنا ہوگا شرط یہ کہ حد جواز سے باہر نہ ہو۔ شروط الوقف کھس الشارح۔ (۱) اندر میں تو تخصیص مکان و سالوات لغو قرار دی جاتی ہے مگر وقف کا یہ حکم نہیں ہے لہذا اگر مرحوم نے اپنی زندگی میں مدت دراز تک بغداد اور رقم نہیں بچائی تو یہ تخصیص ان کے اپنے عمل کی وجہ سے منسوخ

(۱) یا نہ جس جگہ مسجد بنائی جائے اوقیت تک مسجد کے حکم ہوگی۔ اور اس کے ادب کی رعایت لازم ہے اور ریاست و عین مسجد سے اقارب کو بھی نہیں۔ یا جائے چھوڑ دینی مرضیت اس کی ضرورت نہیں ہے۔ استعمال کی جائے گی۔

(۲) مسئلہ مذکورہ تحصیل دار و محکمہ مسلمہ کمالی مسجد میں بچائیں مقصود نہ کویت بند نہ ہاں مگر احکامات کی ہے۔ (۱) (الدر المحار، کتاب الوقف، مطلب فی قولہم شروط الوقف کھس الشارح، ۴۳۴ ط سعید)

سمجھ لینے کی گنجائش ہے۔ (۱۰) اللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

کیا موقوفہ زمین کا مال گذاری لوانہ کرنے کی وجہ سے نیلام ہونا متولی کی خیانت ہے ؟

(سوال) حضرت محدومی و مطاعی دامت فیہمکرم السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہم مزاج فرمائی موقوفہ زمین کی آمدنی کی کمی کی وجہ سے اگر زمین موقوفہ کی مال گذاری زمینداری لوانہ ہو لور متولی نہ دے اور اس کی وجہ سے موقوفہ زمین نیلام ہو جائے تو یہ متولی کی خیانت کو مستلزم ہو گیا نہیں ؟ اور کیا ایسی صورت میں متولی پر شرعاً واجب ہے کہ اپنی ذاتی جائیداد سے مال گذاری موقوفہ زمین کی لوار کرے۔ اس کے متعلق فتویٰ ضرورت ہے۔ جس میں فقہ کی عبارت کی نشان دہی بھی کی جائے میرے علم میں کوئی جزئی نہیں ہے اس سے حضور کی طرف رجوع کر رہا ہوں۔ جواب سے مع عذرت فقہ کے لوازش فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷۸ مولانا عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ وفراہات شریعہ۔ پٹنوار شریف پٹنہ (بہار) ۲۔ جب

۱۳۶۰ھ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء

(جواب ۲۹۸) متولی پر یہ بات تو کسی طرح لازم نہیں کہ مطالبات سرکاری اپنے پاس سے تہر عا لوارے۔ بلکہ یہ بات اس کے لئے بھرتی کی وقف کو چھاننے کے لئے قرض لے کر لوار کر دیتا۔ یہ قرض لینا باجائز حاکم اور غیر اجازت حاکم دونوں طرح اس کے لئے دیکھنا جائز تھا مگر واجب نہ تھا اس لئے اگر اس نے قرض نہ لیا اور وقف کو سرکار نے نیلام کر دیا تو اس میں متولی کی طرف سے کوئی خیانت نہیں پائی گئی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وقف میں کچھ آمدنی نہیں ہوئی۔ لیکن اگر آمدنی ہوئی تھی اور وہ متولی نے دوسرے مصارف میں خرچ کر دی اور سرکاری مطالبہ لوانہ کیا اور اس میں وقف نیلام ہو گیا تو یہ متولی کی خیانت ہوگی۔ اس پر لازم تھا کہ سرکاری مطالبے پہلے لوار کرتا۔ کیونکہ اس میں وقف کے بلاک اور ضائع ہونے کا خوف تھا۔ دوسرے اخراجات متولی کرتے میں یہ خوف نہ تھا۔ قال ہلال رحمہ اللہ فی وقفہ اذا استرمت الصدقة و لیس فی ید القیم ما یومہا فلیس لہ ان یستدین علیہا وعن الفقیہ امی جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ ان القیاس حکذا لکن یرک القیاس فیما فیہ ضرورة حیوان یکون فی ارض الوقف زرع یا کله الجراد و یحتاج القیم الی الفقة او ضالہ السطان بالحراج جاز لہ الا استدانة والا حوط فی هذه الضرورات ان یستدین بامر الحالکم الا ان یکون بعید امہ ولا یمککہ الحضور فحینئذ لا یاس بان یستدین بنفسہ کذا فی الطہیریۃ هذا اذا لم تکن فی نلک السنة غلة فاما اذا کانت ففرق القیم العلة علی المساکین ولم یمسک للخراج شیئاً فانہ یضمن حصۃ الخراج کذا فی الذخیرۃ . قیم وقف طلب مہ الحراج والحایات و لیس فی یدہ شی من مال الوقف فاراد ان یستدین قال ان امر الواقف بالاستدانة لہ

(۱۰) لیس لہ اعطاء الغلة لغير من عہ لحروح الوقف عن ملکہ بالتسجل او فانہ صریح فی عدم صحة الرجوع عن الشرط فی البحران التولية خارجة عن حکم سائر الشروط لان لہ فیہا التبعیر کلمہ بدالہ . (رد المحتار . کتاب الوقف . مطلب لا یحوز الرجوع عن الشرط ، ۵۹/۴ طبع سعید)

ذلک وان لم یامرہ تکلّموا فیہ والا صح انہ ان لم یکن لہ بدعہ یرفع الی المرالی القاضی حتی یا مر
بلاستدانہ کذا قال الفقیر رحمہ اللہ تعالیٰ لم یرجع فی الغلۃ کذا فی المضممرات (فتاویٰ ہندیہ ص
۱۸ ج ۲) ۵) کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

آبادی پر مہاری کی صورت میں چند متفرق مسائل

(۱) کسی شہر پر اگر مہاری ہو چلی ہو اور ہر محلہ ہوائی حملہ کا خطرہ رہتا ہو تو کیا ائمہ مساجد و مؤذنین پر
مساجد کے آبدار رکھنے اور بیوقوفہ نماز باجماعت کو اُترنے کا فرض بالکل اسی طرح جیسا کہ زمانہ امن میں عائد ہوتا
ہے، عائد رہتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر غیر مستطیع افراد شہر سے باہر ایسے محفوظ مقامات پر جان کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے شہر میں رہنے پر
مجبور ہوں تو ایسی حالت میں کیا ائمہ مساجد و مؤذنین کا شرعی میں رہنا ضروری ہے؟

(۳) کیا منتظمین الوقف و مساجد پر اس قسم کے خطرے کے زمانے میں ائمہ مساجد و مؤذنین و دیگر مہذبین و
محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کا فرض عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس معاملہ میں کسی قسم کا امتیاز دروازہ کھانا ان لوگوں
کی جان و مال کے استحفاظ کو مستلزم ہے یا نہیں؟

(۴) کیا الوقف کی آمدنی میں سے یا وہ تنخواہ کے مہذبین کو شہر سے باہر لانے کے لئے اور وقت نماز
میں چھپنے کی غرض سے موٹروں اور سواروں کا انتظام کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۵) ائمہ و مؤذنین و دیگر مہذبین مساجد کی جان و مال کی حفاظت کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے منتظمین پر یا خود
مہذبین پر؟ اگر منتظمین اس فرض کی ادائیگی سے قاصر ہوں یا قصد اس کی ذمہ داری نہ لین چاہتے ہوں تو کیا ائمہ و
مؤذنین و غیر ہم کا اپنے فرائض سہلے کو اسی طرح انجام دیتے رہنا ضروری ہے یا فرائض کی انجام دہی سے
منتظمین کی ذمہ داری شرط ہے؟ ایسی حالت میں کیا مکر و مؤذنین کا بغیر پابندی کے بدر خاقت و وسعت اپنی اپنی
خدمات کو انجام دے دینا نہیں ان کی ذمہ داری سے بندہوش کر سکتا ہے؟

(۶) ایسے لوگ جو مالی منفعات کے خیال سے اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیتے پر رضامند ہوں ان کا یہ فعل
شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟

(۷) جب کہ خطرہ شخصی مدافعت کی حدود سے باہر ہو تو مساجد و آبدار رکھنے کی صورت ہے؟ کسی خاص شخص
یا چند افراد کو معذور دے کر مسجد کے آبدار رکھنے کا فرض ان پر عائد کرنا کیسا ہے۔ مسجد کے ساز و سامان کو دوسری
جگہ منتقل کر کے مسجد کو بغیر کسی حفاظت کے کھل چھوڑ دیا جائے یا اس کے لئے چند افراد کو مقرر کیا جائے؟ کیا
مسجد کو بند کر دینا یہاں تک کہ وقت نماز میں بھی بند رہے درست ہے کہ نہیں؟

(۸) جو لوگ خطرے کی حالت میں دور دراز مقامات پر چلے جائیں ان کا یہ فعل شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟

وہ ضعیف ایمان سمجھے جائیں گے اور یہ وہ لوگ جو خطرہ کی حالت میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ حقیقت میں متوکل اور قوی الایمان ہیں؟

(۹) متمدن ممالک میں جہاں مہاری یا مشین کی بارش ہوتی ہے لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہونے لگا ہے۔ اموات کی تجویز و تلقین نہیں ہو سکتی اور غیر معصوم تعداد ان کی نافرمانی صورتوں اور حالت میں پھینک دی جاتی ہے یا جڑی جاتی ہے۔ ان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ ایک حالت میں شرعی حکم کیا ہے اور مسلمین متوکل کیا فرض عائد ہوتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۹۳، رشید نواب کی۔ رنگون۔ برصغیر، ۱۳۶۱ھ، ۲۲ جنوری ۱۹۴۲ء
(جواب ۲۹۹) (۱) ان وقت ہے کہ وہ فرض احتیاط باہر چلے جائیں لیکن اس غیر حاضری کے زمانے میں متوکل مانگنے کے وہ غیر مرضی متولیوں کے حق دار نہیں۔
(۲) ضروری نہیں۔

(۳) متولیوں پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا۔ بہت مدت و اخلاق کے طور پر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے اور اس میں غیر مسلح ملازم اس رعایت کے زیادہ مستحق ہیں۔
(۴) اگر مسجد کی آمدنی وافر ہو تو درست ہے۔

(۵) ان کی جان و مال کی حفاظت کا فرض خود ان پر عائد ہوتا ہے جیسے کہ تمام ممالک جو لوگوں کے شخصی یا ولروں کے ملازم ہیں۔

(۶) ان کا یہ فعل جائز ہے کیونکہ مہاری بھی یقینی نہیں اور مہاری میں پاکت بھی یقینی نہیں۔
(۷) جائز ہے۔ اگر مسجد میں نماز پڑھنے والے ہیں تو بدعت کی جائے اور نماز نہ کریں تو بدعت نہ رہتا۔

ہے۔ (۱۲)

(۸) فرض احتیاط باہر جانا بہت ہے اور رہنا بھی مباح ہے۔ ایمان کا ضعف قوت نیت پر موقوف ہے۔
(۹) مسلمین متوکل کا فرض ہے کہ وہ حتیٰ امکان مسلم اموات کی تجویز و تلقین کا انتظام کریں۔

(۱) بھی انفسہ ان کاد الوافق قدر لمدرس لکل يوم ملعمہ فہم یندرس يوم الجمعة والاربعاء، لا یحل لہ ان یاحد، ویصرف احدهم۔ ابوہنبلہ علی مضاف لمدرسہ۔ رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی استحقاق القاضی والمدیر، ابو طیبہ فی يوم الطلاق، ۴/۳۷۲ ط سعید

(۲) من کارشہ انکس۔ وعاذو عی البر والفقیر ولا تعذبوا علی الالہ والعموان (سورۃ المائدہ)
(۳) وحسب من تولیہ لوفعل لفسخ، والبیض الا اذا جف طمع الظلمۃ فلا یاس بہ قوله الا اذا جف فان احسب عدد اموال المسجد وهو متعین علی العبد والایضہ، الدر المحتار مع رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب کسہ لامی دلیل علی ان المستحب غیر ج: ۱/۶۵۸ سعید
(۴) ان تجد فیہ: "ولا تلقوا بأیدیکم الی الہیکلۃ" سورۃ البقرہ

(۵) کوکما کرہ علی باب المسجد، لا لحوف علی مناعہ، نہ بنی قوله لا لحوف علی مناعہ ہذا اولی من التکید فی مناعہ لان المنار علی حوف الضرر وفي العابدی والتفسیر فی العلق لا هل المعنۃ (الدر المحتار مع رد المحتار کتاب الصلوۃ، مطلب فی احکام المسجد، ج: ۱/۶۵۶ سعید)

(۶) وان کان لا یزحوا فتود لمرکۃ المسلمین فی القتال وہ لا یحل لہ القتال لمافیہ من القاء نفسہ فی الہیکلۃ الہدیہ، کتاب السیر، الباب الاول، ۲/۱۸۸ ط۔ محدثہ

اس صورت میں کہ ان کو موقع ہی میسر نہ ہو یا ان کی وسعت سے باہر ہو معذور ہوں گے۔ (۱)

بازاری کی وقف کی ہوئی آمدنی کا حکم

(سوال) ایک زن بازاری اپنی چھ ایکس جائیداد جو اس نے ناجائز طریق پر حاصل کی تھی حق مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور وقف کرنا چاہتی تھی لیکن اہل مدرسہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ وہ زن بازاری کی سب سے مختلف طریقوں سے مسلسل کوششیں وقف کے قبول کرنے کے لئے عمل میں لائی تھیں اہل مدرسہ نے اپنی ذمہ داریوں کے صحیح احساسات کے ماتحت قطعی انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس اہل مدرسہ کی مرضی کے خلاف بطور خود وہ جائیداد حق مدرسہ حکومت وقت کے قانون کے موافق دفتر رجسٹری میں جا کر وقف کر دی اور وقف نامہ میں اپنی زندگی میں اس کی متولی ہونے کی شرط درج کر دی تصدیقاً کہ پانچ روپیہ ماہانہ بطور کرایہ مدرسہ نودین رہوں گی۔ چنانچہ اس نے ایک ماہ کے پانچ روپے حضرت ناظم صاحب مدرسہ کے نام بذریعہ منی آرڈر بھیجے۔ حضرت ناظم صاحب نے سوا منی آرڈر وصول کر لیا۔ بعد میں متنبہ ہوا کہ یہ روپیہ تو اس جائیداد کے متعلق ہے جس کے وقف کو قبول کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اب جب کہ وقف باقاعدہ ہو چکا ہے اس کی آمدنی قبول کرنے سے انکار کرنا اور وصول شدہ روپے کو واپس کرنا ناجائز نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۶۶۷۷ محمد ابراہیم احسن مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ

۷ جون ۱۹۴۳ء

(جواب ۳۰۰) وقف کرنا واقف کا فعل ہے۔ اس کی صحت کے لئے موقوفہ یا اس کے وکیل متولی کا قبول کرنا شرط نہیں ہے۔ اس بنا پر وقف قبول کرنے اور بعد اوقف اس کی آمدنی لینے میں حق کرنا تو درست نہیں معصوم ہوتا۔ موقوفہ کی خیریت کی بنا پر وقف کی صحت پاپان میں تردید ہونے کی وجہ سے اس وقت و قبول نہ کرنا جائز تھا تو جی بنا پر اس کی آمدنی کو قبول نہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور یہی اسم و نحو ہے۔ (۲) محمد غایت اللہ کاتلغہ۔

مسجد کی زمین پر ذاتی کوٹھی بنانا جائز ہے

(التمیعیہ: موریہ ۲۰، ملحق ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک قدیم مسجد سے حجرے اور کانون کو ایک مسلمان نے برآ کر اپنی کوٹھی بنائی۔ حجرے کے ساتھ اس کو ٹھکانے کے ایک کمرے کا دروازہ مسجد میں رکھ دیا۔ اس کمرے کا باہر خانہ کوٹھی کے باہر خانے میں شامل ہے۔ کوٹھی مذکورہ میں مسجد کی زمین کے ساتھ اس شخص کی اپنی زمین بھی شامل ہے۔

(جواب ۳۰۱) مسجد اور مسجد کے متعلق موقوفہ زمین پر ذاتی تعمیر بنانا عصب و وقف ہے۔ اس لئے اس کو خالی کرنا

(۱) قال اللہ تعالیٰ "لا یکف الذمہ الا وسعہا" (سورۃ الفرة، الجزء الثالث رقم الایۃ ۲۸۶)

(۲) واذا وقف علی قوم فلم یبقوا" فان رد کلہم کان الوقف حایر "تکون العینہ لیسفوا" وادارد البعض ان کان الایم یطلق علی الناس فالعین کلہم تکتون لنفسی (عسکریہ، کتاب الوقف، الباب الخامس، ۲۹۶ ط م حلیہ)

اور وقف میں شامل کرنا لازم ہے۔ ذاتی مکان کا دروازہ زمین وقف پر کھولنا بھی جائز نہیں۔ (۱)

محمد کا بیت اللہ کا نذرانہ دہلی

وقف نامہ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد محمد بن ساکن شملہ کا ہوں۔

(الف) چونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور انسان کے سے اس سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں کہ اپنے سے زمر آخرت خود میا کرے۔ نیز پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ وہ صدقہ ہے جو صحت و تندرستی کے زمانے میں کیا جائے۔ (۲)

(ب) شریعت اسلامیہ میں وقف کو ایک قسم کا صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنا فدا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں تو آنحضرت ﷺ نے وقف کرنے کا مشورہ دیا اور اس کو لفظ صدقہ سے تعبیر فرمایا۔ (۳)

(ج) شریعت اسلامیہ نے وقف علی الارواح کو جائز رکھا ہے اور قانون مجریہ ایکٹ نمبر ۶، صدر ۱۹۰۷ء میں (د) میں حقیقی ہوں اور مذہب حنفیہ میں وقف علی نفس الوقف جائز ہے۔ جیسا کہ ایکٹ مذکور فی مقدمہ ۳۔ ۱۹۱۳ء نے بھی اسے صحیح اسلامی مسئلہ قرار دیا ہے۔ (۴)

(د) میں حقیقی ہوں اور مذہب حنفیہ میں وقف علی نفس الوقف جائز ہے۔ جیسا کہ ایکٹ مذکور فی مقدمہ ۳۔ ۱۹۱۳ء میں اس کی تصریح ہے۔

(۱) بولوا عصباً من الوقف و من والی عاصب فعليه ان يردّها الى الوقف فان كان العاصب راداً في الارض كالنساء والنحر يوم العاصب يدفع اليه، وقفع الاشجار ورداً لارض (عالمگیریہ، کتاب الوقف الباب التاسع، ۲، ۴۴۷ ط. ماحدیہ)

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رجل یارسول اللہ، ای الصدقة الفصل قال ان تصدق و انت صحیح سحح ناما العیس ونحش الفخر و ابو السنی، کتاب الزکوة، باب ای صدقة الفصل ۱، ۲۷۳ ط. سعید
(۳) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت عمر ارضا یحیر فقال یارسول اللہ ما مری به قال ان سم حسب اصحابا وتصدق بک الی و و مسلم، کتاب الوصیة، باب الوقف، ۴۱۲ ط. قدیمی کتاب حید
(۴) لو قال ارضی هذه صدقة موقوفه علی من سمعت لی من الولد لیس له ولد یصح هذا الوقف (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثاني، ۲، ۳۷۱ ط. ماحدیہ)

(۴) میری وفات کے بعد میری اولاد مذکور میں سے کسی ایسے شخص کو جو شریعت کا پابند تعلیم یافتہ اور ہوشیار ہو نظارہ وقف (۱) اپنے اتفاق یا کثرت رائے سے متولی مقرر کریں۔

(۵) اگر اولاد مذکور کے سلسلہ میں کوئی باقی نہ رہے یا ان کی تولیت نہ ہو تو نظارہ کو اختیار ہوگا کہ سلسلہ اثاث کی اولاد مذکور میں سے کسی ایسے ہی شخص کو جس کا دفعہ ۴ میں ذکر ہے متولی مقرر کریں۔

(۶) جب کہ اولاد مذکور واثاث کے دونوں سلسلوں میں کوئی مذکور باقی نہ رہے یا ان کی تولیت نہ ہو تو نظارہ وقف کو اختیار ہوگا کہ کسی مسلمان کو جو عنایت مذکورہ دفعہ ۴ سے موصوف ہو متولی مقرر کریں۔

(۷) متولی بہر صورت جہت نذر سے جداگانہ غنص ہوگا۔ اور وہ ہر صورت میں آنرییری یا تنخواہ دار ہو سکتا ہے۔ اس کی تنخواہ نذر وقف کی رائے سے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی صورت میں (۲) روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

(۸) نظارہ وقف ہمیشہ آنرییری ہوں کے ورثین کا مسلمان خفی ہونا لازمی ہے۔

(۹) چاہیہا موقوفہ کی خدمت و تحریر حساب و کتاب کے لئے تنخواہ دار مازم رکھے جاسکتے ہیں جن کی تعداد (۳) تک اور جن کی انتہائی تنخواہ ۱۰ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔ ایسے ملازمین کا عزل و نصب نظارہ کے اختیار سے ہوگا۔

(۱۰) متولی (۱) کو لازم ہوگا کہ (الف) چاندو موقوفہ کی تمام آمدنی و خرچ کا باقاعدہ رجسٹر رکھے اور تمام مذاہبات بضابطہ کرتا ہے۔ (ب) تمام مستحقین کو ان کے حصوں کا روپیہ ہر ۱۵ اسمانی پر تقسیم کر کے رسید بضابطہ

(۱) الوقف کو اختیار ہے کہ اگر وہ مناسب سمجھے تو اپنی اولاد مذکور میں سے کسی خاص شخص کو تولیت کے لئے نامزد کر دے۔ یہ سب سے پہلے اپنے اور اس کے بعد سب سے پہلے کو حق تولیت دے یا اور کسی شخص کو متولی دے یا کسی خاص جماعت کو متولی مقرر کرے کا اختیار ہے۔ (۱)

(۲) میراث پر تنخواہ کی انتہائی مقدار کھدی چاہئے۔ اس کی مقدار چاہیہا موقوفہ کی حیثیت اور کار متعینی قہر یا کثرت کے لحاظ سے معین کی جائے۔

(۳) میراث پر ملازمین کی تعداد جو چاہیہا موقوفہ کی قہر کثرت کے حالات ضرورتی پر مناسب ہو کھنی چاہئے۔ اسی طرح ملازمین کی انتہائی تنخواہ بھی معین کر دی جائے۔

(۴) اس دفعہ میں متولی سے ۱۰۰ متولی مراد ہے جو وقف کے ملازم کوئی اور شخص ہو۔ خود وقف پر یہ دفعہ عام نہیں ہوتی۔

(۵) وقف کو اختیار ہے کہ تقسیم ہواری یا سہ ماہی یا شش ماہی یا سالانہ جو مناسب سمجھے مقرر کرے۔ حاصل کرے۔ (ج) ملازمین کی پوری (۲) عمرانی کرے۔

(۱۱) غدر کو ہر وقت اختیار ہو گا کہ متولی سے حسب طلب کریں یا رجسٹروں کا معاوضہ کریں۔ اسی طرح مستحقین وقف بھی حسب دیکھنے کے ہر وقت محاذ ہیں۔

(۱۴) خود واقف یا کسی متولی یا کسی دوسرے شخص کو یہ اختیار نہیں کہ جائیداد موقوفہ کو کلا یا جزاء یا بیع یا ہبہ یا کسی طریقہ سے (انگلی یا عریضی طور پر منتقل کرے یا کسی طرح تکلیف کفالت اس پر عہد کرے۔) ۱۵

(۱۳) ہر ناظر اور مستحق وقت کو اختیار ہے کہ وہ متولی کے خلاف نمین یا خیانت کا دعویٰ عدالت مجلہ میں دائر کرے اور بعد ثبوت نمین یا خیانت عدالت مجلہ متولی کو معزول کر سکتی ہے۔ اور اگر تمام ناظر اور مستحقین وقت کسی متولی کی خیانت یا نمین پر متفق ہو جائیں تو ان کا اتفاق جسے خود ایسے متولی کو معزول کر سکتا ہے اور جب کہ کوئی متولی عدالت مجلہ یا اتفاق جلسہ سے معزول ہو جائے تو دوسرا متولی و فعات ۴۴ کے فیصلے سے مقرر کیا جائے۔

شرائط متعلقہ مصارف و وقف

(۱۴) جب تک میں زندہ ہوں اس تمام جائید لو کی آمدنی اپنے خرچ میں نہ یا اپنی رائے سے امور خیر میں خرچ کرنے کا مجھے کامل اختیار ہے۔

(۱۵) میرے انتقال کے بعد چاہیو موقوفہ کی آمدنی سے اس کے متعلقہ ضروری مصارف مثل باؤس نمیس و تنخواہ متولی و مازمین و خرچ و جسر بائے حسب و لگان سرکاری و غیرہ لو اکرنے کے بعد باقی تمام آمدنی کا $\frac{1}{3}$ در اس ۳۶ چیدہ و مساجد (۲۰) و فقراء و مساکین میں حسب رائے متولی (۵) خرچ کیا جائے۔

(۱۶) لورہ $\frac{1}{m}$ حصہ (۱۱) بھال کر کسی محفوظ دوطریقہ سے بیع رہا جائے۔ جس سے جائیداد موقوفہ فی مرت شہادت رخصت وقت حاجت کی جائے۔ لیکن اگر عرصہ تک یہ روپیہ خرچ نہ ہو اور اس قدر جمع ہو جائے کہ جائیداد وقف فی ینہن مطالب اس کی حاجت نہ ہو تو متولی حاجت تحریری بھدراے امور خیر مندرجہ دفعہ ۵ میں خرچ کر دے۔

() بہتر ہو کہ گھر ان مازمین کی نوعیت بیان کر دی جائے۔ نیز یہ بھی بتادیا جائے کہ متوفی ان مازمین کا فسر اور وہ اس کے ماتحت ہوں گے۔

(۲) اس حصہ کی مقدار معین کرنے میں واقف کو پورا اختیار ہے۔ جتنی مقدار مناسب سمجھے معین کرے۔

(۳) مدارس و بیچہ کی تشفیص کروانہ مناسب ہے کہ قلوب خاص مدرسہ یا کما از تمام اس قدر رکھو دے کہ قلوب قلوب شریف کے اسلاف مدرسہ جن میں قاتن مجید اور تقیہ و حدیث و فقہ کی عربی تعلیم دی جاتی ہو۔ یا جو اور تقیہ مناسب سمجھو وہ ذکر کرے :

(۴) اسبابِ قیامیں اور تھکنیں ہو تو بہتر ہے اور نہ یہ لکھو کہ کہ لکھ شہر کی مسجد میں یا جو مسجد میں کوئی آمدنی نہ ہو وغیرہ۔

(۵) واقف کو اختیار ہے کہ مناسب سمجھے تو بخار وقف کی منظوری ان مصارف کے لئے شرط کرے

(۶) کہ سید اوموقوف فی اشیئت سے اصرافِ حرمت کے لئے جس قدر ضرورت سمجھے اتنا حصہ مقرر کرے۔

(۷) باؤف کو اختیار ہے کہ محفوظ طریقہ فی زمین میں گردش۔ نیز یہ بھی تارک کہ اس روپہ کے نام دار تاخر ہوں گے یا متولی۔

(۱۷) اور ۲۱ یعنی تمام آمدنی (بعد وضع مصارف ضروریہ) کا انھوں (۱) حصہ میری زوجہ یا زوجات کو (اگر کوئی موجود ہو) اس کی زندگی تک دی جائے۔ زوجہ یا زوجات کے انتقال کے بعد متوفیہ کا حصہ اس کے والدین، یا کو یا اولاد کو (اگر کسی دوسرے خوندے ہو) ان کی زندگی تک دیا جائے اور اگر متوفیہ کے ماں باپ اور اولاد نہ ہو یا جب وہ انتقال کر جائیں تو متوفیہ کا حصہ بقیہ آمدنی میں شامل ہو کر وفات آئندہ کے موافق تقسیم ہو گا۔

(۱۸) بقیہ کل ۲۳ حصوں اور بصورت حصہ زوجہ یا زوجات شامل ہو جانے کے ہم ۲۴ حصے میری اولاد و ورثات میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ۳ کو دو برابر (۲) اور مونث کو آٹھ (۱) دیا جائے۔ اگر میرا کوئی پوتا پوتی۔ یتیم ہو یا نواسہ نواسی کی والدہ فوت ہو جائے تو ان پوتا پوتی کو ان کے والد کا حصہ اور ان نواسہ نواسی کو ان کی والدہ کا حصہ میری اولاد کے ساتھ دیا جائے انہیں محروم نہ سمجھا جائے۔

(۱۹) جب میری اولاد و ورثات یا ان کی اولاد و ورثات میں سے کوئی فوت ہو تو میری فوت ہونے والے مرد کی بیوی (۲۰) اور فوت ہونے والی مونث کے خوندے کو ان کی زندگی تک مثل حصہ فرائض دے کر باقی حصہ متوفی یا متوفیہ کو اس کی اولاد و ورثات میں بھٹا دیا جائے اور متوفی کی بیوی اور متوفیہ کے خوندے کی فوت ہونے کے بعد وہ حصہ بھی متوفی کی اولاد پر تقسیم کیا جائے اور تقسیم کا یہ قاعدہ ہر اسی طرح جاری رہے جب تک کہ اولاد و ورثات کا سلسلہ بظاہر بظاہر جاری اور باقی رہے اور جب کہ کسی مذکر یا مونث کا سلسلہ اولاد ختم ہو جائے تو اس کا حصہ اولاد کے دوسرے سلسلوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

(۲۰) جب میری اولاد و ورثات کے تمام سلسلے منقطع ہو جائیں تو میرے خاندان آباد اجداد (۱) کے لوگوں میں سے جو نیاز حاجت مند ہوں ان کی اولاد کی جائے۔

(۲۱) اگر خدا نخواستہ میرے خاندان کا بھی کوئی شخص باقی نہ رہے۔ یا سب مستغنی ہوں تو پھر وقف کی تمام آمدنی

(۱) الوقف کو اختیار ہے کہ زوجہ یا زوجات کا حصہ چھ فیصد زیادہ مقرر کرے۔ (۱)

(۲) اگر زوج کے اولاد و ورثات یا ان کی اولاد و ورثات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو ان کی تصدق کروے۔

(۳) الوقف کو اختیار ہے کہ مذکر مونث کو وہم یا کم ہو یا کسی اور دونوں طرح جائز ہے۔ (۲)

(۴) اگر فوت نہ ہوئے اس حصہ اس کا حصہ فرائض سے موجب تمام اس کے ورثوں میں تقسیم کیا جائے تو ان کی تصدق کروے۔

(۵) اختیار ہے کہ حصہ دو برابر یا کم ہو گئے یا زیادہ۔ (۳)

(۶) خاندان کے لوگوں کے استحقاق کیلئے ان کی ترتیب قائم کر دینی مناسب ہے مثلاً میرے بھائیوں، بہنوں کی

اولاد و ورثات یا میرے چچا چچولی کی اولاد و ورثات یا میرے والد کے چچا کی اولاد وغیرہ۔

(۳۰۲) و ن قال للذكر كاشي فكما قال (البر المحار) . كتاب الوقف . مطلب قال للذكر كاشي ولم يوجد الا حكر فقط

اوانات فقط ۷۹/۴ ط . معبد

(۱) سئل عن شرط السكى لروحه فلاه بعد وفاته ما دامت عر بالمات و تروحت و ظلت هل يقطع حقه بالبروج ۳۳ حاد

نعم (البر المحار) بقروله احاب نعم اى يقطع بالبروج الا ان بشرط ان من مات روحها او ظلتها عاقلها (رد المحتار) . كتاب الوقف

مطلب اذا قال ما دامت عذا . ۷۹/۴ ط معبد

مدارس اسلامیہ (۱) اور مساجد اور فقراء مسلمین اور مسلمان مقروضین کی امداد میں خرچ کی جائے۔ نیز مفلس اموات مسلمین کے تجبیز و تکفین کے مصارف دیئے جائیں۔

(۲۲) اگر مستحقین وقف میں سے کوئی شخص مرتد ہو جائے یا اہل سنت و اجماعت کا طریقہ چھوڑ کر افغنی، خریجی، قادیانی وغیرہ ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے اپنے حق اور حصہ سے محروم ہو جائے گا۔ اس کا حصہ دیگر مستحقین وقف میں تقسیم ہوگا۔

(۲۳) اگر کسی وقت جائیداد موقوفہ کی تعمیر کی حاجت ہو اور دفعہ ۱۶ کے بموجب جمع شدہ رقم کافی نہ ہو تو جائیداد موقوفہ کی کل آمدنی یا کوئی حصہ حسب ضرورت تعمیر میں خرچ کیا جائے۔ اس کے بعد آمدنی مستحقین میں تقسیم کی جائے۔ لیکن ایسی تعمیر کے لئے بھارہ وقف اور متولی کا اتفاق رائے ضروری ہے۔ تفصیل جہد لہ موقوفہ۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ ۲ مئی ۱۹۱۷ء

(نوٹ) مندرجہ بالا وقف نامہ ایک قلمی مسودہ کی صورت میں حضرت مفتی اعظم نے کسی کے لئے مرتب فرمایا ہوگا۔ یہاں اس لئے درج کیا گیا کہ واقف حضرات کے لئے رہنمائی ملے ہو گا اور اس سے وقف نامہ جات کے طریقہ تحریر کا اندازہ ہو سکے گا۔ (حفیظ الرحمن و صف علی عنہ)

(۱) اگر مدارس مساجد کی تعمیر کر دی جائے تو بہتر ہے۔ یا تعمیر کے لئے کوئی قیود و لواصاف ذکر کر اپنے جائیں یا تعمیر کا اختیار بھارہ وقف یا متولی کو دیا جائے۔ یہ بھی مناسب ہے کہ مدارس اور مساجد اور فقراء وغیرہ متفقہ مدت کے لئے خاص معین اردب۔ مثلاً مدارس کے لئے۔ فقراء اور مقروضین اور مفلس اموات کے گورہ کفن کے لئے۔

کتاب المعاش

سہلاباب

ملازمت اور اجارہ (نوکری اور اجرت و کرایہ)

اُوھو آوھ منافع پر مویشی رکھوالی کے لئے دینا

(سوال ۳۰۱) اس ملک میں ایسا طریقہ رائج ہے کہ گائے یا بھینس یا بکری کا چرہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس کا مالک کسی پرورش کے واسطے دیتا ہے اور اجرت حق پرورش کی یہ قدر دی جاتی ہے کہ جب یہ بڑا ہو جائے۔ ملک اور پائے اس کی قیمت لگا کر نصف نصف بانٹ لیتے ہیں یا ملک بانور نصف قیمت پائے والے کو دے کر بانور سے پتہ پٹا لے والے نصف قیمت دے کر خود رکھ لیتے ہیں۔ درمض وقت مالک پائے والے کو پتہ پٹا دے کر خود پر دیتا ہے۔ جب دونوں بڑے ہو جاتے ہیں تو ہاتھن ایک ایک سے لیتے ہیں۔ صورت لوں داتا یہ میں ایک یا دونوں امر مر جائیں تو پائے والے کی منت اجرت جاتی ہے۔ یہ شرط یہ متحدہ جائز ہے یا نہیں اور مالک اور پائے والے کی ملک طریقہ مذکورہ شرط صحیح ہوئی یا نہیں۔ اور برائے طریقہ مذکورہ سے جس بانور پر ملک شدت ہو جائے اس کو قربانی وغیرہ میں لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۰۲) یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ کیونکہ اس میں پائے والا جو درحقیقت اجرت پرورش کا مستحق ہے نفس شئی مستحرم یہ میں شریک قرار دیا جاتا ہے جو معنی میں فقیر طحان اور مالک انفس ہونے کی وجہ سے حرام۔ ناجائز ہے۔ بانور زندہ رہے تو مالک کا پورا پائے والا جراثیم کا مستحق ہے اس لئے قربانی کرنے میں اس کے حق میں کوئی منہات نہیں۔ اور پائے والے کی صحیح نہیں۔ اس سے اسے اس بانور کی قربانی کرنا ناجائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علاج کی اجرت لینے اور دو فروخت کرنے کا حکم

(سوال ۳۰۱) حبیب کو مریش ہے۔ ان کی فیس (اجرت) لینا اور دو قیمت فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور (جواب ۳۰۲) حبیب کو مریش ہے۔ ان کی فیس لینا جائز ہے۔ خو مو مریش کے مکان پر جانور اور حیوان و تشخص مرض کر کے فسخ تجویز کرے اور خو مو مریش خود طبیب کے مطلب میں آکر علاج کرانے میں صورتوں میں حاجت کی اجرت لینا جائز ہے۔ اور دو قیمت فروخت کرنے کے جوڑ میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ کیونکہ دو اس امر ہے اسلئے ملک ہے۔ اسے فروخت کرنے یا منت دینے کا کامل اختیار اگر مقتدے اس کا احسان ہے۔ قیمت سے مراد اس کا حق ہے۔ ولوا ستا حوطیا او کھالا او حرا حایدا ویہ و ذکر مدۃ جاز کدافی العیالہ

(۱) دفع بقرة الى رجل على ان يعتنئها وما يكون من اللس ولسن يهيم ايضا فلا لاحارة فسدہ وعلی صاحب الفروع لمرجل احقر لہامہ وقیمۃ علیہ ان عنہما من علف ہو ملکہ لا ما سرحہا فی العری فی الہر د کل اللس ان کان فہم وان نصف فہم (عالمگیریہ، کتاب الاحرار، کتاب العیالہ، الفصل الثالث، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳

(عالمگیری) (۱) و کذا الطیب لوباع الا دویۃ نفذ (رد المحتار) (۲) قلت هذا فی الطیب الجاهل الممنوع من العلاج وبيع ادویۃ فعاذ البیع من الطیب العالم المتقن الحاذق وجوازه اولی . ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرة الطیب ولا الفصد ولا الحجامۃ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری باب النفقات) (۳) و کذا فی رد المحتار قلت و یؤخذ منه جواز اجرة الطیب و كونها علی الزوجۃ لاعلی الزوج . واللہ اعلم۔

بینک کی ملازمت کا حکم

(سوال) بینک کی دو ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و ممدار آمد وصول باقی کرنا پڑتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
محمد یوسف قاضی امیر دہلی و رازہ دہلی
(جواب ۳۴) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سودی کاروبار ہوتا ہے یا نہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حالت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ محارب اور ہندوستان دارالخربہ ہے اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا جائز نہیں ہے۔ لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس ذریعہ سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں۔ فقط (۴) مورخہ ۷ مارچ ۱۳۴۲ھ

دکانیں کرایہ پر دیتے ہوئے سلامی کی صورت میں رقم لینے کا حکم
(سوال) میں پر لوگ دکانیں کرایہ پر دیتے ہیں مگر عاودہ کرایہ کے ایک اور رقم جسے سلامی کہتے ہیں مستحکم سے لیتے ہیں۔ مستاجر اس وجہ سے کہ وہ دکان موقع کی ہوتی ہے اس رقم زائد یعنی سلامی کا دینا بھی منظور کرتے ہیں۔ یہ سلامی ہواری کرایہ سے کوئی قصق نہیں رکھتی۔ بلکہ ماہواری کرایہ ماہ بہ ماہ عینحدہ دیتا ہوگا۔ آیا یہ سلامی کاروبار لینا اور دینا جائز ہے یا نہیں؟ یوواتر جواب۔

(جواب ۳۵) یہ سلامی اگرچہ ظاہر کرایہ ہواری سے عینحدہ معلوم ہوتی ہے مگر جب کہ مالک جائیداد لیتا ہو تو عینحدہ کرایہ ہی شہر ہوئی۔ اور جتنے دنوں کے لئے دکان کرایہ پر لی گئی ہے اس کے کرایہ ماہواری کی مجموعی رقم کے ساتھ یہ بھی کرایہ میں داخل اور محسوب ہوگی۔ مثلاً دس روپے ماہوار کرایہ پر سال بھر کیلئے دکان دی اور سو روپے سلامی کیلئے تو یوں سمجھ جائے گا کہ دو سو تیس روپے سال بھر کا کرایہ لیا گیا ہے۔ اور اگر تمام مدت کرایہ پر رہنے کی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اگر صاحب جائیداد اس طرح پر کسے کہ میں یہ دکان دس روپے ماہوار کرایہ پر دیتے ہوں مگر پچیس مہینے کا کرایہ ایک سو دس روپے مقرر کرتا ہوں اور اس کے بعد ہر مہینہ دس روپے ماہوار کرایہ لوں گا تو یہ صورت جائز ہے۔ اور حسب قاعدہ فقہیہ ایک ماہ کا اجارہ لازم اور آئندہ ہر مہینہ میں مباشرت استعمال دکان سے صحیح ہوتا ہے گا۔ (۵) بوہذا کلمہ ظاہر علی من لہ نظر فی الفقہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، سنہری مسجد دہلی

(۱) (عالمگیری، کتاب الاحارۃ، الباب الخامس، الفصل الرابع، ۳۴، ۵۰۰ ط ماحدبہ)

(۲) (رد المحتار، کتاب المحرم، ص ۶/۱۴۷ ط. سعید)

(۳) (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول ۵۴۹ ط ماحدبہ)

(۴) (بولعنا ونا علی البر والحق ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان، سورۃ المائدۃ الحمرۃ السادس رقم الآیۃ ۲)

(۵) (الحیلۃ ان یعقد عقوداً متفرقة کل عقد مہ یکذا، فیلزم العقد الاول لامہ تاح (رد مختار، کتاب الاجارۃ، ج ۶، ص ۷، سعید)

شراب اور خنزیر کا گوشت فرہ خست کرنے والوں اور
فاحشہ عورتوں کو دکان اور مکان کرایہ پر دینے کا حکم

(سوال) کیا مسلمان کہتے ہیں یا نہیں کہ وہ دفعہ عورتوں کو اپنے مکانوں یا دکانوں میں کرایہ پر آباد کرے یا جو
اس قسم کے کہ یہ عورتیں زنا کاری کا پیشہ کرتی ہیں انہیں اپنے مکانوں میں آباد کرنا اور کرایہ دینا صحابہ
لوگ اسی غرض سے مکان داتے ہیں اور رعایا کو ان میں رکھتے ہیں اور کرایہ لیتے ہیں۔ اسی طرح شراب یا
خنزیر کا گوشت بیچنے والے کو دکان کرایہ پر دینے کیسے ہے؟ جو اتوجرو۔

(جواب ۳۰۶) زانیہ عورتوں کی زبان کی مٹی کی گت میں داخل نہیں ہوتی اور اس سے نہ کو خود بھی اس کا
استعمال کرنا حرام ہے اور دوسرے لوگ کو بھی وہ روپیہ ان سے لینا خود بخود کرایہ کے ہونا۔ قیمت زیادہ
چاہتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے۔ مہر المعی حبت۔ یعنی زانیہ کی خریدنی قیمت ہے۔ وہی
المتقی ابراہیم عن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ فی امرأۃ فاحشۃ او صاحب طل او ممرارۃ کتب مالا
بازاء البیاحۃ او بازاء العواء قال ان کان علی شرط و ردہ علی اصحابہ ان عرفہم یرید بقولہ علی شرط
ان شرطو الہا فی اولہ و ہذا لا یہ ادا کان الا خذ علی الشرط کان المال بمقابلۃ المعصیۃ فکان
الا خذ معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردہا وذلك ھھما مردالما حوذ الحج (عالمگیری) ۲۰۱
رعایوں کو اپنے مکان میں رکھنا اور ان کا حرام ہل کرایہ میں لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ اس سے وہ روزنا چاہے کہ
ایک سخت کبیرہ گناہ ہے اس لئے رعایوں کو اپنے مکان میں آباد کرنا گناہ کی ایک کبیرہ گناہ پر اہانت کرنا ہے جو
حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تعاونو علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ اسی طرح
شراب بیچنے والے کو دکان کرایہ پر دینا نہیں چاہیے۔ ہاں اگر شراب بیچنے والا مسلمان نہ ہو اور مسلمانوں
کی آبادی بھی اتنی بے بسی میں زیادہ نہ ہو بلکہ زیادہ تر غریب آباد ہوں تو شراب بیچنے والے کا فرو دکان کرایہ پر دینا
جائز ہے لیکن زانیہ کو مکان کرایہ پر دینا کسی حال میں جائز نہیں۔ وحاز اجارۃ بیت بسوا ذلکوف لا یعوہا
علی الاصح لیتخذیت ما راو کیسۃ او بیعۃ او بیعۃ فیہ الحمر (تویر الا بھار) (۱) وقال لا یسعی
ذلک لا یہ اعانۃ علی المعصیۃ وہ قالت الثلاثۃ زیلعی (در مختار) ۱۱ اور یہی نعم خنزیر کا گوشت بیچنے والے
کو دکان کرایہ پر دینے کا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی مرداران الفت

کیلیبلاب کے نام جمع کرائی ہوئی اپنی اجازت سے لے سکتا ہے؟

(سوال) زید اور بحر کی بیٹی میں زید کا بیٹا زید نام تھا۔ اس کی اجرت زید کے حساب میں جمع ہوتی تھی۔ اب زید فوت

(۱) (رواہ مسلم، کتاب المساقفۃ والمزارعۃ، ص ۵۰، بیہ فیہ الکلب ۱۹۲ ط۔ قدیمی)

(۲) (نہای عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، ط۔ بیہ فیہ عشر ۳۴۹ ط۔ ماحدہ، ومنزلہ فی السامۃ، فی کتاب الا
حارۃ، مطلب فی الاستحجار علی المعاصی، ۶۰ ط۔ سعید)

(۳) (موزۃ المائدۃ، الحز، السادس رقم الایہ ۵۰)

(۴) (تویر الا بھار، کتاب الحز، کتاب الحز، فی بیع ۳۹۲ ط۔ سعید)

(۵) (الذکر المختار، ایضا)

اجرت جو زید کے حساب میں جمع ہے چاہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۸ ملکیا کار عبد الرحمن (دار تھارکات) ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۲ء (جواب ۳۰۷) نے ان کی اجرت (تخلو) جو باپ کے نام جمع ہوتی تھی لڑکا اس کا مستحق ہے۔ شرط یہ کہ اس لڑکے کا کھانا پین، رہنا سہنا پتہ محمد دربار ہو۔ محمد کفایت اللہ کان ابد لہ،

گور نمٹ برطانویہ کے لئے چھٹی رسائی کی نوکری کا حکم

(سوال) چھٹی رسائی کی نوکری اور نمٹ برطانویہ کی برقی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶، ۷۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء (جواب ۳۰۸) چھٹی رسائی کی ۷۰ زمت رہی مہاں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان ابد لہ،

(۱) کیا سود کا حساب کتاب لکھنے کی صورت میں بھی پنولر کی ملازمت جائز ہے؟

(۲) کفار سے سود لینے کا حکم

(۳) کفار کا مال کھانے کا حکم

(سوال) (۱) موجودہ ۷۰ زمت پنولر جائز ہے یا نہیں؟ پنولر کو آزر بن کے متعلق اور رہن باقبضہ کے متعلق روز پنجہ اندراج کرنا پڑتا ہے اور انتقال بھی درج ہوتا ہے۔ آزر بن کا سود مرصن لیتا ہے رہن باقبضہ میں بھی مرصن فائدہ اٹھاتا ہے۔ سود اور رہن زمین کا منفعہ شریعت میں حرام ہے۔

(۲) دو انتقال وراثت لڑکوں کے نام درج کرات ہیں۔ اس میں لڑکیوں کا حصہ غصب ہوتا ہے۔ سام مسلہ نوں کے مواضعات میں بھی اور سامہ بندوؤں کے مواضعات میں بھی۔ اور جو مواضعات مسلہ نوں اور بندوؤں کے مشترک ہیں ان سب میں ایسا ہی عمل ہوتا ہے۔ تینوں صورتوں میں کیا حکم ہے؟

(۳) اس زمانہ میں کفار سے سود لینا اور رہن باقبضہ لرائشی کفار سے لے کر نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) غدار کا مال رضامندی سے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۱۶ حاجی محمد پنولری قلندر پور ضلع لدھیانہ ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۷ جون ۱۹۳۳ء (جواب ۳۰۹) پنولری کا کام کاغذت میں اندراج کرنا ہے اور اگرچہ یہ بھی فی الجملہ معذرت ہے۔ لیکن یہ اس کے اپنے ضمیر کے تقاضے سے نہیں ہے اور نہ اس کا اندراج سود کی دستاویز کا حکم رکھتا ہے اس لئے موجودہ حالت و واقعات کے اندر یہ ملازمت مباح ہے۔ نمبر ۲۱ کا بھی وہی جواب ہے۔ (۲)

(۳) غدار اہل حرب یعنی انگریزوں سے یا یورپ کی دوسری اقوام سے سود لینے کی مجتہدیت تو ہو سکتی ہے لیکن بندوستانی کفار سے نہیں۔ (۲)

(۴) غدار لی رضامندی سے ان کا مال کھانا کسی ناجائز عتد کے ذریعہ سے نہ ہو تو جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

(۱) اولہ یکن لہما شی، فالکسب کلہ لایاب ان کان الا من فی عیالہ، لکومہ معیالہ (رد المحتار، کتاب الشریکۃ، ج ۴، ۳۲۵، سعد)

(۲) اسماحر الدی مسلما لسی لہ یعدو کبہ حار (فتاویٰ علیگیریہ، کتاب الاحارۃ، ج ۴، ۴۵۰، سعد)

(۳) (۱) اسماحر الدی من المسموع فیہ الخمر حار عند امی حیفۃ حلالا لہما (عن علیگیریہ، کتاب الاحارۃ، ج ۴، ۴۵۰، سعد)

(۲) (۱) اولہ یکن لہما شی، فالکسب کلہ لایاب ان کان الا من فی عیالہ، لکومہ معیالہ (رد المحتار، کتاب الشریکۃ، ج ۴، ۳۲۵، سعد)

شوبر جو کلکتہ میں تھا یا اور اس نے اپنی بیوی کو شیعہ کے پاس سے چھوڑ دیا۔ اور چھ روزہ کر پھر نکلتے چلا گیا۔ پھر زید نے کوشش کر کے اس عورت کو اسی شیعہ کے پاس رکھ لیا۔

(۲) اور عورت جو شیعہ کے پاس ۲۰ روزہ رہی ہے، بظاہر اس کا فعل خراب ہے۔ وہ شیعہ اور عورت ایک ہی ذمے میں رہتے ہیں۔

(۳) زید محمد بن مسجد کا امام بھی ہے۔ اس کے چچے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۳۵ عبدالحمد (شملہ ریسٹھ) ۱۴/ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۳/اکتوبر ۱۹۳۵ء (حواب ۳۱۳) اس میں زید نے یہ برآیا کہ عورت اس کے خود غرضی کے خلاف کسی جگہ نوکر رکھی جس کو خود غرض نہیں کرتا تھا۔ اور خود غرضی ہو تا تو شیعہ کے پاس نوکر بن جائز نہیں۔ (۱)

(۲) یہ بات ہے تو پھر نوکر بنی ناجائز ہے اور کھانا دیا بھی تو گناہ ہے۔ (۲)

(۳) عورت کو شیعہ کے پاس سے چھڑایا جائے اور زید بھی تو یہ کرے تو اس کی ہمت چاڑھ ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ

اہمیت اور نکاح خوالی کی اجرت کا حکم

(سوال) عوامہ رسول اللہ ﷺ کے گھر سے گھانا کھاتے تھے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے گھر سے کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی اجرت یا مزدوری لیتے تھے جو قرآن اس حکم کو کئی جگہ فرماتا ہے۔ اس کے مخالف آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھائی جنازی نکاح پڑھائی کی اجرت لے لیتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۶۹۹ عظیم سید محمد اللہ شاہ زنجانی دہلی ۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۵ جنوری ۱۹۳۵ء (حواب ۳۱۴) قرآن مجید میں کہیں بھی حضور ﷺ کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع نہیں فرمایا گیا۔ اس لئے امت کے افراد بھی حضور ﷺ کے دوست خاندان پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ بھی کبھی کبھی اپنے مخلصین کے مکان پر کھانا کھاتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا بلکہ محبت و صداقت کی بنا پر ہوتا تھا جس کا قرآن پاک میں بھی ذکر ہے۔ رہا آج کل مساجد کے اماموں، مؤذنوں یا استادوں کا اجرت اہمیت یا اذان یا اجرت عظیم ہیں تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ تھا۔ امام ابو حنیفہ عبادت کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے و دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے۔ متاخرین حنفیہ نے بھی دوسرے ائمہ کے قول سے موافق عقیدہ و امت و اذان کی اجرت کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔ کیونکہ بغیر اجرت ان چیزوں کا ناجائز محکم قیام مشکل ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) الاستحارۃ الدینی مسلماً لیس لہ بیعة و کسبة حار و مطہر لہ الا حر (عالمگیریہ، کتاب لاجارۃ، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۵۰۴ ط. ماجدیہ) حرة آخرت نفسہا اذا عیال لا بأس بہ و کفرہ ان یموتہا (الہدایۃ کتاب الاحارۃ الباب الحادی عشر ۴۳۴/۴ ط. ماجدیہ)

(۲) لا تحوز الا حرة علی شی من لہا، والوج والبرامیر و لطل (عالمگیریہ، کتاب لاجارۃ، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴۴۹/۴ ط. ماجدیہ)

(۳) ولو صلی حنفی منہج و سبق فہو محذور ثواب الجماعۃ لکن لا یبطل مثل ما یبطل حنف نفی (عالمگیریہ، کتاب اصلاحۃ الباب الخامس عشر الفصل الثالث ۸۳۱/۱ ط. ماجدیہ)

(۴) ابی الاصل لا یحوز الاستحارۃ علی الطعۃ کتعلیم القرآن والفہم والاذان والتذکیر مشایخ بلح حوز والاستحارۃ علی تعلیم الفقہاء (عالمگیریہ، کتاب لاجارۃ، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴۴۸/۴ ط. ماجدیہ)

ایم تعطل تنظیم کو دینا چاہتا ہے یا نہیں؟ اور زید کو لینا جب کہ وہ وطن چھوڑ کے موجود رہا ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(۵) عہدہ کو معطل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۶) ایسا کہ جو کہ نائب منشی رہا ہو اس کو پانچل مہتا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۰ حیدرآباد (۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ) ۱۵ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۱۷) اگر زید نے ابتدائے خدمت میں فارسی پڑھانے سے انکار کر دیا تو اب تنظیمین کا اس کو فارسی پڑھانے کا حکم دینا درست نہیں تھا۔ اور اس بنا پر معطل کرنا بھی غلط تھا۔ اس زمانہ تعطل کی تنخواز دینے سے لے کر تنظیمین کو دینا ضروری ہے۔ اور اس کے وہ خود ضامن ہوں گے نہ کہ نوازہ (۲) محمد کفایت اللہ

داخلہ اور مابہواری فیس کا حکم

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی حالت ندرت خراب ہے۔ یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ بلاتوجہ خدمات کے اعتراف سے مالی ادائیگی طرف راغب نہیں ہوتے۔ اس مدرسہ میں نہ گورنمنٹ سے کوئی ادائیگی جاتی ہے۔ نہ کسی بورڈ وغیرہ سے۔ اندر میں صورت (۱) آریٹوں کے دافعہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جاتی ہے یا نہیں؟ (۲) اور جب قرآن حفظ یا ناظرہ، اردو فارسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے شاگردوں پر مابہواری فیس شرط مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۸۱ مستخدم مدرسہ دینیہ سلمیہ۔ (غازی پور) یو پی۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۵ء

۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱) اگر اندھ کی فیس تو کوئی معقول نہیں۔ (۲) مابہواری فیس نہ جاسکتی ہے۔

(۱) زانیہ کی رقم سے خریدے ہوئے مکان میں تجارت کا حکم

(۲) مال حرام سے حج کا جائز طریقہ

(سوال) (۱) کسی عورت کے خریدے ہوئے مکان میں دو بائش کرنا جائز ہے یا نہیں اور تجارت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲) اور کسی عورت کے نقد مال سے چھ تجارت کر کے اس مال کے بیع میں سے حصہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ (۳) کسی عورت اپنے نقد مال کو زائل کر کے مین شے کسی اور شخص کو دے کہ اس سے بدلے میں اور مال اسی شخص سے لے کر حج کرے تو کیا یہ حج ادا ہو جائے گا؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۷ بدست عبد الرزاق محطہ مدرسہ ہذا (۵ جنوری ۱۳۵۵ھ) ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۹) کسی عورت نے زانیہ جو مال دیا ہے عورتوں کے زانیہ سے جائیداد حاصل کی۔

(۱) لا یصح عزل صاحب وظیفۃ بلا حجة، (رد المحتار ۴۰، ۳۸۲ ط. سعید)
(۲) الا حرم الحرام عند الحسد هو من یعمل لوجہ غیر موقفاً بالتقصیر ویسحق الا حرة سلمہ لیس فی العدة ولا لہ یعمل، (القاموس الفقہی ط. ادارۃ القرآن ط. ص ۱۵، ۱۶)
(۳) مسابیح بلع حوزو لا سیحار غنی بحسب القرآن، حاشیہ، کتب لا حرة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴۸ ط. حاشیہ

شخص کو زمین بخشی تھی اس نے یاں کی اواد سے کسی نے درخت بکھور اور چھ آم کاشت نہ تھے۔ اب جب کہ اس کی پشت سے کوئی نہیں رہا۔ دوسرے وارث قرینی زمیندار موجود نہ تھے سب چھو چھین لیا ہے۔ دو سو شخصوں نے باغ تیار کیا ہے۔ اب کے سال ان کی موجودگی میں چھ قبضہ کر دیا ہے کہ خود موہم آم میں محفوظ کر دیا ہے اور فروخت کر دیا ہے۔ ان کو بھی چھو دے دے گا۔ واقد اعلم۔ شاید انتقال نہ کراوینے کی وجہ یہ ہو کہ جب چوہیں کے یا قبضہ فسد ہو گا یا قبضہ مکئی کرائی جائے گی کو باغ تیار کرے گا۔ واقد اعلم۔ خدہ ائندہ عمارت کو تخریر سرکاری نہیں کراوینے اور اگر کسی صورت سے کراے تو پھر ان اس کے بیٹھنے چلنے کی بہت نہیں بہ وجہ سے خراب کرتے ہیں۔ باغ بھی بعد تخریر کے اگر چھین دیں تو چھین سکتے ہیں۔ قوی زبردست یہ کاشت کرنے والے کو حصہ کاشت مردہ ج مثلاً نصف شامل سکتا ہے یاں کو غرس کی محنت مزدوری ملے گی اور نصف ٹر لین جب وفا یا حمد ہو گا جب تک یاں حالت میں جو کہ عمارت غرس سے وقت بھی چاہتا ہے کہ تخریر کر دیں گے اور میں بھی نہیں کرا سکتا جب تک دیتے رہیں گے سے لیں گے۔ جب چھین میں گئے تو قیمت نصف ٹر نہیں مل سکتی۔ پھر اگر ش عمارت کا حصہ ہو جائے اور چھین تدرق میں حصہ جائے کہ یہ آم میری بیٹی کا ہے اور باقی ہے۔ بیٹے کے، تو یہ عہد وفات بیٹی کی حصہ سے لیا حسب شرع اور ش پورائے گی۔

المستفتی نمبر ۱۳۲۳ مولوی عبداللہ صاحب (شیخ سلمان) ۸ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ اہم کیم فردی ۱۹۳۳ء (جواب ۳۶۱) زمین کی کو باغ نکال دینے کے لئے دے دینا اور باغ کے درختوں اور پھلوں میں حصہ مقرر کر لینا جائز ہے۔ ودفع الیہ ارضاً مہم معلومة علی ان یعرض فیہا عراسا علی ان ماتحصل من الای عراس والثمار یكون بینہما جاز۔ (رد المحتار عن الحانیۃ) (۱)

مگر اس معاملہ کے لئے یہ شرط ہے کہ مدت معین کر دی جائے اور حصہ ہر ایک کا بطور جزء شریع کے ہو۔ اگر مدت معین نہ کی گئی یا حصہ بطور جزء شریع کے نہ ہوا تو یہ معاملہ فاسد ہو جائے گا و تصریحہم بصوب المدة صریح فسادھا بعد مہ (رد المحتار عن الحانیۃ) (۲) و ہذا تسمی مناصۃ ویفعلو نہا فی زماننا بلا بیان مدة وقد علمت فسادھا۔ (رد المحتار) (۳)

اور جب یہ معاملہ فاسد ہو جائے تو درخت اور پھل درخت لگانے والے کے ہوں گے۔ ورنہ نگہ زمین کو زمین کی اجرت دوائی جائے گی۔ لکھ بعید انہ حیث فسدت فالعراس للعراس لاللدافع (رد المحتار) (۴)

اور جب اصل معاملہ نہ ہو جائے اور معاملہ صحیح طور پر واقع ہو تو مالک زمین اور عمارت وارثوں میں سے عمارت وارث اختیار ہے کہ خود اپنا باغ کاٹے اور خود باقی رکھے اور مقررہ حصہ مالک زمین کو دے دیتا ہے۔ وان ماتا فالعیار فی ذلک لو رثۃ العامل کما مر۔ ۱۵ امر یہ حکم جب ہے کہ باغ کی آب پاشی اور خدمت اور حفاظت مالک کے وارث نبھائے دیتے رہیں۔ (۱۰) فقہ محمد کتبت اللہ کان اللہ معہ علی

(۱) (۳، ۳، ۴) رد المحتار، کتاب المساقا، مطلب بشرط فی المناصۃ بیان المدة ۲۸۹ ط (سعد)

(۲) (۵) رد المحتار، کتاب المساقا، مطلب بشرط فی المناصۃ بیان المدة، ۲۹۱ ط (سعد)

(۳) (۶) ابن امی ورنہ اعلم ان یقوموا علیہ کان العیار فی ذلک لو رثۃ رب الارض غنی وحب (رد المحتار کتاب المساقا، مطلب بشرط فی المناصۃ بیان المدة، ۲۹۱ ط (سعد))

کیا کرایہ دار پگڑی لے کر آگے دکان دے سکتا ہے؟

(سوال) کرایہ دار جو کہ مکان یا دکان میں آباد ہے وہ ان دوسرے شخص سے پگڑی کاروپہ سے رہائی نہ دے دوسرے شخص کو آباد کر دیتا ہے یا ملک جائیداد سے پگڑی کاروپہ سے رہا نہ کر دیتا ہے۔ پگڑی ۱۰۵ دینے والا یہ سنت ہے کہ اس جگہ میں آباد ہوں۔ یہاں آباد رہنا میرا حق ہے۔ میں اسے اپنا حق دے رہا ہوں اس سے دن کاروپہ لیتا ہوں۔ یہ پگڑی کاروپہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب (طبرستان، علی) ۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۲۲) پگڑی کاروپہ لینا خواہ دوسرے کرایہ دار سے یا ملک جائیداد سے لینا جائز ہے۔ صاحب جائیداد تو اپنی جائیداد جس لینے کا حق ہے اور کرایہ دار کو یہ جائز نہیں کہ وہ جائیداد دوسرے سے لینا کرے۔ اس پر پگڑی کی رقم بطور رشوت کے وصول کرے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی
(جواب دیگر ۳۲۳) یہ پگڑی نہ ہم سے جو رقم جاتی ہے ناجائز ہے۔ رشوت کے ضمن میں ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مقرر کئے وقت کے علاوہ

دوسرے وقت میں دوسرے بچوں کو تعلیم دینا

(سوال) جس جگہ مسلمان بچوں کے لئے کوئی کوئی بھی انتظام تعلیم نہ ہو وہاں ایک مسلمان اپنے بچوں سے تہ یک معلم کو اپنے صوفی سے تدریس لینے بلاتا ہے۔ اس معلم کو اس صوفی سے کچھ پتہ پڑتا ہے۔ اس جگہ میں اس معلم کو اس جگہ کے دوسرے لوگ خارج از وقت بطور ٹیوشن اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے بلاتے ہیں تو اس معلم کا سینچہ ان کے یہاں جائز تعلیم دینے سے روکتا ہے۔ اور دوسرے کو اس کہہ دیتے ہیں کہ وہاں مکان پر خارج از وقت میں تعلیم پر سینچہ مضامند ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ صریحاً بے انصافی ہے۔ کیا شریعت سے یہ کوئی بے انصافی ہے۔ اس کو صاف الفاظ میں واضح کر دیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۱ ابراہیم کاریہ صاحب (بلیسپرٹ، افریقہ) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۳ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۴) اگر معلم سے سینچہ لے لیا جائے اور مدت میں یہ وعدہ لے لیا جائے کہ وہ صرف سینچہ کہہ دے تو تعلیم دے گا تو معلم کو اپنے وعدہ کا کافہ نہ کرنا لازم ہے۔ اور اگر سینچہ کہہ دے تو فارغ وقت معلم نے پاس ہو اور دوسرے کہہ دے تو تعلیم دے اور اس عمل سے سینچہ کہہ دے تو تعلیم میں کوئی نقصان واقع نہ ہوتا۔ سینچہ لازم ہے کہ وہ معلم دے دے۔ لیکن اگر معلم اس کا خاص لازم ہے تو روکنے میں سینچہ نہ کاربہ نہ ہوتا۔
(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) ما دفع الخوف من المذبح لہ علی نفسه او ماله حلال للذبح حرام علی الاخذ لان دفع الضرر عن المسلم واجب ولا يجوز اخذ المال للمسلم ثم حب رد المحذور کتاب القضاء مطلب فی الکلام علی الترسو والتمسہ ۵ ۳۶۲ طہ سعید

(۲) الا حرم الخاف عن المذبح هو من یصل لوجہ عملاً موقف بالخصیص والقاموس الفصحی ط دار الفکر ص ۱۴

مقرر مدت کے لئے زمین کرائے پر لینا شرط عا جائز ہے

(سوال) کیا اجارے پر کسی وقت معین کے لئے زمین کا لینا شرط درست ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجه عبد المجید شاہ صاحب (نگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۵) اجارے پر زمین مدت معین تک کے لئے لینا جائز ہے۔ اجارے کی شرط کسی مقامی ماہر سے

دریافت کر لی جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

تعویذ کی اجرت جائز ہے

(سوال) جد اجدا مرض مخصوص کر کے عوض معین مردہ شدہ روپیہ سے کر تعویذ دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجه عبد المجید شاہ صاحب (نگال)

(جواب ۳۲۶) تعویذ کی اجرت لینا مباح ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نکاح اور قرآن خوانی کی اجرت کا حکم

(سوال) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھوانا اور اس کا موضوع دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) نکاح خوانی کی اجرت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۸ قری محمد عبد الہف صاحب (نگال) ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۵۶ھ ۱۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۷) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھوانا اور اس کے موضوع میں پڑھنے والوں کو چھوٹے

دینا جائز نہیں۔ (۲) ہاں اگر بطور تبرع کے دے دیا جائے تو مباح ہے بشرط یہ ہے کہ نہ دینے پر پڑھنے والا دل

تکلیف نہ ہو اور شکایت نہ کرے۔ (۳) نکاح پڑھانے والے واجرت دینا جائز ہے۔ اگر اجرت تراشی طرفین

(۱) ولو قال حرلت مئة هذه الدار شهرا بكما يحوز على الاصح (عالمگیریہ كتاب الاحارة، الباب الاول ۴ ۴۰۹ ط
ماجدیہ)

(۲) استاجر ليكتب له تعويذ السحر يتصح (عالمگیریہ، كتاب الاحارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴ ۴۰۰
ماجدیہ)

(۳) ولا يصح الاستئجار على الفداء ولا بعدلها الى الميت (رد المحتار، كتاب الاحارة، مطلب تحرير مہم فی عدد حوا
الاستئجار على الفداء والتهليل ويحوز مما لا ضرورة اليه، ۵۷/۶ ط. سعيد)

(۴) قول ماہ السرمعد فی شرح ترمذیہ ان القرآن مالا حرة لا مستحق الثواب لا للميت ولا لنفاري وقول العيني فی شرح
لہديہ ويصح القاري للطلب والاحوال والمعطى التماس، فتاحاصل ان مشاع فی رمان من قراء الا حرة مالا حرة لا
يحوز ولو لا الا حرة مائة احد لاحد في هذا الزمان بل جميع القرآن العظيم مكسا ووسيلة الى جمع الدنيا بالنسبة واما
ليه راجعون ولا معنى لهدية الوصية ولصلة القاري بقراءه لان هذا بمنزلة الا حرة ولا حارة في ذلك باطنه وهي
مدعة ولم ينفعه احد من الجنان، رد المحتار، كتاب الاحارة، مطلب تحرير مہم ۵۹/۶ ط. سعيد، فطلب عرف ان
ما شرطه لمعنى العلامة قدس سره لبحوز وحده كالعفاء في رمان السمي فباعتك في رمان هذا، فيسعى ان لا يحوز
مطلقا خصوصا اذا كان الا عطاء، معروفا، اما لو لا العرف ووجود شرط فلا باس، عبد الحق

سے طے کی جائے۔ زبردستی کوئی رقم معین نہ کر لی جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان امداد، دہلی

(۱) طوائفوں سے کرایہ وصول کرنے پر کمیشن کا حکم

(۲) طوائف کی کمائی سے اجرت کا حکم

(۳) طوائف کو مکان کرایہ پر دینا

(سوال) (۱) زید بھائی جانیدار کو کرایہ وصول کرتا ہے۔ جانیدار کو روڈ میں مزدور دیگر اشخاص کے چند طوائفیں آتا

ہیں جن میں پیشہ ور بھی ہیں۔ کرایہ وصول کرنے کے بعد جو چھ کمیشن زید کو بھر سے مانتا ہے وہ جائز ہے یا نہیں

۔ (۲) طوائف کے یہاں اپنی اہم نامہ اس کے پڑے سینا دھونا اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا جائز ہے یا

ناجائز؟ (۳) طوائف کو جانیدار کرایہ پر دینے کے لئے دینا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ المسنف مفتی مولوی محمد

رفیق صاحب دہلی

(جواب) (۱) زید کو کمیشن بھر سے مانتا ہے وہ زید کے لئے مباح ہے۔ (۲)

(۲) طوائف نے یہاں اپنی اہم نامہ اس کے پڑے سینا دھونا اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا جائز ہے

ہے مگر ان چیزوں کے عوض میں طوائف جو پیسہ دیتی ہے وہ چونکہ حرام کی کمائی کا ہوتا ہے اس لئے دینا حرام

ہے۔ (۳) اگر طوائف کسی سے قرض لے کر دے دے تو وہ رقم بھی مباح ہے۔ (۴)

(۳) طوائف کو جانیدار بننے کے لئے دینا مباح ہے مگر اس کا کرایہ بھی نمبر ۲ کے موافق اس کی حرام

کمائی میں سے نہ لیا جائے، ادباً قرض کی رقم میں سے لیا جائے تو مباح ہے۔ (۱) اور اگر وہ مکان میں حرام کاری

کرتے تو مکان کرایہ پر نہ دینا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان امداد، دہلی

سودی معاملات کرنے والے تک میں ملازمت کا حکم

(سوال) میں ایک سنٹرل کوآپریٹو بینک میں ملازم ہوں اور میرا ایک دوست اس کے ملازم بھی ہے۔ عہدہ میں سب

انٹرنیٹ کامیڈوار ہے۔ بعض اشخاص نے ہم کو یہ بات سمجھائی ہے کہ یہ محکمہ اور اس کی نوکری ناجائز ہے۔ کیونکہ

اس میں سود کا حساب وغیرہ سب چھو دیکھا جاتا اور کھانا پڑتا ہے۔ اور تنخواہ بھی سود میں سے لائی جاتی ہے۔ اگر یہ

جائز نہ ہو تو مطلع فرمائیے ورنہ اس طرح ڈاکٹرانہ کی نوکری بھی ناجائز ہوگی۔ کیونکہ وہاں بھی سیولنگ بینک وغیرہ کا

حساب رکھا جاتا ہے اور سود دیا جاتا ہے۔ نہ لیا ہے کہ سود کا کاتب و شاہد و ضامن سب یکساں ہیں۔ اس بناء پر تو

(۱) ۱۰۵، ۳، ۳، ۲، ۱) لو حل اکسب مالا من حرام ثم اشترى فبها على خمسة اوجه اما ان دفع تلك الدراهم الى البائع او لا

ثم اشترى منه بها او اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها او اشترى مطلقا ودفع تلك الدراهم او اشترى بدراهم اخرى

دفع تلك الدراهم قال الكرخي في الوجه الاول والثاني لا يطيب، وفي الثالث الاحيرة يطيب، قال ابو بكر لا

يطيب في الكل، لكن الصوي الان يقول الكرخي دفعها للرحم عن الناس لكثرة الحرالم (الشاميه، كتاب البيوع،

باب المتعاقبات، مطلب اذا اكسب حراما ثم اشترى فبها على خمسة اوجه ۲۳۵، ۵ ط سعيد)

(۲) كعادونا على البر والتقوى ولا نعالوا على الاثم والعدوان الآية سورة الحراء رقم الآية

سہرا عمدہ اور ادباً بھی ناچاز قرقر پاتا ہے سود کے حساب کتاب رکھنے والے یعنی کاتب ہم فکر لوگ ہوتے ہیں اور شاہد و ضامن وغیرہ افسران ہالہ۔

المستفتی نمبر ۸۱۷ اور محمد کلرک سنٹرن کو آپریٹو بینک۔ روز گاہ ۵ ارجب ۱۳۵۶ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۲۹) یہ صحیح ہے کہ سود لینے والا اور دینے والا اور کاتب و شاہد سب گنہگار ہوتے ہیں۔ اگر حکومت کے وہ مجھے جو سود کا معاملہ کرتے ہیں ان کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے اور وہ غیر مسلم ہے۔ اس نے ہندوستان کے دارالخبر ہونے کی بنا پر ایسے محکموں کی ذمہ داری مجبوری سے حدیث میں آسکتی ہے۔ تاہم اگر کوئی اور صورت زیر معاش کی نکل سکے تو میرے کہ اس کا اختیار کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کانت مدہ۔

مستاجری کا مطلب

(سوال) مستاجری کی شرعی صورت اور حکم کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۹۳۵ حافظ شام حسین صاحب (ریاست جند) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۰) مستاجری کا مطلب یہ ہے کہ کسی زمین یا مکان کسی مدت معینہ کے لئے اجرت معینہ پر نی جائے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کانت اللہ لہ، دہلی

وعظ پر عطیہ کا حکم

(سوال) کسی مولانا صاحب کو وعظ سننے کے لئے بلایا جائے اور کسی طرح کی مزدوری وغیرہ مقرر نہ کی جائے اور جناب مولانا صاحب کا بھی چھ اروہ لینے کا ضمیمہ ہے کہ بعد وعظ کے چھ نہ چھ ضرور مل جائے گا۔ تو ایسی حالت میں اگر جناب مولانا صاحب و چھ عطیہ کے طور پر دیا جائے تو یہ عطیہ جناب مولانا صاحب کو لینا یا سب سے اور کیا اُترے میں گئے تو یہ عطیہ مذکور جو مضوع وعظ کے داخل ہو گا یا یہ حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خاں صاحب (فریقہ) ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء (جواب ۳۳۱) وعظ کی اجرت پہلے سے مقرر نہ کی جائے اور وعظ کی نیت میں بھی یہ بات نہ ہو کہ مجھے ضرور چھ رقم ملے گی یا مٹی چاہئے وہ محض حسبہ مد وعظ مدد و کوئی شخص اس کو تیرا کوئی رقم دے دے تو یہ رقم دینا بھی جائز اور وعظ کو لے لینا بھی جائز ہے۔

لیکن اگر اجرت پہلے سے مقرر کر دی جائے یا وعظ اس کو ایک طریقہ بتانے کے بعد وعظ پر اجرت یہ کرنا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی قومی ادارہ مثلاً انجمن یا دینی مدرسہ یا تبلیغی جماعت کسی عالم کو تبلیغ دین کی غرض سے وعظ سننے کے لئے مازم رکھے اور اس کی اجرت بالائے تنخواہ کی صورت میں مقرر کر دے تو یہ

(۱) اَلرَّسُولُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کُلُّ الرِّبَا وَحُکْمُہُ وَکِتَابُہُ وَشَہَادَہُ، وَقَالَ: هُوَ سَوَاءٌ (مَشْکُوۃٌ رِبَا الرِّبَا الْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۱/۲۴۴)

(۲) اَوَّلُ اسْتَاخْرَہٖ لِکِتَابِہٖ عَلَا۔ وَالْمَحْتَرَمُ اَبُو یَحْیٰی لَانِ الْمَعْصِیَۃَ فِی الْقِرَآءَةِ لَا فِی الْکِتَابَةِ (عَالِمِغِیْرَہٗ کِتَابُ الْاَحْزَابِ الْحَامِسُ عَشَرَ الْفَصْلُ الرَّابِعُ ۴/۴۵۰ ط. ماجدیہ)

(۳) اَلَا سَتَحَارُّ طَبَّ الشَّیْءِ بَاخْرَہٗ بِہِمَّ یَعْرِیہُ عَنِ تَاوِلَہٗ لَا جَاخْرَہٗ، (الْقَامُوسُ الْمُفَصَّلُ، ص ۱۰ ط. اَدَارَةُ الْقُرْآنِ)

بھی جائز ہے۔ متاخرین فقہانہ نے اس کی بھی اجازت دے دی ہے۔

وزاد فی مختصر الوفاة و متن الاصلاح تعليم الفقه وزاد فی متن المجموع الامامة و مثله فی متن المفتی و در البحار و زاد بعصم الاذان والا قامة والوعظ الخ. (رد المحتار ج ۵ ص ۳۷) (۱)

دوم یہ کہ ہر وعظ پر واعظ اجرت ٹھہرا کر وعظ کرے۔ زید کے مکان پر وعظ کرنے سے پانچ روپے ملتے۔ عمرو سے پانچ یا کم و بیش رقم طلب کرے تو یہ صورت اگرچہ غلط "الوعظ" کے عموم میں داخل ہے مگر اس سے واعظ اور وعظ کی بے توقیری ہوتی ہے اس لئے یہ صورت مردود ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ! (سوال ۳) زید ایک مدرسہ کا سرپرست ہے۔ عمر اس کا مجتہد ہے اور بحر اس مدرسہ میں تالیف و تصنیف کے کام پر مہم ہے۔ اس مدرسہ کا قانون "طبوعہ نہیں ہے۔ اور جو غیر مطبوعہ ہے وہ صرف مستم کے پاس ہے۔ مازین کے پاس اس کی نقل نہیں ہے۔

اب صورت یہ پیش آئی کہ بحر کی ایک دوسری جگہ سے طلبی آئی ہے جس کو بحر نے زید کے مشورہ سے منظور کر لیا اور مدرسہ مذکورہ سے ایک سال کی رخصت زبانی لی۔ استعفا نہیں دیا اور زمانہ رخصت کے ساتھ بحر نے مدرسہ کا کام سرپرست اور مستم کی رضا مندی اور اجازت سے اپنے ساتھ لیا کہ اوقات رخصت میں یہ کام پورا کر دیا جائے گا۔ اگرچہ اس کا عہدہ پست عہدہ ہے مختلف ہوگا۔ اور تاریخ روانگی ۱۲ ذی الحجہ مقرر ہے۔ مدرسہ مذکورہ میں ۹ ذی الحجہ ۱۳ ذی الحجہ تک عیدالاضحیٰ کی تعطیل ہوتی ہے۔ جب بحر نے اپنی روانگی لیم تعطیل میں مقرر رہی تو سرپرست مدرسہ نے بحر سے زبانی کہا کہ عمر و مستم مدرسہ کو ایام تعطیل کی تنخواہ دینے میں تردد ہے۔ کیونکہ اب تک ایسی نظیر نہیں پیش آئی کہ کسی مدرسہ نے ایام تعطیل میں رخصت ہو کر اس ایام تعطیل کی تنخواہ دینی ہو اس لئے اس صورت کے متعلق مدرسہ میں کوئی قانون بھی نہیں ہے۔ بحر نے کہا کہ اگر عمر و تردد ہے تو میں ایام تعطیل کی تنخواہ نہیں لوں گا بلکہ ۸ ذی الحجہ تک کی تنخواہ لے لوں گا۔ اس کے بعد اتفاق سے بحر کی روانگی اپنی کسی ضرورت سے ۱۲ کو ملتوی ہوئی اور اس کو قرار پائی اور اس اتوا کی اطلاع زید و عمر و دونوں کو دی گئی۔ اسے حد بحر نے ایام تعطیل میں بھی (حسب عادت) اور ایام تعطیل کے حد مدرسہ کا کام لیا۔ اور ۱۵ ذی الحجہ کو عمر و مستم کے نام اس مضمون کا خط لکھا:

مہربان مولوی صاحب سلام و تحیہ۔ تم کو ایام تعطیل کی تنخواہ دینے میں اس نے تردد تھا کہ میں تعطیل کے اندر جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔ مگر اب میں ۱۲ ذی الحجہ کو نہیں گیا بلکہ تعطیل کے بعد بھی ۱۵ ذی الحجہ تک کام کر چکا ہوں۔ اس صورت میں اگر تم کو ایام تعطیل کی تنخواہ دینے میں تردد نہ ہو تو قانون مدرسہ کے مطابق اب میں ۱۵ ذی الحجہ تک تنخواہ کا مستحق ہوں تو دی جائے ورنہ حق سے زیادہ ایک پیسہ نہیں لینا چاہتا۔

(۱) رد المحتار، کتاب الاحارۃ، مطلب تحریر مہدی عدم حوازی الاستحسان علی الملاۃ ۶ ۵۵ ط سعید
(۲) ومنہ فی الوارۃ قال الامام العسلی والمناحرین علی حوازی والجلۃ ان يستأجر المعلم مدة تعليم ولدہ والقرابہ
کتاب الاحارۃ، الفصل الثانی، موع فی تعليم المقرآن ۳۸، ۳۷ ط ماحدیہ
(۳) یہ سوال مجدد جواب کے ساتھ ص ۱۸۰ سوال نمبر ۱۸۰ گذر چکا ہے۔

اس پر عمرو نے ۱۵ ذی الحجہ تک کی تنخواہ بکر کو پہنچ دی جس کو بکرنے یہ سمجھ کرے لیا کہ عمرو نے قانون کے موافق (اُردو تھا) عمل کیا ہے اور اس نے قانون سے مجھے مستحق سمجھا ہے۔ پھر ۱۶ ذی الحجہ کو جب بکر عمرو سے رخصتی کا وقت کرنے اس کے مکان پر گیا تو زبانی یہ بھی نہ دیا کہ ایام تعطیل کی تنخواہ متعلق حضرت سرپرست سے نہ چاہے۔ البتہ استعوا ب نہیں ہو سکا ہے۔ بعد میں استعوا ب کر لیا جائے۔ اگر ان کو اس رقم کے معاملہ میں تردد ہو تو میں یہ رقم واپس کر دوں گا۔ یا آئندہ اس کام کے حساب میں لگائی جائے گی جو میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں لہذا اس وقت تک کہ سرپرست سے استعوا ب کیا جائے اس کو قرض سمجھ جائے۔

جب زید سرپرست مدد سے کو جہ صحت اس کا علم ہوا کہ بکرنے ایام تعطیل کی تنخواہ کی ہے تو انہوں نے بکر کو مورد الزام قرار دیا اور اس کے فعل کو اکل العال بالباطل اور ارتکاب خیانت قرار دیا جس کی وجہ حسب ذیل تحریر ہیں۔ (۱) بکرنے پہلے یہ سمجھا کہ ایام تعطیل کی تنخواہ لوں گا پھر اس کو ان ایام کی تنخواہ لینا جائز نہیں تھا۔ (۲) مدد سے کی مازمت کا تعلق تو اسی وقت ختم ہو گیا تھا جب بکر نے ۱۲ ذی الحجہ کو روانگی طے کر دی تھی اس کے بعد جو روانگی ملتوی ہوئی وہ مدد سے کی مصلحت سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت سے ہوئی اور ایام تعطیل میں یا اس کے بعد جو کام کیا گیا وہ پہلی مازمت کے تعلق سے نہیں بلکہ دوسرے تعلق سے ہوا۔ آخر پہلے تعلق سے کام کرنا تھا تو اس کے لئے مستقل اجازت کی ضرورت تھی۔ بکرنے اس کے جواب میں ایام تعطیل کی تنخواہ فوراً واپس کر دی۔ لیکن الزام خیانت اور کل مال بالباطل کے جواب میں وہ یہ کہتا ہے۔

الف۔ زید نے ایام تعطیل کی تنخواہ کے متعلق مجھ سے اپنے تردد یا اپنی رائے کو بیان نہیں کیا تھا بلکہ عمرو مستمماً تردد نقل کیا تھا کہ اس کو ان ایام کی تنخواہ دینے میں تردد ہے۔ تو صورت ظاہر یہ پیدا ہونے پر میں نے مستمماً ہی سے قانون کی تحقیق ضروری سمجھی۔ اور لوں جو یہ کہ تھا کہ ایام تعطیل کی تنخواہ لوں گا اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی تھی کہ اگر مستمماً کو تردد ہے تو میں ان ایام کی تنخواہ لوں گا اور مستمماً کے تردد کا منشا ایام تعطیل کے بعد عمل کا نہ ہونا تھا۔ پھر ان ایام کی تنخواہ اس وقت لی گئی جب خود ایام تعطیل میں اور پھر ایام تعطیل کے بعد کام کر کے مستمماً کو صاف لکھ دیا گیا تھا کہ اگر اب تم کو تردد نہ ہو اور تم مجھے قانون مدد سے سے ان ایام کی تنخواہ کا مستحق سمجھتے ہو تو لہذا میرے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔

(ب)۔ مدد اس کا حرف یہ ہے کہ زبانی رخصت لینے اور تاجر روانگی مقرر کر دینے پر رخصت کے ادا کام مرتب نہیں ہوتے۔ بلکہ رخصت عمل سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی جب کہ رخصت لینے والا مدد سے سے چلا جاوے۔ اپنے کام کو مستمماً کے حوالے کر دے۔ اپنے دفتر یا درس گاہ کی کتبھی اس کو دے۔ البتہ استعفا اور عز من قبلہ وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کہ استعفا یا عزل کا تحقق ہو۔ اور صورت واقعہ میں نہ استعفا ہوا ہے نہ عزل بلکہ رخصت لی گئی ہے۔ اور میں نے ۱۵ ذی الحجہ سے پہلے دفتر کی کتبھی مستمماً کے حوالے نہیں کی۔ نہ اپنا نہ شہ کام ۱۵ سے پہلے اس کے حوالے کیا۔ اور باقاعدہ تحریری درخواست رخصت بھی اس سے پہلے نہیں دی گئی۔ لہذا ۱۲ ذی الحجہ کو تاجر روانگی مقرر کر دینے سے میں مدد سے کے تعلق سابق سے بے تعلق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مدد اس کا

یہ عرف عام ہے خواہ اتنا دور سے کی ضرورت سے ہو یا اپنی ضرورت سے ہو۔ ایک شخص رخصت سے کر رہا ہے چھوٹ جائے یا اور کسی نامانی سبب کے پیش آجانے سے روانہ نہ ہو سکے اور وقت پر کام پر حاضر ہو جائے اور مستمّم کو اپنی روانگی کے اتنا سے مضطرب نہ کر دے تو وہ حاضر شہر ہوتا ہے اور تعلق سابق پر ہی حاضر شہر ہوتا ہے۔ بلند لایم تک کسی مدرسے میں اس عرف عام کے خلاف قانون نہ ہو اس وقت تک اس عرف ہی کے مطابق عمل ہو گا۔ اور اس پر عمل کرنے والے کو خان یا آکل مال بالباطل قرار نہیں دیا جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایام بطالت شرعاً ضمیمہ سے ملحق ہوتے ہیں یا ایام مستقبل سے؟

ج۔ جب میں نے مستمّم کو صورتوں کے بعد لے کر صاف لکھ دیا تھا کہ اگر تم وہ تردد نہ ہو اور قانون مدرسے سے ایام تعطیل کی تنخواہ کا مجھے مستحق سمجھتے ہو تو دی جائے ورنہ نہیں۔ اور اس کے بعد زبانی بھی اس سے کہہ چکا تھا حالانکہ یہ ضروری نہیں تھا۔ کیونکہ خود سرپرست نے موقع بیان میں اپنے کسی تردد کا اصرار ہی نہیں کیا تھا۔ یہ سرف مزید احتیاط کے لئے نہ کیا گیا کہ سرپرست کو اس میں کسی وقت تردد ہو تو اس کو عمل مستقبل کی اجرت مجھے قرار دے دی جائے یا مجھ سے واپس مانگا جائے تو اب مجھے خان یا آکل مال بالباطل کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ یہ نہ اس تحریر کے بعد مستمّم کا ۱۵ اوی ایچ تک کی تنخواہ پہنچ دینا ہر کے استحقاق و قانون مدرسے سے تسلیم کر لینا ہے۔ اور یہ کہ مستمّم کو اب وہ تردد نہیں رہا جو پہلے تھا۔ اس صورت میں ہر کو یہ سمجھ کر ان ایام کی تنخواہ دینا چاہیے کہ رخصت کے ادا کام محض زبانی رخصت لینے اور تدریجاً روانگی مقرر کرنے دینے سے شروع نہیں ہوتے بلکہ عمل سے شروع ہوتے ہیں۔ اگر اس مدرسے میں یہ قانون نہ تھا تو عمر و کا فرض تھا کہ ہر کو قانون سے ملحق نہ رہتا جب کہ وہ اپنی تحریر میں قانون مدرسے پر عمل کرنے کی تاکید کر چکا تھا۔ چنانچہ جب زید کی تحریر سے ہر کو معصوم ہوا کہ اس مدرسے میں رخصت اور عزل و استعفا میں فرق نہیں کیا جاتا تو فوراً اور قہراً پس کر دی گئی۔

پس عمائے کرام فیصلہ فرمائیں کہ صورت مسئولہ میں ایام تعطیل کی تنخواہ لینے میں ہر شخص خان یا آکل مال بالباطل قرار دیا جائے؟ اور اگر حق تو آیا تھا وہی مجرم تھا یا عمر و مستمّم مدرسہ بھی مجرم تھا جس نے اپنے عمل سے ہر کو یہ دھوکا دیا کہ وہ سوچ سمجھ کر قانون مدرسے کے موافق ان ایام کی تنخواہ لے رہا ہے ورنہ اس واقعہ تردد نہیں ہے۔ جو واقعوں پر۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۲ عمر احمد عثمانی۔ مدرسہ اشرف العلوم ذہاکہ۔ ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ ۵ ستمبر ۱۹۴۰ء (جواب ۳۳۲) اس معاملہ میں کئی باتیں قابل غور و تفسیر ہیں۔ اول یہ کہ ہر جو مدرسے میں تصنیف و تالیف کے کام پر مازم ہے وہ غالباً ہر خاص یا ہر وحد کی حیثیت سے مازم ہو گا اگر مشرک کی حیثیت نہ رکھتا ہو گا۔ دوم یہ کہ اخیر وحد وقت و مدت کے لحاظ سے مازم ہوتا ہے۔ عمل کی نوعیت تو متعین ہوتی ہے مگر عمل کی مقدار متعین نہیں ہوتی۔ اور استحقاق اجرت کے لئے تسلیم نفس فی مدۃ البعید ضروری ہے نہ تحقیق عمل۔ سوم یہ کہ تعطیلات معروفا یا مشرودہ میں بغیر تسلیم نفس اور بغیر عمل کے بھی وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی طرح فرائض

(۱) لا حرج الخاص عند الحقیقہ۔ هو من يعمل بواحد عملاً موف بالخصیص، و مستحق الا حرة سلبه بسبب فی لحدۃ وان لم یعلم، (المقاموس الفقهی، ط، ادارۃ القرآن، ۱۳۶، ۴۹، ۱۵۶)

وواجبات شرعیہ کی نواہنگی میں جس قدر وقت صرف ہو اس کی اجرت کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ (۱) چہارم یہ کہ رخصت دو طرح کی ہے۔ ایک بلا وضع تنخواہ دوسری بوضع تنخواہ۔ لول الذکر یعنی رخصت بلا وضع تنخواہ بطلہ معروفہ یا مشروط کے حکم میں ہے۔ یعنی جس طرح بطلہ معروفہ یا مشروط (تعطیلات معروفہ یا مشروط) کا عقد اجارہ کے بقا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اجارہ خانہ قائم و قائمہ باقی رہتا ہے۔ اسی طرح رخصت بلا وضع تنخواہ کا اجارہ کے بقا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور ثانی الذکر یعنی رخصت بوضع تنخواہ کا حکم مختلف ہے۔ اس کا قیام و استمداد الیٰ بعد الرخصۃ پر اثر نہیں پڑتا اور ثانی الذکر یعنی رخصت بوضع تنخواہ کا حکم مختلف ہے۔ اس کا مطلب اجارہ سابقہ کو ختم کر دینا ہوتا ہے اور رخصت کے بعد پھر ماہرہ کو کام پر آجانے کی اجازت دینا تو کیا اجارہ متحدہ منعقد کرنا ہوتا ہے۔ یعنی رخصت بوضع تنخواہ دیتے وقت مت جرعہ عقد اجارہ سابقہ کو ختم کرنے کے ساتھ آئندہ کے لئے اجیر سے وعدہ کرتا ہے کہ بعد انقضاء رخصت تم کام پر آؤ گے تو میں رکھوں گا۔ اس رخصت کے زمانے میں وہ مت جرعہ سابقہ کا اجیر نہیں ہے ورنہ وہ کسی دوسری جگہ اجیر و حد کی حیثیت سے کام نہیں کر سکتا۔

صورت مسئلہ میں بحر کا اجیر واحد ہونا تو اس وجہ سے کہ منازعت استحقاق اجرت ایام میں ہے نہ استحقاق اجرت عمل میں تقریباً متعین ہے۔ اور اس قرآن سے یہ بھی متعین کر لیتے ہوں کہ رخصت جوئی کی وہ رخصت بوضع تنخواہ ہے۔ جس کا مطلب عقد اجارہ سابقہ کو ختم کر دینا ہوتا ہے۔ پس بحر نے عمر و مہتمم سے رخصت لیتے وقت اگر بارہ ذی الحجہ سے رخصت لی یعنی ۱۲ ذی الحجہ رخصت میں شامل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اجارہ سابقہ ۱۲ ذی الحجہ پر ختم کر دیا گیا اور اگر مہتمم درہ رخصت دینے میں مستثنیٰ ہے یعنی اس کا عمل سرپرست کی رضامندی اور حنفیہ کی اجازت پر مبنی یا موقوف نہیں تو یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اب ۱۲ ذی الحجہ تک بحر درہ کا مستور ماہرہ ہے۔ اگر درہ سے کوئی قانون ایسا موجود ہو کہ رخصت بوضع تنخواہ اگر اشاعت تعطیل سے یا تعطیل کے بعد متصل شروع ہو تو ایام تعطیل کی تنخواہ نہ ملے گی۔ (۲) یعنی ایسی صورت میں عقد اجارہ ایام عمل کے آخری دن پر ہی ختم ہو جانا قرار دیا جائے گا خواہ منظوری رخصت کے وقت اس کی تصریح کی جائے یا نہ کی جائے۔ یا مہتمم نے وقت منظوری رخصت تصریح کی ہو کہ آپ کی ماہرہ ۸ ذی الحجہ پر ختم قرار دی جائے گی تو ان دونوں صورتوں میں بحر کو صرف آٹھ تاریخ تک کی تنخواہ کا حق ہوتا۔ لیکن سوال میں یہ تصریحات ہیں۔

(الف)۔ زید سرپرست درہ کا یہ قول "اس لئے اس صورت کے متعلق درہ سے کوئی قانون بھی نہیں۔" (ب)۔ بحر کے خط میں جو عمر و مہتمم درہ کے نام لکھا گیا یہ صراحت "اگر تم کو ایام تعطیل کی تنخواہ دینے میں تردد نہ ہو اور قانون درہ کے مطابق اب میں پندرہ ذی الحجہ تک تنخواہ کا مستحق ہوں تو دی جائے۔" ان تصریحات سے اگر ان کی واقعیت مسلم ہو یہ ثابت ہے کہ نہ ایسا کوئی قانون موجود ہے نہ مہتمم نے منظوری رخصت کے وقت ۸ ذی الحجہ تک ماہرہ کی تحدید اور ۹ سے ترک تعین کی تصریح کی تھی۔ لہذا ۱۲ ذی الحجہ تک کی تنخواہ کا بحر بوجہ عقد سابقہ اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ تک تعین ماہرہ کی صورت قائم ہونے اور ان ایام کا بطلہ معروفہ ہونے

(۱) اذا استأجر رجلاً يوماً ليعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة ولا يشتعل بشئ اخر سوى المكتوبة وهي فتاوى اهل سمرقند قد قال بعض مشايخنا رحمۃ اللہ علیہ ان له ان يؤدى السنة ايضا (الهندية) كتاب الاحارة الباب الرابع ۱۷/۴ ط. ماجلہ

• شروط میں داخل ہونے کی وجہ سے مستحق ہے۔ اور اگر ۱۲ ذی الحجہ رخصت مستقبلہ میں داخل نہ ہو تو ۱۲ ذی الحجہ کی تحفہ کا بھی مستحق ہے۔

لیکن اگر مستئمہ در سہ رخصت دینے میں مستقل اور بالاختیار نہ ہو بلکہ اس کا فعل سر پرست در سہ رضامندی و اجازت پر موقوف ہوتا ہے تو مستئمہ کی اور جو کر زبانی شکوہ پر معاہدہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ سر پرست کی اجازت پر موقوف رہا۔ اور جب بحرئ صدر سے یعنی سر پرست سے شکوہ ہوئی اور اس میں بحرئ سے تسلیم نہ کیا۔ میں ۸ ذی الحجہ تک کی تحفہ دے دیا۔ اس کا تو آخری بات تھی ہوئی۔ ۸ ذی الحجہ پر مقدمہ جاری نہ کیا۔ اور اب وہ ۸ ذی الحجہ تک کی تحفہ کا مستحق رہا۔ اس صورت میں سر پرست در سہ کا رد کو عمر و کی طرف منسوب کر دیا۔ عمر و کا جو پندرہ تنگ کی تحفہ پہنچا دینا مؤثر نہ ہو گا۔ کیونکہ اس میں بنیادی چیز اختیار ہے۔ وہ سر پرست سے ہاتھ میں مستقل طور پر بنا متمم اور سر پرست کی رائے کا اجتہاد قطعی فیصلے سے ظہوری ہے یا سر پرست ۵ فیصلہ آخری فیصلہ ہے تو جو بات صدر یعنی سر پرست سے سامنے ملے ہوئی وہی آخری بات ہوئی۔ اور وہ یہی ہے کہ ۸ ذی الحجہ پر مدت سبقت نہ ہوئی اور ۱۲ ذی الحجہ سے بحر مقدمہ سابق ہے۔ تحت مازمہ نہ رہا۔

اس بات کی تحقیق کہ حقیقت میں مت کر کون ہے کیا صرف متمم یا صرف سر پرست یا دونوں۔ در سہ سے قانون سے یا متقدم کی یا بھی قرار دیا یا تعامل سے ہو سکتی ہے۔ اور جو امر متفق سے جہت اور متقدم ہو گا وہی مقدمہ در سہ ہو گا۔

اس کے بعد اس رقم کا معاہدہ سامنے آتا ہے جو بحرئ متمم سے پندرہ ذی الحجہ تک کی تحفہ نام سے لی ہے۔ تو اس بات سے قطع نظر کر کے کہ وہ ۸ ذی الحجہ تک کی تحفہ کا مستحق تھا یا گیا اور ۱۲ ذی الحجہ تک کا۔ کیونکہ اس کا فیصلہ تو حقیقی مستاجر کی تعیین ہوئے اور رخصت کی بدلتہ ۱۲ ذی الحجہ سے تھی۔ ۲ سے تھی معلوم ہونے پر ہو گا) یہ قطعی ہے کہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ ذی الحجہ کی تحفہ کا بحر مقدمہ در سہ سے۔ مدت مستحق نہیں ہے۔ یہ نہ وہ مدت تو محال۔ زیادہ سے زیادہ ۱۲ ذی الحجہ ہی پر فتم ہو گا۔ ۱۲ سے قبل تو اس ۵۰ روپے میں بحر کے ۱۲ کورواں نہ ہونے اور ایام مذکورہ میں کام کرنے بعد اپنی عدم روانگی کی زیادہ ۵۰ روپے احداث دینے سے بھی چارہ سہتہ ختم شدہ حال نہیں ہو چکا اور اس کام کی جرت چارہ سہتہ ختم شدہ۔ تحت پانے کا وہ حق دار نہیں ہوتا۔ یہ نہ اس کا فتم ہو چکا تو رخصت کی منظور سے متفق ہوئی۔ در زیرہ نواقسم ہونا غیر یقین رضامندی پر موقوف تھا جو مفقود ہے۔ بحر کی جو تحریر عمر و کے نام ہے اور جو زبانی شکوہ عمر و سے متعلق۔ قاتل وقت کی ہے اس سے تو یہ جہت نہیں ہوتا کہ عمر و ختم شدہ چارہ سہتہ کو از سر نو قائم کرنے پر رضی ہو گیا بلکہ اس کے برخلاف اس سر پر دال ہے کہ خود بحر بھی اس تصور سے تھی دماغ تھا کہ چارہ سہتہ کو از سر نو قائم کیا چارہ سہتہ۔ وہ قسم مت کر رہا ہے کہ اگر سر پرست کی رائے میں اس مدت کی اجرت کا مستحق نہ تھے تو وہیں کروں گا۔ یا لگا کام کی اجرت جملہ قرض دی جائے گی۔ اور نا تصفیہ یہ قرض بھی ہے۔ یہ تقریر تجدید چارہ سہتہ کے تصور کے منافی ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ بحر کا یہ خیال سمجھ جاتا ہے کہ وہ چارہ سہتہ کے امکان استدلال کا تصور رکھتا تھا۔ لیکن چارہ سہتہ جب منظوری رخصت کے وقت قطع ہو چکا تو اب اس کے

(۱) ذاتی مکان، عوانے کے لئے مدرس اور طلباء سے کام لینے کا حکم

(۲) مدرسے کے اوقات میں تعویذ گنڈا کرنے کا حکم

(سوال ۱) ایک مدرسے کے متمم صاحب نے اپنا ذاتی مکان بکوالیا اور ایک مدرس کو معدوں سے کام لینے لے وہاں مقرر کردیا اور طلباء سے مزدوروں کا کام لیا گیا اور وہ مدرس مدرسے کے وقت میں معماروں سے کام لیتے رہے۔ مکان خریدو بینے میں تیار ہوا اور متمم صاحب نے مدرس مذکور کو دو بینے کی تنخواہ مدرسے سے دی۔ یہ عندا شرع جائز ہے؟

(۲) تعویذ گنڈا دینی کام ہے یا نہی؟ اگر کوئی مدرس مدرسے کے وقت میں تعویذ گنڈا کرے تو جائز ہے یا ناجائز؟
المسنفتی نمبر ۲۱۲۳ محمد عبدالغنی جگراؤں ضلع لدھیانہ ۱۴ اشوال ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۲۲) مدرسے کے مدرس اور طلبہ سے متمم واپن ذاتی کام مدرسے کے اوقات میں لینا جائز نہیں۔ یہ صریح خیانت ہے مدرسے کے اوقات کے جڑو بھی اپنے عہدہ اہتمام کے دباؤ میں مدرس یا طلبہ سے کام لینا جائز نہیں۔ (۱) متمم سے اس خط کا اعلا ف اور تو پر کرائی جائے تو آئندہ وہ متمم رہ سکتا ہے۔ ورنہ اس کو مسجد دینا لازم ہے۔ (۲) تعویذ گنڈا مدرس مدرسے کے اوقات میں نہیں کر سکتا اور کرے تو ناقص معزولی ہے۔

ملازمت کی حالت میں جمعہ کو لو اکر نے کا حکم

(سوال) متعلقہ لو اسکی بعد حال ملازمت

(جواب ۲۲۴) کارخانے کے قریب کسی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو تو اس شخص کو اس میں شریک ہونا چاہئے۔ اور اگر قریب نماز ہوتی ہو اور یہ ملازمت کا حاجت مند نہ ہو تو ملازمت چھوڑ دے۔ (۱)

تعلیم قرآن، لڑکان اور امامت کی اجرت کا حکم

(سوال) تعلیم قرآن مجید اور امامت کی جرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور تو جرد

(جواب ۲۲۵) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما مذکور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی حاجات پر بواجب کے ذمہ متعین نہ ہوں عقد چاہرہ منعقد کرنا اور اجرت لینا ناجائز ہے۔ جیسے تعلیم قرآن، امامت وغیرہ۔ اور امام حنفیہ اور زہری اور قاضی شافعی اور ایک جماعت میں قائل ہے کہ طاعت پر چاہرہ ناجائز ہے۔ بہرے اصحاب متعین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ حاجات پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے اور قدامت حنفیہ کے موافق فتوے دیتے ہوئے عمل کرتے رہے۔ (۱)

(۱) (دا اساحر وحلا یوما لیمعل کذا فعیہ ان یعمل دامت لعل الی تمام المدة ولا یشغل بشی آخر سوی المکتوبہ السنۃ (عالمگیریۃ کتاب الا حارة، الباب الثالث ۴ ۱۷ ط. ماحدۃ)

(۲) دفتی ایضاً ان میں کہ ان اہل الوقت لا یسوط کوہ مسخفا بالفعول بل یکنی کوہ مستحق معدول لدفع ارد المحتار. کتاب الوقت مطلب لا یعمل لظہر من عمر اہل الوقت ۴ ۲۵ ط. سعید

(۳) لاہ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق

(۴) (بعض مشایخ اہل حجاز رحمۃ اللہ علیہ مستحبوا الاستحار علی تعبیہ القرآن لطیور نوی فی الامر ندسہ فیداد الفیہ المتاحرون محافل مذهب الہ الامام وصاحباہ بالصورۃ. ارد المحتار کتاب الاحرام مظہر بحیر

مہم فی عدم جواز الاستحار علی التلاوة ۶ ۵۶. ط. سعید)

علم دین پڑھانے والوں اور اذان کہنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت المال سے مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ نہایت اطمینان اور ذریعہ امان سے اپنا کام انجام دیتے تھے۔ چاہے عرصہ کے بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بعض مسلمان بدشہنوں کے مصارف بیت المال میں شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان عدا اور موذنوں اور امام کے وظیفہ بند ہو گئے اور تعلیم علوم دینیہ یا اذان و امامت کی انجام دہی میں جو فراغت قبلی انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی۔ چونکہ یہ لوگ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریات معاش ان کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل تھیں اس لئے ان کو مجبوراً مال حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ جس کے وسیعہ سے اپنی اور اپنی لو دو متعینین کی اوقات سری کر سکیں۔ ذرائع معاش چونکہ مختلف اقسام کے ہیں۔ کسی نے کوئی طریقہ اختیار کیا کسی نے کوئی۔ کسی نے تجارت، کسی نے زراعت، کسی نے مزدمت، کسی نے صنعت و دستکاری اختیار کی۔ اسی طرح ضرورتیں بھی کئی بیشی میں مختلف تھیں۔ اس لئے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک بڑا حصہ سب معاش میں خرچ کر دینے کے باوجود بھی بعض افراد کو ضرورتیں پوری نہیں ہوئیں۔ ان حالات کی وجہ سے بہت سے عدا بہت سے موذن بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ سے تعلیم و اذان یا امامت کی خدمت کو باہر مہر پارہ نہ کر سکے۔ اور بالآخر انہیں اضطرابی حالت سے ان خدمات کو چھوڑنا پڑا۔ لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ کیونکہ جب پڑھانے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغولی کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملتی کہ طالب علموں کو پڑھا سکیں تو پھر علم دین کی زندگی اور بقا کی کیا صورت تھی۔

اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان متصور تھا کہ نماز کے اوقات کا انضباط جو معین موذن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے وہ ہم برہم ہو جاتا۔ چونکہ ان زمانے میں بڑے بڑے شہروں ہائے قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور محلوں میں مزدوری پر کام کرتے ہیں۔ اور اپنے فصول کی خوشامد کر کے نماز اور جماعت کے لئے اجازت حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس کے موافق وہ کارخانوں سے تحیہ وقت پر آجائیں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جائیں۔ اگر اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا اپنے کام میں زیادہ دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائع معاش کو کھو گئیں۔

امام معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا انتظام درست نہیں رہ سکتا۔ اور پورے انضباط کی نماز نہیں ہو سکتی۔ جن مساجد میں کوئی موذن اور امام مقرر نہیں ہے نماز کے وقت جو پیسے آگیا اس لئے اذان مددی اور جس و منہ سب سمجھ امام نہ دیا۔ ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے عداؤں و جو دوسروں کی تلامذہ ری میں پھیلنے ہوئے ہیں اکثر اوقات کی مسجدوں میں جماعت سے نماز نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہائے حنفیہ نے اس ضرورت شرعیہ کی وجہ سے حضرت امام شافعی کے قول کے موافق یہ فتویٰ دے دیا کہ مواقع ضرورت میں جماعت پر جرت لینا جائز ہے۔ اور قرآن مجید و حدیث و فقہ کی تعلیم

اور اذان واقامت پر اجرت لینے کے جواز کی تہہ تنہا ردی۔ یہ نکتہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کی بقاء کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

بہرحال میں فقہائے وہ تہہ بیانات نقل کرتے ہیں جن میں آج کل اذان اور اقامت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے۔

وبعض مشائخا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الاستنحار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التواہمی فی الامور الدینیۃ ففی الامتاع تضییع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ اذ کذا فی الہدایہ۔
ومشاہخ بلخ حورو الا استنحار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلك مدة وأقروا بدحوت المسمی کذا فی المحيط۔ وکذا حوازالا استنحار علی تعلیم الفقہ و بحوہ المحار للفتویٰ فی زماننا قول ہولاء کذا فی الفتاویٰ العنابۃ (فتاویٰ عالمگیری باختصار) (۲)

اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے بھی کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز بجز سبب۔ یہ تہہ امور دین میں لوگوں کے اندر سستی پیدا ہوئی ہے تو ممانعت کے حکم میں اندیشہ ہے کہ حفظ قرآن شایع ہو جائے گا اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

اور مشائخ نے تعلیم قرآن کے اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے جبکہ اس کی مدت معین کی ہے۔ و معین شدہ واجرت کے واجب تسلیم ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح تعلیم فقہ اور اس کے امثال (اذان و اقامت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے۔ اور بہرحال میں فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مقتدر ہے۔

الا استنحار علی الطاعات لتعلیم القرآن والفقہ والتدریس والوعظ لایحورای لا یحب الاجر و اهل المدینۃ طیب اللہ سا کہیا جو روہ وہ احد الامام السنافی قال فی المحيط وفتویٰ مشائخ بلخ علی الجواز۔

قال الامام الفصی والمتاحرون علی حواہ وکان الامام الکرمانی یفتی بہ ہذا ۵۵۰ھ
راثر ثنوب بخندہ وفتویٰ عنہما علی ان الاحارۃ ان صحت یحب المسمی وان لم تصح یحب اجر المثل الخ فتاویٰ بزازیہ ۳۱

وقال محمد بن الفضل کرہ المتقدمون الاستنحار لتعلیم القرآن وکرہوا احد الا حرد علیہ لوجود العطیۃ من بیت المال مع الرغۃ فی امور الدین و فی زماننا انقطعت فہو استعملوا بالتعلیم بلا اجر مع الحاجة الی معاش لضا عوا وتعطلت المصالح فقلنا بما قالوا فتاویٰ ہزاریہ ومثله فی الخانیہ۔ (۳)

(۱) رد المحتار، کتاب الاحارۃ مطلب تحریر مفہم فی عدد حوازالا استنحار علی التلاوۃ ۶۰، ۵۵ ط۔ سعدی

(۲) ہدوی عالمگیری کتاب الاحارۃ باب الخامس عشر، الفصل الرابع ۴۴۸ ط۔ صاحبہ

(۳) الفتاویٰ ہزاریہ کتاب الاحارۃ الفصل الثانی، نوع فی تعلیم القرآن ۳۷، ۳۸ ط۔ علی ہاشم نجدی ۳۷ صاحبہ

(۴) الزہرانیۃ، کتاب الاحارۃ، الفصل الثانی، نوع فی تعلیم القرآن ۲، ۳۸، ۳۷ ط۔ علی ہاشم نجدی، ص ۳۷، ۳۸ ط۔ صاحبہ

طاعات پر عقد اجارہ مثلاً تعلیم قرآن و فقہ اور مدرسہ و عطا پر اجرت لینا جائز نہیں۔ یعنی اجرت واجب نہیں ہوتی۔ اور اہل مدینہ (حبیب اللہ ساکنین) طاعات پر اجرت لینے کو جائز سمجھتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ محیط میں فرمایا کہ مشائخ کچھ کا فتویٰ جواز پر ہے۔

امام فضیل نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں۔ اور امام کرمانی فتویٰ دیتے تھے کہ وردائے تک پہنچنے سے پہلے معصوم و خوش کرو۔ اور ہرے عہد کا فتویٰ ہے کہ اگر عقد اجارہ صحیح طور پر کیا تو اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجر مشکل الازم ہوگا۔ آج

امام محمد بن الفضل نے فرمایا کہ متقدمین حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس سے منع فرمایا تھا کہ بیت المال سے معلمین کے سب سے عطیات مقرر تھے اور لوگوں کو امور دین کی رغبت بھی تھی۔ اور ہمارے زمانہ میں عطیات منقطع ہوئے تو اب اگر تعلیم میں مشغول بیوں اور اسباب معیشت کی حالت اسی طرح باقی رہنے کے باوجود اجرت نہ لیں تو مرنے لیں۔ اور مسلمان زندگی در بھر بھربھو جا میں نے اس سے ہم تنہی اسی بات کے قائل ہو گئے جس نے دو (یعنی امام شافعی و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے۔ یعنی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی دے دیا۔

قال الشيخ الامام شمس الانمة السرحسي رحمه الله تعالى ان مشايخ بلخ حوزوا الاجارة على تعليم القرآن واحدا في ذلك يقول اهل المدينة وانا انحنى بحوار الا سحار و وحو المسمى . فتاوى قاضى خان۔ (۱)

والفتوى اليوم على حواز الا سحار لتعليم القرآن وهو مذهب المتأخرين من مشايخ بلخ استحسنوا ذلك لظهور التواني في الامور الدنيوية وكسل الناس في الاحتساب وكذا يحوز على الامامة في هذا اليوم لان الانمة كانت لهم عطيات في بيت المال وانقطعت اليوم بسبب اسبلاء الظلمة عليها. وفي روضة الورد ويستني كان سبحا ابو محمد عبداللہ الحبر اجري يقول في رد المحتار للامام والمؤذن والمعلم اخذ الا حرة انبيى عيسى شرح كسر الدقائق ۴.

وبقي اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والا اذان انتهى (رد المحتار) ۳۱.

امام شمس الدین سرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے و دینے کو جائز فرمایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے و دینے کو جواز اور اجرت معینہ کے واجب الوجود ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

آج کل تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے۔ اور یہ متاخرین مشائخ کا مذہب ہے۔ انہوں نے اس

(۱) الفتاوى الحبية . كتاب الاجارة . باب لاحرة المسدود ۲۰ ۳۲۵ علی هامش لہدہ . ۲ ۳۲۵ طہ مدحہ

(۲) روح العسی علی کبر الدقائق المسمى بر من الحقائق لشيخ المحدث الفقيه داور الدین بن محمد محمود بن احمد عیسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاجارة . باب الاحارة المسدود ۲ ۱۵۴ طہ اداره اطراد . العنود الاسلامیہ . کربسی . پاکستان

(۳) الدر المحتار . کتاب الاجارة . مضب تحریر میں فی عہد حوار الاستحاز علی البلاوة ۶۰ ۵۵ طہ سعد .

جوازِ جرت کو اس سے بجز سمجھ کہ مورہ دینے میں عوں کی سستی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ سہل کرنے لگے ہیں۔ اور اسی طرح اس زمانے میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ اماموں کے لئے بیتِ اہل سے وفاق مقرر ہوتا تھا وہ اب بند ہو گئے۔ کیونکہ بیتِ اہل خاصوں کے قبضہ میں ہیں اور روضہ زندہ یسنی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبد اللہ الخیر انیزی فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں ہر مور مؤذن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

در آج کل قرآن و فقہ کی تفسیر اور امامت و ائمان پر اجرت لینے دینے کے جواز پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل بوضاحت ثابت ہو گئے :-

(۱) متقدمین حنفیہ امامت پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے۔ در اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متاخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ بیتِ اہل کے عطیات موقوف ہو گئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہو گئیں اور امور دین میں سستی اور بے پروئی ظاہر ہو گئی۔ پس ایسی حالت میں عدم جوازِ جرت کا حکم دینے سے دین اور شہرِ مکہ جب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اس مسئلے میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا۔ جیسے کہ متاخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے روضہ زندہ یسنی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متاخرین کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورتِ شریعہ پر مبنی تھا۔ پس جن صورتوں میں کہ یہ ضرورت متحقق ہوئی وہیں یہ حکم ہو گا۔ اور جس ضرورت نہ ہوئی وہاں یہ حکم جاری نہ ہو گا۔ چنانچہ امام شافعی نے درالجماع میں تصریح کر دی ہے کہ تا وقت قرآن اور تفسیر و تفسیر غرض اہل ثواب پر اجرت لینا دینا اب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ اور ان کے چھوڑنے سے دین اور شہرِ مکہ صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح و عطا کی جرت اس صورت سے کہ و عطا کرنے کی کوکری کرنی جائے جائز ہے۔ لیکن متفرق طور پر و عطا جو و عطا کہتے ہیں ان کی اجرت لینا جائز نہیں اور عدم جواز کی وجہ ایک عارضی خدشہ ہے جو اکثری طور پر ان متفرق و عطا کو لاحق ہے وہ یہ کہ جرت کے خیال سے و عطا کتمان حق کر جاتا ہے۔ یعنی امامت و جرت دینے والے کے اندر کوئی خدشہ عارض امر پائیدار نہ ہو تو وہ و عطا اس کا رد نہیں کرتا کہ مبادا جرت دینے میں کوئی روک پیدا ہو جائے۔ کیونکہ ایسے متفرق و عطا کی اجرت اکثری طور پر شخصیت سے متعلق ہوتی ہے۔ یا سامعین سے کسی وصول جرت کی امید ہوتی ہے۔ اور لو کوکری کی صورت میں اکثری طور پر یہ عارض نہیں پائیدار۔ اور اگر کسی مذمت میں بھی کتمان حق کی نوبت آئے تو وہ بھی ناجائز ہوگی۔

(ابولاحظ ولاستحار علی بن عمر، و احمد، ابی الی الی، لا بد لہ یقل عن احمد من الامۃ لا بد فی دلت صرح بذلك الامام الشافعی قدس سرہ، فقال الفصل الثالث فی امور متدعة داخلۃ فی الوصیۃ من المیت ما یجوز الطعام والصبغة یوم موته او بعد ما عطا، و ارجع لیس یقول لقرآن لروحه او یسبح او یصلی لہ و کتبها بدع مکررات طالعہ و المأجور مہ حرام لا یحد و عطا بالذکر و الذکر لا حل للیب (رد المحتار، کتاب الاجزاة، مطب محرم فی عدد حوزة الاستحار علی التلاوة ۱۶/ ۵۷ ط. سعید)

(۳) تعلیم قرآن مجید۔ تدریس حدیث و فقہ۔ لڑان و امتحان مذکورہ بالا عبادتوں میں تفریق موقوف ہے۔ پس ان چیزوں کی اجرت جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الرائی رمتہ مولانا محمد کفایت اللہ عنہ ماجدہ امدرس فی امدرستہ المینیۃ الواقعہ بدھلی۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۳ھ

الجواب صواب محمد انور عثمانی عنہ معلم دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح۔ غصیل احمد مفتی عنہ (۱) حضرت مولانا شرف علی تھانوی نے اس فتوے کے آخر میں یہ لکھ فرمائی ہے۔

الجواب صحیح عین الرحمن مفتی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند۔ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ۔
الحق کے نزدیک "عاریضی" ہونے کی ضرورت نہیں۔ فقہ نے وعظ کو امت و عہد و قرآن کیساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ قرینہ ہے اس کا کہ اس کا حکم مثلاً ان دونوں کے ہے۔ اور ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ اگر امت اس کے طور پر عمل ہو تو اشجار جائز ہے۔ اور اگر کسی نے ایک مسند پر بیٹھ کر ایک وقت کی نماز پڑھائے وہ بھی تو اجرت لینا جائز نہیں۔ پس یہی حکم وعظ کا ہو گا کہ اتفاق کسی نے وعظ کی درخواست کی اس پر اجرت لینا جائز نہ ہو گا۔ اور جب نوکری کرنی تو جائز ہو گا۔ ہذا ما فہم۔ البتہ حضرت مفتی صاحب سلمہ نے جو متن میں ذکر کیا ہے وہ ان دونوں صورتوں میں فرق ہونے کا ایک لطیف نکتہ ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم اشرف علی۔

کرایہ پر لی ہوئی جائیداد کو کرایہ پر دینے کا حکم

(اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مزید نے جائیداد وغیرہ منقولہ کا حکم دے نصیحت کیا اور نصیحت کے وقت اس امر کی تصریح کر دی کہ میں اس جائیداد کو دوسرے کرایہ داروں کو کرایہ پر دوں گا۔ جملہ نفع نقصان کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اور عمر و کوہنہ وہ مقررہ کرایہ لو اگر تیار ہوں گا۔ کیا مستاجر لو اس کی دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) کسی دکان، مکان، زمین کو اجارہ پر سے کر کرایہ پر دینا کا اگر باذن مالک ہو تو جائز ہے۔ اور اگر بلا لذن اور بغیر ممانعت نہایت کے ہو تو اگر دوسرا کرایہ دار اور دوسرے کرایہ دار کے طرز استعمال میں کوئی تفاوت نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ (۱) اور اگر دوسرا اجارہ دہی پر واقع ہو جس قدر پر پہلا ہوا تھا یا اس سے کم پر تو اجرت کے حوالہ صیب ہونے میں بھی تردد نہیں۔ اگر زیادہ پر واقع ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مستاجر لو اس نے اپنی طرف سے کوئی زیادتی مکان وغیرہ میں کر دی ہے۔ مثلاً مکان میں فرش کرایا یا بام مرنی کا دی ہے یا سی قہمائی اور کوئی چیز بڑھادی ہے تو اجرت زیادتی بھی حلال ہے۔ (۲) اور دوسری صورت یہ کہ کچھ زیادتی نہیں کہ بلکہ پہلے اسی طرح مکان وغیرہ پر دے دیا جس طرح اور جس حیثیت سے خود لیا تھا تو زیادتی اس کے لئے طیب نہیں۔ ۳۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ شرف علی۔

(۱) الاصل عندنا ان المستاجر بصلحت الاجارة فاما لا بدوات الناس في لا مفاع به، والعلمگیریہ، کتاب الاجارة، الباب السابع، ۴/۲۵۰ ط. ماحدیدیہ

(۲) "استاجر داراً فقصده به جرحه فانه يجوز ان يحرقه سبب ما استأجره او قبل ان يحرقها ما كثر من استأجرها فبقي اجارة له" ولو ادعى المستاجر ان كان قد قصده بهما وجرح فيها من الوطئ او الصلح، فاولها او ثبنا من جرح بطلان اجارة له، والعلمگیریہ، کتاب الاجارة، الباب السابع، ۴/۲۵۰ ط. ماحدیدیہ

(۳) ان جرحها ما كثر من استأجرها، ان كانت لا حرة ثابته من حسن الاجارة الاولى فان الزيادة لا تطالب له (العالمگیریہ، کتاب الاجارة، الباب السابع، ۴/۲۵۰ ط. ماحدیدیہ)

ہوئی تھی اب وہ طلب کرتے ہیں تو یہ فریقین کی رضامندی پر منحصر ہے۔ اگر مولوی صاحب لاد پر خدمت منوفہ انجام دینے کو تیار نہ ہوں اور دوسرا کوئی حق تو ملیں سکتا ہو تو متولی کو اختیار ہوگا کہ وہ وہی آدمی رکھ لے۔ جو لاد میں کام کرنے پر راضی ہو۔ (۱) آمدنی کے کافی ذرائع کے ہوتے ہوئے مناسب تو نہیں ہے کہ نامت و عفا و غار میں جبرتی جائے مرلینہ جائز بھی نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے مولوی صاحب و مہرود الزام نامزد مست نہیں ہے۔ مسجد خانی میں حصہ میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے شیخ و شرکاء اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف نہ پڑے یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے۔ (۲) باقی مسجد کے احاسے میں دوسرے حصے جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ہیں ان میں شیخ و شرکاء جائز ہے مہر متولی کی اجازت سے یہ فی جائز ہے۔ ۱۷ محمد غایت اللہ خٹہ۔

وحوک دے کر اصل گرانٹ سے زیادہ وصول کرنا

(المجموعہ ماری ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی مسلم بیدار نہ ہو نہ نیت کی گرانٹ زیادہ حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ممبر کا ۳۳ ب کرے تو شہادت کی کیا ہے؟ (۱)۔ سوال کے کوئی زمین کو باہر کھنڈو نہ وہ نگران کی تنخواہ اس سال کے رجسٹروں میں داخلے اور ان کے جمعی و مستند یا انھوں نے سوائے۔ (۲) حصہ زمین کے دستخط تو زیادہ تنخواہ پر کرنا مہر و اصل ہے۔ (۳) سوال کے سائر خرابات میں فرضی بل، و اگر درج کرے۔
(جواب ۳۴۱) یہ خلاف واقعہ فرضی کارروائیاں کرنا شرعاً قانوناً و فاعلاً ہر طرح حرام ہے اور مرتکب مجرم ہے۔ اس کی تہذیب عام و قضی نہ رہے پر محمول ہے۔ محمد غایت اللہ کان اعدل۔

کرایہ دہر سے وقت سے پہلے مکان خالی کروانا

(سوال) زید نے اپنا ایک مکان جو ۵ روپے ماہوار پر بکرا دیا ہوا تھا ایک سو روپیہ بھر کو دے کر خالی کرالیا۔ کیا زید کا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور زید یا بکرا گناہگار تو نہ ہوں گے؟ (۱) (شیخ رشید احمد سواتر صدر بہادر دہلی)
(جواب ۳۴۲) اگر زید نے کسی ذاتی ضرورت کے لئے خالی کرالیا اور قانونی مجبوری کی وجہ سے کرایہ دار کو رقم دینی پڑی تو زید پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ کرایہ دار رقم لینے میں گناہگار ہے۔ اور اگر زید نے کرایہ بڑھانے کی نیت سے خالی کرالیا ہے تو دونوں گناہگار ہوں گے۔ محمد غایت اللہ کان اعدل، دہلی

(۱) محور صرف شی من و حوہ مصالح المسجد للاداء اذا كان يتعطل لولم يصرف اليه يحوز صرف الفاضل ولو بد النامی فی مرسومه من مصالح المسجد والا امام مستع و عرہ یوہ بالمرسوم المعهود بطلب له الزیادہ لو عالمنا نفی و لو یصب عدم آخر له احد الزیادہ ان كانت لفسد وجود الامام لا لو كانت لمعی فی الاول الخ (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی زیادۃ القاضی فی معلوم الامام، ۴/۲۶۶ ط. سعید)
(۲) مکتولی المسجد جعل مرلا موقوف علی المسجد مسجد اقصی الناس فیہ سبب ثم ترك الناس الصلاة فیہ فبعد مرلا مستعلا حجاز. (ہندیہ ص ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷ ط. ماجدیہ)
(۳) اذا اراد انسان ان يتخذ تحت المسجد حوائث عنہ لمرمة المسجد او فوفه لیس له ذلك (دعالمکبرہ، کتاب توفیق الباب الحادی عشر، ص ۴۵۵ ط. ماجدیہ)
(۴) لا یحوز احد المال لیعمل الواجب (رد المحتار، مباحث دفع الحوف علی ماله و یفسد حلال لدفع حرم علی الاحد (رد المحتار، کتاب القصار، مطلب فی الکلام علی الرشوة، ص ۳۶۲ ط. سعید)

دوسرا باب زراعت و باغبانی

پیشہ زراعت اختیار کرنے کا حکم

(سوال) مزید کہتے ہیں کہ کھیتی کرنا یعنی پیشہ زراعت اختیار کرنا محض ہے اور اپنے اس دعویٰ کے لئے بطور دلیل شرعی ایک حدیث پیش کرتا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا ﷺ ایک صحابی کے مکان پر تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے کھیتی کے آلات و کوزہ رکھے ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ یہ نعمت بھری چیزیں یہاں کیوں رکھی ہیں ان کو دور کرو۔ شرح یہ کبیر جلد اول صفحہ ۱۳۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وقتی یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو کیا اس سے پیشہ زراعت کی نعمت ثابت ہے؟ پھر دوسری حدیثیں جو اس کے معارض ہیں ان کا کیا جواب ہے؟ المستفتی نمبر ۵۵۹۹ ص ۵۰۹ قاسم احمد سورتی مزید اشرفی ۱۳۵۴ھ ۶ ج ۱

۱۹۳۵ء

(جواب ۳۴۳) زراعت نہ صرف مباح اور جائز ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ کے معادہ اثر فایدا کا سبب ہے۔ بعض علماء جہاد کے بعد تجارت کو افضل سمجھتے ہیں اور بعض زراعت کو تجارت پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ قال الماوردی اصول المکاسب الزراعۃ والتجارۃ والصنعة والا شبه بمذهب شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان اطيها التجارة قال والراجح عندی ان اطيها الرزاعة لانها اقرب الى الوکل۔ (۱) انتہی۔ مبنیٰ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سبب مباح کے اصول تین ہیں۔ زراعت، تجارت، صنعت، اور مشرقی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے ساتھ ملتی جلتی یہ بات ہے کہ تجارت ان تینوں میں افضل ہے۔ لیکن میرے نزدیک زراعت، اطبیب و افضل ہے کہ وہ توکل کے ساتھ زیادہ قریب ہے۔ (۲) احادیث میں زراعت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری میں ایک باب بھی اس کی فضیلت کے بیان میں منعقد کیا ہے۔ باب فضل الرزوع والغرس اذ ابل منه۔ اور اس باب میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مام مسلم یغرس غرسا او یرزوع زرعاً فیاکل منه طیر او انسان او بهیمة الا کان له به صدقة۔ (۳) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس درخت یا کھیتی میں سے کوئی چیز یا یا آدمی یا جانور کھاتا ہے تو اس لگانے والے یا پالنے والے کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

آپ نے سوال میں جو حدیث سیر کبیر سے نقل کی ہے وہ تو ہمارے سامنے نہیں کیونکہ سیر کبیر یہاں موجود نہیں مگر اس مضمون کی حدیث بخاری میں ہے۔ عن ابی امامۃ الساہلی قال ورأی سکه و شینا من

(۱) فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الرزوع، باب کسب الرزح و عملہ بہدہ، ۴/۳۰ طبع المکتبۃ السلفیہ

(۲) صحیح البخاری، باب الحرث و المزارعة، باب فضل الرزوع و الغرس، ۱۰/۳۱۱، ۳۱۲ طبع مکتبۃ

- (۱) غیر شرعی شرائط کے ساتھ زمین کا شکاری کے لئے دینا
 (۲) کا شکاری کے لئے لی ہوئی زمین کو رھن رکھنا جائز نہیں
 (۳) حق کاشت میں وراثت جاری نہ ہوگی

(سوال ۱) کا شکاری جس نوع میں موروثی کہتے ہیں کہ غیر زمیندار کو قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اس زمین میں کاشت کرے یا نہ دوسرے سے کاشت کرانے اور پیداوار زمین کو اپنے تصرف میں اور جو لگان کاری جو اسے اس کی مقرر ہو چکی ہو وہی لگان زمیندار کو لو آئے۔ زمیندار کو اس میں سوائے لگان مقررہ کے کوئی حق نہیں۔ نہ نہایت نال ستا ہے نہ لگان ہی زیادہ وصول کر سکتا ہے۔ آیا یہ کا شکاری جائز ہے یا نہیں؟
 (۲) ان اطراف میں موروثی و رھن دیت میں اور اپنا کام اس سے چلاتے ہیں۔ آیا اس قسم کی موروثی کارہن رکھنا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟
 (۳) اگر کسی کا شکار کا انتقال ہو جائے اور تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑے۔ پس اس کی کا شکاری سے وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۳ محمد حسین مدرس مدرسہ اہیاء العلوم۔ مہارک پور، عظیم گڑھ۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۹ھ

۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۵) نمبر اول کا جواب یہ ہے کہ یہ قانون غیر شرعی ہے اور زمیندار کا اس کو تصدیق کرنا خوشی اور رضا مندی سے نہیں ہے بلکہ مجبوری سے ہے اس لئے کا شکار پر فرض ہے کہ یا تو وہ زمیندار کی حقیقی رضامندی حاصل کرے یا زمین کو چھوڑے۔ (۱) نمبر دوم۔ کا شکار زمین کا مالک نہیں اس کو صرف حق کاشت حاصل ہے جو قانون رائج الوقت نے مثل ملک کے قرار دیا ہے اس سے اس حق کاشت کارہن تو نہیں مگر موجد کی اجازت حقیقی ہو تو کا شکار اجازت سے پر دے سکتا ہے۔ نمبر سوم۔ اس حق کاشت میں وراثت جائز نہیں ہو سکتی اور قانون نے بھی کا شکار کو زمین کے رقبے کا مالک نہیں بنایا ہے بلکہ اس کے قبضہ کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اور وراثت حکم شرعی ہے۔ وہ کسی قانون خلاف شریعت کی اساس پر جاری نہیں ہو سکتا۔ (۲) محمد حکایت اللہ کان اللہ، دہلی

کاشت کار حق موروثی کی وجہ سے مالک نہیں بنتا

(سوال) کسی رحمان الدین وغیرہ آباد اجداد سے رقبہ موضع مندوری ضلع پشاور میں موروثی چند قطعہ اراضی پر چلے آتے ہیں۔ اب مالک مسکى مذکور کو اراضی سے بے دخل کرنا چاہتا ہے اور اراضی واپس لینا چاہتا ہے بلکہ ایک قطعہ اراضی فحسب کر لیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ موروثی کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

(۱) لا یحل مال امرء مسلم الا بطبق نفسه (کثر العمال، الكتاب الاول فی الایمان والا سلام، الفروع الدینی فی احکام الا یمان المظفر، ۹۲/۱ رقم الحديث ص ۳۹۷ ط مکتبة التراث الاسلامی)

(۲) اهل یحب علی ورنه المیت وذلک الارض الی صاحب الارض کسائر الذیون والحقول، قال فی السراجی: یدنا تکفینه وتحبزه ثم نقضی ذیونہ (السراجی فی المیراث، ص ۶ ط. سعید)

مردی۔ ایک ۵۰۰ روپے کا چور قمر کے سر پر دینی لگان مقررہ کی گئی کہ وہ اسے سر پر لگائی جاتی ہے۔ یہ چور قمر کے سر پر دینی لگان سے لے کر لگائی جاتی ہے۔ آئندہ اسے اس سے نہیں لگائی جاتی۔ ایک اس کو سمجھ جاتا ہے کہ اگر میری حکومت کے ہوتے ہوئے نہ یہ دوست دشمن اس نے دینی لگائی ہوتے کہ کر دیا یہ اس کی خدمت و حکمران کے قرار دیا گیا ہو۔

المستفی تب ۲۳۵۵ (پشاور) ۱۷ مارچ ۱۳۵۵ (۲۳ جون ۱۳۵۵)
(جواب ۳۴۶) مردی کا قانون یہ شریعی ہے۔ ایک بونی اہلیت کی زمین کا ایک حصہ اس کے پاس رہا اور اسے پابند خرید یا بیع کی زمین کی ہے وہ اپنے اختیار و درمنا مندی سے اس کو کاشت کی غرض سے یہ سمجھتا ہے کہ اسے یہ زمین جرت مقررہ ہو چکے کا حق اور اختیار کھاتا ہے اور جب پابند خرید یا بیع کے نام سے اسے لگائی جاتی ہے یہ جی سے اختیار ہے۔ اگر میری حکومت کے ہوتے ہوئے نہ یہ دوست دشمن اس نے دینی لگائی ہوتے کہ کر دیا یہ اس کی خدمت و حکمران کے قرار دیا گیا ہو۔

تفتیح سوال۔

(سوال) حکومت موجودہ کا شکوکہ اس کا قانون کے خلاف ہے۔ اس سے یہ زمین لگائی جاتی ہے۔ اب یہ سمجھتا ہے۔ اس کا یہ جانتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۷) یہ سال زہنی ریاست کے بعض امور میں اس کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔
تھو اہلیت لگائی جاتی ہے۔

تیسرے باب جمالی و مزدوری

انسان کا خود سولری کھینچنے پر اجرت لینا

(سوال) انھوں نے وہ دینا ہے کہ میں ایک سو روپیہ اپنے کام پر لگائی ہے۔ اس لیے وہ دینا چاہتا ہے۔ یہ وہ دینا ہے کہ میں اس میں یہ دینا ہے۔ صرف تفریق ہے کہ یہ ذرا بھاری و روزنی ہوتا ہے۔ یہ وہ دینا ہے کہ میں اس میں یہ دینا ہے کہ میں اس کو چائے گھوڑے کے ایک آدمی آگے سے کھینچتا ہے جو کہ بہت بھاری گھوڑے کے تیزی سے ساتھ لپٹے کی خوشنما بلکی ساخت کی وجہ سے رواں ہوتا ہے۔ پس اس میں یہ کہ اس لیے نہ سولری شریعہ پابند ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۸) اس میں شاید وجہ انتہاء یہ پیش کی ہے کہ اس کو اسے امور سے آدمی کھینچتا ہے۔

چونکہ شرعاً مکرم ہے اس لئے اس سے ایسی خدمت لے کر ناجائز ہونا چاہئے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ یہ وعدہ یہ بھی سچہ روایہ ہے کہ ایک قسم کے گھبراہٹ میں کافروں کا ذول تھا ایک قسم کی مزدوری ہے اور جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے۔ اس میں تو قوی کی سواری و سرفہ جیٹ ہے۔ یہی تو شرعاً ابوریہ اٹھانے کی مزدوری بھی کر سکتا ہے۔

اذا استأجر حراً لا يحمل الحبة أو يقتل مرءداً أو يدس ماء أو يضرب يحوز (عالمگیری) ۱ ولو استأجر المبرکون مسلماً لا يحمل مسلماً لا يحمل مسلماً لا يحمل له حملاً ولم يقتل لم يقتل إلى مقبرة الملة جاز عند الكل (عالمگیری) ۲ واذا استأجر دمی مسلماً لا يحمل له حملاً ولم يقتل لم يقتل ولو قال لا يشرب جازت الا حارة في قول ابي حنيفة رحمة الله عليه حلالا لهما (۲) (عالمگیری) فنت ومما يدل على جواز الا حارة المسئول عنها ما في البحاری فی حدیث الا فلت من قول عائشة رضى الله تعالى عنها قال الدين يرخلون لى فاحتملوا هود حى فحلوه على بعيرى الذى كست اركب وهم يحسبون انى فيه : الح فهذا يدل على جواز حمل الا لسان شينا فيه امرأة ولما جاز الحمل جاز الفود بالاولى ويستأنس به على جواز حمل الا حاتم امرأة اجسية بحائل عدالا من من الصلة والله اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ شرفہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

بندہ کو جاننے کے لئے مسلمان کا مزدوری پر کنزى اٹھانا

(سوال) : بندہ بخدا و جرنے کی کبریٰ غیر مزدوری پر مسلمان کو لے جاتا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵۷ رمضان ۱۴۵۲ھ ۲۵ مبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۴۹) : یہ مزدوری مسلمان کے لئے جائز تو ہے لیکن اس سے احترازوں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) (عالمگیری، کتاب الا حارة، الباب الخامس عشر الفصل الرابع، ۱، ۵۰ ط ماحدیه)

(۲) (عالمگیری، کتاب الا حارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، ۱، ۵۱ ط ماحدیه)

(۳) (عالمگیری، کتاب الا حارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، ۱، ۵۱ ط ماحدیه)

(۴) (صحیح بخاری کتاب المعاش، باب حدیث الا فلت، ۲، ۵۹۳، ۵۹۴)

(۵) (سئل ابراهیم رحمۃ اللہ علیہ عن یوسف عن آخر بقیہ من لصارى لیصرف لہم اللقوس کل یوم بحمسه ویعطی کل یوم حمسة دراهم فی ذلک العمل و فی عمل آخر درہمان قال لا یوخر بقیہ منہ ویعطی اللقوف من طریق آخر (بخاری عالمگیری، کتاب الا حارة الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، ۱، ۵۰ ط ماحدیه)

چوتھا باب مختلف پیشے

قصائیوں کا پیشہ درست ہے

(سوال) کسب قصائیوں کا بے عیب اور درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) قصائیوں کا پیشہ بلا رباہت درست ہے۔ رسول خدا ﷺ کے زمانے میں مسلمان یہ پیشہ کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ سے کسی قسم کی ممانعت منقول نہیں۔ زوی البخاری فی صحیحہ عن ابن مسعود الا بصاری قال کان رجل من الانصار یقال له ابو شعیب وکان له علام لحام الحدیث «ومی رواية له من کتاب البیوع فقال لعلام له قصاب اجعل لی طعاما یکفی حمسة» الحدیث۔ ۲ قال الحافظ ین حجر فی فتح الباری وفی الحدیث من الفوائد جواز الاکساب بصعۃ الحزارة الی قوله وفیه اجابة الا امام والتسریف والکبیر دعوة من دویہم واکلہم طعام ذی الحرفة غیر الرفیعة کالحزاز الخ (۳) وفی الدرالمختار فی بیان اتحاد الحرفة والا فالحقق عدی اباحة الاتحاد حرفة لا یمنع من الاکساب وکل انواع الکسب فی الاماحة سواء علی المذهب الصحیح کما فی المرآزہ وغیرہا۔ (درمختار کتاب الصيد) ۱۰ وما قبل ان فیہ ارہاف الروح وهو یورث فسوة القلب لا یدل علی الکراهة بل عایة ان غیرہ کالحزارة والحزارة الفضل مہ (رد المختار) (۵۵۵) یہ جو مشہور ہے کہ جانور ذبح کرنے کی اجرت دینا ناجائز ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ یہ تو نہ ذبح کرنا ایک فعل جائز و مباح ہے۔ پھر اس کی اجرت کیوں ناجائز ہو۔ ویحوز الاستیجار علی الذکاة (ای الذبح) لان المقصود مہیا قطع الا وداج دون الفاتۃ الروح وذلک یقدر علیہ کذا فی السراج الوہاج انتہی مختصراً (عالمگیری) ۱۰ اذا استاجر رجلاً لیحمل الحیفة ویقتل مرتداً او ینذع شاة او یطبخ یحوز ولو استاجر طیباً او کحلاً او جراحاً یا دایہ و ذکر مدۃ جاز کذا فی الغیایۃ انتہی مختصراً (عالمگیری) ۱۰ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی مدرسہ افتخاریہ قندھار مدرسہ امینیہ ۱۰۱۰ھ

و حقیقہ نویسی کا حکم

(سوال) حقیقہ نویسی کا کام کرنا جو کہ موجود زمانہ میں رائج ہے جائز ہے یا نہیں؟

- (۱) صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ باب الرجل یتکلف الطعام لا حواء، ۴، ۸۱۷ ط قدیمی
- (۲) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما قبل فی اللہام والحزاز، ۱، ۱۲۷۹ ط قدیمی
- (۳) فتح الباری، کتاب الاطعمۃ، باب الرجل یتکلف الطعام لا حواء مصر ط بیلاق ص ۴۸۵
- (۴) الدرالمختار، اوائل کتاب الصيد، ۶/۴۶۲ ط سعید
- (۵) زرق المختار، کتاب الصيد، ۶/۴۶۲ ط سعید
- (۶) ارغلمگیری، کتاب الاحزاب، باب الحامس عشر، الفصل الرابع، ۴، ۴۵۴ ط ماحدہ
- (۷) عالمگیری، کتاب الاحزاب، باب الحامس عشر، الفصل الرابع، ۴، ۴۵۰ ط ماحدہ

المستفتی نمبر ۱۱۶۳ محمد ابراہیم ذہبی رحمہ اللہ نے بذی الحجۃ ۱۴۱۱ھ یعنی ۱۳۵۵ھ میں ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۳۵۱) کا جواب دیا جو دستہ یزید کے تاجداروں سے انکار کر دے اور جو جائز ہوں وہ کھو دیا کرے و اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اشد لہ، دہلی

سودی قرضہ کے اسٹامپ کی تحریر کا حکم

(سوال ۱۸) حکم یا رہن کسی ساتھ کار (بندہ کا نام) سے چھٹی چاری کے قرضہ سودی لینا چاہتا ہے۔ ہر دو اشخاص منیت اللہ اسٹامپ فروش سے اسٹامپ خرید کر کھوات ہیں۔ اسٹامپ فروش وقت کھائی کے لئے لیتا ہے۔ یہ مندرجہ بالا اسٹامپ قرضہ سودی کا تحریر کرنا اور پیسے لینا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو خود لے یا مسائین پر لے کر لے کر۔ اگر عنایت اللہ لکھے تو دوسرے بندہ کو بھی کھنڈ اور اسٹامپ لکھائی دے لے لیتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۶۵ اکرم خاں صاحب محلہ مسجد چوری خیل (صوبہ سرحد) ۲۰ جولائی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۲) سودی قرضہ کا اسٹامپ لینا ناجائز ہے۔ مسلمان اس کی پروک کرنا چاہئے کہ میں نہیں لکھوں کہ بندہ کھو دے گا اور پیسے لے گا۔ جوابات کہ مسلمان نے لے لیتا تھا تو اس نے ناجائز کر دیا ہے اس سے اسے پناہ چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اشد لہ، دہلی

دلال کی دعوت کھانا مہیا ۹

(سوال ۱۹) کے میں کا حنا دے ہے شریعت کی رو سے یہ پیشہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۲۳۳ مولوی عبدالحق جامع مسجد۔ دوحہ ضلع چٹاگل ۱۳ جولائی ۱۳۵۵ھ (جواب ۳۵۳) دلال کی دعوت کھانا مہیا ہے اور دلال کا پیشہ کرنا مہیا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اشد لہ،

تحقیق احادیث

(از اشہد سہ روزہ الخیر پبلی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) مندرجہ ذیل احادیث بن و مومنا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دہلی نے اپنی کتاب "مسائل دینی و تحقیقات" میں نقل فرمایا ہے صحیح ہیں یا ضعیف یا موضوع۔ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ اب منوع علی فلول مہا و عود۔ موع برد علی صانع الا عین کا سحر النور۔ موع برد علی العمل کا سحر
سحر فلول لا عمل کا لفظ۔ و لاجلہ و الکتابۃ و الہدیہ۔ کتاب الاحارۃ۔ الباب الاول، ۴/ ۱۱۱ ط۔ ماحدیہ
(۲) حدیث شریف۔ لیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل الرمان و ماکلہ و کثہ و شاہدیہ، و قال و ہم سوء
(مشکوٰۃ شریف، باب الرمان، الفصل الاول، ح: ۳۴۴/ ۲، سعید)
(۳) ابی الدلائل و التسمیاء یحب احمر المثل۔ دفعہ ثانیہ و قال معہ بعشرۃ فما زاد فهو بی و سیک۔ لوباعہ ہاشی
عبر، حکم معہ احمر مثل عصبہ و عصبہ نفوی۔ (عالمگیری، کتاب الاحارۃ، الباب الخامس عشر الفصل الرابع، ۴/ ۴۵۱، ۴۵۰ ط۔ ماحدیہ)

(۱) اکذب الناس الصاغ كبر العمال كتاب البوع ج ۲ ص ۲۰۱: الروایت دیلمی (۲) اذا كان يوم القيامة نادى ماديون خومة الله في الارض فيؤتى بالحاسين والصيارفة والحاكة كبر العمال ص ۲۰۱: مروایت دیلمی (۳) شرار امتي الصانعون الصائغون كبر العمال ج ۲ ص ۲۰۱: (۴) قال كعب لا تسنروا الحاكة فان الله سلب عقولهم ونزع البركة من كسبهم لان مريم عليها السلام مرب حماة من الحياكيس فسألهم عن الطريق فدلوها على غير الطريق فذلب نزع الله البركة من كسبهم المستطرف جلد ۲ ص ۵۴: (۵) وهت حائلي فاحذ ست عمرو غلاما فامرتها الا تجعله حاررا ولا صاعا ولا حجاما كبر العمال ج ۲ ص ۲۰۱: (حواص ۳۵۴) حديث اول: اكذب الناس الصاغ كبر العمال میں مروایت دیلمی نقل کی ہے تاہم اس سے منہ فروس دیلمی مر ہے۔ منہ فروس دیلمی میں ضعیف۔ منکر یہی موضوع حدیث میں ہے۔ اس لئے منہ فروس دیلمی کوئی روایت جب تک کہ کئی صحت سند ثابت نہ کر دی جائے قابل اعتبار نہیں۔ تان اللہ شین میں ہے۔ "دیلمی وراقان معرفت و علم و اقتدار است۔ در صحیح و مستقیم حدیث تمیز نمی نند و نزد دریں کتاب اوموضوعات و ابیات تو وہ مندرج است۔" اتقی (اتحاف البلاء ص ۱۱۶)

اور سند سے قطع نظر کر لی جائے تو حدیث کے لئے کوئی صحیح معنی متعین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ "رنگمریز تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔" حالانکہ یہ بات واقعہ سے مطابق نہیں بلکہ جس قسم کا جھوٹ اس قسم کے ایچ مشترک ہوتے ہیں وہ رنگمریز کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دوسرے پیشہ والے رنگمریز سے زیادہ جھوٹ ہوتے ہوں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ حدیث ایک جملہ خبریہ ہے نہ یہ بیان واقعہ پر ہی محمول ہو سکتی ہے۔ انشاء پر حمل کرنے کی کوئی صورت نہیں اور بیان واقعہ واقعہ سے مطابق ہونا صحت و صدق حدیث کے لئے ضروری ہے۔

اور حدیث کے یہ معنی بھی نہیں لئے جاسکتے کہ صباغ کے لئے کاذب ہونا ذمہ ہے۔ کیونکہ صباغ اور کاذب میں ذمہ نہ کوئی شے وجہ ہے نہ نقلی۔ ومن ادعی فعلیہ الیان۔ اور یہ معنی بھی نہیں ہوتا۔ کہ تمام صباغ جاری طور پر کاذب ہوتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے صباغ خدا کے نیک بندے اور متقی پر پیہ نیک نرے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔

اس حدیث کو صباغی کے پیشہ کی تنقید یا مذمت میں پیش کرتا تو کسی طرح بھی درست نہیں زیادہ سے زیادہ اس سے کذب یا مذمت لگائی جو پیشہ وروں کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ اور یہ حدیث شرط ثبوت

(۱) كبر العمال ، كتاب البوع ، الباب الاول ، الفصل الاول ۳۹۰ رقم الحديث ۹۳۹۸ ط . مكتبة التراث الاسلامی
(۲) كبر العمال ، كتاب البوع ، الباب الاول ، الفصل الاول ۳۹۰ رقم الحديث ۹۳۹۸
(۳) كبر العمال ، كتاب البوع ، الباب الاول ، الفصل الرابع ۴۲۴ رقم الحديث ۹۴۱۳
(۴) المستطرف ، الباب الخامس والحسون في العمل والكسب والصناعات والحرف ۶۵۲ ط . دار احیاء التراث العربی ، بیروت و لبنان
(۵) كبر العمال ، كتاب البوع ، الباب الاول ، الفصل الرابع ۴۳، ۴۲۴ رقم الحديث ۹۴۱۷
(۶) (بستان المحللین ، كتاب الزهد والرفاق ، ص ۱۶۶ ط . سعد)

و سخت پیشہ وروں کے لئے تقدیر ہے۔ سو پر فرمائی گئی ہوئی تاکہ وہ جھوٹ اور وعدہ خدائی سے نہیں۔ نہ اس لئے کہ دوسرے لوگ اس کو پیشہ وروں کی تنقیص و مذمت کے لئے استعمال کریں۔

حدیث دوم۔ اذ اکال بھ القضاۃ نادی ہذا دین حویۃ اللہ فی الارض فبونی بالنحس والسیارۃ والحاکمۃ۔ یہ حدیث بھی مندر فرمائی گئی ہے اور ناقابل استدعا ہے۔ اور اپنے معنی اور مضمون کے لحاظ سے یہ حدیث موضوع معبود بناتی ہے۔ لہذا نہ تین قسم کے پیشہ وروں کو خدا کا خائن قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ خیانت سے مراد یا تو یہ نہ بنے۔ یہ کام اور یہ صنعتیں ہی خیانت ہیں اس بنا پر ان کے کرے والے خدا کے خائن قرار دیئے گئے۔ اور نہ اس لئے کہ کوئی ایسی مثال یہ معنی میں نہیں لے سکتا کہ اس کا قصود صریح سے مخالف ہو تاہم یہی ہے۔ اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم ہو گا کہ یہ پیشہ جو بذاتہ خیانت ہیں ان کا اختیار کرنا حرام ہو۔ وھل یلتزم ذلک الامن حرم العلم والعقل۔

یاد رہی صورت یہ ہے کہ خیانت سے دوسرے اعمال و افعال و اعتقادات میں خیانت کرنا مراد ہو۔ اور اس صورت میں خاص ہے کہ خائن کی اس قسم کی اس پیشہ خاص جماعت خاص ملک کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس بنا پر اس وجہ سے کہ خائن تو شر ہے اور کافر ہیں۔ پھر خدا کی کتاب اور وحی میں تحریف کرنے والے۔ پھر جو سوچنے والے خدا کے منہ سے باتیں اور نفوس کو غلط محال پر محمول کرتے ہیں۔ پھر مال غنیمت میں خیانت کرنے والے۔ اور غریب باقرہ کی خیریتیں ہیں جن میں ہر طبقہ ہستی آدم کے افراد شامل اور شریک ہیں۔ اور جب کہ قیمت میں چارے و خدائے خنوں کو چارے تو ان تمام خنوں کی پیشی ہوئی۔ لازم بھی ہے کہ ان میں ہر طبقہ اور ہر طبقہ کے ایک ہوتے۔ بالخصوص حاسن فی العقدہ مشرکین کی پیشی سب سے زیادہ مقدم اور اہم تھی۔ لیکن اس حدیث نے ایک طرف تو تمام خائین میں سے صرف سچا خنوں کا ذکر کیا ہے تمام خنوں کو چھوڑ دیا جس سے یہ شبہ بطور پر ہو سکتا ہے کہ ان کے سوا کوئی اور خائن ہی نہیں کہ وہ بھی حاضر کیا جاتا۔ دوسری طرف ان لوگوں کا جو بصرہ خیانت حاضر نے جائیں گے۔ ذکر ان کے پیشے کے الفاظ سے کیا جس سے یہ خیال قائم نہ جائے کہ موقع نامہ چلتی سکتا ہے کہ یہ پیشہ خیانت پر آمراء کی حالت میں گویا ہر شخص اہر صرف ہر نورانی نہ ورنہ نہ ہو گا۔ اور ان دونوں باتوں کا بطلان اظہار من الشمس ہے۔

یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ان تین پیشوں والے چونکہ اکثر خیانت کرتے ہیں اس لئے ان کا ذکر کرنا اور ان کا ذکر نہ کرنا اور ان کے پیشوں کے نام سے ذکر کرنا چھ ماہر سب نہیں ہے۔ کیوں کہ قیامت کے دن سب خدا کے خائینوں کی پیشی کے سے پکار ہوگی تو تمام خائن پیش کئے جائیں گے۔ جن میں مشرکین اور ان قبیلوں کے۔ اور ان کے خنوں کی یقینی اکثریت ہوگی۔ اور اس خیانت کا جو عقیدہ کے ساتھ اور نفوس کے قتل و مارت کے ساتھ متعلق ہے۔ کہ یقین زیادہ ضروری اور اہم تھا۔

اور اس سب کے بعد بھی اس کی غرض مذمت خیانت ہو سکتی ہے نہ کہ تنقیص پیشہ وروں۔ اگر کوئی شخص کوئی نہ کوئی نورانی یا نیت وار متقی پر بیہ نگاہ ہو تو باوجود ان پیشوں کے غیر متقی خائین سے یقیناً زیادہ

افضل زيادہ شريف ہے۔ اگرچہ منوخر الذکر کسی عرفی لوہی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔

حدیث سوم۔ شرار امنی الصانعون الصانعون وفي نسخة الصانعون الصاغون۔ یہ بھی منکر العمل میں دیکھی سے ہی منقول ہے۔ منکر العمل میں دونوں نسخے موجود ہیں۔ ایک میں منکر اور سار مذکور ہیں اور دوسرے میں سار اور منکر ہیں۔ اس حدیث میں منکر اور منکر کو شر الناس کہا گیا ہے۔ جتنی تمام آیتوں میں بدترین اور بدترین ہونے کی کوئی خاص جہت بیان نہیں کی گئی۔ جتنی حدیث ول میں کذب اور حدیث ۱۰۰ میں خیانت ذکر کی گئی تھی۔ تو اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس کا خارجی مطلب یہ ہو گا کہ کسی صنعت یا پیشے یا سار ہونا ہی آدمیوں کو بدترین بنا دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون باطل ہے۔ اس سے یہ حدیث موضوع ہے۔

اس کے قریب قریب یہ حدیثیں ہیں جن کے موضوع ہونے کی قطعاً ہے۔ ویل لمصنع من غدو بعد غد یعنی خرابی ہے و منکر سے کل کو اور کل کے بعد تذکرۃ الموضوعات میں اس سے متعلق فرمایا۔ من نسخة بشر بن الحسين الموضوعه (۲) یعنی یہ حدیث بشر بن حسین کے نسخہ کی ہے جو تمام و تمام موضوع ہے۔ ایک اور حدیث نقل کی جاتی ہے۔ بخلاء امنی الحیاطون (۳) یعنی میری امت نے خلیل رزنی ہیں۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ لم افغ علیہ (۴) وفي الحاشیة للمبدیہ قلت ما لاصل له (۵) یعنی صاحب مختصر نے تو اس حدیث کو بر کر کے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اس کی مندی یا صحت سے وقت نہیں مگر حاشیہ پر مؤلف کے شکر و نے یہ لکھ دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایک اور حدیث ہے بحسب اللہ الخياط الخائن وعليه قبض ورداء مباحاط وحان فيه (۶) یعنی اندھن خیط خائن و بدعت کرے گا اس کے بدن پر خیانت کے ہونے پانے کی قیاس اور پاور ہوگی۔ (اگرچہ اس کا مضمون اصول کے خلاف نہیں ہے) اس کی سند کے متعلق تذکرۃ الموضوعات میں لکھا ہے۔ هذا الا ساد طلبات (۷) یعنی یہ سند تاریک و تاریک ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ شرار الناس النجار والرواع (۸) یعنی تاجر اور کاشکار بدترین و کم ہیں تمام انسانوں میں۔ علامہ سیوطی نے اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ قلت اخرجه الجوز قانی فی موضوعاته (۹) یعنی جوز قانی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ ایک اور طویل حدیث ہے جو ان حدیث سے روایت اس ذکر ہے۔ قال کتب یوما مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما تفرق اصحابه فقال یا ابا حمزہ قم بنا تدخل السوق فربح ویربح ما قدم (۱۰، ۱۱) (اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، کتاب المعاملات ۲ ۱۴۲ ط مصر، ارھر)

(۱) (کنز العمال، کتاب البیوع، الباب الاول، الفصل الرابع ۴۲۴ رقم الحديث سمر ۹۴۱۳ ط مکتبة البیروت اسلامی)

(۲) (تذکرۃ الموضوعات کتاب العلم، باب اسماہ وغفودہ المحمودہ، کتاب الحارۃ لیس علی و الحب، صفحہ ۱۳۵ ط مصر)

(۳) (تذکرۃ الموضوعات کتاب العلم، باب اسماہ وغفودہ المنعومہ کالصد و الحب ط، و لعمہ و احسنہ ص ۱۳۷ ط مصر)

(۴) (ایضاً من ص ۱۳۷ الی ص ۱۳۸)

(۵) (تذکرۃ الموضوعات کتاب العلم، باب اسماہ وغفودہ المنعومہ کالصد و الحب ط، و لعمہ و احسنہ ص ۱۴۸ ط مصر)

وقعت معه حتى صرنا الى السوق فاذا نحن في اول السوق برجل جزار شح كبير قائم على بيعه يعالحم من وراء صعب فوقعت له في قلب البني صلى الله عليه وسلم رقة فيه ان يقصده ويسلم عليه ويدعوه لاذهبط عليه حبريل فقال يا محمد ان الله يقرأ عليك السلام ويقول لك لا تسلم على الجزار فاعتم من ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بدري اى سريرة به وبين الله ان معه مه فانصرف وانصرفت معه ولم يد حل فلما كان من عد تفرق اصحابه فقال قم بما بدخل السوق فسطر اى شئى حدث الليلة على الحجار فقامه وقعت معه حتى حنا الى السوق فاذا نحن بالحجار فانما على بيعه كما رايته بالامس فيه البني صلى الله عليه وسلم ان يقصده ويسأله اى سريرة به وبين الله اذمهعه عه فهبط عليه حبريل فقال يا محمد ان الله يقرأ عليك السلام ويقول لك سلم على الحجار فقال له حبلى جبريل امس معتنى مه واليوم امرت به قال نعم يا محمد ان الحجار اللبلة وعكته الحمى وعكا شديدا فسنال ربه وتصرع اليه فقله على ما كان مه فاقصده يا محمد وسلم عليه وبشره فان الله تعالى قد قلله على ما كان مه فقصده وسلم عليه وبشره وانصرف وانصرفت معه انتهى. موضوع واقعه ديار اللالى المصوعه فى الاحديث الموصوعة.

اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرام کے متفرق ہو جانے کے بعد میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا رہ گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ تمہارے ہمارے ساتھ چوبازار چلیں تاکہ چوتھوے حاصل کریں اور ہمارے دوسروں کو نفع پہنچے تو حضور ﷺ بھی کہہ رہے تھے اور میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ اہل اہل میں شہد کہ ہمیں بازار پہنچے۔ بازار کے اندر منی حرم میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص قصاب اپنی بیچ کا کاروبار کر رہا ہے اور ضعف کی وجہ سے بہت مشقت اور تکلیف سے کام کرتا ہے تو حضور ﷺ اس کی حالت پر رحم آیا اور ارادہ فرمایا کہ اس کے پاس جا کر میں و سلام کریں اور اس کے دوسرے کو فرمائیں۔ و بعد حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ قصاب کو سلام نہ کریں۔ حضور ﷺ اس بات سے بہت پریشانی و رنجور ہوئے کہ خیر نہیں اس قصاب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا اُن سامعہ ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کو سلام کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے سے روک دیا۔ پھر حال حضور اس کے پاس نہیں گئے اور واپس چلے گئے۔ میں بھی واپس آیا۔ پھر کل کو جب تمام صحابہ حضور کی خدمت سے حیدرہ ہوئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا اٹھو بازار چل کر دیکھیں کہ قصاب پر رات میں کیا بھڑکی۔ چنانچہ ہم دونوں بازار پہنچے۔ دیکھا کہ قصاب کل کی طرح بدستور اپنے کاروبار میں مشغول ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جا کر اس سے اس معاملے کا پتہ چاؤں میں اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے حضور و اسے سلام کرنے اور اس کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے گئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ قصاب کو جا کر سلام کرو تو حضور نے جبرئیل سے فرمایا کہ میرے دوستوں کو تو نے مجھے منع کیا تھا تو ان کو سلام کرنے کو کہتے ہو تو جبرئیل نے

مجلس کے بارے میں حضرت قصب وراثت بہت سخت نظر چڑھا تو اس نے ائمہ تعالیٰ سے دعا کی اور تفریح و تفریح جاری رکھا یا تو ائمہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کے سر قوت سے درگزر فرمایا۔ اسے محمد بن تم اسے پاس بلا کر اس کو سلام کر دیا اور یہ خوش خبری بھی دے دے کہ تیرے سر قوت کے باوجود ائمہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اس کو سلام کیا اور خوش خبری دی۔

دینی امور میں اس حدیث کو ذکر کر کے اسے موضوع بنایا ہے اور کہا کہ اس میں ایک رولوی نامی ہے اس کی یہ کیفیت لی ہوئی ہے۔ یعنی اس نے یہ حدیث کھڑی ہے۔ کھڑے والے نے کہا یہ حدیث قصص کی مذمت کے لئے مخری ہے اور نہایت ہوشیاری سے بنائی ہے کہ ظاہر قصب کی تعریف ہے اور اس کا قبول ہونے کی بھارت ہے۔ لیکن پڑھنے والا غیر معصوم طریق پر قصص کی مذمت اور اس پر تشہیر و تہلیل کیا ہے۔ اگرچہ اس کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن جو نام نہاد نے اس کی اجازت دی کہ وہ اس کی تفسیر کی وہ دوزخ کا وارث ہے۔ اگرچہ قصب وراثت میں بھی یہ نہ دیا کہ باوجود ان اعمال کے جو اس سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ وہ ان اعمال کا کوئی اثر حدیث میں نہیں۔ حدیث میں صرف یہ ہی کہ وہ قصاب تھا اور اپنا کاروبار (دشت فروشی) سر باقی قوم پر ہنسنے والے۔ انہیں ہی صرف جسے کہ قصب کہتے ہیں یا نہ کہ مہتمم ہیں کہ جلیف خدا تعالیٰ کو جو برکتیں ان سے نہیں مل سکتی۔ ان کے لئے دعا کرنے سے روکا گیا۔

ایک اور حدیث ہے جو حدیث کی تجارت کی مذمت میں بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ من نسی العلاء علی امی لعلۃ احط الد عمند اربعین مسقا۔ یعنی جو شخص کسی وجہ سے یہ نسی کرے کہ امت محمدیہ پر نسی کرے۔ ان کی ہو پائی۔ ائمہ تعالیٰ اس سے چاہیں اس سے عمل نہ کرے۔ کالائی المصنوعہ میں اس کو موضوع بنایا ہے۔ ۱۰۰ ایک اور حدیث ہے۔ من ادرك مکم زما ن تطلب فیہ الحاکۃ العلم فالهوب الہوب۔ ۱۰۰ یعنی منہ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص لیاضہ پائے جس میں نور ہائے علم طلب کریں۔ یعنی علم پر جہیں توجہ کرنا چاہئے۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کو موضوع بنایا ہے۔ ۱۰۰ ایک اور حدیث ہے۔ بحرح الدحال و معد سعون الف حائل۔ (۱) یعنی وہ حال نگے گا تو اس کے ساتھ ستر بڑا چلا ہے ہوں گے۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کو موضوع بنایا ہے۔ ۱۰۰ ایک اور حدیث ہے۔ لاتساو روا الحاحا میں والحاکۃ ولا تسلمو علیہم۔ (۱) یعنی سنی لگاتے و ہوں اور جو ہوں سے نہ مشورہ کرو اور نہ ان کو سلام کرو۔ تذکرۃ الموضوعات میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ فیہ احمد بن عبد اللہ من اکذبہم۔ (۱) یعنی اس کی منہ میں ائمہ تعالیٰ نے

(۳۱) کالائی المصنوعہ فی الاحادیث الموصوفہ۔ کتاب المعاملات ۲۱۶۵۲ ط۔ مرقا کما فی تذکرۃ موضوعات، کتاب العلم، باب سبہ و عفوہ المذمومہ کالتصدو الحیاۃ و العلم والحاکۃ، ص ۱۲۸ ط مصر

(۳۲) تذکرۃ الموضوعات، کتاب لغو، باب سبہ و عفوہ المذمومہ کالتصدو الحیاۃ و العلم والحاکۃ، ص ۱۲۷ ط مصر

(۳۳) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰)

ہے جو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ من اطلع فی طرز حائلک حلف دماغہ ومن کلمہ حائلکا حرقمہ ومن منی مع حائلک ارتفع ررقہ ہم الذین مالوا فی الکھنۃ وسرفوا عین مریم و عمامۃ یحییٰ بن زکریا و سمکۃ عائشۃ من السور واستدلہم مریم علی الطريق فذلواھا علی عر الطريق یعنی جو شخص جو ہے کے کمرے میں نظر کرے گا اس کا دماغ مختل ہو جائے گا۔ اور جو جو ہے بات کرے گا وہ مندود بن ہو جائے گا اور جو جو ہے کے ہم لوچے گا اس کا رزق اٹھ جائے گا۔ جو اب بن و لوک ہیں جنہوں نے کعب میں پیشاب کیا تو پھر حضرت مریم کا سات اور حضرت یحییٰ بن زکریا کا عمامہ چر یا تھا اور حضرت عائشہ کی کچھی غور میں سے چرائی تھی اور حضرت مریم نے ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے غلط بتایا۔ مذکورۃ الموضوعات میں یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ (۲۰۱) اور اس کا ایک اور طریق بھی ہے جو وہابی نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ہے جو حضرت علیؓ کے طریق سے روایت کی جاتی ہے۔ لا تستنبروا الحاکمۃ ولا المعلمین فان اللہ تعالیٰ سلیم عقولہم وبرع البرکۃ من کسبہم۔ (۲۰۲) چاہوں اور میریجوں یا معلموں سے مشورہ نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان میں من سے راستہ اٹھانے ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث موضوعات میں موضوع ہے۔ (۲۰۱)

حدیث چہارم۔ قال کعب لا تستنبر والحاکمۃ فان اللہ سلب عقولہم ونزع البرکۃ من کسبہم لان مریم علیہا السلام مرت بحماۃ من الحاکمۃ فسلأ لنہم عن الطريق فذلواھا علی غیر الطريق فقالت نزع اللہ البرکۃ من کسبہم۔ یعنی جب نے کہ جب ہم سے مشورہ نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں اور ان کی عقلیں میں سے راستہ نکال لی ہے۔ اس سے کہ حضرت مریم علیہا السلام چاہوں کی ایک جماعت پر گزریں اور ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے غلط راستہ بتایا تو حضرت مریم علیہا السلام نے ان کو بددعا دی کہ خدا تمہاری عقلیں میں سے راستہ نکال لے۔ کتاب نہایت الارف فی غایات النسب میں تو اس کو معطلت سے نقل کیا ہے۔ (۲۰۱) لیکن میں نے حدیث نمبر ۳۔ بیان کیا ہے کہ میں نے جو حدیث نقل کی ہیں ان میں سے حدیث نمبر ۱۰ اور نمبر ۱۱ میں یہ مضمون موجود ہے بلکہ نمبر ۱۱ میں جوہوں کے ساتھ کتبوں کے میانگی میں بھی شامل کر لیے گئے ہیں اور اگر غلط فہمیں کو اپنے موم پر راجع ہے کہ ہم سب کے والد مریم سے تو پھر تو حدیث کے مضمون کی قباحت کی کوئی انتہائی نہیں رہتی کیونکہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام فہمیں کی جماعت میں شامل ہیں اصل معلم تو وہی ہیں۔ غرض اس مضمون کی حدیثیں مرفوعہ بھی مروی ہیں جو موضوع ہیں۔ اور اگر کعب کا اپنا قول یہ جیسا مسخر ف سے نہایت الازرب میں نقل کیا گیا ہے تو ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ اصول شیعہ اور قوانین عقلیہ اور مشاہدات روزمرہ کے خلاف ہے۔

(۲۰۱) تذکرۃ الموضوعات، کتاب العلم، باب اسبابہ وغیرہ المدعومۃ کا لصدو الحیاۃ والتعلیم والحاکمۃ ص ۱۳۷ ط مصر، وحدت الکلی کدالک لاللفظ مالو فی الکھنۃ، مکان مالو فی الکھنۃ (۲۰۳) (ایضاً)

(۲۰۲) المستطرف، باب الخمس والحمسون فی فعل الکسب والنسب والحرف ۶۵۲ ط حیدرآباد العربی، بیروت لبنان

حدیث پنجم۔ وہت حائلی فاختہ بنت عمرو غلاما فامرتہا الا تجعلہ جاررا ولا صانعا ولا حماما۔ یہ حدیث نہایت الازہار فی غایاب السب میں کنز العمال سے حوالہ طبرانی عن جابر بن عبد اللہ اور اسی کنز العمال میں حوالہ مسند امام احمد و ابوداؤد عن ابن عمر بھی ذکر کی گئی ہے۔ دیکھو کنز العمال ج ۲ ص ۲۰۱ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ امی وہت لحائلی غلاما واما ارجوان یارک لہا فیہ فقلت لہا لا تسمہ حماما ولا صانعا ولا قصانا۔ یعنی ابوداؤد میں دیکھنے سے معلوم ہو کہ اس میں ابن عمر سے نہیں بلکہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال (ای عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول امی وہت لحائلی فاختہ بنت عمرو غلاما (الحذیب) اور جابر بن عبد اللہ سے ہے۔ لحائلی فاختہ بنت عمرو الزاہریہ حائلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (التعلیق المحمود ج ۲) ابواب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت جابر یا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنی خالہ فاختہ بنت عمروؓ کو دیکھا کہ یہ پورے شہر میں میری حقیر کی اندھا دکان کے لئے اس کا نام میں نے دیا۔ اس نے کہا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے صاحب کے چہرہ پر دعا دیتی ہے کہ

یہ حدیث حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے، اس میں حضرت عمرؓ سے روایت کرنے والا ابو جہد دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق تعلیق محمول میں تقریب سے نقل کیا ہے۔ ابو جہد و اس ماحدہ قبل اسمہ علی محفوظ من الثالثة ورواہ عن عمر مرسلاً۔ (فتح ابو جہد دیا گیا ہے)۔
حاصل بتایا گیا ہے۔ در یہ تیسرے مرتبہ۔ ایک محمول روایت میں اور حضرت عمرؓ سے ان کی روایت منقطع ہے۔
فتحی ان کا بیان کیا، قاتل حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ اس سے حضرت عمرؓ سے ان کی بیاد و اطوار روایت منقطع ہے۔
فتحی اس اسی حاتمہ عن ابیہ علی اس ماحدہ السہمی عن عمر مرسلاً (بدل المحفوظ)۔ فتحی اس کی حاتمہ اپنے والد ابو حاتم سے نقل کیا کہ علی بن جہد روایتیں حضرت عمرؓ سے منقطع ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ابو جہد کی روایت جو حضرت عمرؓ سے تعلق ہے وہ تو منقطع ہے استیلاء کے قابل نہیں۔ یہی حضرت جہد دیا گیا روایت جو محمد بن المنکدر کے طریق سے ہے اس کی پوری مند معصوم نہیں۔ اس لیے جب تک پوری مند معصوم نہ ہو۔ حضرت عثمانؓ میں جہد سے منقطع نہیں۔

نہیں کہ وہ اس حدیث سے صرف ہی قنوت لے گا ہے۔ "تغییرات" لڑنے کے لیے ایک نیا نہ ملے۔
 ن تین کاموں میں سے کسی کام میں سب نہ بھجورے۔ اور موقع فرمادیا کہ اس کو ان کاموں میں نہ مانا۔ اسے ممکن
 ہے کہ اس نے مہینے میں سب سے زیادہ ہوا۔ حضور نے اس کی طبیعت کو ان کاموں میں نہ سب نہ سمجھا۔ اور

(١) كم نعتل كتب لمع، الباب الاول، الفصل الرابع ٤٢، ٤٣، رقم الحديث (٩٤١٧)

١٣٠ : دودود في كتاب المصنف في الصلاة ٢، ١٣٠ ط (ابو سعيد)

١٢١) نعيم محمد علي حسيني، در رد رفق لهديه ٦، كتاب البوغ في الصانع ٢، ١٣٠ ط سعيد.

(*) بعد : ورقه الحاشية رقم 5 :

(٥) بدل المحدث، كتاب الوع، باب الصانع، ٩٧، ٩٥ ط. دار البيان، القاهرة.

نہیں فرمایا کہ اگر اس کو ان کاموں میں لگایا تو طبعی نامناسب کی وجہ سے یہ ان کاموں سے کچھ زیادہ یا مطلقاً کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے گا۔ حالانکہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اس نامہ کی مائی خد کے لئے موجب رفاہیت اور موجب برکت ہو تو اس حدیث کو ان صنعتوں کی مذمت کی، پس میں ابابھی کوئی معقول بات نہیں۔

جن احادیث کو آپ نے مذکور دریافت پر تقاضا سے منسوب کیا ہے، استفادہ کے جواب پر استنباط یا نہ۔ ورنہ اس کے متعلق بہت سے مباحث ہیں جو کبھی فرصت کے وقت لکھے جاسکتے ہیں۔

نقطۂ توجہ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

اہل صنعت و حرفت کے متعلق احادیث کی تنقید حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا اعلان

۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے تقویمہ میں ایک سو گنے جواب میں میرا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ وہ سال تاب ”نسبیت اللہ رب“ میں شائع شدہ چند احادیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق تھا۔ پہلے تو میں نے تقریباً مہینہ ڈیڑھ میں تک جواب دینے میں تاخیر کیا۔ لیکن جب مسلسل نے زیادہ تقاضا کیا اور متعدد مقامات سے اسی قسم کے سوالات آئے۔ مشایخ کباروں، بہادر، منصور، سید پور وغیرہ) تو میں نے وہ مضمون کچھ کر شائع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا سید اصف حسین صاحب کا ایک مضمون انہیں سوالات کے جواب میں ”امان“ میں شائع ہوا۔ اور مولانا خجہ محمد صاحب کی ایک کھلی چٹائی اخبار ”العدل“ و جرنالہ میں میرے اور مولانا سید سلیمان صاحب کے نام شائع ہوئی۔ حضرت مولانا سید اصف حسین صاحب کے مضمون میں یہ اصرار بھی درج ہے کہ میرے اور مولانا سید سلیمان صاحب نے مضامین کی مفصل تنقید بھی تیار کی ہے جو شائع ہونے والی ہے۔ اور مولانا عبدالحق صاحب کے مضمون میں بھی یہ اصرار ہے کہ یہ تمام مضامین کا میں نے مطالبہ کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ یہ معاملہ طول نہ پڑے کہ اسلامی اور قومی مذہب سے اس کا طول پڑنا مضرت ہے۔ لیکن شائع شدہ مضامین سے اور بھی خط فنی بڑھے کی اس لئے دوبارہ سے تنقید کا تذکرہ شائع ہونے سے بعد (اس کا اعلان یہ کیا ہے) میں ایک مفصل مضمون شائع کر دوں گا۔ منشاء اللہ خان۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔ دہلی۔

نوٹ از و اصف

(۱) اخبار جمعہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں مولانا مفتی عبدالحق صاحب مفتی محمد کفایت اللہ کی تنقیدی مضمون شائع ہوا اور اسی اشاعت میں حضرت مفتی اعظم کا مذکور ہوا اعلان بھی شائع ہوا۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کیا ہوا کہ یہ مذکور تنقیدی مضمون اور پھر حضرت مفتی اعظم کا جواب شائع ہوا یا نہیں؟ مجھے اس کا علم نہیں۔

(۲) قوموں کی اجتماعی و انفرادی زندگی کو برقرار رکھنے کی اقتصادی و سماجی وسائل پر منحصر ہے وہ اصولی طور پر زمین ہی ہیں۔ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت۔ احادیث نہ ورہ کی رو سے یہ چیزیں قابل نفرت اور کفر

مہذب قرار پائے۔ پھر در کون ماہی در آب و در غنایہ معاش باقی رہ جاتا ہے جس کو اختیار کرنے کوئی قوم تیار نہ
مابقا۔ میدان میں قدم نہ۔ اس سستی ہے۔ اور یہی نمبر اپنے اقتصادی نظام کو برقرار رکھ سکتی ہے؟ (حیث
ار حمان واصف حشی عنہ)

قاطع البحر کی بخشش نہ ہونے کا مقولہ بے اثر ہے

(نویسہ مورخہ ۲۹ قور ۱۹۲۵ء)

(سوال ۱)۔ ہاں چند لوگوں نے یہ حریقت اختیار کر لی ہے۔ وہ یہ کہ ہر سال ہائات مال سے جو
و ختن کبریٰ فروخت کرتے ہیں۔ ان کے لئے ٹریاں، اور فروخت کرتے ہیں۔ ہائات میں سود چاہیں،
شیئہ اقل وغیرہ وہب قسم کے درخت ہوتے ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ قاتل البحر کی آخرت میں بخشش نہیں
ہوتی۔ یہ پیشہ میرا ہے۔

(جواب ۳۵۵)۔ اس پیشہ میں شہادتی قہاقت نہیں۔ مگر یعنی پھر درختوں وہب فائدہ مند ہے، مگر
نہ۔ لیکن غرض تجارت سوانے میں منہ نہ نہیں۔ قاطع البحر کی بخشش نہ ہونے کا مقولہ جو مشہور ہے ب
اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

حلال پیشہ اختیار کرنے والے مسجد کے متولیان سے ہیں

(نویسہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال ۱)۔ حلال جانوروں کا گوشت شریعت کے مطابق ذبح کروا کر فروخت کرنا اور اس کو پیشہ بنانا جائز ہے یا
نہیں؟ (۲)۔ اس قسم کے پیشہ ورانہ حلال اور جائز طریقہ سے دوسرے پیشہ ورانے جو حلال کے نزدیک
ذاتی عزت و دین سمجھے جائیں۔ مگر اس مسجد کے متولیان قہاقت سے جائیں تو چھ قہاقت و نہیں؟ (۳)۔ جو
حلال و جائز پیشہ و تجارت ہو جائے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۵۶)۔ (۱)۔ یہ پیشہ اختیار کرنا جائز ہے اس میں کوئی شرعی قہاقت نہیں۔ (۲)۔ یہ لوگ مسجد اور دیگر
وقف امامیہ کے متولی ہوتے ہیں (۳)۔ حلال اور جائز پیشہ و حرام سمجھنے والے خدا کا رہیں اور ضد و تعصب نہ
ہوئے حرام ہوتے ہوں تو سخت غدار اور فاسق ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

(نوٹ از اصاف)۔ اس پر تہ باب کے ساتھ کتاب اللہ کی آیات و احادیث سے باب بھی، ملاحظہ فرمادیں۔

پانچواں باب رشوت، چوربازاری اور پگڑی لینا

(۱) پٹواری کا تنخواہ کے علاوہ کاشتکاروں سے لینے والی رقم کا حکم

(۲) رشوت کی تعریف

(۳) رشوت کا استعمال ناجائز ہے

(۴) رشوت لینے والے کی توبہ کا طریقہ

(سوال) (۱) ایک شخص زمرہ پٹواریان میں ملازم ہے جس کی ریاست سے تنخواہ ملتی ہے۔ اس نے ہاتھ کاٹھکروں سے سب سے کچھ حقوق اس کے ہاں خود مقرر کر رکھے ہیں جو وقت وصول کانٹینیٹوں - چرن - فری - اپواری کو دیتے ہیں۔ اب یہ شخص سمجھا کہ میت میں اس سے کیا ہوتی ہے۔ قریب سے یہ معلوم ہوا کہ اس نے کہ روپیہ لینے والا زمیندار کی میت یا توبہ ہوتی ہے کہ میرے نام یہ پٹواری کا حق کا ہوا ہے اور میرے باپ سے اس سے دیتے چلے آئے ہیں یہ میت ہوتی ہے کہ اگر حق مقررہ پٹواری کو نہ دیا جائے گا تو ممکن ہے کہ پٹواری ہمیں اتالیق یا منصفین پہنچائے یا ہم سے معاہدہ ہو جائے۔ ہمارے نامہ وصول زیادہ ہے۔ ایسی صورت میں حق مقررہ دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک وہ شخص ہے جو زمرہ پٹواریان میں ملازم ہے اور اپنے ماتحت کاشتکاران سے لے دیتا ہے کہ نہ تو مجھے روپیہ نہ ضرورت ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی چیز چاہئے تمام زمینداروں میں ہرگز تم کو نقصان جانی وہ نہ پہنچاؤں گا اور نہ بے نیستی کروں گا۔ باوجود اس کے وہ حق مقررہ کا ایک روپیہ دیتے ہیں اور وہ شخص لیتا ہے اور دیتے وقت یہ کہتا ہے کہ میں ان قسم کی رعایت نہیں کروں گا اور نہ حصول سرکاری میں ہی ہوں۔ ایسا حق لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ایک وہ شخص ہے کہ کاشتکار اس کو کچھ دے دیتا ہے اور یہ کہہ کر دیتا ہے کہ رعایت کرنا یا ان کے جس قدر ہوتا ہی تحریر کرنا۔ اور وہ شخص وہ روپیہ لے لیتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۴) ایک صورت یہ ہے کہ کاشتکار ان کے سرکاری کے متعلق پٹواری سے خواہش کرتا ہے کہ مجھ کو سب سمجھ دو۔ پٹواری حسب فہمی پر اس سے کوئی معاوضہ وصول کرتا ہے۔ یہ معاوضہ وصول کرنا جائز ہے؟

(۵) ایک زمیندار درخت لینا چاہتا ہے۔ ریاست کا قانون ہے کہ اگر سرکاری زمین میں ہے تو قلمہ دیا جاتا ہے اور اسے درختی زمین میں ہے تو بلا قیمت دے دیا جاتا ہے۔ میرا حال اس صورت میں پٹواری کو معاوضہ ملنے کی ضرورت پڑتی ہے اس معاوضہ میں زمیندار پٹواری کو ایک روپیہ فیس کا دیتا ہے۔ اس فیس کا کیا اثر ہے یا نہیں؟

(۶) پٹواری کے متعلق کام زیادہ ہے۔ زیادتی کا مالورہ مالورہ کو دیکھتے ہوئے مایہور تنخواہ اپنانے کا متعلق ہے۔ لیکن اس کو تنخواہ میں مایہور دس روپے ملتے ہیں۔ قلت تنخواہ کا سبب یہ معلوم ہوا ہے کہ مجوزین نے اس سے توجہ نہ رکھ کر تنخواہ قلیل مقرر کی ہے کہ پٹواری اپنے حلقہ میں ایک محقر کل کی حیثیت رکھے گا اور کاشتکار

(۸) اس کی روزی حلال نہ ہوگی۔

(۹) توبہ کے لئے ضروری ہے کہ جن لوگوں سے ناجائز قوم وصول کی ہیں وہ واپس کر دے اور وہ صلیب یا دھن سے رہے ہوں تو اتنی رقم بہ نسبت رفع وبال صدقہ کرے اور آئندہ کے لئے نہ لینے کا عہد کرے اور نہ شہتہ نہاد پر نام نہ لے اور مغفرت نہایت جب یہ توبہ ہوگی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

رشتہ اور بلیک کی وجہ سے روزی کمانے والے کی امامت

(سوال) لایزہ رشتہ والے اور بلیک کر کے اپنی روزی کمانے والے کا لایزہ کا لایزہ کی شرکت میں ہے اور لایزہ دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے بیس زیادہ ہے اور لایزہ کے دو سروس کار وہ بیس مار کر دے گا۔ تب۔ لایزہ۔ شرکت کے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۸) لایزہ اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

کنٹرول کا مال بلیک کر کے چھنا

(سوال) لایزہ کے پاس کنٹرول کا سامان ہے۔ چھ تو وہ کنٹروں ریت پر فروخت کرتا ہے اور چھ بلیک میں فروخت کرتا ہے۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟

المستفتی اللہ بخش۔ ۱۸ فروری ۱۹۵۵ء ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

(جواب ۳۵۹) کنٹرول کا مال بلیک میں زیادہ داموں سے چھنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

حکومت یا محکمہ کنٹرول کے مقررہ نرخ سے منگے داموں چیز چھنا

(سوال) (۱) گورنمنٹ پناے کا جو ریٹ مقرر کرتی ہے اس سے زیادہ منافع ہے کر پناہ فروخت کرنا جس کو بلیک مارکیٹ کہتے ہیں۔ اس طرح حاصل کیا ہوا مال کیا ناجائز ہے؟

(۲) محکمہ کنٹرول کا اندازوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے کہ تم اقرار کرو کہ ہم مقررہ کی ہوئی قیمت پر مال فروخت کریں گے اور وہ جس بھاد چاہتے ہیں فروخت کرتے ہیں۔ اس کے وعدہ اور اقرار کے بعد مقررہ قیمت سے زیادہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس مال سے فرینڈ جی کو لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیع دہوی

(جواب ۳۶۰) ہاں بلیک مارکیٹ کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں لوں تو گورنمنٹ سے بد عہدی دوسرے جھوٹ بولنے کا موقع، تیسرے مخلوق سے بے رحمی اور سختی۔ غرض بہت سی ناجائز چیزیں ہیں۔ اس طرح سے ہونے والے روپے سے بیج کرنا ٹوبہ کا کام نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

(۱) وہی القیہ الرشوة یحب ردھا ولا تملک، ویحب دفع لبقاضی اولیہہ سبح لا صلاح المهمہ فصلاحہ ثم یلم برد مادیع لہ رد المحتار، کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوة، ۳۶۲ ط سعید

(۲) ان کان صاحب ہوی لا یحفر بہ صاحبه تحوز الصلاۃ حلقہ مع الکراۃ (الہندیہ، کتاب الصلاۃ الباب الخامس، الفصل الثالث، ۸۴/۱ ط. ماجدیہ)

کیا ظالم حاکم کے ظلم سے پتے کے لئے نذرانہ دینا رشوت ہے؟

(سوال) غفلت رشوت کیا ہے؟ اگر کوئی شخص کسی ظالم حاکم کو اس کے شر سے پتے کے لئے ہونے والی تحفہ وغیرہ دے تو وہ رشوت کے جرم میں ماخوذ ہوگا یا نہیں؟ اگر کسی دوسرے مسلمان بھائی کی وجہ سے کوئی ظالم حاکم وچھ نذرانہ وغیرہ دے تو اس قسم کا دینا بھی دینے والے کے حق میں رشوت میں شمار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی رحمۃ اللہ علیہ: اللہ سو اگرچہ مہ نواب بخ شمع کو نذر

(جواب ۳۶۱) نام وچھ نذرانہ دینا کہ وہ اس کے موافق فیصد رسائی اور تنفس کو کوئی حق کام کرنے کے لئے ہونے والی رشوت ہے۔ فی المصاح الوضوء بالکسر ما یعطیہ الشخص الحاکم وغیرہ لیحکم لہ او یحمله علی ما یرید اسہی (رد المحتار) کسی ظالم سے شر سے پتے کے لئے ہونے والی رشوت دینا جائز ہے۔ لیکن اسی حد تک جائز ہے کہ کسی دوسرے کی حق تلفی نہ ہو۔ خواہ اس نے اپنے واسطے دیا ہو یا کسی بھائی کی خاطر سے۔ اس صورت میں رشوت کا وبال صرف آئندہ پر ہوگا۔ دینے والے پر چھ نہیں۔ الرایع ما یدفع لدفع الحوف من المدفوع الیہ علی نفسہ او مالہ حلال لدفاع حواء علی الاحد لاد دفع الضرر علی المسلم واجب ولا یحوز اخذ المال لیفعل الواحد اسہی (رد المحتار ج ۴ ص ۳۱۶)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۳۶۲) جو کام کہ خواہ پرانہ رسم ہے یا نئے پر اجرت دینا یا حق و رشوت سے موافق رو دینا یہ رشوت ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

رشوت لینے کا حکم

(۱) یہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء

(سوال) یہاں پر پوچھنا ہے کہ رشوت لینے والے کا کوئی ثمرت ہے۔ مگر ہر وقت میں تمام بندہ ہو یہ مسلمان اس سے ٹھکر کرے یا وہ سوچو چھ ٹھکر کے ان کا اس میں سے حصہ ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اس کے دل دکھا کر روپیہ لینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۶۳) یہ رشوت ہے۔ حرام ہے اور غریبوں کو تاکا اور ان سے روپیہ وصول کرنا سخت ترین ظلم ہے۔ یہ تماموں کا ٹھکر کا دوزخ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ فخر دہلی۔

۱۔ رد المحتار، کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوة، ۵/۳۶۱ (سعد)

۲۔ (ولا یحوز اخذ المال لیفعل الواحد، ۵/۳۶۲ ط (سعد)

۳۔ الرشوة ما یعطیہ الشخص الحاکم وغیرہ لیحکم لہ او یحمله علی ما یرید، (رد المحتار کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوة، ۵/۳۶۲ ط (سعد)

۴۔ (ما یدفع لدفع الحوف من المدفوع الیہ علی نفسہ او مالہ حلال لدفاع حواء حتی الاحد، رد المحتار کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوة، ۵/۳۶۲ ط (سعد)

- (۱) حرام مال کے حلال ہونے کا طریقہ
 - (۲) حرام مال کا ورثاء کے لئے حکم
 - (۳) مخلوط مال سے تجارت کا حکم
 - (۴) حرام مال تو بہ سے حلال نہیں ہوتا
- (تقریر مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۴۲۹ھ)

(سوال ۱) مال حرام کے بارے میں حلال ہونے کی کوئی صورت کن وقت ممکن ہے یا نہیں؟ (۲) مورث کا مال حرام ورثاء کے واسطے شرعاً حرام ہے یا حلال؟ (۳) اگر کسی کے پاس مال مخلوط حلال و حرام ہو یعنی اس مال حرام تھا اس سے وہ تجارت یا زکوٰۃ کرتا ہے تو اب اس کے مال کا کیا حکم ہے؟ (۴) مال حرام بعد تو بہ حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۶۴) (۱) حرمت کی وجہ مختلف ہیں اور ان سے حاصل شدہ مال کے احکام بھی مختلف ہیں۔ مال مفسد یا مسروقہ مال کی اجازت دینے اور بخش دینے سے حلال ہو جاتا ہے۔^(۱)

(۲) مورث کا مال حرام جس کے متعلق وارث کو حرام ہونے کا علم ہو وارث کے لئے بھی حرام ہے اور اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اصل مالوں کو واپس کرے۔ مثلاً اگر وارث کو یہ علم ہو کہ مورث نے زید سے سودیا رشوت میں یہ سو روپے یا کھوڑ وغیرہ حاصل کیا تھا تو وارث کو زہم ہو گا کہ وہ سو روپے اور وہ کھوڑ اس کے مالک کو واپس کرے۔ کیونکہ وارث اس چیز کا وارث ہو تا ہے جو اس کے مورث کی ملک ہو اور جو چیز کہ اس نے مورث کی ملک ہی نہیں تھی وارث اس کا حیثیت وارث ہونے کے مستحق ہی نہیں ہوا۔^(۲)

(۳) مال مخلوط میں آخریت پر احکام جاری ہوتے ہیں۔ اگر اکثر حلال ہے تو حلال کا حکم دیا جائے گا۔ اور اکثر حرام ہے تو حرام کا۔^(۳)

(۴) تو بہ سے مال حلال نہیں ہوتا۔ زنا وغیرہ کا نواہی معاف ہو جاتا ہے۔^(۴) محمد کفایت اللہ نغزلہ،

کرایہ دار کا پگڑی لے کر دوسرے آدمی کو آباد کرنا

(سوال) کرایہ دار جو کہ مکان یا دکان میں آباد ہے وہ کسی دوسرے شخص سے پگڑی کا روپیہ لے کر اپنی جگہ پر دوسرے شخص کو آباد کر دیتا ہے یا مالک جائیداد سے پگڑی کا روپیہ لے کر جگہ خالی کر تا ہے یہ پگڑی لینا ناجائز ہے یا نہیں؟ المستفتی حاجی محمد دائود (دہلی) ۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(۱) عصب من آخر ساحۃ و ادخلها فی مابہ او عصب من آخر ثالۃ و عرسھا فی ارضہ و کثرت حتی یقطع حق المالك ثم ان المالك قال للعاصب وھت لك الساحۃ و ثالۃ صح وھذا لراء عن الصمان (الھندیۃ، کتاب العصب الباب السادس، ۵، ۹۳۷ ط. ماحدیۃ)

(۲) الحد مورثہ رشوۃ او ظلم الحد دلت علیہ لا یحل لہ الحد رد المحتار، کتاب البیوع باب البیع الفاسد، مطلب فی من ورت مالاً حراماً، ج: ۹۹/۵، سعید)

(۳) علی الفیۃ الرشوۃ یحب ردھا ولا تملك و فیھا دفع لفسادی و لعیہ سحتاً لا صلاح المہم فاصبح ثم ندیم برد مادفع الیہ (رد المحتار، کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوۃ ۵۳۶۲ ط. سعید)

(جواب ۳۶۵) پہلی کاروبار پیسہ بنا کر دوسرے کر یہ دوسرے خواہ ملک چاہے لاسے یہ جائے نا جائز ہے۔ ہر ملک جائیداد کو اپنی جائیداد واپس لینے کا حق ہے۔ اگر کرایہ دار کو یہ جائز نہیں کہ وہ جائیداد دوسرے کرایہ دار کو دے اور نہ پر پہلی رقم بطور رشوت وصول کرے۔ محمد کا فیتہ اللہ کان اللہ، دہلی۔

(۱) بلیک کر کے مال بچنے کا حکم

(۲) عام ریٹ سے سستے داموں چیز بیچنا

(۳) زیادہ غلہ لینے کے لئے فرضی نام لکھوانا جائز نہیں

(۴) روپ کی ڈیز ہر روپے کے بدلہ میں بیع کرنا

(سوال) (۱) بلیک یعنی حکومت سے چھپ کر فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) سٹورول میں جو چیزیں مثلاً ایک

روپ کا یہ بھر چاول ملتا ہے ہم چوری سے شہر والوں کو ایک روپیہ کے دو سیر چاول دیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۳) راشن کارڈ میں جتنے آدمی لکھتے ہیں نہیں وعدہ ملتا ہے وہ کافی نہیں ہوتا ہے اگر ہر گز منوں سے زیادہ نام

لکھ دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۴) چاندی کا ایک روپیہ ڈیز ہر روپیہ میں بیعت کیا ہے یا نہیں؟

المستفتی حافظ عبد الرحمن ازہر انیم پور

(جواب ۳۶۶) (۱) حکومت سے چھپ کر خرید و فروخت کرنا قانوناً جرم ہے مگر جرم نہیں یعنی اس میں وجہ

سے جرم ہو لیا جائے تو وہ حرام ہے۔ (۲) (۳) اپنے مال کو اپنے نرخ سے بیچنا مباح ہے مگر اس میں بھی ایسا نہ

ہو کہ حرام ہے۔ (۴) فرضی نام لکھوانا جائز نہیں ہے۔ (۵) یہ جائز ہے ہر مبادلہ غیر جنس ہونا

ضروری ہے۔ (۶) محمد کا فیتہ اللہ کان اللہ،

چھٹا باب کاروبار کی تعطیل

یک شنبہ کو کاروبار بند کرنے کا حکم

(سوال) ہم تجارت پیشہ لوگ۔ بھٹہ ہونا کاروبار بند اس غرض سے کرتے ہیں کہ ہمارے بازار میں دوسری قوم

کے لوگ بھی ہیں اور وہ لوگ۔ بھٹہ کے ہوا کاروبار بند کرنے کو ناراض ہیں۔ یہ کاروبار کرنا محض اس غرض سے

ہے کہ ہفت میں ایک روز آرام و تفریح ہو جائے۔ بھٹہ کو کاروبار بند کرنے میں سوائت یہ ہے کہ تمام روزہ

و فائز اس وغیرہ بند رہتے ہیں اور عوام بھی۔ ہم طور پر کاروبار میں دلچسپی نہیں لیتے۔

(۱) بحوالہ سابق ص ۴۰۳ ص ۳۵۵

(۲) (۳) (۴) عن می ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ علیہ السلام قال: ایۃ المعای ثلث: ایۃ حدث کذب واداء وعد

احیف وادائنس حال (رواہ البیہقی، کتاب الایمان، علامہ السائق، ۲/۲۳۲ ط سعید)

(۵) (۶) وغیرہ ای عنہ بحرمہ ثریۃ، ۲/۲۳۲ ط سعید، ۵- وحده حرۃ الفضل ولسا، ۲/۲۳۲ ط سعید، ۵- وادائنس حال (رواہ البیہقی، کتاب الایمان، علامہ السائق، ۲/۲۳۲ ط سعید)

(۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

ارجع عن قوله او لم ينسر له جواب اوتيسر و لم ينسر له الا رسال حتى توفي و كان عالم
فاضلا متعبدا من طائفة اهل الحديث رحمه الله تعالى
و اما العدد الراجي رحمة مولاه محمد كفايت الله عمره له ربه و كفه

فعل بد سے توبہ کرنے کی صورت میں فاحشہ عورت کے پہلے مال کا حکم
(سوال) کیا فحشہ عورت میں سے مال اس مسئلہ میں کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے فعل بد سے توبہ نہ کی۔ پس توبہ
سے پہلے مال ہے فعل بد سے مہینہ دو لاکھ اور تمام مہینوں و عدا تاحول ہے احترام ایام و توبہ۔
(جواب) (۱) مؤلف نے عبد اللہ غازی پوری (رحمہ اللہ) سے اس لئے کہ وہ فعل بد، فعل نیک سے پہلے کیا۔ پس اب ۱۰۰
مال فعل نیک سے کمایا ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ الا من تاب وامن و عمل عملا صالحا فاوالت بدل
اللہ سینا تہم حسات و كان اللہ غفورا رحیما۔ (الفرقان ۱) رکوع آخر (وقال اللہ تعالیٰ فسحۃ
موعظۃ من ربہ فاتہی فلعلہ سلف (البقرہ رکوع ۳۸) ۱۰۰ واللہ اعلم۔

کتبہ محمد عبد اللہ غازی پوری ۳۲۳ ۱۲۲۵ ۱۲۲۵
(جواب ۳۶۸) (۱) حضرت مفتی اعظم (رحمہ اللہ) فعل بد سے کمایا ہو مال زانیہ کی حکم میں دھن نہیں ہے۔ تاہم جس توبہ
سے بعد نہ خود اسے اس کا استعمال نہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو۔ توبہ سے فعل کا نہاد و عفو اور مؤخذہ و مرتع
نہ ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اموال محرمہ جو انہی ملک میں نہ صرف خیرات میں وہ بھی حلال ہو جائیں۔ بہت ساری نہ
فاضل مجیب نے استدلال میں پیش کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے اس سے صرف نہاد و عفو یا تدارک
ہو سکتا ہے یا کتابوں کے بدلے۔ اور بیبیوں کے ملنے پر۔ مال مختص من احرار کی حالت پر اس میں ۱۰۰ مال
نہیں ہے۔ سوال کا جواب اس قدر کافی ہے تاہم اصل صحت کے اطمینان کے لئے مجیب کے جواب پر ۱۰۰ مال
۱۰۰ مال عبارت میں (صیابة عن عوداء العوام) لکھ دیتے ہیں۔

هو المصوب اقول ما فهمه المحب العلامة العارفي في من قوله تعالیٰ فاوالت بدل اللہ
سالتهم حسات (۳) من ان السبب باعياها تبديل و تصير حسات ماطل لا يساعده نيل و لا
عصده عقل و الكلام على ذلك موحود. اما اولاً فقول لو كان المراد بالسبب السد كور في الامة
تبديل اعيانها بمعنى ان السبب تصير باعياها حسات لو ان يمتنع اقامة الحد على الراس
و السارق و السارق و القاذف و قاتل النفس المحرم فيها اذا تا و اقل اقامة الحد و ان نحل
الاموال المسروقة و المغصوبة و الرشى كلها للسارق و العاصب و الموتى اذا تا و اقل اقامة
الحد على السارق و تضمين العاصب و ان يكون كفر الكافر و ما الرائي و سرقة السارق سبب

(۱) سورة الفرقان، الجزء التاسع عشر، رقم الآية ۷۰

۲۰ سورة بقرہ، الجزء الثاني، رقم الآية ۲۷۵

۳۱ سورة بقرہ، الجزء التاسع عشر، رقم الآية ۷۰

في وقت وحساب في وقت حر . وان يقلب الكذب بعينه تصديقا وان ثبت سب ولد الزنا من الزاني اذا تاب . وان يتوارث الزاني وولده من الزنا بعد التوبة واللوارث كلها مسغبة شرعا فلملوه مغلها . اما وجه اللزوم في الاول فهو ان العقوبات الشرعية انما تحب على الجانيات والسيئات . واذا لم تنق السيئات بعد التوبة حيايات بل صارت حسبات وحب ان ترتفع العقوبة والا لره انماها على الحسنة وهو باطل ، لقوله تعالى ماعلى المحسنين من سبيل واما في الثاني فهو ان الا موال الحاصلة بالسيئات اذا صارت بعد التوبة حاصلة على الحسبات كما قسم فلا سبل نلحكم بحرمتها عندكم . فان فرقته بال المال المسروق والمقصوب باق على ملك المسروق والمقصوب منهما ولذا لا يحل للشارق والعاصب . رد بان المال لما خوذ على الزنا ايضا لم يحرر عن ملك الزاني ولم يد حل في ملك الزانية . فان الفرق ؟ وان قلتم المال المكتسب للزنا يد حل في ملك الزانية . قيل لكم ها تواتوا برها بكم ان كنتم صادقين . واما في الثالث والرابع فهو ان السيئات اذا صارت باعانيها حسبات فلملوه كونها سيئات وحسبات بين لا ستره فيه فان لعين واحد . واما في الخامس والسادس فهو ان عدم ثبوت السب فرع كون الوطى حراما وزنا . عادة الوارث فرع عدم ثبوت النسب ولما صار الوطى الذى كان حراما وزنا بعد التوبة حلالا وحسبا لره ثبوت السب والتوارث وهذان اما بطلان اللوارث فما حجاج من يعد به من عماء سبعة المقدسة فانه لم يفل احد من الاثمة بحل الا موال المسروقة والمقصوبة والرسى بعد التوبة قل اقامة الحد . ويكون شىء واحد سينة في وقت وحسنة في اخر . ويجوز انقلاب الكذب تصديقا وثبوت السب من الزاني بعد التوبة . وبالتوارث بين الزاني واولاده من الزنا . وما نايلا فلا يفسرون قد اوردوا في تفسير هذه الالة اربعة اقوال . القول الاول ان المراد بقوله تعالى فاولئك يندل الله ان الله تعالى بدل قاتح اعمالهم في الشرك محاسن الا اعمال في الا سلام . قل ان عباس هم المؤمنون كانوا اقل ايمانهم على السيئات فرعب الله بهم عن ذلك فحو لهم الى الحسبات واند لهم مكان السيئات حسبات (رواه ابن حوير في تفسيره تحت هذه الالة الكريمة) ٣ . وقال سعد بن المسيب رضى الله تعالى عنه بركت في وحتى واصحابه حين فلوا كلف لنا بالتوبة وقد عدلنا بالله (الى ان قال) فاند لهم الله تعالى بعبادة الا وتان عادة الله واندلهم بقال مع المسركس قتلا مع المسلمين للمشركين واندلهم سكاك المشركات بكاح

١ سورة التوبة، الجزء العاشر، رقم الالة ٩١

٢ . ان شرط الصحة فيها رعب المصدقين . ومبها ان يكون مقدير الا شيئا حقيقه او شرعا فلا يجوز لا مسح على لعمري . يهديه . كتاب لا حركات الاول ٤٠ ٤١٩ هـ . ما حنبله . وفي يهديه ايضا لا يجوز الا حرة من من اعفاء والزوج . ولا حر في ذلك . وهذا كنه هو اني حنبله رحمه الله عليه وني يوسف رحمه الله عليه . حنبل رحمه الله عليه . يهديه . كتاب لا حركات الثالث الخامس عشر الفصل الرابع ٤٠ ٤٩٤ هـ . ما حنبله

٣ . تفسير نظري لا من حوير سورة الفرقان . الجزء التاسع عشر . رقم الالة ٧٠ . ص ١٩ ٢٩

المؤمنات (رواه ابن جرير) ١٠ فهذا صريح في ان المراد بالتبديل في الآية عدد اس عدى وسعيد بن المسيب رضى الله تعالى عنهما هو التحويل من حال الى حال و صرح به مارواه ابن جرير عن ابن عباس انه قال بالسرك ايمانا وما لقتل امساكا وبالرا عفة واحسانا وعلى هذا التقدير اما يكون التبديل في الدنيا وهو التوفيق الذى صار سببا لا يمانه وطاعته ١١ القول الثانى ان المراد به تعالى يمحوا السيئات الماضية ويثبت مكانها حسنات بالوبة قاله الرا ح وروى عن سعيد ابن المسيب ايضا ١٢ والقول الثالث ان المراد بتبديل ملكة السيئات بملكة الحساب والقول الرابع ان المراد بتبديل العقاب بالنواب قاله القفال والقاسى (تفسير ١٣) كسر والبصاوى ١٤ والمدارك ١٥ فان قيل قدر وى ابن جرير في تفسيره عن سعيد ابن المسيب انه قال تصير سيئاتهم حسنا تهم يوم القيامة ١٦ وهذا يدل على ان المراد بتبديل اعيان السيئات بالحسنا تهم ليس كما قلت فانه يمكن ان يكون مراد سعد ان سيئاتهم تمحى ويعطون حسنا تهم مكانها وهذا هو الرا ح لانه يؤيده قول سعيد البار ولما كان فى كلام سعيد هذا مطة الوهم الى ان السيئات تصير باعيانها حسنا دفعه المفسر بقوله قال ابو جعفر اولى التأويلين هو لا ول (يعنى ان المراد تحويلهم الى الحسنا تهم) فان فيه نقلهم عما يستخطه الله من الا عمال الى ما يرضى واما قلنا ذلك اولى تأويل الآية لان الا عمال السينة التى قد كانت مصت على ما كانت عليه من الفح وغيره جائز تحويل عين قد مضت صفة الى خلاف ما كانت عليه الا بتعيرها عما كانت عليه من صفتها فى حال اخرى فيحب ان فعل ذلك كذلك ان يصير شرك الكافر الذى كان شركا فى الكفر بعينه ايمانا يوم القيامة بالاسلام ومعاصيه كلها باعيانها طاعة وذلك ما لا يقول ذو حنى انتهى (اس جرير ١٧) قلت انما قال ابو جعفر اولى التأويلين لان لكلام سعيد محملا صحيحا كما ياب ويؤيده حديث سحر اهل البار حرو جامس البار ودخولا الحة فان فيه انه تعالى يقول له لك مكان كل سمة حسنة ١٨ واداف هذا فاعلم ان المحب العاز يفورى احطاً فى فهم المراد بالتبديل واصل الآية على تبديل السية بعينها حسنة كما صرح فى جوابه وانت خير ان احدا من المفسرين لم يذهب اليه بل رده ابو جعفر وحكمه انه قول لا تصدر عن عاقل و نقل الرازى فى تفسيره الكسر عن الرا ح انه قل السينة بعينها لا تصير حسنة ١٩ وقال فى المدارك ولم يردده ان السينة بعينها

- (١) انفس الطرى لامي جعفر محمد بن جرير الطرى المسمى بحامع البيان تفسير القرآن سورة الفرقان - الجزء عسر - رقم ٧٠ ط ٢٩١٩ ط بيروت ط الصحيح عددا لا ولى معنى فى رواية عن ابن عباس عددا باله ١٨ ٢٧ (٣٢) انفس ابن جرير سورة الفرقان ٢٩١ ط بيروت (٢) انفس الكسر - سورة الفرقان - الجزء التاسع عشر ٢٤ ١١٢ رقم الآية ٧٠ ط مكتبة الاعلام الاسلامى (٣) انفس البصاوى - سورة الفرقان ١٠٣ ط كتب حبه رحمة بوى (٤) انفس المسمى المسمى بتفسير المدارك - سورة الفرقان ٢٠ ١١٧٩ رقم الآية سمر ٧٠ ط دمشق (٥) انفس لابن جرير ٣٠/١٩ سورة الفرقان - الجزء التاسع عشر - رقم الآية سمر ٧٠ (٦) انفس لابن جرير - سورة الفرقان ١٩ ٣٠ رقم الآية ٧٠ (٧) انفس الكسر - سورة الفرقان حرة - السبع عشر رقم الآية ٧٠ ط ١١٢ ٢٤ ط مكتب الاعلام الاسلامى

حسنة ولكن المراد ما ذكرنا انتهى (۱). قلت سمعت ما يلزم على هذا القول من المفاسد التي يساها سابقا فكيف يظن بعاقل تفقه في الدين ووعى الاصول الشرعية ان يقول بدماما المعاشي الا بعدة المسقولة من السلف فلا يلزم عليها شئ من تلك المفاسد وليس في شئ منها حجة للمحب فان مألها الى حمل التبديل المذكور في الآية اما على التوفيق او على تبديل الملكة او على اثبات الحسنة مكان السيئات او على تبديل العقاب بالثواب وفي كل ذلك لا يلزم ان تصير السنة بعينها حسنة ولما لم تغلب السيئات ما عاينها عن وصف الحرمة فلا موانع الماحوذة عليها ماحوذة على السيئات فتكون محرمة حينئذ بعد النوبة ايضا كما كانت قبلها واما ثالثا فانه قد حطر سالي وحده فوى يدل على حرمة الاموال المذكورة بعد تسليم اغلاب السينة حسنة ايضا فقول لسليما ذلك فعاية ما يشك به ان صاحب السينة لا يواحد باخذ المال عليها كما لا يواحد على ارتكاب السية نفسها اما حل الا موانع فهو بمرآحل عن مفهوم الآية الكريمة فان الوطى الحرمان سالا وان اغلب وتبدل حلالا وحراما لا يمكن جعله سالا شرعيا لا حد المال لانما انه سالا حلالا معرره من الطريق فبقى المال الماحوذة عليه ما حوذة ابلا سبب سرعى فيجب عليها ان ترد المال الى مالكة فانه في يدها امامة وما لم ترد المال لا تصير نوبة لان رد المال من تمام توبتها وكذا لفت السرقة اذا تاب صاحبها لا سبل الى جعلها سببا لتملك الاموال المسروقة للسارق فبقى المال عده بعد التوبة حاليا عن سبب الملك من بيع او شراء او هبة او تصمين او اربث او سررها فيجب عليه رده وذلك من تمام توبته ، وقس عليه غيرها واما رابعا فالتبديل المذكور في الآية مترتب على ثلثة اشياء : النوبة والايمان والعمل الصالح فما لم يتحقق الا شياء الثلاثة لم يحز الحكم بالتبديل وامت تعلم ان المذكور في السؤال هو التوبة وحدها واتات الايمان بان السؤال وارد في راية مؤمنة او بان التوبة تعقب الايمان ايضا ممكن اما الاعمال الصالحة فليس لها ذكر في السؤال ولم تعرض له المحب في حواشه قلت شعري كيف حارله الحكم بالتبديل مع اثناء شرطه ان لم تصر صالحة او مع اثناء العلم بوجود الشرط واما خامسا فان الآية الكريمة اما تدل على تبديل اعمال المكلفين من صفة الى صفة اما تبديل صفة الا موانع اعلى الحرمة فلا دلالة لثانيه عليها بوحده من الوجوه ومن المعلوم ان الحرمة التي كان المال موصوفا بها قبل النوبة هي من صفات المال لان من صفات اعمال المرتكبين فان قبل تبدل صفة المال فرع تبدل صفة العمل قلنا مسوع وان سلم كان اقرا من المحب بان الحكم بحدة المال قياسي لا منصوص و القياس من وطبة المحتج واما سادسا فان الآية منصوص من اسلم من الكفار كما يادى به صدر الآية اعلى قوله تعالى والدين لا يدعون مع الله الها آخر . وعرضا اعلى قوله تعالى الا من تاب وامن الا

۱. بقدر اسمي بقدر سبب سبب سورة الفرقان ص ۲ ۱۱۷۹ رقم الآية ۷۰ هـ فسمى سبب ۱ نعل الاوى
است حبر انه لم يذهب احد من المفسرين اليه الا ابو جعفر عبدالحق

يقول في الحديث ان الاسلام ينهدم ما كان قبله ٢٠٠ وقال ابن جرير في تفسيره الا من تاب من
الشرك كس قاص بالله ورسوله وعمل عملا صالحا يقول وعمل بما امره الله فاضاعه فان الله قد
به من ابداله سبني اعماله في الشرك محسبها في الاسلام انتهى وعن ابن عباس رضي الله تعالى
عنه قال يدل الله اعمالهم السيئة التي كانت في الشرك بالا اعمال الصالحة حين دخلوا في الاسلام
سنة (ابن جرير) ٢٠٠ فلا يصح الا استدلال بها على تدل الا انه الذي جعل التورع لها حدود ٢٠٠
لرمها على المسلمين وبني عن الشاعة فيها والعفو عنها بعد محلها الا ما شاء الله ٢٠٠ استدلال
الكريمة فمن جاء موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف ٢٠٠ فلا يصح ايضا فان الاية تزلزل
احد نسب قبل التحريم ثم امر الله بتحريمه فانتهى فله ما احدث قبل التحريم اما الذين بلغتهم
لحريمه ولم يسيروا ولم تدعوا الى اكسوا السيئات واحدا والا موافق من طرق مبيحة فلا يدل الاية
على ان تلك الاموال تحول لهم بالثوبة قال ابن جرير في تفسيره تحت هذه الاية الكريمة من
موعظة فانتهى عن اكل الربوا وان ردد عن العمل به وانزجر عنه فله ما سلف يعني ما احدث
تصلي قبل محي الموعظة والتحريم من ربه في ذلك السبي ثم قال اما الموعظة فالتورع السبي ٢٠٠
وقال القاضي البضاوي في تفسيره هم بلغه وعط من الله وزجر كالمهي عن الربوا فانتهى
فاتعظ وتبع الهى فله ما سلف تقدمه احده التحريم والا يستردمه انتهى ومثله في التفسير الكبير ٢٠٠
والحازن ٢٠٠ والمدارك ٢٠٠ وغيرها ومن المعلوم ان الرابطة قد جاءتها موعظة من ربه السبي عن
لرب في القرآن المصحح والحدود ٢٠٠ فله سلف ولم تردع عن الربوا واحدا ما احدث بعد التحريم
سبح الموعظة فان هذا من ذلك فاستدلال المحجب بالاية الدالة على حلة الماحود قبل التحريم
على حدة الا موافق المكسبة بالطريق المحرمة بعد التحريم ليس من الصحة في شئني هذا والله
يعني علمه وهو السون للبدانة والعصاة في الرواية والدراية فقط
كسب العدد المسكن الا واد محمد ككتاب الله عثره مولاه المدرس الا ان في
المدرسة الاممية الواقعة مدخل

سادس من جمادى الاولى سن ١٣٢٩هـ

لله در لمحب المصعب حيث كفى وشفي حزا الله تعالى خير الحزاء

تہذیب و فتنہ۔ ۴۔ عرب سن ۱۳۲۹ھ

- ١ سورة الفرقان الجزء التاسع عشر رقمه ٧٠٠٦٧
 (٢) أحد جزء من الحديث المطبوع في كتب الإيمان ، باب كون الإسلام بهيمة ما كان قبله وكذا الحج
 من ٧٦١ ط قديمي
 ٣ تفسير نصري ، سورة الفرقان الجزء التاسع عشر رقمه ٧٠٠٦٧ ص ١٩ ط سروت
 ٤ جزء من كتابي برواية من سورة الفرقان ، تفسير نصري ٣٠١٩ رقمه الآية ٧٠ ط سروت
 ٥ سورة الفرقان الجزء الثالث رقمه ٢٧٥
 ٦ تفسير نصري ، سورة الفرقان الجزء الثالث ص ٦٩ رقمه الآية ٢٧٥ ط سروت
 ٧ تفسير نصري سورة الفرقان الجزء الثالث ص ١٧٨ رقمه الآية ٢٧٥ ط سعيد
 ٨ تفسير نصري ، سورة الفرقان الجزء الثالث ص ١٠٧ رقمه الآية ط ، مكتبة الأعلام اسلامي
 ٩ تفسير جزء سورة الفرقان الجزء الثالث ص ٣٠١ رقمه الآية ٢٧٥ ط مصر
 ١٠ جزء من كتاب تفسير الجزء الثالث ص ١٩٢ رقمه الآية ٢٧٥ ط قديمي

(نوٹ) حضرت مفتی اعظمؒ کے مذکورہ بالا جواب کے بعد مولانا عبداللہ خاڑی پورنی نے جواب
الجواب تحریر فرمایا جو فلسفہ سائز کے چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر حضرت مفتی اعظمؒ نے اس پر تقریر
فرمایا جو ساٹھ صفحات پر ہے۔ یہ تحریریں منظرِ اہ میں مورعلی زبان میں ہیں اور توفیق ایڈوکیٹ شمس الدین نے
انشاء اللہ ان کو ایک مستقل کتاب کی صورت میں شائع کیا ہے۔ ناظرین کے سے اوپر درج شدہ فتویٰ کافی ہے
(واصف عفی عنہ)

تم الجزء السابع من کلمات المعنی وبله الجزء الثامن اوله کتاب الميوع

فرہنگ اصطلاحات

(الف)

احوط۔ قریب احتیاط، جو ان کی صورتوں میں سے وہ صورت جو تقویٰ کے قریب تر ہو۔
استخفاف۔ حقیر سمجھنا۔

انتظار۔ زوج کا وقت، مدت کے فرشتوں کا تماشہ، دن کے سے صاف ہو گا۔

اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔

اخطار۔ ایسے حالت کا پیدا ہو جانے کا بیان ہے۔ ہر سے ہو جانے کا کیا کنی غصہ کوٹ جاتے کا کہتے ہیں
ہو جاتے۔

ایمانی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا عمل جس پر صحابہ و ائمہ متفق ہو۔

اسامہ۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی حمد سے جو کوئی بات الٰہی جاتی ہے اسے اسامہ کہتے
ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے، مطلق اسم فاعل مطلق اسم مفعول

لوٹ ارجو شعیبہ۔ چار شرعی باتیں ہیں پر لاہ کامیڈ میڈ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث
شریف، سوم جماع امت، چارم قیاس (اجتہاد)

حرف۔ حق کی جمع، کلمات نام، عقلمند یا حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمین۔

اتفاق۔ متفقہ صورت، اتفاق۔

اتحاد۔ دل و دین چڑھنا، یعنی ان مسئلہ مطلوب و محبت کرنے کے کوئی اصول پیش کرنا۔

اتحاد۔ بحث چڑھنا، یعنی ان مسئلہ کو تائید کرنے کے ایسی صاف اور واضح دلیل پیش کرنا جو

مقبول و یوں وہ دے دے اور دے دے۔

اور انبیاء۔ زندہ یا قبل اسلام کے پیغمبروں، متوں، مصلوں اور سطوتوں سے تعمق رکھنے والی روایات و حکایات جو اہل کتاب کی مذہبی کتابوں سے منقول ہیں۔

الغلو۔ بے دینی طہ اس کا اسم فاعل ہے۔

اجل۔ وقت مقررہ یا معاد۔ واضح ہو کہ لغو اجل کے معنی موت کے نہیں ہیں۔ محاورہ میں بطور استعراق کے موت کے معنی مر لوٹے لیتے ہیں۔

(ب)

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ۔

(ت)

تقریر۔ مزین، کسی جرمنی و سزا ہو عام اسلام اپنی صولہ پید اور رائے سے تجویز کرے۔ ورنہ شہادت دینی خاص راہ مقرر نہ کی ہو۔

مخفیہ۔ کفر کا ضمہ کا

تہویل۔ غلط مشق کے چند معنی مملہ میں سے قرآن یک معنی و ترجیح دینے (نور و تہویل) شریعہ کے خلاف نہ ہو تو تہویل مقبول ہے ورنہ تہویل باطل

تائیل۔ معیاد وقت یا مدت مقرر کرنا یا سہ کرنا۔

تجیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے چند سبب بیان میں سے ایک اسوب بیان و بیانہ مرادوف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ غلط فہم میں اصل و قصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق بدل کر دینا۔
تو تر۔ کسی بات کا تائید و رد یا سہارے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچانے کے متعلق جمع کا امان نہ ہو۔ جیسے قوت مجید کہ ہم تک بطریق و اثر پہنچا ہے۔

تشیق۔ کسی بات کو مزین کر دینا۔ قدس کا ضم کرنا۔

تقدی۔ قوت مضبوطی مرد محبت سے ساتھ کسی بات و دوسروں کے سامنے پیش کرنا، پیش کرنا۔
تقدیس۔ محبت حق و دین، صحیح بات و مشیت کر دینا۔

تذیہ۔ کام کے محسوس بیان کرنا اور وجہ محبت کو ظاہر کرنا تاکہ اس کا خالق و بہام دور ہو جائے اور دوسرے کام سے اس کا تعارض رفع ہو جائے۔

تیسوری۔ (انگریزی) نمبر۔

تثلیث۔ تین خدا ماننا (جس کیوں کا عقیدہ)

تجاسیر۔ (جسور کی جمع) مراد اسلام کے علماء اور صاحب الرائے لوگ

جاہلیت۔ (عمد جاہلیت) حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہشت سے پہلے کا زمانہ۔

(ح)

حربی۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے یا عاید۔
 حنیہ۔ (حنی کی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔
 حنبلیہ (حنبل کی جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔
 جست۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔
 حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف۔ بیان کرنا۔
 حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت اور مقرر ہو۔

(خ)

خارق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے بغیر اسباب و آلات کے ظاہر ہو۔ (غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ اور ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اس کو استہراج کہتے ہیں لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے ہار یک فرق ہیں)

(د)

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خود مختار حکومت ہو اور اسلامی احکام و قوانین جاری کرنے پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانت۔ وہ معاملہ جو بندے اور خدا کے درمیان ہو۔

دلیل۔ کوئی اصول جس سے مسائل ثابت کئے جاسکیں۔

دلیل قطعی۔ وہ دلیل جو صاف و صریح طور واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں توجہ و تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

(ذ)

ذاردن تھیوری۔ ذاردن کا نظریہ (ذاردن یورپ کا ایک فلاسفر تھا۔ اس نے اسلامی عقیدے کے خلاف یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ انسان کی آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں نہیں ہوئی ہے بلکہ پہلے ایک کینز تھا۔ پھر اس نے کرکسٹ وغیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بندہ کی صورت میں آیا اور بندہ سے ترقی کر کے انسان بنا)

(ر)

رکاب رہا۔ سود یا بیع۔

ردقہ۔ ارثہ اور مردہ ہونا، اسلام سے پھر جانا۔

(ز)

زجر۔ تنبیہ، اظہار نفرت کے طور پر۔

زندہ تھی۔ جو شخص آخرت کو نہ مانے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنا و زانیہ جمع۔

زندہ تھی۔ آخرت کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ عہد جاہلیت۔ حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے کا زمانہ۔

سیر۔ (سیر کی جمع) یہ دیکھنے کے معنی کسی شخص کی سوانح عمری یا تراجم یا احادیث رسول اللہ ﷺ کے حالات

زندگی مراد لیے جاتے ہیں۔ یہ دوسرے معنی مفارقت۔

سنن۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کئے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ

کا طریقہ اور نمونہ عمل)

سماج موتی۔ مردوں کا سماج۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ آیا قبروں میں مردے باہر کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟)

سیاست۔ کسی جرم کی سزا جو حاکم انتظامی اپنی رائے سے جاری کرے۔

(ش)

شہود۔ (شہاد کی جمع) گواہ۔

شہادتیں۔ دو شہادتیں جو حکم شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات کی وجہ سے یا جن اسباب کی بنا پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا موقع

نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین۔

(ص)

سماجت۔ صاف، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

(ع)

متودرہ یہ۔ سودی معائنات۔

(غ)

غالی۔ گھڑ، تشدد۔

غلو۔ گھڑ پن، شدت۔

غیر موجد۔ وہ کام جس میں توجیہ نہ کی گئی ہو۔

فنی۔ وہ شخص جو قربانی کا انصاب رکھتا ہو۔

(ف)

فردی مسائل۔ جزوی مسائل، ایسے مسائل جو بطریق اجتہاد اخذ کئے گئے ہوں۔

فقیر۔ وہ شخص جو قربانی کا انصاب بھی نہ رکھتا ہو۔

(ق)

قاضی۔ وہ باعتبار مسلم بن جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔
 قضا۔ وہ حکم یا فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔ واضح ہو کہ قضا کے معنی موت کے نہیں ہیں۔
 ارہ و محارہ میں بطور استعارہ کے مراد لے لیتے ہیں۔

قرون ثلاث مشہود لہما بالخیار۔ قرون اولیٰ مشہود لہما بالخیار۔ وہ تین زمانے جس کے افضل و اعلیٰ اور باخیر ہونے کی شہادت بخیر صادق (ﷺ) نے دی۔ آپ نے فرمایا: حیر القرون قرنی ثم الذین یلوہم ثم الذین یلوہم۔ یعنی بہتر نین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے زمانہ کے لوگوں کے بعد آئیں گے پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

(م)

مجاہد۔ وراۃ مجاہد کے غیر مسلم باشندے جو ہر سر جنگ ہوں۔
 معتو۔ ناقص العقل یا لایذہ ذوق۔
 متعلقہ۔ قطع تعلق باہلکات۔
 مخیر بخیر۔ کفر تک پہنچانے والا۔ یعنی کوئی ناجائز کام جو کفر کے قریب قریب ہو۔
 مجتہد فیہ۔ وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن و حدیث میں صاف اور واضح طور پر موجود نہ ہو اور بطریق اجتہاد اخذ کیا گیا ہو۔
 متفق مایہ۔ وہ مسئلہ جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق رائے ہو۔
 مختصر۔ وہ شخص جو نزاع کی حالت میں ہو۔
 مخیر صادق۔ بخی خیر و سیدہ والا۔ یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ۔
 مضمود۔ ایسا کام جو اوپر سے ہوتا چلا آتا ہو۔
 مندوب۔ مستحب۔

مختلف فیہ۔ وہ مسئلہ جس میں مختلف رائیں ہوں۔ ضد متفق مایہ۔
 محدث۔ نئی ایجاد کردہ چیز۔ اس کا مصدر احداث اور اسم فاعل محدث ہے۔
 محدث۔ حدیث شریف کا جدید عالم۔
 مایہ۔ مانگی کی جمع۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مقلدین۔
 ملخص۔ وہ شخص جس کو الہام ہو۔ اس کا مصدر الہام اور اسم فاعل ملخص ہے۔
 مانکہ سیاحین۔ وہ فرشتے جو اللہ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ چلتے پھرتے
 ر ہیں اور جہاں کہیں لوگ عبادت اور عطا و تہ کی دعا کرتے و غیر دہش مشغول ہوں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں ان کی گواہی دیں۔ درود و سلام رسول اللہ ﷺ تک وہی مانگے۔ یہاں تک پہنچاتے ہیں۔

منقبہ۔ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے اوصاف، اور کارنامے۔

مُلحذ۔ بے دین وہ شخص جو کسی دین کا قائل نہ ہو۔

مُتخلف۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ اس کا مصدر تخلف ہے۔

مُنکِر۔ وہ چیزیں یا وہ کام جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔

مُنکِر۔ انکار کرنے والا۔ انکار کا اسم فاعل۔

مضطرب۔ وہ شخص جو حالت اضطراب میں ہو۔ (دیکھو اضطراب)

متواتر۔ بطریق تواتر پہنچنے والی چیز۔ (دیکھو تواتر)

مُباشرة۔ مغلطہ نہ کرنا، عمل میں لانا، اس و کنار کرنا۔ لہذا وہ کے محاورہ میں مباشرت کے معنی بتایا

اور وہی کرنا ہیں، لیکن فقہ میں بتایا اور وہی کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

مُعسر۔ وہ شخص جو صاحب نصاب نہ ہو۔

مُؤسّر۔ وہ شخص جو صاحب نصاب ہو۔

(ن)

نص۔ حالت و حرمت کا وہ وضع و نصاب حکم جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا ایہام نہ ہو۔

نظم قرآن۔ مراد قرآن شریف کی مہارت۔

نعت۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (خاص کر اشعار میں)

(و)

واجب الہم۔ اہم دین کے لائق۔ جس کا قسم کر دینا ضروری ہو۔

وکیلہ۔ فرض۔ وکیل۔